کس موڑ پر ملے ہو؟

بشریٰ رحمٰن

وہ خواب سا زمانہ
وہ روپ کا خزانہ
سب کچھ لٹا چکے ہم
یہ جسم و جان جاناں!
کس موڑ پر ملے ہو؟

یکا یک سیٹ بیلٹ کی سرخ بتیاں جل اٹھیں اور پائیلٹ نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ جہاز کے انجن میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے ایمسٹرڈیم کے ائیر پورٹ پر لینڈ کرنا مجبوری بن گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے تمام مسافروں کو لاؤنج میں جانا پڑے گا۔ جلد ہی طیارے کا نقص دور ہو جائے گا۔ اور ہم آپ کو لے کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوں گے۔

اطمینان سے بیٹھے ہوئے مسافر چونکے۔ اور پھر بیلٹ باندھنے کی آوازیں آنے لگیں۔

مستعان نیم دراز تھا۔ اور ایک دلچسپ کتاب پڑھ رہا تھا۔ نجانے اسے دل کے اندر گھبراہٹ کیوں محسوس ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کئی ہوائی سفر کر چکا تھا۔ اور اب بھی ڈاکٹر سے مشورہ لے کر آیا تھا۔ مگر کچھ گھبرا سا گیا ۔۔۔۔۔۔ گھبراہٹ اس کے دل کے اندر ہو رہی تھی۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی ہارٹ بیٹ بالکل ٹھیک تھی۔ اس نے کلائی پر جاپان کی ایجاد کی ہوئی نئی گھڑی باندھی ہوئی تھی۔ جو نبض کے ساتھ ہارٹ بیٹ اور بی پی بھی بتاتی رہتی ہے۔ اس گھڑی کو دیکھ کر وہ اکثر سوچا کرتا تھا۔ کہ انسانی ذہن کا کوئی مقابلہ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ جہاز کی رفتار سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اب نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ اس نے بھی بیلٹ باندھ لی۔ لمحہ بھر کو اسے خیال آیا کہ اگر یہ جہاز لینڈ نہ کر سکا تو _____

پھر اس نے فوراً اپنے ذہن کو جھٹکا مسافروں کی طرف دیکھا۔ بڑا سکون تھا ان کے چہروں پر ۔۔۔۔۔۔۔ کوئی تردد نہیں تھا۔ مائیں سوتے ہوئے بچوں کو جگا رہی تھیں اور چیزیں سمیٹ رہی تھیں۔ اسے اپنی منفی سوچ پر بڑا تعجب ہوا۔

تھوڑی ہی دیر میں جہاز لینڈ کر گیا۔ ہدایات جاری ہوئیں اور مسافر اپنا اپنا بورڈ کارڈ پکڑ کر لاؤنج میں آ گئے۔

زمین پر قدم رکھتے ہی تھکے ہوئے مسافروں کے چہرے دمکنے لگے تھے۔ زمین کی کشش بھی بڑی انوکھی چیز ہے۔ مستعان اتر کر لاؤنج میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ زیادہ تر مسافر چل پھر رہے تھے۔ جہاز میں بیٹھے بیٹھے تھک گئے تھے۔ بچے چلانے لگے تھے۔ مائیں ان کے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ اس نے گھوم پھر کر دیکھا وہاں مسافروں کے لئے ایک ڈیوٹی فری شاپ تھی۔ ریستوران تھا۔ آئیس کریم، چاکلیٹ اور مشروبات تھے۔ وہ جانتا تھا۔ ٹرانزٹ میں ایسی ساری دلکشیاں اور سہولیات ہوتی ہیں۔ تھوڑی دیر تو کوئی کہیں بھی نہیں گیا۔ بس سامنے ہی گھوم گھوم کر دوکانوں اور چیزوں کو دیکھتے رہے۔ یا پھر خواتین بچوں کو لے لے کر واش روم تک جاتی رہیں۔ لیکن ایک گھنٹے بعد اعلان ہونے لگا۔ کہ ان کا جہاز جلد ہی ٹھیک ہونے کا امکان نہیں ہے۔ مسافروں سے معذرت چاہتے ہیں۔ کہ انہیں چند گھنٹے اور انتظار کرنا پڑے گا۔ اسی ایئر لائن کا دوسرا جہاز ریگولر فلائٹ لے کر آنے والا ہے۔ اس میں مسافروں کو بھجوانے کا بندوبست کیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی بعض مسافروں کے چہرے لٹک گئے۔ بعض نے ہائے وائے کیا۔۔۔۔۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ سبھی بکھر گئے _____ دوکانوں میں گھس گئے۔ بچوں کو آئیس کریم کھلانے لگے۔

دنیا بڑی دلچسپ جگہ ہے۔ اور ابنِ آدم تو اس دنیا کا شاہکار ہے۔ اسے جس زمین پر اتار دیا جائے گا۔ وہ اپنے ہونے کا ثبوت دینے لگے گا۔

مستعان مسلسل تین گھنٹے سے لاؤنج میں بیٹھا انسانوں کی جبلت کے بارے میں معلومات اکٹھی کر رہا تھا۔ اسے دوکانوں کے اندر رکھی چیزوں سے دلچسپی نہیں تھی۔ ونڈو شاپنگ کا بھی قائل نہیں تھا۔ وہ گھوم پھر کر زیادہ تھکنا نہیں چاہتا تھا۔ تیاری میں دو راتوں کی نیند پوری نہ ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے اسے مشورہ دیا تھا۔ کہ اتنی لمبی فلائٹ ہے۔ وہ جہاز میں گولی کھا کر سو جائے۔ گولی کھانے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ میان راہ رکنا پڑ گیا تھا۔ یوں بھی جہاز میں اسے بغیر گولی کے بھی خوب نیند آ جاتی تھی۔ مگر جب سونے کا وقت آیا۔ انہیں اتر نا پڑ گیا۔

اس کی طبیعت میں عجیب سی تھکن اور بے دلی کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ ہر بار جب فلائٹ بورڈ پر روشنیاں آگے پیچھے چمکتیں وہ قریب جا کر انہیں غور سے دیکھتا۔ وہاں کسی دوسری ایئر لائن کے آنے جانے کی اطلاع ہوتی۔ وہ بددل ہو کر واپس آ جاتا۔

وہاں اٹھتے ۔۔۔۔۔ بیٹھتے اسے تین گھنٹے ہو گئے تھے۔ سوچنے لگتا۔ ہوائی سفر میں کتنی قباحت ہے۔ جہاز خراب ہو جائے اور آپ کو کہیں اجنبی زمین پر اتار دے تو آپ بے بسی کی تصویر بن جاتے

ہیں۔ پچھلوں کو چھوڑ آئے۔ اگلوں کو کچھ علم نہیں _____ اور آپ معلق سے ہو کر رہ گئے۔۔۔۔۔۔

بیٹھے بیٹھے اسے خیال آیا کہ یہ ہوائی اڈے برزخ کی طرح ہوتے ہیں۔ زمین اور آسمان کے درمیان ایک پڑاؤ آتا ہے _____ جسے برزخ کہتے ہیں _____ یہ سوچ کر اسے جھرجھری سی آ گئی۔

کلائی کی جاپانی گھڑی دیکھی۔ نبض بالکل ٹھیک چل رہی تھی۔

نہیں معلوم مسافروں کو اور کتنی دیر تک یہاں رکنا پڑے۔ وہ کئی بار اپنی کتاب کھول کے بند کر چکا تھا۔ ہوائی اڈوں کے اندر دن اور رات میں زیادہ فرق نہیں دکھائی دیتا۔

کیونکہ قمقمے چوبیس گھنٹے روشن رہتے ہیں۔ انسان اپنی عادتوں کا غلام ہوتا ہے۔ عادتیں اسے بتاتی ہیں۔ کہ دن کے بعد رات ہوا چاہتی ہے اور کس گھڑی سویرا ہونے والا ہے _____

رات شاید گزری چلی جا رہی تھی۔ اس پر تھکن اور اضمحلال کی کیفیت چھا رہی تھی۔ پھر غالباً سارے ہی مسافروں کے اعصاب رات کے گزرنے کا اعلان کرنے لگے تھے۔ کیونکہ کونوں کھدروں اور دوکانوں سے نکل کر مسافر اپنی کرسیوں کی طرف آنے لگے تھے۔ جو بھی آتا پہلے جا کر بورڈ پر جلتی بجھتی روشنیاں دیکھتا۔ اور پھر آ کر مستعان کے پاس کھڑا ہو جاتا۔ اور پوچھتا _____

''ہمارا جہاز ابھی نہیں آیا _____؟''

دو چار لوگوں کو تو اس نے بڑی شائستگی سے جواب دے دیا۔

بعد میں ہر ایک کے پوچھنے پر اسے غصہ آنے لگا۔

کیا اس کے ذمے یہ کام لگا کے اسے بیٹھایا گیا تھا۔ وہ بھی تو ان کے ساتھ ہی آیا تھا _____ جیسے اس کے پاس انفرمیشن کا کوئی خفیہ آلہ ہو۔

رفتہ رفتہ سارے مسافر ٹہلتے، ٹہلتے آتے گئے۔ اور کرسیوں پر ڈھیر ہوتے گئے _____ بچوں نے حسب معمول چلانا شروع کر دیا۔ چیختے چلاتے بچے سو گئے۔ اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے مسافروں کی گردنیں آہستہ آہستہ لٹکنے لگیں _____

کتنی ظالم شے ہے یہ نیند۔۔۔۔۔۔

سولی پر بھی آ جاتی ہے۔

مستعان نے سوچا _____

لیکن جب رات بھر نہیں آتی۔ تو زندگی سولی پر لٹک جاتی ہے _____

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا _____

ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ بعض سوئے ہوئے لوگوں کے خراٹے بھی سنائی دے رہے تھے۔

''یہ اوقات ہے بندے کی _____''

پتہ نہیں اسے بلاوجہ ہر بندے پر غصہ کیوں آ رہا تھا۔

گھڑی کی سوئی دو گھنٹے ہوئے بارہ کے ہندسہ کو چھوڑ گئی تھی۔ اس کا دل چاہا۔ اب وہ جا کر ائیری سے پتہ کرے۔ کہ ان بے چارے مسافروں کو لے جانے کا ارادہ ہے۔ یا تسلیاں دے دے کر ت یہیں گزروائیں گے۔

عین اسی وقت ایک خاتون کی آواز میں اعلان ہونے لگا۔

اعلان تھا یا صور اسرافیل _____

سارے مسافر چونک کر جاگے ۔۔۔۔۔۔ جاگ کر بھاگے ۔۔۔۔۔۔۔

سارے مسافروں کو نوید دی جا رہی تھی۔ کہ ان کو لے جانے والا بوئنگ آ گیا ہے۔ وہ سب گیٹ ر 17 سے سوار ہوں۔

نیند کے ماتے دامن جھٹک کر گیٹ نمبر 17 کی طرف بھاگے۔ احکامات کی بجا آوری جس طرح ائی اڈوں پر ہوتی ہے ۔۔۔۔۔۔ اس سے بھٹکنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ بچوں کے چیخنے اور ماؤں ے پکارنے کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ جہاز میں سوار ہونا ہے۔ مگر سب ہی لپک ک کر بورڈنگ کارڈ پکڑ رہے تھے۔

جس وقت مستعان جہاز کے اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کی تقریباً ہر سیٹ پر کوئی سافر بیٹھا تھا۔ کوئی سویا تھا۔ کوئی جاگ رہا تھا۔

وہ کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کہ ائیر ہوسٹس نے آ کر بلند آواز میں کہا۔

''بورڈنگ کارڈ پر سیٹوں کے نمبر نہیں ہیں۔ اس لئے جہاں جگہ ملے بیٹھ جایئے _____''

وہ جہاں کھڑا تھا۔ وہاں ایک سیٹ پر ایک مسافر کمبل تانے سو رہا تھا۔ دوسری سیٹ خالی تھی۔ وہ لدی سے اس خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی اس نے نظر بھر کر سارے جہاز میں دیکھا۔ سارے مسافر ں سما گئے تھے۔ کمال ہے۔ جب وہ داخل ہوا تھا۔ تو جہاز بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اتنی گنجائش کیسے نکل آئی۔

وہی اندر کا پراسرار ماحول _____

وہی عملے کی آنیاں جانیاں _____

وہی موسیقی کی دھن _____ وہی اعلانات _____

طیارہ پرواز پر روانہ ہو گیا۔

اس کے ساتھ سویا ہوا مسافر جاگ اٹھا تھا۔ ''ایکسکیوزمی'' کہہ کر ٹائیلٹ کی طرف چلا گیا۔

مستعان نے جاتی ہوئی ائیر ہوسٹس سے تکیہ اور کمبل مانگا۔ ائیر ہوسٹس نے ایسے منہ بنایا جیسے کہ اس نے بھیک مانگ لی ہو۔

''ٹھیک ہے بندوبست کرتی ہوں _____''

کہہ کر غائب ہو گئی۔

مستعان نے تسمے کھولے۔ جوتے اور جرابیں اتاریں۔ بیٹھے بیٹھے بھی پاؤں تھک گئے تھے۔ اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔ اتنے میں اس کا ہمنشیں لوٹ آیا تھا۔ اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ بھی پاکستانی تھا۔ یہ جہاز پاکستان سے مسافر لے کر آ رہا تھا۔ اس نے بیٹھتے ہی گفتگو کا آغاز کیا۔

کیا کوئی حادثہ پیش آ گیا تھا؟

جی ہاں _____ ہمارے جہاز میں کوئی فنی خرابی ہو گئی تھی۔ اس لئے ہمیں ایمسٹرڈیم کے ائیر پورٹ پر اتار دیا گیا تھا۔

کتنے گھنٹے رہے وہاں پر _____؟

چھ گھنٹے _____

اف ۔۔۔۔۔۔ تھک گئے ہوں گے آپ _____؟

تھک _____ شل ہو گئے ہیں۔ دماغ ماؤف ہو گیا ہے۔

پاکستان سے آ رہے ہیں۔؟

جی ہاں _____

امریکہ جانا ہے _____؟

جی ہاں _____

ابھی تو ایک لمبا سفر پڑا ہے _____

وہ تو نظر آ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر مستعان نے اپنا بریف کیس کھولا۔ دوا کی شیشی نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ تو وہ بولا _____

کچھ تکلیف ہے آپ کو _____؟

جی _____ دل کی _____ مستعان ہنسا۔

اوہ۔۔۔۔۔۔ تو پھر اتنی ایکذرشن آپ کے لئے ٹھیک نہیں۔ آپ کو تو آرام کرنا چاہیے۔

آرام کرنے کے لئے ہی یہ گولی کھا رہا ہوں۔

مستعان بولا۔

مسافر نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ اور کہنے لگا۔

میں کافی سو چکا ہوں۔ جہاز میں مجھے خوب نیند آتی ہے۔ میں اٹھ کر پیچھے کہیں جگہ بناتا ہوں۔

آپ یہ سیٹ سیدھی کر کے اطمینان سے سو جائیں۔

نہیں نہیں آپ اتنی زحمت نہ کریں۔ میں یہیں ٹانگیں سیدھی کر لوں گا۔ مستعان نے کہنے کو تو کہہ دیا تھا۔ حقیقتاً اس کا دل چاہ رہا تھا۔ یہ شخص کہیں بھی دفعان ہو جائے تا کہ وہ ٹانگیں لمبی کر کے مزے سے سو سکے۔

وہ شخص کھڑا ہو گیا۔ مستعان نے بھی دوبارہ منع کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

اس نے اپنا کمبل اور تکیہ بھی مستعان کے سپرد کر دیا۔ اور نیم تاریکی میں جہاز کے پچھلے حصے کی طرف مڑ گیا۔ مستعان نے یہ دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی وہ کدھر گیا _____ کہاں سما گیا۔ اس نے دونوں سیٹوں کو جوڑا اور کمبل تان کر سو گیا۔

صبح جب سورج کی سرخ کرنیں بند شیشوں کے اس طرف دستک دے رہی تھیں۔ مستعان کی آنکھ کھل گئی۔ اٹھتے ہی اس نے گھڑی دیکھی۔ ارے ابھی تک صرف سات بجے تھے۔ وہ گھبرا سا گیا۔ پھر اسے یاد آیا اس نے حسب عادت اپنی گھڑی پر پاکستانی وقت نہیں بدلا تھا۔ یوں اس نے اندازہ لگایا۔ تو وہ پورے بارہ گھنٹے سو چکا تھا۔ کافی سفر سوتے میں تمام ہو چکا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ طبیعت بشاش لگ رہی تھی۔ کھڑے ہو کر انگڑائی لی۔ جہاز کا جائزہ لیا۔ زیادہ تر مسافر سوئے ہوئے تھے۔ اس نے سوچا وہ جلدی سے غسل خانے چلا جائے اور صبح کے معمولات سے فارغ ہو جائے۔ اور شیو کر کے اپنا حلیہ درست کر لے۔ ورنہ جب غسل خانوں کے آگے جہاز میں کیو لگ جاتا ہے۔ تو کافی مشکل پیش آتی ہے۔

وہ اپنی شیونگ کٹ اٹھا کر ٹائیلٹ میں چلا گیا۔ اپنی صورت اور حلیہ درست کر کے جب اپنی سیٹ پر واپس آیا۔ تو وہاں ایک انتہائی خوبرو نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سمجھا وہ غلط سیٹ پر آ گیا ہے۔ اس لئے ذرا پیچھے ہٹ کر نئے سروں سے سیٹوں کے نمبر گنے۔ کیونکہ جاتے وقت وہ اپنی سیٹ کا نمبر یاد کر کے گیا تھا۔ جب دو تین بار وہ آگے پیچھے ہوا تو وہ خوبرو نوجوان اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بولا _____

آپ نے غالباً مجھے پہچانا نہیں۔ رات کو میں ہی آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

اوہ _____ آئی ایم سوری _____

مستعان شرمندہ سا آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

رات جہاز میں اتنی روشنی بھی نہ تھی اور سچی بات ہے تھکاوٹ کی وجہ سے میرا موڈ اتنا خراب تھا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکا۔

کوئی بات نہیں اب میں ایسا سیف الملوک بھی نہیں کہ آپ ایک جھلکی میں مجھے یاد رکھتے۔

یہ بات نہیں _____

مستعان بولا۔

آپ کو غور سے نہیں دیکھا تھا۔ مگر رات میں آپ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا تھا۔ واقعی اگر آپ مجھے اپنی سیٹ نہ دیتے تو میں اتنی بھرپور نیند نہ لے سکتا_____ کیا آپ کو مناسب جگہ مل گئی تھی۔

پیچھے ایک سیٹ پر ایک بچہ سویا ہوا تھا۔ دوسری خالی تھی۔ میں وہاں ٹک گیا۔ انہوں نے ایک دلچسپ فلم لگادی تھی۔ دیکھتا رہا کبھی سوتا رہا_____ دیکھ لیجئے میں کتنا فریش نظر آ رہا ہوں۔

ماشاءاللہ_____

مسافر جاگ رہے تھے۔ اور ائیر ہوسٹسیں ٹرالیاں سیدھی کر رہی تھیں۔

تھوڑی دیر میں گرما گرم ناشتہ سرو (Serve) ہونے لگا۔ دونوں نے بڑی خاموشی سے ناشتہ کیا۔

اس کے بعد مستعان بولا۔

ابھی تو کافی سفر پڑا ہے۔ کیوں نہ مفصل تعارف ہو جائے۔

ہاں_____ وہ بولا میرا نام دلدار ہے۔ دلدار چوہدری۔ اور میرا تعلق لاہور سے ہے۔ پہلی مرتبہ امریکہ جا رہا ہوں۔

میرا نام مستعان احمد ہے۔ میں اپنے چیک اپ کے لئے امریکہ جا رہا ہوں۔

دیکھنے میں آپ بھلے چنگے دکھائی دیتے ہیں۔

دل بھلا چنگا نہیں ہے۔

کب سے ہے دل کی تکلیف_____؟

پیدائشی_____

اچھا_____ دل میں پیدائشی نقص بھی ہوتا ہے۔

ہاں اب تو یہ تکلیف عام ہے۔ آج کل تو دل کی تکلیف چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی ہو جاتی ہے۔

کیا عمر ہو گی آپ کی؟

وہ بولا۔

پینتیس برس_____

یو آر ینگ _____ Young

مستعان ہنسا۔

اسی لئے تو اس عمر میں بیمار دل تنگ کرنے لگا ہے۔

کیا پاکستان میں علاج نہیں تھا اب تو وہاں بڑے اچھے ہسپتال بن گئے ہیں۔

پاکستانی ڈاکٹروں کی مشاورت سے ہی جا رہا ہوں۔ بچپن میں ہی ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا جب تک کوئی خاص پرابلم نہ ہو۔ ٹریٹ منٹ نہ کروایا جائے۔ پچھلے پانچ سالوں میں کچھ مسائل پیدا ہوئے۔ پاکستان میں ہی علاج ہوتا رہا۔ گذشتہ سال میں آیا تھا۔ اس وقت ڈاکٹروں نے کہا تھا۔ میں سال بعد آؤں _____ اب اسی سلسلے میں جا رہا ہوں۔

اللہ کرے آپ صحت مند ہو کر جائیں۔ میری دعا ہے۔ یہ حیرانیوں کا دور ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میڈیکل نے معجزاتی ترقی کی ہے۔ آپ کی عمر دراز ہو۔ صرف ٹھیک ہونے کا یقین ساتھ لے کر جائیں۔

یہ درست ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے کئی دوست بالکل ٹھیک ہو چکے ہیں۔

آپ وہاں جاب کے سلسلے میں جا رہے ہیں۔

مستعان نے پوچھا۔

نہیں_____

دلدار نے جواب دیا۔ میں ایک مشن پر جا رہا ہوں۔

مشن_____؟ مستعان چونکا۔

دلدار نے قہقہہ لگایا۔

آپ ڈر گئے۔۔۔۔۔۔۔ جو بھی یہ کہے میں ایک مشن پر امریکہ جا رہا ہوں۔ لوگ چونک جاتے ہیں۔ حالانکہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔

پھر بھی مشن پر جا رہے ہیں۔

دلدار قہقہہ لگا کر خوب ہنستا رہا۔

مستعان نے دیکھا ہنستے وقت اس کا چہرہ اور بھی خوبصورت ہو گیا۔ گورا رنگ سرخ ہو گیا۔ کرنجی آنکھوں میں بجلی کی چمک آ گئی۔ اس کے سفید مصفا دانت موتیوں کی طرح نظر آنے لگے۔

مستعان احمد کو دل ہی دل میں اس کی رعنائی و توانائی میں ڈوبی جوانی پر بڑا رشک آیا۔

آپ نے اپنا نام دلدار چوہدری بتایا تھا_____

جی ہاں_____

چوہدری صاحب۔۔۔۔۔۔آپ کے نام کو آپ کی شخصیت سے بڑی نسبت ہے۔

بھئی آپ مجھے چوہدری صاحب نہیں۔صرف دلدار کہیں۔مجھے اپنا نام بہت پسند ہے۔

دلدار کہنا کوئی آسان تو نہیں _____ مستعان نے شرارت سے کہا۔لڑکیوں کو تو بڑی مشکل پیدا ہوتی ہوگی۔

اسی لئے تو میں اپنے حلقے میں چوہدری کی پخ ساتھ نہیں لگاتا۔

پھر تو خوب انجوائے کرتے ہوں گے۔

میں اتنا انجوائے نہیں کرتا۔جتنا انجوائے میری منگیتر کرتی ہے۔

منگیتر _____؟ آپ کی منگنی ہو چکی ہے _____

نوجوان کے خوبصورت چہرے پر اپنی منگیتر کے ذکر سے ستارے سے ابھر آئے تھے۔

اس کی آنکھوں میں ایک کیف اتر آیا تھا۔

ایسا ہی ہوتا ہے عشق کا موسم _____ مستعان نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔۔

آپ نے بچپن کی محبت کی کوئی فلم دیکھ رکھی ہے۔۔۔۔۔۔کوئی کتاب پڑھ رکھی ہے۔

ہاں۔۔۔۔۔۔۔مستعان ہنسا۔اوائل جوانی میں ایسی بہت فلمیں دیکھی ہیں۔

تو بس میری کہانی بھی اسی پس منظر میں دیکھیں۔۔۔۔۔۔۔

ہم دونوں بچپن میں اکٹھے پڑھتے پڑھتے کالج تک آئے۔۔۔۔۔۔پھر ہمیں بھی مشکلات پیش آئیں۔۔۔۔۔۔میں نے بھی اس کے ساتھ منگنی کروانے میں اتنے ہی پاپڑ بیلے ہیں۔

منگنی تو ہوگئی نا بھائی _____

الحمدللہ _____ دھوم دھام سے ہوئی۔دو سال پہلے اس کے والدین امریکہ سیٹل ہو گئے تھے۔اس نے تعلیم تو پاکستان میں مکمل کی تھی۔لیکن آج کل الیکٹرانک میڈیا پر ڈپلومہ حاصل کرنے کے لئے امریکہ آئی ہوئی ہے۔

مستعان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب اس کے بعد اور کیا پوچھے _____

تھوڑی دیر خاموشی رہی _____

پھر دلدار خود بولا۔

ستمبر میں میری منگیتر کی سالگرہ ہوتی ہے۔آپ کو معلوم ہے۔وہ لبرا ہے۔سالگرہ والے دن ہی

ہماری منگنی ہوئی تھی _____ ہماری منگنی کو ایک سال ہو گیا ہے۔میں اس کو اس کی سالگرہ پر سرپرائز دینے کے لئے امریکہ جا رہا ہوں۔

آئی سی _____ مستعان کو اب اس کے حالات میں دلچسپی پیدا ہوئی۔

کیوں آپ نے اسے اطلاع نہیں دی۔

نہیں _____ میں چپکے چپکے تیاری کرتا رہا ہوں۔مگر اس کو یہی کہتا رہا کہ اس بار تمہیں چونکا دینے والا گفٹ دوں گا۔کل رات ہی میں نے جہاز میں سوار ہونے سے پہلے اسے یہ بات کہی تھی۔ہم دونوں ایک دوسرے کو غیر متوقع قسم کے سرپرائز دیتے رہتے ہیں۔ہم دونوں کو یہی عادت ہے۔

پھر تو آپ کی ازدواجی زندگی ہلچل میں گزرے گی؟

ہوگا تو سہی یوں _____ دلدار ترنگ میں بولا۔

زندگی سے بھرپور سوچیں ہیں آپ کی دلدار صاحب _____ نوجوانی اسی کو کہتے ہیں نا کیا عمر ہوگی آپ کی _____ مستعان نے اس کا صحت مند اور خوبصورت چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا _____

پچیس یا چھبیس _____؟

دیکھا آپ کو بھی دھوکا ہوا۔میں پورے اکتیس برس کا ہوں۔

اچھا۔۔۔۔۔۔ویسے لگتا بالکل بھی نہیں۔

یہ محبت کا اعجاز ہے۔مستعان صاحب۔جو آدمی عشق کی کیفیت میں رہتا ہے۔وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ارے ہاں پچھلے مہینے میں ایک انگریزی کا مضمون پڑھ رہا تھا یورپ کے ڈاکٹروں نے ایک نئی تحقیق کی ہے۔وہ کہتے ہیں۔اگر آدمی ہر عمر میں نئے سرے سے محبت کرتا رہے۔تو اسے دل کی بیماری نہیں ہوتی۔

مستعان ہنسا _____ اہل مغرب کی تحقیقات پر نہ جائیں۔ہر پچیس تیس سال بعد یہ خود اپنی ریسرچ کی نفی کر دیتے ہیں۔تیس سال پہلے انہوں نے شوشہ چھوڑا تھا۔کہ بھینس کا دودھ مضرِ صحت ہے۔اور اب برملا کہہ رہے ہیں۔جدید سائنس نے ثابت کر دکھایا ہے کہ انسانوں کی صحت کے لئے بھینس کا دودھ بہت ضروری ہے۔

چھوڑیئے اس بحث کو _____ دلدار بولا _____ یہ بتایئے محبت کا تجربہ ہوا _____

یا نہیں_____

یار دل کا نقص تو پیدائشی تھا۔ مگر اس روگی دل کو بھی محبت کا روگ لگا_____

پھر۔۔۔۔۔۔پھر۔۔۔۔۔۔۔

دلدار نے جلدی سے پوچھا۔

پھر کیا ہونا تھا_____ ہوتا کیا شادی ہوگئی_____ دس سال پہلے؟

واہ واہ_____ بڑے خوش قسمت ہیں آپ_____؟

اس لئے میں اتنی جلدی دوبارہ مشق عشق کرنے کا متحمل نہیں ہوسکتا_____

ہے تو درست_____

پتہ ہے ڈاکٹر کہتے ہیں۔ بار بار محبت کرنے سے دل ایسی ایکسر سائز کرتا ہے۔ جو اسے بیمار نہیں ہونے دیتی_____

یار! فی زمانہ یہ بار بار کا عشق مہنگا بہت پڑتا ہے۔

دونوں قہقہہ لگا کر ہنستے رہے۔

پھر دلدار شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔ آسمان پر سورج نکل آیا تھا۔ سرخی ختم ہوگئی تھی اور شعاعیں سنہری ہوگئی تھیں۔ تمام مسافر ناشتہ کر چکے تھے۔ ایئر ہوسٹسیں ٹرالیاں اور برتن سنبھال رہی تھیں۔

دلدار کھڑا ہوگیا۔

میرا خیال ہے اب غسل خانے خالی ہوگئے ہوں گے۔ میں ذرا اپنا حلیہ ٹھیک کر آؤں۔

آپ ماشاءاللہ بالکل تروتازہ نظر آرہے ہیں۔ آپ کو حلیہ ٹھیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ ہنسا_____ بھائی ضرورت تو پھر بھی رہتی ہے۔

اٹھ کر غسل خانے چلا گیا۔

جب وہ خوشبوئیں چھڑک کے واپس آ بیٹھا۔ تو مستعان نے پوچھا۔

آپ سیدھے منگیتر کے ہاں جائیں گے؟

نہیں نہیں_____ وہ دوبارہ بیلٹ لگاتے ہوئے بولا۔

اس کو سرپرائز دینا ہے۔۔۔۔۔عین سالگرہ کے دن پارٹی کے وقت اس کے گھر جا کر_____

میرا ایک دوست نیوجرسی میں رہتا ہے۔ یہ پلان میں نے اس کے ساتھ مل کر بنایا ہے۔ میری

منگیتر نیویارک میں رہتی ہے۔ پہلے تو 30 ستمبر کو صبح ہی صبح اسے جگا کر ہیپی برتھ ڈے کہوں گا۔ پھر اس کا پروگرام پوچھوں گا_____ اور عین وقت پر اپنے دوست کے ساتھ پہنچ جاؤں گا_____

اور اس کا کیا ردعمل ہوگا۔ بے ہوش نہ ہو جائے گی۔

بس ہم ایک دوسرے کو بے ہوش کرنے کی دھن میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ویسے کتنا مزہ آئے گا۔ ذرا سوچیں۔۔۔۔۔۔۔۔جب میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاؤں گا۔

دلدار کی آنکھوں میں کیف اتر آیا۔

مستعان کا دل چاہا کہ وہ اس سے اس کی منگیتر کا نام پوچھے مگر پھر یہ سوچ کر کہ پہلی ملاقات میں مناسب نہیں لگے گا۔ وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔۔۔

آپ۔۔۔۔۔۔آپ کام کیا کرتے ہیں۔

اچانک دلدار نے پوچھا_____

مستعان نے بریف کیس میں سے کارڈ نکال کر دیا۔ اور بتایا کہ وہ T.V پروڈکشن کا کام کرتا ہے۔

دلدار نے کارڈ دیکھا۔ اور کہنے لگا۔

بھئی میری منگیتر اس کام میں بہت دلچسپی لیتی ہے۔ وہ ڈپلومہ کر کے جب آئے گی۔ میں آپ سے ضرور ملواؤں گا۔

میری بیوی بھی میرے ساتھ کام کرتی ہے_____ بلکہ وہ زیادہ اچھا کام کرتی ہے_____

پھر تو ملانا اور بھی ضروری ہوگیا_____

وہ دونوں اپنے اپنے کاروبار پر تفصیلی گفتگو کرنے لگے۔

امیگریشن سے فارغ ہو کر مستعان باہر نکلا تو ہجوم میں اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔ دور سے ہاتھ ہلاتی ہوئی لیلیٰ اسے نظر آ گئی۔ ہاتھ کا اشارہ دیکھ کر مستعان نے اپنی ٹرالی اس کی طرف موڑ لی۔

آیئے۔۔۔۔۔۔آیئے۔۔۔۔۔۔وہ چابی گھماتی ہجوم سے باہر نکل آئی۔

اکیلی آئی ہو۔۔۔۔۔۔۔حسبِ توفیق _____ مستعان بولا _____

آپ کے سب سوالوں کا جواب دوں گی۔ پہلے میں دوڑ کر گاڑی لے آؤں۔ آپ کو معلوم ہے نا؟

یہاں پاؤ کنگ بہت دور ہوتی ہے۔

وہ بولی۔

ہاں بھئی! معلوم ہے۔ میں کیوں نہ ٹرالی لے کر پارکنگ تک تمہارے ساتھ جاؤں۔

نہیں آپ یہیں رکیئے۔۔۔۔۔۔باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے مستعان نے باہر دیکھا۔ واقعی بارش ہو رہی تھی۔

لیلیٰ تیزی کے ساتھ باہر نکل گئی۔ اور بہت سی موٹروں میں غائب ہو گئی۔ وہ بھی دوسرے مسافروں کی طرح ستون کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔ اور مسافروں کو سامان سے لدی ٹرالیوں کے ساتھ آتا اور جاتا دیکھنے لگا۔ وہ دیکھنے میں محو تھا۔ کہ ایک نوجوان اس کے قریب آ کھڑا ہوا اور انگریزی میں بولا۔

پاکستانی ہو۔

مستعان نے کہا۔ ہاں _____

بولا _____ پہلی مرتبہ آئے ہو؟

مستعان نے جان بوجھ کر کہا _____ ہاں _____

پوچھنے لگا _____

کہاں جانا ہے _____؟

مستعان نے کہا۔ تم کیوں پوچھتے ہو؟

کہنے لگا۔ میں ٹیکسی چلاتا ہوں۔ میں تمہیں لے جاؤں گا۔

مستعان نے کہا۔ تم بھی پاکستانی ہو۔

کہنے لگا _____

ہاں _____

کب سے ٹیکسی چلا رہے ہو؟ _____

چھ سال سے _____

تعلیم کیا ہے _____؟

پاکستان سے ایم ایس سی کر کے آیا تھا _____

اور یہاں ٹیکسی چلاتے ہو _____؟

کیا کریں۔ وہاں ایم ایس سی کر کے اتنی تنخواہ نہیں ملتی، جتنی یہاں ایک ہفتہ ٹیکسی چلا کر مل جاتی ہے _____

اپنی ٹیکسی ہے۔؟

نہیں مالک کی ہے _____

شکریہ بھائی! مستعان بولا _____

میں نے اپنے عزیزوں کو اطلاع کر دی تھی وہ _____

جناب: وہ جلدی سے بولا۔ یہ امریکہ ہے۔ یہاں کوئی کسی کا عزیز نہیں ہوتا۔

سب یہی کہہ دیتے ہیں۔ میں لینے آ جاؤں گا۔ کئی پاکستانی مسافر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے انتظار میں ائیر پورٹ پر روتے نظر آتے ہیں۔

اچھا _____؟

ہاں اور اکثر میں ہی ان کی مدد کرتا ہوں۔ اور انہیں اپنی ٹیکسی پر بٹھا کے، ان کے عزیزوں کو تلاش کر کے ان کے پاس پہنچا دیتا ہوں۔۔۔۔

ابھی مستعان اس نوجوان کو جواب نہ دے پایا تھا۔ کہ دلدار اندر سے آتا ہوا دکھائی دیا۔

ارے وہ تو اسے بھول ہی چلا تھا _____ ؟

بیشتر اس کے کہ وہ موٹر میں بیٹھ جاتا۔ مستعان ٹرالی گھسیٹتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔ دلدار صاحب۔

دلدار صاحب _____ پھر آپ سے کیسے ملاقات ہوگی؟

دلدار موٹر میں سوار ہوتا ہوتا رک گیا۔

یہاں تو نہیں ۔۔۔۔۔ کیونکہ یہاں صرف ایک ہفتے کے لئے آیا ہوں۔ اور یہ آپ جانتے ہیں۔ یہاں فرصت کیوں نہیں ہوگی _____ ؟

اور زور سے ہنسا _____ زندگی سے بھرپور ہنسی۔ پھر اپنی جیب سے ایک کارڈ نکالا۔ اور اس کو دیا۔

یہ میرا لاہور کا ایڈریس ہے۔ لاہور آ کر ملیئے گا ضرور؟ میرے پاس آپ کے لئے ایک پروجیکٹ ہے۔ یعنی ہم دونوں کے پاس وہ پھر زور سے ہنسا جس کے بعد اس کے چہرے پر ننھے ننھے جگنو چمکنے لگے۔

ویسے ملازمت میری سرکاری ہے _____

کوئی بات نہیں۔ مستعان نے کارڈ پکڑ لیا۔ اور بولا آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے بے حد خوشی ہوگی۔

اس نے گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ اور اپنے دوست کی کار میں بیٹھ گیا۔ مستعان سڑک کنارے کھڑا اسے دور تک دیکھتا رہا۔ اس میں زندگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

اس کی پور پور میں بجلی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ستارے ناچتے تھے۔ اتنا خوبرو نوجوان مستعان نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مستعان کو اس پر بڑا رشک آیا۔ نہ جانے وہ کب تک اس کے بارے میں سوچتا کہ لیلیٰ نے ہارن دے دے کر اسے چونکا دیا۔

اب گاڑی کو سٹارٹ چھوڑ کر اس کی طرف بھاگی چلی آ رہی تھی۔

چڑھی سانس کے ساتھ بولی۔

پتہ ہے یہاں زیادہ دیر سڑک پر گاڑی کھڑی کرنے سے چالان ہو سکتا ہے۔

اور آپ ہیں کہ ہم خیالوں میں مگن کھڑے ہیں۔ اس کو بھی پاکستان سمجھ رکھا ہے۔

اوہ ۔۔۔۔ اوہو _____ چلو چلو وہ اپنی ٹرالی گھسیٹ کر موٹر کے اندر جلدی جلدی سامنے

رکھنے لگا _____ سامان رکھ کر وہ دوڑتا ہوا اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لیلیٰ پہلے ہی سٹیرنگ پکڑ چکی تھی۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور موٹروں کی لمبی قطار میں شامل ہو گئی۔

بوندا باندی ابھی تک ہو رہی تھی۔

مستعان نے موٹر کے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ اس کا چہرہ کتنا بجھا ہوا تھا۔ اسے پھر دلدار کا خیال آ گیا۔ اگر دلدار کا چہرہ ایک جلتا ہوا چراغ تھا۔ تو اس کا چہرہ بجھے ہوئے دیئے کی مانند لگ رہا تھا۔

کیا طبیعت ٹھیک نہیں _____ سفر میں کچھ گڑبڑ ہو گئی۔ لیلیٰ نے اپنی لین اختیار کرتے ہی پوچھا۔

اتنے لمبے سفر میں تھکاوٹ تو ہو جاتی ہے پھر اسے ایمسٹرڈیم پر رکنے والا قصہ سنانے لگا _____

بس ہوائی سفر میں یہی ایک مصیبت ہے۔

چل کے خوب آرام کر لیجئے گا۔

بھئی یہاں ائیر پورٹ پر کیا تماشا ہوتا رہتا ہے۔

مستعان نے پوچھا۔

کیسا تماشا _____ ؟

لیلیٰ نے استفسار کیا۔

ایک پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور آ کر مجھے ڈرانے لگا۔ کہ یہاں کوئی رشتہ دار لینے نہیں آتا۔ بلا کر ذلیل و خوار کرتے ہیں، وغیرہ _____

لیلیٰ نے قہقہہ لگایا۔

ہاں کبھی ان کی بات بن جاتی ہے۔ اور کبھی لاوارث کی _____ یہاں ہر کوئی اپنا شکار ڈھونڈتا رہتا ہے۔

بھئی یہ کتوں والی حرکت مجھے پسند نہیں آئی۔ کتے اچھل اچھل کر مسافروں کو سونگھتے ہیں۔

چلتے وقت توشہ نے میری جیب میں پنج سورہ ڈال دیا تھا۔ میں اسے ہاتھ میں پکڑ کر بجاتا رہا۔ اور کتا اچک اچک کر میرے ہاتھ کا تعاقب کرتا رہا۔

بس کیا بتاؤں بھائی _____ لیلیٰ نے اداسی سے کہا۔ کچھ لوگ جونگ انسانیت ہوتے

ہیں۔انہوں نے منشیات کا کاروبار کر کے یہاں بدنامیاں اس قدر پھیلادی ہیں۔کہ اب کوئی ہمارا اعتبا
نہیں کرتا۔ائیر پورٹ کے اندر ہمارے لئے اور بعض دوسرے ملکوں کے لئے الگ ایگزٹ بنادیئے گ
ہیں۔بڑا افسوس ہوتا ہے۔اس تفریق پر_____

اچھا یہ بتاؤ قدرت کیوں نہیں آیا_____

مستعان نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

بس کیا بتاؤں_____ خود ہی گھر جا کر پوچھ لیجئے گا۔ایک ہفتے سے گھر میں شور مچا رکھا تھ
کہ میں چھٹی لے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ائیر پورٹ جاؤں گا۔ہفتہ پھر مستعان کے ساتھ گھر
رہوں گا۔اور حضرت پرسوں سے غائب ہیں۔

تو ان کے حالات تبدیل نہیں ہوئے_____

فطرتیں کہاں بدلتی ہیں بھائی_____؟

آپ کو پتہ ہے صبح سے توشہ کا دو مرتبہ فون آچکا ہے۔

ہاں فکرمند تو ہوگی۔فلائٹ پورے چھ گھنٹے لیٹ ہوگئی ہے_____

میں اسے بتا کے آئی تھی کہ اب ائیر پورٹ پر جارہی ہوں۔واپس آتے ہی فون کروں گی۔

وہ پھر بھی فکر کئے جارہی تھی۔

ابھی چل کے اس کو بتادیں گے۔مستعان نے کہا۔

ضامن کیسا ہے_____ اسے ساتھ نہیں لائیں۔؟

گھر بالکل اکیلا تھا۔اسے گھر پر چھوڑ کر باہر سے تالا لگا آئی ہوں۔کم از کم فون تو سنتا رہے گا۔

پانچ سال کے بچے پر گھر چھوڑ آئی ہو_____

ابھی سے اس پر ذمہ داری ڈالوں گی تو اسے عادت پڑ جائے گی۔

تم لوگ تو واقعی اس دنیا میں کھپ گئے ہو۔؟

کیا کریں۔یہاں رہنا ہے تو اس طرح ہی رہنا پڑے گا۔

اس مشینی طرز زندگی سے آپ لوگ اکتا نہیں جاتے_____

نہیں۔۔۔۔۔کیونکہ میں نے تو بہت پہلے زندگی شروع کردی تھی۔تعلیم ختم کرتے ہی یہاں
گئی تھی۔

انسان اپنے ماحول سے جلد مانوس ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔۔یہ ماحول کا جانور ہے نا
_____؟

یہ تو ٹھیک ہے_____

لیجئے ہمارا گھر آ گیا۔لیلیٰ نے ایک چھوٹی سڑک پر مڑ کر کہا۔ویسے تو ائیر پورٹ سے یہاں تک کا
راستہ ساٹھ کلومیٹر کا ہے۔مگر آج آپ کے ساتھ باتوں میں پتہ ہی نہیں چلا کہ وقت گزر گیا
_____

لیلیٰ کی گاڑی ٹھیک پورچ میں جا کے رک گئی۔

صبح چھ بجے نرس کمرے میں داخل ہوئی۔ توشہ جاگ رہی تھی۔ اور نظریں چھت پر لگائے چت لیٹی تھی۔ نرس نے گڈ مارننگ کہا تو اس نے اشارے سے جواب دیا۔ چارٹ دیکھ کر نرس اپنی کارروائی میں مصروف ہوگئی۔ بی پی چیک کیا تو پریشان ہوگئی بولی۔

آپ رات بھر نہیں سوئیں _____؟

نہیں _____ توشہ نے گردن ہلا کر جواب دیا۔

نرس کی نظریں فوراً ٹیلی فون پر گئیں _____

میاں سے بات ہوئی یا نہیں _____

نہیں _____ پھر توشہ نے گردن ہلا کر جواب دیا۔

افوہ ایک اتنی ذرا سی بات کے لئے آپ نے اپنا بلڈ پریشر اتنا ہائی کر لیا ہے۔ ڈاکٹر فہمیدہ کہہ گئیں تھیں۔ کہ ان دنوں آپ کا بی پی کسی صورت ہائی نہیں ہونا چاہیے۔ ادھر بچے کی پوزیشن بھی ٹھیک نہیں ہے۔ میں تو رات آپ کو گولی کھلا کے سلا گئی تھی۔

بس سسٹر۔۔۔۔۔۔ توشہ نے کراہ کر کروٹ بدل لی۔ بہت سی چیزوں پر انسان کا بس نہیں ہوتا۔ میں چاہتی تھی سو جاؤں مگر ساری رات جاگتے گزر گئی۔۔۔۔ جاگنے سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے _____

گولی بھی کھائی _____ دوسری لے لیتیں _____

جب ایک گولی نہیں سلا سکی۔ تو دوسری کا احسان کیوں اٹھاتی۔

سب عورتیں ایک گولی کھاتے ہی سو جاتی ہیں۔

سب عورتیں خوش نصیب جو ہوئیں۔ توشہ نے کہا۔ میں نیند کے معاملے میں خوش نصیب نہیں ہوں۔ بس کوئی شے ذہن میں پھنس جاتی ہے۔ بہت کوشش کرتی ہوں۔ نکالنے کی اچھی اچھی باتیں سوچتی ہوں۔ ماہرین نفسیات والے سارے نسخے آزما لیتی ہوں۔ مگر بے سود!

اچھا میں آپ کے لئے ناشتہ لاتی ہوں۔ پھر آپ کو دوائی دوں گی۔

سسٹر باہر نکل گئی۔

اب توشہ کے سر میں درد ہو رہا تھا۔۔ پہلو میں بھی چبھن سی ہو رہی تھی۔ بستر پر لیٹے ہوئے اسے نو ماہ ہو گئے تھے۔ پہلے تو وہ بیٹھ کر اپنا لکھنے کا کام کرتی رہی تھی۔ مگر پچھلے دو ماہ سے بیٹھ بھی نہ سکتی تھی۔ اور ہر دم سوچتی ماں بننا کتنا کٹھن مرحلہ ہے۔ تخلیق کے عمل سے گزرنا کتنا صبر آزما ہے۔ اذیتوں اور دردوں کے کتنے کڑے کوس پار کر کے ایک عورت بچے کو جنم دیتی ہے۔ پتہ نہیں بچوں کو ساری زندگی اس کا احساس ہوتا ہے کہ نہیں۔

توشہ اور مستعان کی شادی کو دس سال ہو گئے تھے۔ دس سال خواب کی طرح گزر گئے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے درد آشنا تھے۔ مستعان میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اپنی ذہین و فطین بیوی کا کبھی مقابلہ نہیں کرتا تھا۔ دونوں شوبز میں تھے۔ بلکہ دوران تعلیم وہ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے۔ یہ قرب جلد ہی شادی کی صورت میں ڈھل گیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے مل کر پرائیویٹ پروڈکشن کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

مستعان کو چھوٹے بچوں سے بڑا پیار تھا۔ وہ گھر میں بھی بچوں کا خواہش مند تھا۔

مگر تین دفعہ توشہ کا اسقاط ہو گیا تھا اب جب چوتھی دفعہ اس کی گود ہری ہوئی تو ڈاکٹروں نے اسے تنبیہ کر دی تھی۔ کہ پورے نو ماہ اسے بیڈ ریسٹ میں رہنا ہوگا۔ اگر اس بار اسقاط ہو گیا تو وہ زندگی بھر ماں بننے کی نعمت سے محروم ہو جائے گی۔ چنانچہ مستعان نے اس کا سارا کام بند کروا کے اسے ایک پرائیویٹ نرسنگ ہوم میں داخل کرا دیا تھا۔ اور صبح و شام اس کی خبر گیری کو آ جاتا۔ وہ جانتا تھا کہ توشہ نے اس کی خواہش کے احترام میں اس بار تخلیق کی ڈگر پر قدم رکھا ہے۔ اس لئے وہ بہت ممنون نظر آتا تھا۔ اور بار بار اسے کہتا تھا۔ بس ایک ہی بچہ کافی ہے۔ بلکہ بیٹی ہو جائے تو گویا میری خواہشوں کی تکمیل ہو جائے _____

مگر ایک رات _____ جب وہ تھک ہار کر توشہ کے کمرے میں آ کر سو گیا تھا۔ یکا یک اسے دل کی تکلیف ہوئی۔

دل کی عجیب و غریب تکلیف اسے پیدائشی تھی۔ شاید اسے زندگی بھر اس تکلیف کا پتہ نہ چلتا۔ وہ تو یوں ہوا کہ اس کے والدین کو اس کی انشورنس پالیسی خریدنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ ان دنوں وہ اکیس برس کا تھا۔ حسب دستور انشورنس والوں نے جب اس کے تمام ٹیسٹ کروائے تو اس کے دل کی کیفیت کا پتہ

چلا۔ ڈاکٹر اس بات پر حیران تھے۔ کہ اسے اکیس برس تک کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ تاہم انہوں نے اس سے کہہ دیا تھا۔ کہ وہ کسی ہارٹ سپیشلسٹ سے سالانہ چیک اپ کرواتا رہے۔ جب تک والدین زندہ رہے۔ وہ یہ کام کرتے رہے _____ ان کی زندگی میں ہی اس نے توشہ سے شادی کر لی تھی۔ اس کی ماں مرنے سے پہلے یہ کام توشہ کے سپرد کر گئی تھی۔ ورنہ وہ تو اپنے دل کے عارضے کو محض ایک مذاق سمجھتا تھا۔ شادی سے پہلے اس نے توشہ کو اپنی صحت کے بارے میں سب بتا دیا تھا۔ توشہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی۔ گذشتہ سال اسے پہلی مرتبہ دل کا دورہ پڑا تھا۔ اس کے ذاتی معالج نے اسے امریکہ کے ایک ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا تھا۔ ایک مہینہ وہاں رکھ کے اس نے اس کا علاج کیا تھا۔ اور ساتھ میں کہہ دیا تھا۔ کہ اگلے سال اگر کچھ تکلیف بڑھی تو فوراً آپریشن کرنا پڑے گا۔

مسئلہ بھی ان دنوں پیدا ہوا۔ جب توشہ بستر پر پڑی تھی۔ اور ماں باپ سر پر نہ تھے۔ بہر حال توشہ نے امریکہ میں اپنی بہن لیلیٰ کو انتظامات کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ اسے تو روانہ کیا۔ اور خود اس مجبوری کی وجہ سے نہ جا سکی۔

مگر فکر کے مارے رات بھر نہ سو سکی۔ گذشتہ سال وہ اس کے ساتھ امریکہ گئی تھی _____ اور اب اسی کی خواہش کی تکمیل میں لاچار سی ہو گئی تھی۔

خواہشوں کو اپنے خون سے سینچا جاتا ہے۔ اور خواب اپنی رگوں کے تار سے مجسم کئے جاتے ہیں۔

وہ لیٹی یہی کچھ سوچا کرتی تھی۔۔۔۔۔۔

ایک دم فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف لیلیٰ تھی۔

اس کی جان میں جان آئی _____

''لو بھئی اپنے فرہاد سے بات کر لو۔''

ہیلو۔۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔۔ مستی۔۔۔۔۔ مستی تم ٹھیک ہو۔ یہ کہتے ہی توشہ رونے لگی۔

توشی! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ صحیح و سالم یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور تمہاری لاڈلی بہن کے محفوظ ہاتھوں میں ہوں۔

وہ روتی رہی _____

رونے میں وقت ضائع نہ کرو _____ بتاؤ کیا بات ہے _____

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ اس نے جلدی جلدی اپنی آواز میں سے آنسوؤں کی نمی نکالی۔

کوئی فکر والی بات نہیں تمہاری فلائٹ لیٹ ہو گئی تھی تم جب چلے تھے۔ تمہارے دل میں درد ہو رہا تھا۔ بس۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ مجھے برے برے وہم ستا رہے تھے۔ کہ اگر راستے میں تکلیف بڑھ گئی تو کیا ہو گا _____

راستے میں تکلیف اس لئے نہیں بڑھی۔ کہ پورے جہاز میں تمہارے جیسی خوبصورت کوئی عورت ہی نہ تھی۔ جسے دیکھ کر میں ہائے وائے کرتا۔ اور وہ مجھے سنبھال لیتی _____

توشہ ہنسنے لگی۔ ہاں اب لگ رہا ہے کہ تم ٹھیک ہو؟

تم اپنی سناؤ۔

اب تو میں بھی ٹھیک ہوں۔ بس رات بھر جاگنے سے بی پی ہائی ہو گیا ہے۔

توشی _____ اگر تم نے بی پی ہائی کر لینا ہے۔ تو میں کل ہی واپس آ جاتا ہوں۔

نہیں نہیں _____ مستی _____ اب میں نے تمہاری آواز سن لی ہے۔ تسلی ہو گئی ہے۔ ذرا لیلیٰ کو فون دو _____

مستعان نے لیلیٰ کو فون دے دیا۔

لیلیٰ _____ توشہ بولی۔۔۔۔۔ مستعان دیکھنے میں بالکل ٹھیک لگ رہا ہے نا؟ _____

بھئی بالکل سے بھی زیادہ ٹھیک لگ رہا ہے _____

لیلیٰ میری ڈلیوری بس آج کل میں ہو جائے گی۔ پلیز تو مستی کا خیال رکھنا۔ اگر آپریشن کی ضرورت ہو۔ ان کے ساتھ جانا۔

جاناں _____ تم فکر ہی نہ کرو _____ میں ان کے لئے اپائنٹمنٹ لے چکی ہوں۔ کمرہ بک ہو چکا ہے۔ آج رات تو یہ مزے سے سوئیں گے۔ یعنی آرام کریں گے۔ کل ان کو ہسپتال میں جانا ہو گا میرے ہوتے ہوئے کیوں فکر کرتی ہو۔

نہیں۔۔۔۔۔ فکر بالکل نہیں کرتی۔ تیرے آسرے پر تو تنہا بھیج دیا ہے۔ بس اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ جیسے میں ہمیشہ سوچا کرتی ہوں کہ ہر کام میں ہی صحیح کر سکتی ہوں۔

توشہ تم بھی فارغ ہو کر ادھر ہی آ جانا میں انہیں تین ماہ سے پہلے نہیں جانے دوں گی۔

اچھا اچھا۔۔۔۔۔ میرے لئے دعا کرنا۔ ایک لمبا کھشٹ کاٹا ہے میں نے _____ اللہ تعالیٰ زندگی اور صحت والا بچہ دے _____

انشاءاللہ ایسے ہوگا۔لیلیٰ نے کہا_____

او کے توشہ میں تم سے بات کرتی رہوں گی۔ اطمینان رکھو!

ذرا مستی کو دو_____

جی حضور_____ مستعان نے ٹیلی فون پکڑتے ہی کہا_____

مستی_____ انشاءاللہ تم بالکل ٹھیک ہو کر آ جاؤ گے۔

یہ تمہاری پیشن گوئی ہے۔وہ ہنسی۔۔۔۔۔۔

ہاں ہاں ہمیشہ کی طرح_____

تو بس_____ میں انشاءاللہ ٹھیک ہو کر، کھوٹے سکے کی طرح تمہارے پاس پلٹ آؤں گا

اپنے آپ کو کھوٹا سکہ نہ کہو۔

بھئی واپس تو کھوٹا سکہ ہی آتا ہے۔

اچھا اب بحث نہ کرو۔

چلو_____ کھری کرنسی کی طرح آؤں گا_____ تاکہ تم مجھے سنبھال کر رکھ لو۔

یہ ٹھیک ہے۔

اچھا توشی۔۔۔۔۔۔خدا حافظ، ٹیک کیئر میری جان۔

ٹیک کیئر_____ مستی۔

خدا حافظ۔۔۔۔۔توشہ نے فون بند کر دیا۔

نرس جب ٹرے میں ناشتہ لئے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔۔توشہ گہری نیند سو رہا تھی ایسے جیسے وہ کبھی نہ جاگی ہو۔اس کے لمبے لمبے خراٹے اس کے دلی اطمینان کا اعلان کر رہے تھے۔

نرس نے گھڑی دیکھی۔ جگانا چاہا رک گئی۔فون دیکھا۔اسے اندازہ ہو گیا کہ مریضہ اپنے شوہ سے بات کر چکی ہے۔ورنہ اتنی جلدی اتنی گہری نیند_____

وہ ٹرے پکڑے دبے پاؤں واپس نکل گئی۔یہ سوچتے ہوئے_____

مریض کے لئے اطمینان دل ضروری ہوتا ہے۔یا دوائیاں_____ ایک گولی مریضہ کو ساری رات نہیں سلا سکی_____

ایک فون نے اسے گہری نیند سلا دیا ہے۔

اگلے روز اتوار تھا۔اس لئے مستعان کو آرام کرنے کا خوب وقت مل گیا تھا۔یوں بھی توشہ کے ساتھ بات کرنے کے بعد لیلیٰ نے اس کا بی پی چیک کیا۔نبض دیکھی۔ہارٹ بیٹ کا معائنہ کیا۔پھر اسے ایک ذہنی سکون کی گولی کھلائی_____

مستعان حسبِ معمول مذاق کے موڈ میں تھا۔

بھئی مجھے پہلی مرتبہ تجربہ ہو رہا ہے۔کہ اگر سالی ڈاکٹر بھی ہو۔اور بہنوئی مریض بھی ہو اسے کتنا وی آئی پی ٹریٹ منٹ ملتا ہے۔

جی ہاں_____ لیلیٰ بولی اس وقت بھول جایئے کہ میں آپ کی سالی ہوں۔اور آپ میرے بہنوئی ہیں۔یہ ناز نخرے تو ایک ڈاکٹر، ایک مریض کے اٹھا رہا ہے۔آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتا_____

اچھا اچھا آگے مت کہنا۔۔۔۔۔۔۔میں ڈاکٹروں کا وہ روایتی محاورہ سمجھ گیا ہوں۔

لیلیٰ ہنسنے لگی۔۔۔۔۔۔

آج رات آپ کو پورے بارہ گھنٹے کی نیند لینا ہوگی۔آرام سے سوئیے۔کل اتوار ہے۔مجھے بھی آرام کرنے کو اتوار ہی ملتا ہے_____ پھر سارے ہفتے کے لئے تازہ دم ہو جاتی ہوں۔

لیلیٰ! تم لوگوں کی زندگی یہاں کتنی مشقت کی زندگی ہے۔کہنے کو تم لوگ ڈالروں میں کھیلتے ہو_____

بس مستی بھائی_____ یہ کہنے اور سمجھنے کی بات ہے_____

بھئی وہ کہاں ہے۔تمہارا قدرت اللہ۔۔۔۔۔۔۔حسبِ عادت اس کی بات پھر گول کر رہی ہو۔

میں نے خود اسے فون پر بتایا تھا۔کہ میں آ رہا ہوں۔

مستی بھائی! آج تک میں نے کبھی ان سے پوچھا ہے۔کہ وہ کہاں سے آ رہے ہیں۔اور کہاں جا رہے ہیں_____؟

کیوں نہیں پوچھا_____ اسے بتانے کی عادت کیوں نہیں ڈالی_____

لیلیٰ ماتھے پر سے بال ہٹا کر سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

یہ تحفہ آپ کی طرف سے مجھے اسی طرح بنا بنایا ملا تھا۔

لیلیٰ۔۔۔۔۔مستعان نے تردد سے کہا۔وہ ابھی تک تمہارا خیال نہیں کرتا۔

اچھا آپ کیا فضول باتیں لے بیٹھے۔آدھی رات تو پہلے ہی گزر گئی ہے۔سونے کی کوشش کریں سوموار کو آپ کی اپائنٹمنٹ ہے_____

ضامن سو گیا کیا؟ مستعان نے پوچھا۔

اسے میں نے جلدی سونے کی عادت ڈال دی ہے۔

بڑا پیارا بچہ ہے۔ابھی میرے ساتھ بڑی پیاری پیاری باتیں کر رہا تھا۔

ابھی تو تھکا کر گیا ہے۔صبح دیکھئے گا آپ کی جان نہیں چھوڑے گا_____

لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔

یہ انٹر کام آپ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہے۔جونہی ضرورت محسوس ہو بٹن دبا دیجئے گا۔میں فوراً فوا اٹھالوں گی۔

کیا اس کی ضرورت پڑے گی_____ مستعان نے شرارت سے کہا۔

توبہ ہے۔میں نے تو احتیاطاً آپ سے کہا ہے۔

اچھا۔اب تم جاؤ۔بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔

لیلیٰ شب بخیر کہہ کر باہر نکل گئی۔

مستعان اپنے بستر پر دراز ہوگیا۔جہاز میں بیٹھے بیٹھے ٹانگیں اکڑ گئیں تھیں۔ٹانگیں لمبی کرنے ایک اپنا ہی لطف ہے۔بہت آرام دہ بستر تھا۔اس نے چھت کی طرف دیکھ کر سارے کمرے کا جائ لیا۔کمرے میں ہر چیز خوبصورت تھی۔لیلیٰ کی اعلیٰ ذوقی کا پتہ دے رہی تھی۔نیو جرسی میں لیلیٰ کا گھر ایک نہایت پوش علاقے میں تھا۔یہاں جتنی بھی کالونیاں بنی ہوئی ہیں۔ان کا علاقہ،گھروں کی مسافت ا فن تعمیر سے اندازہ ہو جاتا ہے۔کہ کس کلاس کے لوگ یہاں رہتے ہیں۔لیلیٰ کا گھر امیروں کی بستی میں تھا۔اور امیروں والا تھا۔امریکہ میں ایسے گھر ہر محنت مزدوری کرنے والے کے پاس نہیں ہوتے پورے چار بیڈ روم تھے۔سب سے بڑا بیڈ روم لیلیٰ کا تھا۔یعنی ماسٹر بیڈ روم_____ ایک کمرے

قدرت نے اپنی سٹڈی بنا چھوڑا تھا۔ایک کمرہ ضامن کا تھا۔اور ایک کمرہ گیسٹ روم تھا۔جو وہ ہمیشہ اپنی بہن کو بہنوئی کو دیتی تھی۔ہر کمرے میں فون،انٹر کام،ٹی۔وی۔وی۔سی۔آر،اور سہولت کی ہر شے موجود تھی۔گھر کے نیچے ایک بہت بڑی بیس منٹ تھی۔جسے وہ دعوتوں کے لئے استعمال کرتی تھی۔باہر ایک پورچ تھا۔اور اس کے سامنے سرسبز لان_____ گھر کے پچھواڑے ایک خوبصورت سا سوئمنگ پول تھا۔جس کی راہداری پر اس نے باربی کیو کا انتظام کر رکھا تھا۔لیلیٰ کے گھر میں ہر وہ چیز موجود تھی۔جس کی امریکہ میں تمنا کی جا سکتی ہے۔

چھوٹی سی لیلیٰ نے یہ سب تھوڑے عرصے میں حاصل کر لیا تھا۔لیلیٰ ڈاکٹر تھی۔اور کینسر کی سپیشلسٹ تھی۔ایک بہت بڑے ہسپتال سے منسلک تھی۔اور اپنے پیشے میں اس کا بہت شہرہ تھا۔ہفتے میں اسے تقریباً تین آپریشن کرنے پڑتے تھے۔

مستعان نے اپنے کمرے کی بتی بجھائی تو از خود ہلکی نیلی روشنی کا بلب روشن ہوگیا۔یہ نئی چیز اس نے اپنے کمرے میں دیکھی تھی_____ اس نے سوچا۔

انسان کو ایجادات کا جنون ہے۔بیسویں صدی ایجادات سے لدی ہوئی گزری ہے۔

پتہ نہیں یہ جنونی انسان اکیسویں صدی میں کیا گل کھلائے گا؟

تخلیق کائنات کے دلچسپ جرم پر
ہنستا تو ہوگا آپ بھی یزداں کبھی کبھی!

سامنے دیوار پر توشہ اور لیلیٰ کی ایک بچپن کی تصویر لگی تھی۔

یہ تصویر ہمیشہ اس کمرے میں رہتی تھی_____

اسے بھی یہ تصویر بہت اچھی لگتی تھی۔دو سال کی عمر ہوگی دونوں کی_____ گرم کپڑے پہنے ہوئے_____ دو موٹی موٹی صحت مند اور خوبصورت بچیاں_____ ہاتھ پکڑے مسکرا رہی تھیں۔

توشہ اور لیلیٰ جڑواں بہنیں تھیں۔۔۔۔۔اکٹھی بڑی ہوئیں۔۔۔۔۔اکٹھے تعلیم حاصل کی_____

دوران تعلیم ایک حادثہ ہوگیا۔ان کی والدہ بیگم زلیخا جانباز ترمذی کینسر کے موذی مرض سے جانبر نہ ہو سکیں۔تب دونوں بہنوں نے دل میں ٹھانی کہ وہ ڈاکٹر بنیں گی۔اور کینسر میں ریسرچ کا ایک ہسپتال بنائیں گی۔اور لوگوں کی جانیں بچانے کا جتن کیا کریں گی۔

ایف ایس سی تک دونوں بہنیں ساتھ ساتھ پڑھتی رہیں۔ مگر ایف ایس سی کے بعد اچانک توشہ کا ارادہ بدل گیا۔ اس نے صاف کہہ دیا۔ کہ وہ ڈاکٹر بننے کی اہل نہیں ہے _____ اور فائن آرٹ میں داخلہ لے لیا۔ جب کہ لیلیٰ اپنی دھن پر اڑی رہی۔ بالآخر ڈاکٹر بن گئی۔ یونیورسٹی میں مستعان اور توشہ کی ملاقات ہوئی۔ دونوں کو ہی الیکٹرانک میڈیا میں دلچسپی تھی۔ یہ دلچسپی روانی شادی میں ڈھل گئی _____

یونیورسٹی ہی میں مستعان کا ایک جگری دوست بھی تھا۔ جو بہت اچھا رائٹر تھا۔ اور بڑا رائٹر بننے کے جتن کرتا رہتا تھا۔

وہ اپنا کیمرہ لے کر مستعان اور توشہ کی شادی میں شریک ہوا تھا۔ وہیں اس نے لیلیٰ کو دیکھا تھا۔ اور اس کی بہت سی تصویریں اپنے کیمرے میں محفوظ کر کے لے آیا تھا۔ مستعان کو اس بات کا پتہ ایک سال بعد لگا تھا۔ ان دنوں لیلیٰ مزید تعلیم کے لئے امریکہ داخلہ لے چکی تھی۔ مستعان نے کوشش کر کے قدرت سے اس کی شادی کروادی تھی۔ ایک سال بعد قدرت بھی اس کے پاس امریکہ آ گیا تھا۔

اور یہاں پر اردو چینلز کے لئے اور اردو سروس کے لئے اس نے اسکرپٹ لکھنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ مستعان اور لیلیٰ انہیں ملنے آتے رہتے تھے۔ لیلیٰ نے آج تک کبھی قدرت کی شکایت نہ کی تھی۔ مگر مستعان کو از خود محسوس ہوتا تھا۔ جیسے قدرت کا سلوک لیلیٰ کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے _____

یہ دونوں بہنیں اس دنیا میں اکیلی تھیں۔ ان کے والد بھی فوت ہو گئے تھے۔ گو یہ جڑواں تھیں۔ مگر چونکہ توشہ پہلے پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے لیلیٰ کبھی کبھی اسے آپا کہتی تھی۔ شاید اسے آپا کہنے کا بہت شوق تھا۔

دونوں بہنوں کی محبت بھی مثالی تھی۔ گذشتہ سال جب مستعان نے اپنی بیماری کے مسائل کا لیلیٰ سے فون پر تذکرہ کیا تھا۔ تو لیلیٰ نے بہت مجبور کر کے، اور قسمیں دے دے کر انہیں بلایا تھا۔

دونوں میاں بیوی آ کر تین ماہ اس کے پاس رہے تھے۔ بلکہ اچھا ہی ہوا تھا۔ کہ بروقت تشخیص ہو گئی۔ اور اسے اپنے مرض کی نوعیت کا علم ہو گیا۔

سوچتے سوچتے مستعان کو نیند آ گئی۔۔۔۔۔۔ وہ گہری نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔ واقعی پورے بارہ گھنٹے سوتا رہا۔ پتہ نہیں لیلیٰ نے اسے کون سی گولی دی تھی۔ دن کے وقت اٹھا تو دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔ گھڑی دیکھ کر وہ غسل خانے میں گھس گیا۔ شیو کی۔ گرم نیم گرم پانی سے شاور لیا۔ جیسے جنم جنم کی تھکن اتر گئی _____ تولیہ لپیٹ کر غسل خانے سے باہر نکلا _____

تو سامنے قدرت کو براجمان پایا _____

اسے دیکھتے ہی قدرت کھڑا ہو گیا۔

واہ بھئی واہ! _____ صبح چھ بجے سے انتظار کر رہا ہوں۔ اور مغل شہزادے ہیں کہ اٹھ کے نہیں دے رہے _____

ارے گھامڑ میں تو کل سے آیا ہوا ہوں۔ تو غائب کہاں ہو گیا تھا۔

دونوں دوست گلے ملے _____

مستعان کپڑے بدل کر آ گیا۔ تو دونوں ڈرائنگ روم میں جا بیٹھے۔ لطیفے اور قہقہے شروع ہو گئے۔

لیلیٰ نے آ کر کہا۔ میں نے ناشتہ میز پر لگا دیا ہے۔

روز تو مجھے یہیں لا دیا کرتی ہو۔ آج بہنوئی پر جعلی عکس ڈالنے کے لئے ناشتہ کھانے کی میز پر لگا دیا ہے _____ قدرت بڑے کھردرے انداز میں بولا۔

چلو چلو _____ وہیں چلتے ہیں۔ مستعان کھڑا ہو گیا۔ قدرت نے اپنی پائپ اور تمباکو کا لفافہ اٹھا لیا۔ اور بولا۔ تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ وگرنہ اس ڈاکٹرنی کی مجال نہیں کہ مجھے کھانے کی میز پر بلانے کی جرات کر سکے۔

قدرت! یار تیرے انسان بننے کے چانسز ہیں کہ نہیں _____ مستعان کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا _____

یار! میں کیوں انسان بنوں _____ میں نے کیا جرم کیا ہے۔ میں اپنی مرضی کا مالک ہوں اور یہی میرا پروویلج ہے۔ (Privilege)

مستی بھائی کیسا ناشتہ لیں گے۔ لیلیٰ اپرن باندھے چولھے کے پاس کھڑی انڈہ تل رہی تھی۔

مستعان نے پاس بیٹھے ضامن کی طرف دیکھ کر پوچھا _____

ضامن بیٹے نے ناشتہ کر لیا _____؟

اس کا انڈہ بنا رہی ہوں۔

بیٹا توس پر مکھن لگا دوں _____

لگا دیں انکل۔۔۔۔۔۔ ضامن نے آہستہ سے کہا۔

تیرا انکل صرف مکھن لگانے میں ہی ماہر ہے۔

یار! آج اس گھر میں میرا پہلا دن ہے۔ مستعان نے کہا۔ پتہ نہیں مجھے یہاں کب تک رہ
پڑے۔ پہلے دن میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کر_____

اپنے دوست کا گھر سمجھ_____ قدرت بولا_____ اور رہ جتنی دیر تک دل چاہے
ہاں سالی سالی کی گردان کی تو یا تو نہیں ہوگا یا میں چلا جاؤں گا_____

لیلیٰ بس دھیرے دھیرے مسکراتی رہی۔ اور ناشتہ بنا کے ان کے آگے رکھتی رہی۔

ضامن نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔ نیپکن سے منہ صاف کیا۔ اپنے برتن اٹھا کر سنک پر لے گیا۔
اور پھر بولا_____

ماما! میں سوئمنگ پول کے پاس جا سکتا ہوں۔

ہاں جانو: تم جا سکتے ہو۔ مگر پانی میں نہ اترنا۔ میں تمہیں نہلا چکی ہوں۔

تھینک یو ماما کہہ کے ضامن قدرت کے پاس آیا۔

اور کرسی کا ہتھا تھام کر بولا_____ ڈیڈی! میری موٹر بائیک کب آئے گی؟

ہیں_____ قدرت نے چائے کا گھونٹ بھر کر پیالی رکھی۔

کیا کہہ رہا ہے تو_____

میری موٹر بائیک؟_____

تیری ماں کی طرح میں کوئی ہسپتال کی نوکری پر پل رہا ہوں_____ لکھ کر روٹی کماتا
ہوں۔ جان جلاتا ہوں۔ پیسے فالتو نہیں کہ تجھے عیاشی کراتا پھروں_____

ضامن حیرت سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھنے لگا۔

مستعان نے ضامن کو پکڑ کے پیار کیا۔ اور بولا_____

یار قدرت تو چھوٹے بچے کا دل رکھنے کو بھی وعدہ نہیں کر سکتا۔

یہ امریکہ ہے میاں_____ یہاں بچوں کے ساتھ جھوٹ موٹ کے وعدے نہیں کئے جا سکتے۔

جاؤ چندا اب باہر جاؤ_____ لیلیٰ نے اس کا بازو پکڑ کے اس کا رخ باہر کو کر دیا۔

میں ابھی گروسری لینے جاؤں گی۔ تو تمہیں ساتھ لے جاؤں گی۔

سچ ماما_____ ضامن کی نیلی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

ہاں جانو_____ ضامن باہر نکل گیا۔

قدرت اور مستعان نے ناشتہ ختم کر لیا۔ اور اٹھ کر ڈرائنگ روم میں جا بیٹھے۔

لیلیٰ دو شیشیاں اٹھائے ان کے پیچھے بھاگی گئی۔

مستی بھائی_____ دوائی ضرور لے لیں_____

تھینک یو لیلیٰ_____ تھینک یو_____

مستعان نے دوا کی شیشیاں اور پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے لیا۔

لیلیٰ جلدی جلدی برتن کھنگال کر ڈش واشر میں رکھنے لگی۔

قدرت نے اپنا پائپ سلگا لیا۔ اور نیم دراز ہو کر مستعان سے پاکستان کے دوستوں کی خبریں
پوچھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا۔ آؤ یار آج سیر کو جائیں آوارگی کریں کہاں۔۔۔۔۔۔ کہاں
۔۔۔۔۔۔ مستعان بولا_____

یہ مت پوچھ کہاں_____ ایک سال کے بعد آئے ہو۔ میں اس گھر میں رہتے رہتے بور ہو
گیا ہوں۔

یہ تو اتنا خوبصورت اور آرام دہ گھر ہے۔ یہاں کون بور ہو سکتا ہے_____

تم نہیں جانتے۔۔۔۔۔۔ گھر اگر بیوی کے پیسے سے بنا ہو۔۔۔۔۔ تو جہنم کی طرح لگتا ہے۔

کم آن یار: مستعان بھی کھڑا ہو گیا۔ اکیسویں صدی میں ایسی باتیں بڑی مضحکہ خیز لگتی ہیں۔

لگتی ہوں گی_____ قدرت نے کش لے کر کہا۔ مگر میں تو اپنے آپ کو جہنم میں گرا ہوا
محسوس کرتا ہوں۔

تو پھر بنا لو نا؟ کوئی اپنا گھر_____ محنت کرو۔ ہر وقت باتیں کرنا چھوڑو۔

بس یہی سلیقہ مجھے نہیں آتا۔

یا پھر تمہیں پیسہ کمانے کا سلیقہ نہیں آتا۔ مستعان بولا۔

ممکن ہے تمہارا خیال درست ہو؟ چلو آؤ_____ آج خوب گھومیں ذرا تم سے دل کی
باتیں کرنا ہیں۔

تھکا نہ دینا مجھے بڑی مشکل تھکن اتری ہے۔

کل تو تم نے یوں بھی ہسپتال چلے جانا ہے پھر کون جانے_____؟

دونوں نے قہقہہ لگایا_____

تو تم مجھے آخری بار سیر کرانا چاہتے ہو؟

دوست جو ہوں۔ میں دشمن تو نہیں کہ کہوں۔ آرام کرو۔ گولی کھاؤ۔

لیلیٰ پرس پکڑ کے اندر آ گئی۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں_____؟

میں ذرا مستعان کو سیر کرانے کے لئے جا رہا ہوں اس مرتبہ قدرت نے براہ راست لیلیٰ سے بات کی۔

کہاں_____؟ لیلیٰ بولی۔

جہاں میرا دل چاہے گا۔ اس نے جواب دیا۔

اتنے بڑے سفر کے بعد ان کے لئے آرام کرنا بہت ضروری ہے۔ کل ان کی اپائمنٹ بھی ہے۔

یار: قدرت بولا۔ یہ جو ڈاکٹر لوگ ہوتے ہیں نا؟ یہ کچھ دن پہلے ہی بندوں کو مرنے کی ریہرسل کروانے لگتے ہیں۔

مریں ان کے دشمن_____ لیلیٰ جلدی سے بولی۔

گویا تم نے مجھے بددعا دی ہے۔ کیونکہ ان کا دشمن تو فقط میں ہوں_____

یار: اتنے تلخ کیوں ہو جاتے ہو۔ مستعان نے مداخلت کی۔

مستی بھائی۔ پلیز آپ باہر نہ جائیں۔ آرام کریں۔

معلوم ہے ڈاکٹرنی صاحبہ یہ مشورہ کیوں دے رہی ہیں؟

مستعان نے سوالیہ انداز میں قدرت کو دیکھا۔

کیونکہ آج کل میں بے کار ہوں۔

یہ کونسی نئی بات ہے۔ تم تو اکثر بے کار ہی ہوتے ہو۔ مستعان بولا۔

یار میرا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس آج کل کار نہیں ہے۔ پچھلے مہینے میں نے بیچ دی تھی۔ اور ڈاکٹرنی صاحبہ کے پاس آج کل دو موٹریں ہیں۔ اب ان کو شک ہو گیا ہے۔ کہ میں ان کی نئی گاڑی مانگوں گا۔ اس لئے پیش بندی فرما رہی ہیں۔

یہ بات غلط ہے لیلیٰ نے کہا_____ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابیاں قدرت کی

طرف بڑھائیں۔

گاڑی آپ بے شک لے لیں۔ میں چھوٹی گاڑی پر جا کر گروسری لے آؤں گی۔

لیکن پلیز دھیان رکھیں۔ ایگزرشن نہ ہو۔

قدرت نے ڈھٹائی سے چابیاں پکڑ لیں۔ اور دونوں باہر نکل آئے۔

گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے لیلیٰ کو آواز دے کر پوچھا_____

ڈاکٹرنی صاحبہ! اس میں پٹرول ہے کہ خالی گاڑی دے کر حاتم طائی کی قبر پر لات مار رہی ہیں۔

اس میں پٹرول ہے۔ یہ کہہ کر لیلیٰ نے اپنا پرس کھولا۔ اور سو ڈالر کا نوٹ نکال کر گاڑی کے بونٹ پر رکھ دیا۔

''احتیاطاً مزید پٹرول ڈلوا لیجئے گا۔''

پھر اس نے ضامن کو آواز دی_____

ضامن آؤ چندا_____ ہم چلیں۔۔۔۔۔۔۔ ضامن بھاگتا آیا۔ اور اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

لیلیٰ گاڑی نکال کر باہر نکل گئی۔

قدرت نے سو ڈالر کا نوٹ اٹھا کے جیب میں ڈال لیا۔

بڑی گاڑی گیراج سے نکال لایا۔ دوسری طرف مستعان بیٹھ گیا۔

سٹیرنگ کو گھماتے ہوئے بولا_____

میکے والوں کا ان عورتوں کو بہت خیال رہتا ہے۔۔۔۔۔۔

مستعان چپ رہا_____

یہ مجھے پٹرول کے لئے پیسے نہیں دے کر گئی۔ اس خیال سے کہ میں راستے میں تمہیں انٹرٹین کرتا رہوں۔ ایک سو ڈالر چھوڑ گئی ہے۔

کبھی کسی کے بارے میں اچھی بات بھی سوچ لیا کرو۔

میں ان عورتوں کی فطرت کو خوب جانتا ہوں_____

کاش تم عورتوں کی فطرت کو جان سکتے۔

لیلیٰ بھاگتی ہوئی قدرت کے بیڈروم میں آئی۔بتی جلائی۔اور اسے جھنجوڑ کر بولی۔

قدرت ۔۔۔۔۔اٹھو _____ اٹھو مستی بھائی کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے۔انہیں ہوسپٹل لے کے جانا ہے۔

قدرت ٹس سے مس نہیں ہوا۔اس کے فراٹے سنائی دیتے رہے _____

قدرت پلیز _____ پلیز قدرت ۔۔۔۔۔۔اٹھو جلدی کرو _____

بار بار جھنجوڑنے اور بار بار بلانے سے قدرت نے آنکھیں کھولیں۔پھر یہ کہہ کر بند کرلیں کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں۔تم خود لے جاؤ اور کروٹ بدل لی _____ اس کے بعد بھی لیلیٰ نے اسے جگانے کی کوشش کی۔مگر اس نے اٹھنے سے صاف انکار کر دیا۔روتی ہوئی باہر نکل گئی۔اور ہوسپٹل کا نمبر ملایا۔یہ خیال اسے پہلے نہیں آیا تھا۔ایمرجنسی میں اس نے اطلاع کر دی کہ مریض کو زبردست ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ایمبولینس بھیجی جائے۔

شور سن کر رضا من جاگ گیا تھا۔پلنگ سے اتر کر ماں کے پاس آ گیا۔اور بولا۔

ماما۔کیا ہوا۔آپ رو کیوں رہی ہیں۔؟

جانو۔تمہارے انکل کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے _____ میں انہیں لے کر ہوسپٹل جا رہی ہوں۔

تم صبح ڈیڈی کو جگا کر سکول چلے جانا _____

ٹھیک ہے ماما _____

لیلیٰ مستعان کے کمرے میں گئی۔اس کے پاس آکسیجن کا ماسک تھا۔جو اس نے مستعان کو لگا دیا تھا۔مگر اس کی سانس کی حالت دیکھ کر خود اس کا اپنا دل پگھلا جا رہا تھا۔

کتنا اس نے قدرت کو منع کیا تھا۔کہ اسے نہ لے جائے۔اسے نہ تھکائے _____ رات کے دس بجے یہ لوگ تھکے ہارے آئے تھے۔قدرت اس کو واشنگٹن ڈی سی لے گیا تھا وہاں سارے

مانونیٹ دکھائے فضول سی چیزیں کھلائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کہاں کہاں گھومے _____ وہ سارا دن فکر کرتی رہی۔اُس کی موٹر میں فون لگا تھا۔مگر قدرت نے جان بوجھ کر فون بند کر دیا تھا۔اس لئے وہ ان کی خبر ہی نہ لے سکی۔دس بجے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو مستعان کا چہرہ عجیب سا ہو رہا تھا _____ زرد اور ڈوبا ہوا _____ آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔اس نے دوڑ کر پوچھا۔

مستی بھائی۔آپ ٹھیک تو ہیں۔

لیجئے شروع ہوگیا ڈرامہ _____ ۔۔۔۔۔۔۔One Act Play۔اب تم بھگتو! یہ کہہ کر قدرت اپنے کمرے میں چلا گیا۔

مستعان نے کہا _____ ہاں میں کچھ تھک سا گیا ہوں۔اور دل پر بوجھ محسوس کرتا ہوں۔

میں نے کہا تھا نا؟ تھکنا آپ کے لئے ٹھیک نہیں _____ لیلیٰ نے گلہ کیا۔

بھئی وہ میری کہاں سنتا تھا۔زبردستی واشنگٹن لے گیا۔اتنا گھمایا ۔۔۔۔۔اتنا گھمایا کہ بس ۔۔۔۔۔ میں شاور لے سکتا ہوں _____

ہاں لیلیٰ نے کہا۔آپ نہا لیجئے۔میں ایک پیالی گرم دودھ کے ساتھ آپ کو سکون کو دوا دیتی ہوں۔اس کے بعد آرام کیجئے گا۔

سکون کی دوا دے کے اس نے مستعان کو سلا دیا تھا۔

رات کے دو بجے انٹر کام بجا۔لیلیٰ نے لپک کر اٹھایا۔

مستعان کی سانس تیز تیز چل رہی تھی۔اس نے رک رک کر بس اتنا کہا۔

لیلیٰ مجھے شاید ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔

لیلیٰ ننگے پاؤں بھاگ کر گئی۔اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔نرخرے میں سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں _____ جیسے کوئی گھسیٹ رہا ہو _____ اور ہونٹ جھاگ جھاگ ہو رہے تھے۔

ڈاکٹر ہونے کے باوجود وہ نروس ہوگئی۔محبت کے رشتے عجیب ہوتے ہیں۔یہ اس کی بہن کا شوہر تھا۔جانتی تھی کہ وہ ایک جان دو قالب ہیں۔طبعاً مستعان لیلیٰ کو چھوٹی بہن کی طرح پیار کرتا تھا۔لیلیٰ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔وہ کیا کرے _____

جلدی جلدی اسے ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد قدرت کو اٹھانے گئی تھی۔قدرت جو اس کا دوست تھا۔شادی سے پہلے دونوں ایک ہی فلیٹ میں رہتے تھے۔قدرت بہت آئیڈیا لسٹک تھا۔بڑی

بڑی آسمانوں جیسی باتیں کرتا تھا۔ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ عورت ذات کو کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ مستعان اس کی صلاحیتوں کا بہت معترف تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ اس کا یہ دوست دنیا میں کوئی انوکھا کارنامہ سرانجام دے گا۔

قدرت نے مستعان کو بھی شادی کرنے سے منع کیا تھا۔ مگر نہ جانے کیا ہوا کہ اس نے شادی والے دن لیلیٰ کو دیکھا۔ اور سو جان سے اس پر فریفتہ ہو گیا۔ لیلیٰ نے بھی تو اس کا سارا تذکرہ مستعان کی زبانی ہی سنا تھا۔ اسے بھی یہ آدمی کوئی مافوق الفطرت قسم کی مخلوق لگا تھا۔ دونوں بہنیں خوش تھیں۔ کہ دو دوستوں کی بیویاں بن رہی ہیں _____ پر کتنا فرق تھا۔ مستعان اور قدرت میں _____

لیلیٰ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ ہسپتال کی انتظامیہ نے کہا تھا۔ آدھے گھنٹے میں ایمبولینس پہنچ جائے گی۔

اور قدرت جانتا تھا کہ مستعان کی مرض کی نوعیت کیا ہے۔ وہ کیوں یہاں آیا ہے _____

مگر وہ کیسا بے سدھ سویا پڑا تھا _____

صاف کہہ دیا۔ میں نہیں اٹھ سکتا۔ تم خود ہسپتال لے جاؤ۔ اس کی سانسوں سے ابھی تک وسکی کی بو آ رہی تھی۔ اتنا نشہ کرتا تھا۔ کہ اس کو سوتے اور جاگتے میں اپنی سدھ بدھ نہ رہتی تھی _____

لیلیٰ کے پاس جلنے کڑھنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ جہاں کام کرتی تھی۔ وہاں زندگی کا موت سے تکرار چلتا رہتا تھا۔ اسے اپنے پیشے سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ بڑی مطمئن تھی ہر آپریشن سے پہلے وہ نماز پڑھ کر مریض کی زندگی مانگا کرتی تھی۔ خواہ مریض کسی بھی ملک کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔

لوگ کہتے تھے اس ڈاکٹر کے ہاتھوں میں مسیحائی ہے _____

سب کی خواہش ہوتی کہ اس سے آپریشن کروائیں _____

اس کی زندگی کی دو ہی خوشیاں تھیں _____ ضامن کا چہرہ اور صحت پانے والے مریضوں کی چمکتی آنکھیں _____

جو نہ مل سکا تھا۔ اس کے لئے رونے میں اس نے اپنی عمر ضائع کرنی مناسب ہی نہ جانی تھی _____

بیل ہوئی اور اسے پتہ ہی نہ چلا۔

ضامن نے آ کے بتایا۔

ماما بیل ہو رہی ہے _____

اوہ! تم جاگ رہے ہو چندا۔

ماما آپ کے جانے کے بعد _____ دروازہ لاک کر کے سوؤں گا۔

تھینک یو بیٹا۔

لیلیٰ نے اٹھ کے دروازہ کھولا _____ ایمبولینس آ گئی تھی۔

ایک مہینہ جوگزر گیا تھا _____ اف کس قدر آزمائشی اور تکلیف دہ تھا۔ مگر قانون قدرت کتنا بھلا ہے۔ کتنے بھی دکھ کے دن ہوں۔ گزر جاتے ہیں۔ ٹھہر نہیں جاتے۔ یہ اور بات کہ جاتے جاتے دل اور چہرے کو خراشیں دے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ مصیبت کے وقت آدمی سمجھتا ہے۔ کہ زندگی رک جائے گی۔ سانس پھنس جائے گی۔ مگر قدرت اپنا عمل جراحی تو کرتی رہتی ہے _____

ایک مہینہ لیلیٰ نے اپنے بہنوئی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ایک مہینہ وہ دن رات بدلتی گھڑی کی سوئیوں کو دیکھتی رہتی تھی۔ کہ کہیں کوئی لہو رنگ لمحہ کسی ہند سے پر آ کر نہ اٹک جائے اتنی کٹھنائیوں میں حالات سنورتے گئے۔ اور لمحے گزرتے رہے۔ آہستہ آہستہ اندھیرا چھٹنے لگا۔ اور روشنی کی لکیر نظر آنے لگی۔

بہت بڑا آپریشن تھا۔ بہت بڑا رسک تھا۔ میڈیکل کی دنیا کا ایک بڑا تجربہ تھا۔ یہاں روز تجربے ہوتے ہیں۔ اس تجربہ گاہ میں صرف انسانوں پر تجربے ہوتے ہیں۔

اف لیلیٰ نے تو جیسے مصلے کی جگہ اپنا دامن بچھا رکھا تھا۔ اپنے ہوسپٹل سے چھٹی لے لی تھی۔ جس دن وہ مستعان کو ہسپتال لے کر گئی تھی۔ ڈاکٹروں نے صاف کہہ دیا تھا۔ یہ اپنی نوعیت کا نیا کیس ہے۔ ایک تجربہ کریں گے۔ زندگی خدا کے اختیار میں ہے۔ تجربہ بھی چار دن کے بعد ہوگا اگر یہ چار دن نکل گئے۔ تو آگے کی سوچئے گا _____ چار دن جو انگلیوں پر شمار ہو جاتے ہیں۔ مگر جب اس نے انہیں اپنی سانسوں کے ساتھ شمار کرنا شروع کیا۔ تو وہ چار صدیوں پر محیط ہو گئے _____

گھر میں آتی۔ تو ہوسپٹل جانے کی جلدی ہوتی۔ ہوسپٹل ہوتی تو گھر بھاگ جانے کو دل چاہتا۔ پھر وہی ہوا۔ جب اس نے قدرت کو بتایا۔ کہ چار دن بہت سنگین ہیں۔ تو ایک دن اس نے بوریا بستر سمیٹا اور چل دیا۔

لیلیٰ نے پوچھا۔ ایسے وقت میں کہاں جا رہے ہو؟

نخوت سے بولا۔

تمہارے بہنوئی کی لاش کو کاندھا نہیں دینا چاہتا۔

قدرت _____ لیلیٰ چیخ اٹھی۔

تم اتنے بھی گر سکتے ہو؟

میں عورت نہیں ہوں۔ کہ حقائق کو تسلیم نہ کروں _____ یہ آدمی مر جائے گا۔ تم جانتی ہو۔ میں موت کا سامنا نہیں کر سکتا۔ تمہارے بہت وسائل ہیں۔ اس کی ڈیڈ باڈی پاکستان بھجوا سکتی ہو _____

لیلیٰ روتی رہی۔ بے تحاشا روتی رہی _____

وہ جس کے لئے اس نے خدا سے زندگی مانگی تھی۔ اور اس کے بدلے میں اپنی زندگی کی پیشکش کی تھی۔ جس نے بھائی بن کر اس کے سر پر دستِ شفقت رکھا تھا _____ اور جو اس کی بہن کا واحد سہارا تھا۔

کس بے دردی سے قدرت نے اس کے مرنے کی نوید دے دی تھی۔

جب کہ ابھی خطرے سے باہر بھی نہ تھا _____

قدرت کا ایک سفری بیگ تھا۔ جس میں کپڑوں کے علاوہ سنبل کا ایک تکیہ اور سلیپنگ بیگ بھی آ جاتا تھا۔ جب بھی وہ اس بیگ کو تیار کرتا لیلیٰ کی سمجھ میں آ جاتا کہ وہ لمبے عرصے کے لئے گھر سے باہر جا رہا ہے۔

پہلے ہی پہلے سارے آنسو ختم کر لو گی _____ تو بہن کے گلے لگ کر کیا کرو گی؟

قدرت نے ایک اور برچھی پھینکی۔

لیلیٰ نے اپنا چہرہ صاف کیا۔ اور بڑی نرمی سے بولی۔

مگر جب مستی بھائی کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ وہ گھر آ جائیں گے اور میں نے ان سے کہہ دیا تھا۔ کہ قدرت بھی آپ کو لینے آئیں گے۔

تم نے کہہ دیا۔ تم بھگتو۔۔۔۔۔۔ میں کسی کا غلام نہیں ہوں۔

مستعان بھائی تو تمہارے دوست ہیں _____

لیکن اب میں اس کا دشمن ہوں _____

کیوں _____؟

وہ میری بیوی پر نظر رکھتا ہے _____؟

قدرت _____ قدرت _____ لیلیٰ چیخی ---This is too much

یہ گھٹیا پن کی انتہا ہے _____

انتہا ہی انتہا کو کاٹتی ہے۔ وہ ڈھٹائی سے بولا۔

مجھے معلوم ہے۔ تم نے یہ بات اس لئے کہی ہے۔ کہ میں انہیں اپنے گھر نہ لاؤں۔

تم اس سے جلتے ہو۔

دونوں باتیں درست ہیں۔

میں انہیں اپنے گھر ضرور لاؤں گی۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے۔ یہ تجرباتی آپریشن ہوا ہے۔

پورے دو مہینے انہیں Under Observation رکھنا ہوگا۔ ہر ہفتے وہ چیک اپ کے لئے جائیں گے۔ لیلیٰ نے تفصیل بتائی۔

تو اس سے کہو اپنی بیوی کو بلا لے۔ الگ فلیٹ لے کر اس میں رہے _____

وہ کھردرے انداز میں بولا _____

اور میرا گھر کس لئے ہے _____ لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔

میرا گھر ------ میرا گھر ذلیل عورت تجھے اپنے گھر کا بڑا غرور ہے۔ لے جا رہا ہوں تیرے گھر سے _____

اس نے تھیلا اٹھایا۔ اور باہر نکل گیا!

اپنا بستر گلے میں لٹکائے ضامن دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔

لیلیٰ نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا۔

جانو! تم کب آئے ہو _____

ماما ------ میں کوریڈور میں کھڑا ڈیڈی کی باتیں سن رہا تھا۔

لیلیٰ کے آنسو بہنے لگے۔

نہ رو ماما _____ وہ ہاتھ سے لیلیٰ کے آنسو صاف کرنے لگا۔

میں جو ہوں ماما _____ میں تمہارے ساتھ جا کر انکل کو گھر لے آؤں گا۔

لیلیٰ نے اسے سینے کے ساتھ لگا کر بھینچ لیا۔

رات کو تھک ہار کر لیلیٰ نے غسل لیا۔ لباس تبدیل کیا۔ ضامن کے ساتھ مل کر ڈنر کیا۔ جب ضامن سو گیا۔ تو اس نے پاکستان اپنی بہن کا نمبر ملایا _____ یہ عجیب اتفاق ہوا۔ جس رات وہ مستعان کو ہوسپٹل داخل کرا کے آئی تھی۔ اگلی صبح اس نے توشہ کو فون کیا تھا۔ نرس نے اٹھا لیا۔ اور بولی۔

مسز احمد لیبر روم میں ہیں۔

اچھا کب گئی ہیں۔؟

تین گھنٹے ہوئے _____ نرس نے جواب دیا۔

اچھا _____ میں شام کو پھر فون کروں گی۔ اگر کسی وقت وہ پوچھیں کہ امریکہ سے کال آئی ہے۔ تو آپ انہیں بتا دیں۔ کہ ان کی بہن کا فون آیا تھا۔ سب خیریت ہے۔

جی اچھا _____ نرس نے ادب سے کہا۔

لیلیٰ نے اطمینان کا سانس لیا۔ ورنہ اسے کتنی فکر ہو رہی تھی۔ کہ وہ اس حالت میں توشہ کو کیسے بتائے گی۔ کہ مستعان ہوسپٹل چلا گیا ہے اور ڈاکٹروں نے اس کی حالت نازک بتائی ہے۔

شام کو جب اس نے دوبارہ فون کیا۔ تو اس کی ڈاکٹر سے بات ہوگئی۔ ڈاکٹر نے اسے کیس کی نوعیت بتائی۔ اور بتایا کہ بچی پیدا ہوئی ہے۔ بچی کے پھیپھڑوں میں کچھ نقص ہے۔ اس لئے وہ آکسیجن میں رکھی گئی ہے۔ اور توشہ بھی ابھی Constatnt Care میں ہے۔

اس نے ڈاکٹر کو بھی یہی پیغام دیا۔ کہ توشہ کو بتا دے کہ مستعان ہوسپٹل چلا گیا ہے۔ اس کی سرجری ہونے والی ہے۔ اس لئے ابھی ہوسپٹل میں وہ اس سے بات نہیں کر سکتی۔ مگر میں ہر ہفتے اس کی خیریت کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ لیلیٰ باقاعدہ ہر ہفتے اسے مستعان کی خیریت کی خبر دیتی رہی تھی _____ کیونکہ بچی کی وجہ سے توشہ ابھی تک ہوسپٹل میں تھی۔ جب تک ڈاکٹر بچی کو خطرے سے باہر نہ بتاتے۔ وہ اتنا لمبا سفر کر کے امریکہ نہیں آ سکتی تھی۔ اس کا بھی آپریشن ہوا تھا۔ اور ابھی ایسی حالت نہیں تھی کہ خود بھی لمبا سفر کر سکتی _____

لیلیٰ بڑی باقاعدگی سے اسے فون کر کے مستعان کے بارے میں بتاتی رہی تھی۔ ادھر آپریشن
بعد جب مستعان کو ہوش آیا۔ تو اس نے پہلی بات جو لیلیٰ سے پوچھی یہی تھی _____

میری بیوی کیسی ہے _____؟

اوہو _____ میں دن رات پٹی سے لگی بیٹھی ہوں۔ اور ہوش آتے ہی بیوی یاد آ گئی۔

جلدی بتاؤ لیلیٰ ۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے۔ تمہارے چہرے سے لگتا ہے۔ کچھ ہو گیا ہے۔ جی ہا

_____ بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ مبارک ہو ابا جان کو _____

سچ _____ اس کے چہرے پر زندگی کا نور پھیل گیا۔ میں نے توشہ کے ساتھ شرط لگا

تھی۔ کہ میری بیٹی پیدا ہو گی _____ اللہ تیرا شکر _____ میں کب توشہ سے بات

سکوں گا _____؟

ابھی نہیں _____ ڈاکٹر نے تو تین جملوں سے زیادہ بولنے پر پابندی لگا دی ہے۔ ا

آپ کے تین جملے تو ہو چکے۔۔۔۔۔

ہسپتال سے مستعان اپنی بیوی کو فون کر سکا تھا۔ مگر لیلیٰ باقاعدہ انہیں ایک دوسرے کے پیغام د

رہی تھی۔ یوں بھی ڈاکٹروں نے کہا تھا۔ اس کو کسی سے بات کرتے وقت جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔

آج لیلیٰ چاہتی تھی فون ملا کے اپنی بہن کو بتا دے کہ مستعان اگلے ہفتے گھر شفٹ ہو رہا ہے۔

چاہے تو سب سے پہلے اس سے بات کر سکتی ہے _____

مگر جب نمبر ملا۔ تو اس کے فون پر مشین بول رہی تھی۔ کہ پیغام دے دیا جائے۔ وہ اس وقت

موجود نہیں ہے۔ لیلیٰ نے بس اتنا پیغام دیا۔

''سب خیریت ہے۔ میں کل صبح فون کروں گی۔''

علی الصبح ضامن کو تیار کر کے وہ اپنے کمرے میں آئی۔ الماری کھولی۔ پیسے نکالے تو گن کر حیران
سی ہو گئی۔ الماری کے اندر دیکھا باہر دیکھا۔ دراز کو بار بار کھول کر دیکھا پھر پیسے گنے۔۔۔۔۔ وہ تو
ہسپتال میں جمع کروانے کے لئے پورے پیسے کل نکال لائی تھی۔

اب پورے کیوں نہیں ہو رہے۔ حیران کھڑی حساب جوڑ رہی تھی۔ تو ضامن اندر آ گیا۔

ماما، مجھے دیر ہو رہی ہے۔ کیا بات ہے۔ کیوں کھڑی ہو؟

جانو! میں نے کل الماری میں دس ہزار ڈالر رکھے تھے۔ آج اس میں سے پانچ ہزار غائب ہیں۔
الماری تو میں نے کبھی کھلی نہیں چھوڑی۔ اور گھر میں کوئی آتا جاتا بھی نہیں _____

ماما _____ اس روز ڈیڈی نے آپ کی الماری کھولی تھی۔

مگر _____؟ میری چابی تو پرس میں ہوتی ہے۔

جب آپ واش روم میں گئی تھیں۔ انہوں نے پرس میں سے چابی نکال لی تھی۔ پھر جب آپ کھانا
پکا رہی تھیں۔ انہوں نے الماری کھولی تھی۔

پھر کیا کیا تھا _____؟

لیلیٰ نے پوچھا _____

میں تو پیچھے سے دیکھ رہا تھا ماما _____ انہوں نے کوئی چیز نکال کر جیب میں ڈال لی تھی۔

چابی کب پرس میں رکھی _____؟

یہ مجھے معلوم نہیں۔۔۔۔۔ بلکہ انہوں نے مجھے ڈانٹا بھی تھا۔ کہ میں ادھر کیوں دیکھ رہا ہوں۔

لیلیٰ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا تھا۔ کس قدر سفاک تھا یہ شخص اس کو معلوم تھا کہ آج ہوسپٹل کے بقایا بل ادا
کرنے ہیں۔ زیادہ رقم تو وہ ادا کر چکی تھی _____

احتیاطاً بینک سے پیسے نکلوا لائی تھی۔

اس نے الماری میں سے اپنی چیک بک نکالی۔ الماری کو بند کیا اور ضامن کو لے کر گاڑی میں بیٹھی۔

ماما _____ اب تم کیا کرو گی؟

وہ بولا _____

جانو! تمہیں نرسری میں چھوڑ کر بینک جاؤں گی۔ دوبارہ پیسے نکلواؤں گی۔

مگر اس کے دل میں عجیب سے غبار اٹھنے لگے۔ اسے قدرت کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

شروع میں وہ جتنے پیسے مانگتا لیلیٰ دے دیتی۔ اور جب اس کی یہ عادت تکلیف دینے لگی۔ تو اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ذرا ذرا سی بات پر وہ ایسے رقیق طعنے دیتا۔ کہ وہ جل کر رہ جاتی۔ وہ اسے کئی بار بتا چکی تھی۔ کہ توشہ اور مستعان نے اس آپریشن کے لئے پچھلے ایک سال سے رقم اس کے اکاؤنٹ میں کروانی شروع کر دی تھی۔ توشہ خود بھی صاحبِ جائیداد تھی۔ اور نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بہن پر کوئی بوجھ پڑے۔ ڈاکٹروں نے اندازاً چالیس ہزار ڈالر کا خرچہ بتایا تھا۔ ان دونوں نے احتیاطاً پچاس ہزار ڈالر جمع کرا دیئے تھے۔

لیلیٰ بہت کہتی رہی کہ وہ خرچہ کر دے گی بعد میں حساب کرتے رہنا۔ مگر ان دونوں نے ایک نہ مانی۔ وہ امریکی ماحول کے آداب جانتے تھے۔ اور پھر یہ کہ تنگدست نہیں تھے۔ دونوں مل کر کام کرتے تھے۔ بعض دفعہ عین وقت پہ پیسہ کہیں اڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہ ہر ماہ اپنی رقم بھیج دیا کرتے تھے۔

مگر قدرت کہاں ماننے والا تھا۔ ہمیشہ یہی کہتا۔ تو اپنی کمائی اپنے میکے کو کھلانا چاہتی ہے _____ میں جانتا ہوں _____

وہ اس کوشش میں رہتا کہ لیلیٰ کی رقم ہاتھ لگے۔ اور جب رقم ہاتھ لگ جاتی تو آوارگی کرنے نکل جاتا۔

یہ بھی ایک ناسور تھا۔ مگر اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ کم از کم لیلیٰ کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

ضامن کا سکول آ گیا۔ اس کو نرسری میں چھوڑ کر وہ سیدھی بینک گئی۔ رقم نکلوائی اور ہسپتال چلی گئی۔ تمام بقایا جات ادا کر دیئے۔ اگلے ہفتے مستعان بھی گھر آ گیا اور اپنے قدموں پر چل کر آیا۔ ڈاکٹر نے سیڑھیاں چڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ ہلکی پھلکی ورزش بھی بتائی تھی _____

اور کھانے کا بھی ایک عجیب و غریب چارٹ بنا کر دے دیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آ کر بہت خوش ہوا۔ فرطِ جذبات سے اس نے لیلیٰ کا سر چوم لیا۔ کمرے میں ہر طرف تازہ پھول لگے ہوئے تھے۔

خوبصورت کارڈ چمک رہے تھے۔ جن پر Well Come Home لکھا تھا۔ خوش رنگ تکیے لگے تھے۔ ضرورت کی ہر چیز وہاں پڑی تھی۔

لیلیٰ تو کتنی اچھی بہن ہے _____ کتنا اچھا سواگت کیا ہے میرا _____ میری سگی بہن بھی ہوتی تو شاید ایسا نہ کر سکتی _____

اچھا اب زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں _____ جذبات آپ کے ایجنڈے میں شامل نہیں ہیں _____

اپنے کمرے کا _____ دروازہ بند کر کے توشہ سے بات کیجیے وہ انتظار کر رہی ہو گی _____

میں ذرا ضامن کو لے آؤں۔ چھٹی ہو گئی ہو گی!

لیلیٰ کچن میں چائے بنا رہی تھی جب مستعان کے کمرے میں سے آوازیں آنے لگیں اس سنا وہ کہہ رہا تھا۔ آئینہ۔۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔۔۔لیلیٰ نے بھاگ کر اپنی ڈریسنگ ٹیبل پر سے چھوٹا آئینہ اٹھایا۔ اور اس کے پاس لے گئی۔ وہ لیٹا ہوا تھا۔ اس کے چہرے کے آگے کے بولی _____

لیجیئے حضرت آئینہ۔۔۔۔اور دیکھیئے اپنا رخ انور۔۔۔۔۔

ارے۔۔۔۔۔مستعان اٹھ کر بیٹھ گیا۔

میں نے کب مانگا آئینہ _____؟

ارے واہ ابھی تو شور مچا رکھا تھا _____

میں کیا کروں گا اپنی صورت دیکھ کر _____؟

تو پھر آئینے میں کس کی صورت دیکھنا چاہتے ہیں۔؟

کمال ہے۔صبح صبح میرے ہاتھ میں آئینہ پکڑا دیا۔مستعان کھڑا ہو گیا

کچھ فرق نہیں پڑا آپ کی صورت میں آپریشن کے بعد _____

بھئی ہم کونسے شاہِ جمال تھے کہ ہماری صورت میں فرق پڑتا بلکہ دو چار شکن زیادہ لے کر آ گئے ہیں

ٹھیک ہے۔۔۔۔شیو کر کے تیار ہو جایئے دولہا بھائی میں ناشتہ بنا رہی ہوں۔

لیلیٰ کبھی کبھی لاڈ میں اسے دولہا بھائی بھی کہتی تھی۔جس کا قدرت بہت برا مانتا تھا۔

وہ ہمیشہ کہتا تھا۔ یہ سسرال والوں کی سازش ہوتی ہے۔داماد بوڑھا بھی ہو جائے تو اسے دولہا بلاتے رہتے ہیں۔تا کہ ادھر ادھر نہ ہو جائے۔

خیر قدرت تو ہر بات پر اعتراض کرنے کی قدرت رکھتا تھا۔

مستعان تیار ہو کے کچن میں گیا۔ضامن ناشتہ کر رہا تھا۔

کتنا اچھا بچہ ہے ضامن _____؟ اتنی جلدی اٹھ جاتا ہے۔اور خود ہی تیار ہو جاتا ہے

انکل۔۔۔۔ماما کہتی ہیں۔جو بچے جلدی اٹھ کر خود تیار ہو جاتے ہیں وہ بڑی جلدی بڑے ہو جاتے ہیں۔

ماما بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔مستعان ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں بھی اسی طرح بڑا ہو گیا ہوں۔تمہاری ماما نے مجھے بھی بڑا کر دیا ہے۔

ضامن زور زور سے ہنسنے لگا۔

انکل آپ تو میری ماما سے بھی بڑے ہو۔۔۔۔

میں ناشتہ کر کے ضامن کو چھوڑ آؤں گا۔لیلیٰ تم ہسپتال جاؤ۔مستعان نے کہا۔

آج تمہارا ایک آپریشن بھی ہے _____

کیوں ضامن ٹھیک ہے؟ لیلیٰ نے پوچھا _____

بالکل او کے ماما _____ ضامن نے کہا۔میں انکل کے ساتھ جاؤں گا اور انکل کے ساتھ آؤں گا۔

مستی بھائی آپ تو جاب پر لگ گئے۔

یہ کہہ کر لیلیٰ اپنے کمرے میں چلی گئی۔اپنا چہرہ درست کیا۔پرس پکڑ کے خدا حافظ کہنے آئی اور چابیاں اٹھا کر باہر نکل گئی۔

مستعان کو گھر آئے دو مہینے ہو گئے تھے۔اب ڈاکٹر نے اسے موٹر چلانے کی اجازت دے دی تھی بلکہ کہا تھا۔کہ وہ باقاعدہ موٹر لے کر رش والی جگہوں پر جائے۔گروسری لینے جائے اور معمول کے سارے کام کرے۔تا کہ اگلے ایک مہینے میں انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کا سسٹم نارمل ہو گیا ہے۔

اس لئے مستعان ضامن کو سکول لے جائے اور واپس لانے کی ذمہ داری خود اٹھالی تھی۔یہاں موٹر چلا کر اسے بہت مزہ آتا تھا۔

جب تک ضامن سکول میں رہتا۔مستعان کسی پارک یا کسی سٹور میں چلا جاتا کتابیں دیکھا کرتا ونڈو شاپنگ کرتا اپنے اگلے ڈراموں کے لئے موضوعات تلاش کیا کرتا اور جب بارہ بجے ضامن کو چھٹی ہو جاتی تو اسے گھر لے آتا۔

گھر میں اس کا وقت ضامن کے ساتھ بہت اچھا گذرتا وہ محسوس کرتا کہ ہر بچہ اپنے اندر اپنی ایک دنیا لے کے آتا ہے۔جس میں معصومیت بھی ہوتی ہے اور تجسس بھی ہوتا ہے واقعی یہ فرشتے ہوتے ہیں۔

جب بھوک لگتی تو دونوں کچن میں جا بیٹھتے۔ پھر ایسے ایسے تجربے ہوتے کہ شام کو سب کچھ سن کر ہنس ہنس کے پاگل ہو جاتی۔

کبھی کبھی کہتی _____ مستی بھائی۔ اگر یہاں توشہ آپا ہوتیں۔ تو کتنا مزہ آتا۔

یہ کہو کہ مزہ دوگنا ہو جاتا۔

ہاں ہاں _____ لیلیٰ جلدی سے کہتی۔

آپ کی فون پر بات ہوئی _____

ہاں ہو جاتی ہے _____ وہ فون کر لیتی ہے۔

مستی بھائی۔ میں نے آپ سے کہہ رکھا ہے۔ کہ روز رات کو اسے فون کر لیا کریں۔ آخر آپ تکلف کیوں کرتے ہیں۔

نہیں نہیں جب ضرورت ہو کر لیتا ہوں۔

اسے ہر روز آپ سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔ میں جانتی ہوں۔

بس لیلیٰ _____ مستعان بولا تم میرے لئے اتنا کچھ کر رہی ہو _____

مستی بھائی _____ لیلیٰ غصے سے بولی۔ اگر ایک لفظ بھی مزید کہا۔ تو میں بھوک ہڑتال کر لوں گی۔

لو جی _____ سیاسی حربہ بھی آ گیا۔ آؤ ضامن! ہم تو چل کے کیرم کھیلیں۔

ضامن اور مستعان اپنے کمرے میں آ گئے۔ روز شام کو مستعان ضامن کو کیرم کھیلنا سکھاتا تھا۔

اس روز بولا۔ یار تمہارے ڈیڈی کہاں چلے گئے ہیں۔

انکل آپ کے آنے سے پہلے ڈیڈی ماما سے لڑ کر چلے گئے تھے۔

لڑے کسی بات پہ تھے _____؟ مستعان نے پوچھا۔

کہتے تھے۔ انکل کو گھر میں نہ لاؤ _____

اچھا _____ مجھے تم بتا دیتے۔ میں نہ آتا۔

انکل مجھے آپ کا آنا بہت اچھا لگتا ہے۔

تھینک یو بیٹا۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں دوست بنا لیا ہے۔

پتہ ہے۔ انکل ڈیڈی نا _____ ماما کے فائیو تھاؤزینڈ ڈالرز بھی لے گئے ہیں۔

وہ کس لئے _____؟

ایسے۔۔۔۔۔۔ ضامن اشارے سے بتانے لگا۔ پرس میں سے چابی نکالی۔ الماری کھولی۔ اور نوٹ جیب میں ڈال لئے _____ ایسے۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر ماما نے کیا کیا _____

ماما تو کچھ بھی نہیں کہتیں۔ رو کر چپ ہو جاتی ہیں۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔ مستعان کو صدمہ سا پہنچا۔ مگر بولا _____

"آؤ یار بازی ہو جائے۔"

رات سونے سے پہلے مستعان نے توشہ کوفون کیا۔ بچی کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ وہ فون پر بولی۔

میں ذرا بیٹی کو چپ کرالوں _____

نہیں۔۔۔ مستعان نے کہا۔ تھوڑی دیر مجھے اس کے رونے کی آواز سننے دو _____

مستی _____ وہ تمہاری طرح ضدی ہے۔ ابھی نہیں اٹھاؤں گی، تو چیخ چیخ کر نیلی ہو جائے گی۔

ارے چیخنے دو اسے۔ اس کے پھیپھڑے مضبوط ہوں گے۔ کیا خبر بڑی ہو کر سنگر بن جائے۔

مستی! تمہیں معلوم ہے۔ اس کے پھیپھڑوں میں نقص تھا۔

یہ تو اصولی بات ہوگئی نا؟ _____

وہ کیسے توشہ بولی _____

اس کے باپ کے دل میں پیدائشی نقص تھا۔ بیٹی کے پھیپھڑوں میں ہے۔ یہ خاندانی ٹریڈ مارک بن جائے گا۔ گھبراؤ نہیں _____ ہمارے ہر بچے میں کوئی پیدائشی نقص ہونا ضروری ہے۔

سبحان اللہ _____ مستی! تمہاری سوچ ہمیشہ مثبت ہوتی ہے۔ بس یہی بات تمہاری مجھے اچھی لگتی ہے۔

بس یہی ایک بات _____؟

مستعان شرارت پر اتر آیا تھا۔

ٹھہرو مستی _____ میں اسے چپ کرالوں۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں خود فون کروں گی۔

میری بیٹی اب چلا چلا کر تھک گئی ہے۔

بھئی تم نے بیٹی کا نام کیا رکھا ہے۔؟

مستی یاد نہیں تم نے کیا کہا تھا _____؟

کیا کہا تھا _____؟

تم نے کہا تھا۔ بیٹی ہوگی۔ تو میں نام رکھوں گا۔ بیٹا ہوا تو تم نام رکھنا۔ میں نے تو تمہیں بہت پہلے بتا دیا تھا۔ بیٹی ہے۔ پھر نام کیوں نہیں سوچا _____؟

تم اس کو چپ کرا کے سلا لو _____ پھر میں نام بتاتا ہوں۔

کوئی دو گھنٹے کے بعد توشہ کا فون آیا۔

ریسیور اٹھاتے ہی مستعان نے کہا _____ آئینہ _____

آئینہ _____ کیا _____ توشہ حیران ہو کر بولی۔ میں تو شہ بول رہی ہوں۔

توشی میں نے تمہیں اپنی بیٹی کا نام بتایا ہے۔

کیا نام بتایا ہے _____؟

آئینہ _____؟

آئینہ _____

آئینہ بھی کوئی نام ہوتا ہے؟ توشہ نے کہا۔

اگر توشہ نام ہو سکتا ہے۔ تو آئینہ بھی ہو سکتا ہے۔ میری بیٹی میرا آئینہ ہے۔

ایسا آئینہ جس میں مجھے ہمیشہ تمہارا عکس نظر آئے گا۔

مستی۔ یہ تو بالکل تمہاری طرح ہے۔ سب کہتے ہیں۔ ہو بہو باپ کی کاپی ہے۔

لڑکیاں بڑی ہو کر ہمیشہ ماں کی طرح ہو جاتی ہیں۔ اچھا خیر میں اسے آئینہ ہی کہوں گا۔

ٹھیک ہے آج ہی میں اس کا نام آئینہ مستعان رکھ لیتی ہوں۔

گڈ _____ ایک پپی دینا میری بیٹی کو _____

مستی! اب تم بالکل ٹھیک ہو نا؟

توشہ نے تردد سے کہا۔

بالکل سے زیادہ ٹھیک ہوں ۔۔۔۔۔۔ یعنی اپنے آپ کو پہلے سے توانا اور تنومند محسوس کرتا ہوں۔ اور ایک راز کی بات بتاؤں _____

بتاؤ۔۔۔۔۔

پتہ ہے اب دل میں بھی کچھ کچھ ہوتا ہے۔

شریر _____ توشہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔ مستی میرا دل چاہتا ہے۔ اب تم پھر پہلے کی طرح ہو جاؤ۔

پہلے کی طرح _____؟

جیسے شادی سے پہلے تھے۔ شوخ، جذباتی ۔۔۔۔۔ ہر وقت ہنسنے ہنسانے والے۔ ہاں ہاں

_____ توش! مجھے آنے تو دو _____ تم مجھے دیکھو گی۔ تو حیران ہو جاؤ گی۔ میں نئے سرے سے جوان ہو کر آ رہا ہوں۔ پتہ ہے میرا دل کیا چاہتا ہے۔

کیا چاہتا ہے۔ توشہ نے نرم آواز میں پوچھا۔

دل چاہتا ہے۔ اونچی اونچی عمارتوں کے اوپر کھڑا ہو کر نیچے چھلانگیں لگاؤں۔

یہ تو بڑا خطرناک جذبہ ہے _____ نہ نہ ۔۔۔۔۔۔۔ ایسے نہ کرنا۔

اور یار تو سمجھی کیوں نہیں _____ ولولے کی بات کر رہا ہوں ولولے کی _____

توشہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

اچھا یہ بتاؤ۔ تم کب تک آ سکو گے _____؟

ڈاکٹر کہہ رہا تھا۔ جس حیرت انگیز طور پر میں Improve کر رہا ہوں۔ شاید مجھے چند ہفتے بیشتر ہی آنے کی اجازت مل جائے۔

سنو! اب میں اداس ہو گئی ہوں۔ اور میری ہمت بھی ختم ہو گئی ہے۔ میں امریکہ آ جاؤں۔ اب تو بیٹی بھی بالکل ٹھیک ہے۔

توش! _____ اداس تو میں بھی ہوں۔ مگر تم ایسا کرو۔ فی الحال وہیں رہو۔ اگر مجھے جلدی آنے کی اجازت نہ ملی۔ تو پھر تم آ جانا۔

دو چار دن کے لئے آنا مناسب نہ ہوگا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ توشہ نے کہا۔

میری بیٹی کو اکیلے چھوڑ کے مت دفتر جانا۔

نہیں بھئی ۔۔۔۔۔۔ میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بھلا فی الحال ساتھ ہی لے جایا کروں گی۔ اب تو جمن خالہ بھی آ گئی ہیں۔

اچھا اچھا _____ میرا اسلام کہنا انہیں _____

وہ بھی تمہیں بہت پوچھتی رہتی ہیں _____

اچھا جانو، خدا حافظ کافی لمبی کال ہو گئی ہے۔ اب میں گہری نیند سو جاؤں گا۔

شب بخیر مستی!

فون بند ہو گیا۔

ایک شام لیلیٰ کمپیوٹر اٹھائے مستعان کے کمرے میں داخل ہوئی ۔۔۔۔۔۔

ارے ۔۔۔۔۔ ارے ۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ ۔۔۔۔۔۔ ننھی سی جان پر یہ ظلم کیوں کر رہی ہو۔ مجھے بتا دیا ہوتا۔ میں گاڑی سے نکال لاتا۔

یہ ننھی سی جان فولاد کی بنی ہوئی ہے۔ لیلیٰ نے کمپیوٹر ایک میز پر سجا دیا۔

میں جو کام اپنے دل کی خوشی کے لئے کروں۔ اس میں مجھے کوفت اور بوجھ بالکل محسوس نہیں ہوتا۔

اچھا تو اب اپنے دل کی خوشی کے لئے کیا ہو رہا ہے؟

کل ہوسپٹل میں بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا۔ کہ میں عاشق اور معشوق کو انٹرنیٹ کی سہولت مہیا کروں۔ فارغ وقت میں بیٹھے ایک دوسرے سے گفتگو کیا کریں گے _____؟

مستعان نے اس کی طرف غور سے دیکھا _____

وہ معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھی _____

پھر دونوں نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔

مستعان نے اٹھ کے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے _____

لیلیٰ ۔۔۔۔۔ لیلیٰ ۔۔۔۔۔۔ تجھے خدا نے کس مٹی سے بنایا ہے؟ تو دوسروں کا اتنا خیال رکھتی ہے۔

اسی مٹی سے جو تھوڑی سی بچ گئی تھی۔ مجھ پر تھوپ دی۔

ان کی باتیں سن کر ضامن دوڑا آیا _____

ماما ۔۔۔۔۔۔ ماما ۔۔۔۔۔۔ آہا ۔۔۔۔۔۔ انکل کے لئے کمپیوٹر آ گیا۔

لیلیٰ مگر کمپیوٹر تو قدرت کے کمرے میں بھی پڑا تھا۔ میں وہ بھی استعمال کر سکتا تھا۔

مستی بھائی! آپ کو تو معلوم ہے۔ ان کے جانے کے بعد میں ان کا کمرہ لاک کر دیتی ہوں۔ اس کمرے کی صفائی بھی کر دی جائے تو سارا سال ملامتیں سننا پڑتی ہیں کہ وہ میرا گم ہو گیا۔ یہ گم ہو گیا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ آپ کے بارے میں ایسی باتیں کہیں _____

مستعان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مگر بات بدل کر بولا آؤ یار! اس کو ذرا فکس کرتے ہیں۔

اچھا مستی بھائی _____ آپ اس پر مشق ستم کریں۔ میں ذرا چینج کر کے آتی ہوں۔

تم جاؤ اپنے کام کرو۔ میں اور ضامن بڑے خود کفیل ہیں۔

مستعان اور ضامن کمپیوٹر کو فٹ کر کے اس کے آگے بیٹھ گئے۔

انکل۔۔۔۔۔ضامن نے کہا میں بھی سیکھ سکتا ہوں۔

ضرور سیکھ سکتے ہیں _____؟ مستعان بولا۔

بس روز یہاں آ کے میرے پاس بیٹھ جایا کرو۔

میں ہوم ورک کر کے یہاں آ جایا کروں گا انکل _____

ٹھیک ہے۔ مگر دیکھنا تمہاری ماما کو پتہ نہ چلے _____

اچھا _____

یہ کیا میرے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ لیلیٰ اندر آ گئی۔۔۔۔

بھئی ہم دونوں ماموں بھانجا کوئی پروگرام بنا رہے ہیں۔

اچھا جی _____ لیلیٰ نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ لئے _____ یہ آج سے نیا رشتہ

کس طرح بن گیا۔ چنگے بھلے خالو تھے آپ _____ ضامن کے اکلوتے خالو _____

یہ رشتہ ضامن نے نہیں بدلا۔ میں نے بدلا ہے۔ مستعان بولا۔

میں نے _____؟

آپ کو یہ حق کس نے دیا؟

لیلیٰ غرائی _____

تم نے _____ مستعان کھڑا ہو گیا _____ تم نے لیلیٰ۔۔۔۔۔ دو مہینے ہو گئے

تمہاری محبتوں کو دیکھتے ہوئے۔ میں تو جی جان سے تمہارا بھائی بن گیا ہوں۔ اور آج سے ضامن مجھے

انکل نہیں ماموں کہے گا۔

انکل کا مطلب بھی ماموں ہوتا ہے _____

جی نہیں انگریزی کا انکل ایک بے معنی رشتے کی علامت لگتا ہے _____

ضامن بیٹے کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے ضامن کے بازو پکڑ کے اسے کھڑا کر دیا۔

وہ کھڑا ہو گیا۔

آج سے تم مجھے ماموں کہو گے _____ کہو گے نا؟ _____

جی ہاں ماموں _____

شاباش _____ مستعان نے _____ اسے دونوں بازوؤں میں بھر کر اٹھا لیا۔

بس میں ہی تمہارا ماموں ہوں اس دنیا میں _____

لیلیٰ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہیں چھپانے کے لئے باہر نکل گئی۔ اور جاتے جاتے کہہ گئی۔

کھانا لگ گیا ہے۔ دونوں باہر آ جاؤ _____

چل بھانجے ہاتھ دھو کے آ _____

وہ دونوں ہاتھ دھو کر کھانے کی میز پر آ گئے۔

لیلیٰ پھلکے اتارنے لگی۔ مگر مستعان محسوس کر رہا تھا۔ کہ وہ برابر رو رہی ہے۔

کبھی اپنا ایک آنسو سیدھے رخسار سے، انگلی کے ساتھ اڑاتی اور کبھی الٹے رخسار سے۔۔۔۔ مگر

روٹی پکا کر بغیر دیکھے ان کے آگے رکھتی جاتی۔

مستعان جانتا تھا۔ یہ بھی جذبات کا ایک موڑ ہے۔ اچھا ہے۔ وہ اس موڑ سے تنہا ہی گزر

جائے۔۔۔۔۔

کھانا کھا کر وہ لوگ اٹھ گئے۔۔۔۔ مستعان تھوڑی دیر ضامن کو سکھاتا رہا۔ پھر

بولا _____

بیٹا تمہارے سونے کا وقت ہو گیا ہے اب جاؤ۔ ورنہ ماما کو غصہ آ جائے گا۔

ٹھیک ہے انکل۔۔۔۔۔ نہیں رک گیا _____ ماموں۔۔۔۔۔

ماموں کہنا تھا نا؟ انکل _____

مستعان ہنسنے لگا۔

یار ذہن پر زور مت دو _____ کل تک یاد کرتے رہو۔ جب یاد ہو جائے۔ تو ماموں کہنے

لگنا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔ شب بخیر ماموں _____

شب بخیر بھانجے_____

ضامن باہر نکل گیا_____

مستعان نے سوچا۔ وہ پہلے توشہ کو فون کر کے اطلاع کر دے گا۔ کہ اب وہ دونوں انٹرنیٹ پر منے سامنے باتیں کر سکتے ہیں۔ پتہ نہیں توشہ نے بھی اپنا کمپیوٹر اٹھا کے کہیں رکھ دیا ہوگا۔ چھوٹی بچی ساتھ اسے کہاں فرصت ہوگی۔ کمپیوٹر کے آگے بیٹھ کر پروگرامنگ کر سکے۔

لیلیٰ ہاتھ پونچھتی ہوئی کمرے میں آ گئی۔۔۔۔۔۔

آج کا آپریشن کیسا رہا۔ مستعان نے پوچھا۔

اللہ کا شکر ہے_____ بے حد کامیاب_____

لیلیٰ تمہارے اوپر خدا کا خاص کرم ہے۔

لیلیٰ نے سر جھکا لیا_____

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی خاص وصف دے دیتا ہے۔ یا اس کو خلقت کی ضرورت بنا دیتا ہے۔ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جاتا ہے_____ مستعان نے کہا۔

بس مستی بھائی_____ آپ میرے لئے دعا کیا کریں۔

ضامن سونے چلا گیا۔ لیلیٰ نے پوچھا۔

بڑا پیارا بچہ ہے۔ ماشاء اللہ_____ تم نے اس کی تربیت بہت اچھی کی ہے۔

مجھے تو بھائی تربیت کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ بس اس بات کا افسوس رہتا ہے۔

تربیت صرف پاس بیٹھ کر نہیں کی جاتی۔ تم نے گھر کا ایک خوبصورت ماحول بنا رکھا ہے۔ بچے اٹھتے بیٹھتے اپنے ماحول سے سیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اسے بہتر انسان بنا سکوں_____ لیلیٰ بولی۔

ویسے میں نے سوچ لیا ہے۔؟ مستعان نے کہا۔

کیا سوچ لیا ہے_____؟

ضامن کو میں اپنا داماد بناؤں گا_____

مستی بھائی_____ لیلیٰ زور سے چیخی_____

Are you mad_____ آج آپ عجیب وغریب باتیں کر رہے ہیں۔

آج کیا میں تو ہمیشہ سے عجیب وغریب باتیں کرتا ہوں۔ میری اسی عادت پر تمہاری بہن عاشق ہوئی تھی۔

for Goods sake مستی بھائی_____ ضامن کے سامنے ایسی باتیں نہ کہہ دینا۔

کیوں_____ مجھے تو بچپن کی محبت بہت Fascinate کرتی ہے_____

اب وہ زمانہ نہیں مستی بھائی_____ وہ اور دور تھا جب والدین بچپن میں نام لے چھوڑتے تھے۔ اور بچے بڑے ہو کر ان کی بات نبھا دیتے تھے۔ لیلیٰ بولی۔

زمانے کبھی نہیں بدلتے روایات پلٹ پلٹ کر آتی ہیں۔ ناکامیاں تجربات سے نہیں رک سکتیں ہر زمانے میں سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔

آج آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ مستی بھائی آپا سے بات کی ہے_____

ابھی کروں گا لیکن میں اسے بھی بتا دوں گا کہ میں عنقریب آئینہ اور ضامن کی منگنی کر دوں گا_____

مستی بھائی لیلیٰ زور زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی اور پھر وہ ہنستی ہی چلی گئی۔

مستعان کو اس کا اس طرح ہنسنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا لیلیٰ ہمیشہ اسی طرح ہنستی رہے۔ اسے تھوڑی دیر پہلے والا اس کا مغموم چہرہ یاد آ گیا۔ حقیقت میں یہ بات اس نے لیلیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہی کہی تھی۔ جسے لیلیٰ دنیا کا سب سے بڑا مذاق سمجھ رہی تھی_____

مگر اس نے بیٹھے بیٹھے اتنی بڑی بات کیسے کہہ دی۔ جب لیلیٰ اٹھ کر چلی گئی تو مستعان کافی دیر تک سوچتا رہا_____

کہ وہ تو بغیر غور وفکر کیے کوئی منصوبہ بتایا نہیں کرتا_____ آج اس نے خود اپنے آپ سے بھی مشورہ نہیں کیا_____ اور ایسی بات کہہ دی ہے جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگی۔ یعنی بچگانہ سی بات ہے۔ اس نے سوچا شاید وہ آج کل بہت سی باتیں سوچے سمجھے بغیر کرنے لگا ہے۔

یہی سوچتا سوچتا وہ اپنے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔ کچن میں جا کے اس نے ایک گلاس پانی پیا۔ پھر اندر آیا تو دیکھا_____ کہ لیلیٰ لاؤنج میں بیٹھی بڑے انہماک سے لکھ رہی تھی۔

قریب آیا۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

بولا_____

بیٹھ جاؤں_____

جی بیٹھ جایئے۔

لیلیٰ نے قلم رکھ دیا۔

کیا لکھ رہی ہوں۔

مستی بھائی۔ میں ایک بڑی دلچسپ کتاب لکھ رہی ہوں۔نہیں دلچسپ تو نہیں کہہ سکتی۔ بلکہ ا
انوکھی کتاب کہہ سکتی ہوں۔اس میں کینسر کے مریضوں کے تجربات ہیں۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔میں سمجھ رہا ہوں۔مستعان بولا۔

تفصیل سے بتاؤ۔

آپ کو پتہ ہے مستی بھائی_____ اللہ کے فضل وکرم سے اب تک میں ایک ہزار مریض
کے آپریشن کر چکی ہوں_____

واقعی_____ ؟مستعان نے حیران ہو کر کہا۔

کتنا عرصہ ہوا اس ہسپتال میں کام کرتے ہوئے_____

کام تو میں نے یہاں آتے ہی شروع کر دیا تھا۔مختلف انسٹی ٹیوٹس میں مزید پڑھتی بھی رہی۔ا
کام بھی کرتی رہی۔مگر موجودہ ہسپتال میں سرجن کے طور پر پانچ سال پہلے آئی تھی۔

اور پانچ سالوں میں تم نے ایک ہزار آپریشن کئے_____

تنہا_____

نہیں بعض اوقات دو یا تین ڈاکٹروں کا گروپ بھی بن جاتا ہے۔مگر اکثر اوقات مسلمان ملکوں
عورتیں مجھی سے آپریشن کروانا پسند کرتی ہیں۔اچھا آپ ان تفصیلوں کو چھوڑیں۔میری کتاب اور طر
کی ہے_____ میں آپریشن سے پہلے مریض سے باقاعدہ گفتگو کرتی رہتی ہوں۔آپریشن
وقت اس کے تاثرات ریکارڈ کرتی ہوں۔اور جب اسے پہلے مرتبہ ہوش آئے تو اس کا پہلا فقرہ ٹیپ
لیتی ہوں_____ اور پھر جب وہ ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر جانے لگتا ہے۔تو اس سے بہ
طویل انٹرویو کرتی ہوں۔۔۔۔۔

Very Interesting۔۔۔۔۔عجب عجب۔۔۔۔۔۔مستعان نے دلچسپی سے کہا۔

اب ان تمام تجربات ومشاہدات اور گفتگوؤں پر مشتمل میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔یہ کتاب
ظاہر ہے۔انگریزی میں ہوگی۔اور دنیا بھر کے مریضوں کے لیے انتہائی دلچسپ اور مفید ہوگی۔

لگ رہا ہے۔مستعان نے کہا۔

مستی بھائی۔اس میں وہ خط بھی شامل ہے۔جو مریض جا کر مجھے لکھتے ہیں۔

اتنے خوبصورت خط_____ کہ جب وہ چھپیں گے۔تو ایک ایسے لٹریچر کی قسم سامنے
آئے گی۔جو اہل قلم یا تخلیق کاروں نے جنم نہیں دیا ہوگا۔بلکہ زندگی سے پیار کرنے والوں نے تخلیق کیا
ہوگا۔اور ان خطوں کو پڑھ کر سب ادیبوں اور شاعروں کو رشک آئے گا_____ تب انہیں معلوم
ہوگا۔زندگی ادب کو جنم دیتی ہے۔ادب زندگی کو جنم نہیں دیتا۔

لیلیٰ_____ تمہارا کتنا خوبصورت روپ میرے سامنے آ رہا ہے۔بولتی جاؤ
لیلیٰ۔۔۔۔۔

مستی بھائی۔اگر آپ پوچھیں کہ تمہاری زندگی کا سرمایہ کیا ہے۔؟ تو میں وہ_____
(سامنے الماری کی طرف اشارہ کرتی ہے) الماری کھول کر دکھا دوں گی۔اس میں میرے مریضوں کے
۔۔۔۔۔۔دنیا بھر سے آئے ہوئے خط_____ کارڈ_____ نظمیں_____
پھول_____ آنسو اور مسکراہٹیں_____ بند ہیں۔بعض مریض مجھے باقاعدہ کرسمس یا
عید پر تحائف بھجواتے ہیں۔۔۔۔

میں نے ان سب چیزوں کو ترتیب دیا ہے۔۔۔۔۔ایک کتاب بناؤں گی۔دنیا والوں کے لئے
اور انہیں بتاؤں گی کہ زندگی کیا ہے۔اس سے پیار کس طرح کیا جا سکتا ہے_____ اس کی قدر
کیسے کی جاتی ہے۔اور کتنی چھوٹی سی کاوش سے تم دوسروں کو زندگی دے سکتے ہو۔جینے کا حوصلہ دے سکتے
ہو_____ اور کس طرح قوت ارادی عمر کو لمبا کر دیتی ہے۔۔۔۔۔

بس میں چاہتی ہوں۔سال 2002ء میں میری یہ کتاب منظر پر آ جائے۔فکشن کی دنیا کو میں
تحقیق کی طرف سے ایک تحفہ دوں گی_____

مستعان اس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔اور شدت جذبات سے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے

اس نے لیلیٰ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے_____

میری بہن، میری بچی_____ میں تیرے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دوں_____

لیلیٰ نے نہیں کہہ کر ہاتھ چھڑا لئے_____

مستی بھائی_____ آپ کو معلوم ہے۔ ہم لوگ اپنے راستے سے کیوں ہٹ جاتے ہے_____

مستعان ٹشو پکڑ کے آنکھیں صاف کرنے لگا۔

ہم لوگ اس لئے بھٹک جاتے ہیں۔ کہ راستے میں کہیں ہمیں آپ جیسے عقیدت مند مل جا ہیں۔ مجھے ہی نہیں دنیا بھر میں فلاح کے کام کرنے والوں کو ہاتھ پاؤں چومنے والے مل جاتے ہ وہیں ہمارا ارتقا رک جاتا ہے۔ وہیں آدرش کا چراغ بجھ جاتا ہے۔ شخصیت اہمیت اختیار کر جاتی _____ پھر چنگے بھلے بندے، کو شخصیت پرستی میں لطف آنے لگتا ہے۔ وہ چاہنے لگتا ہے چوراہے پر میرا بت_____ نصب ہو۔ ہر دل میں میری تصویر ہو۔

ڈاکٹر ہو تو مریضوں سے بے پرواہو جاتا ہے_____ عالم ہو تو بے عملیاں شروع دیتا ہے۔ سیاست دان ہو تو تکبر کے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے_____ ادیب ہو تو ا تحریر بے اثر ہو جاتی ہے بس آگے آپ ہر آدمی کے بارے میں سوچ لیں۔۔۔۔۔۔

میں اسی لئے بڑی خاموشی اور گم نامی میں یہ کام کرنا چاہتی ہوں۔ بہت زیادہ ریسرچ کرنا چا ہوں۔ اس ریسرچ کی بنیاد انسانی تجربات و احساسات ہوں گے۔ پتہ ہے۔ میں یہ کتاب اپنے نام نہیں۔۔۔۔۔۔ ایک فرضی نام سے چھپواؤں گی_____

مستعان اٹھ کر زمین پر دوزانو بیٹھ گیا۔

یہ کیا کر رہے ہیں۔ مستعان بھائی_____

اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت ہے۔ کسی جھیل کنارے پہنچ گیا ہے_____ و ایک لمبے بالوں والی پری مجھے کہانی سنا رہی ہے۔۔۔۔۔

اچھا تم جاؤ پہلے ایک پیالی کافی کی بنا کر لاؤ_____

لیلیٰ اٹھ کے گئی۔ کافی بنا کر لے آئی۔ ایک پیالی مستعان کو دی۔ اور دوسری خود پکڑ لی۔ پھر کے ساتھ قالین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

لیلیٰ_____ مستعان کافی پیتے ہوئے بولا_____

میں تمہارا مجرم ہوں۔

کیسے بھائی_____

میں نے ہی تمہیں قدرت کی طرف آمادہ کیا تھا۔ اس کو ایک آئیڈیل شوہر کے طور پر (Paint) پینٹ کیا تھا۔ تب میں بھی اسے اس طرح نہیں جانتا تھا۔

مستی بھائی! کسی بات میں کسی کا قصور نہیں ہوتا۔ سب مقدر کا لکھا ہوتا ہے۔

ممکن ہے۔ مجھے بہت چاہنے والا اور ہر دم خیال رکھنے والا شوہر مل جاتا۔ تو میں اپنے پیشے میں کمال نہ پیدا کر سکتی_____ کمال کا کنول تو ہمیشہ محرومیوں کی جھیل میں کھلتا ہے نا؟_____

یہ سب تمہارے نیک والدین کی تربیت کا اثر ہے لیلیٰ_____ تمہیں اگر زندگی کی سب سے خوبصورت خوشی مل جاتی۔ تو تم اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ جاتیں_____

یہ صرف مفروضہ ہے۔ تجربہ نہیں۔۔۔۔ بس اب میں اپنی دنیا میں مگن ہو چکی ہوں۔ میری تھکن اتارنے کے لئے، اور آگے بڑھنے کی قوت عطا کرنے کے لئے کئے اللہ نے مجھے ضامن دے دیا ہے۔ پتہ ہے میں نے اس کا نام ضامن کیوں رکھا تھا۔؟

کیوں رکھا تھا_____ ؟

یہ میری آنے والی زندگی کی خوشیوں اور تجربوں کا ضامن ہے_____

اللہ تمہارا یہ خواب پورا کرے لیلیٰ_____

لیلیٰ پتہ نہیں کیوں کبھی کبھی تم مجھے اپنی بیٹی کی طرح پیاری لگتی ہو۔ یاد ہے شروع میں میں نے اور توشہ نے تمہیں Adopt کیا تھا۔

ہاں ہاں_____ لیلیٰ ہنسنے لگی، تب میں کتنی احمق ہوتی تھی۔

کیوں_____

مستی بھائی۔ میں اور توشہ آپ کے آنے سے پہلے ایک جان دو قالب تھیں۔ ہمارے معمولات ایک تھے۔ مشاغل ایک سے تھے۔ اکٹھے ہر جگہ آنا جانا تھا۔ میں میڈیکل میں چلی گئی۔ اور توشہ نے آرٹ جوائن کر لیا۔ یکا یک اس میں تبدیلی آ گئی۔ ہر وقت آپ کا ذکر کرنے لگی۔ آپ ہی کی باتیں کرنے لگی اس پر میں چڑنے لگ گئی ہماری لڑائیاں ہونے لگیں_____

تب مجھے اندازہ ہوا حسد کتنی خوفناک چیز ہے۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا توشہ کا منہ نوچ لوں۔ یا

آپ کو گولی سے اڑا دوں۔

توشہ نے اس پریشانی کا مجھ سے ذکر کیا تھا۔اور ہم نے بیٹھ کے سوچا تھا کہ تمہیں اپنائے بغیر شادی نہیں کریں گے۔

آپ نے بہت اچھا سوچا تھا مستی بھائی۔اسی لئے مجھے آپ کی سوچ اچھی لگتی ہے۔

ہم نے تمہیں ہر وقت ساتھ رکھنا شروع کیا_____ تمہاری تنہائی کا احساس کم کیا۔

ہاں ہاں_____ ایسا ہوا۔

پھر ایک دن میں نے کہا_____ آج سے ہم تمہیں Adopt کرتے ہیں۔تم ہماری ہو۔یاد ہے۔اس روز ہم نے ایک جشن منایا تھا۔

ہاں یاد ہے۔لیلیٰ بولی_____

آپ نے واقعی میرا دل جیت لیا تھا۔

اور اس دن کے بعد تم مجھے پوپ کہنے لگی تھیں۔(pop)

لوگ پاپا کو مخفف کر کے پوپ بولتے ہیں۔میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

تمہارا پوپ بلانا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔

اور آپ بھی تو مجھے پتری لیلیٰ کہا کرتے تھے_____

پھر تم نے شادی کے بعد مجھے پوپ کہنا بند کر دیا_____ کیوں_____؟

بس کیا بتاؤں۔۔۔۔۔۔قدرت کے ذہن میں عجیب وغریب باتیں آنے لگیں۔۔۔۔۔وقت مجھے اذیت دیتا اور کہتا کہ۔۔۔۔۔

اسی وقت بیل کی آواز آئی۔باہر سے کسی نے بیل دی تھی۔

لیلیٰ نے دیوار پر لگے کلاک کو دیکھا۔رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔

اس وقت کون ہو سکتا ہے؟

لیلیٰ پریشان سی ہو گئی۔

کوئی مجبور مریض ہو گا۔

نہیں لیلیٰ بولی۔۔۔۔۔ہسپتال والے ہمیشہ میرے موبائیل پر مجھے اطلاع دیتے ہیں۔

میں دیکھتی ہوں_____ وہ کھڑی ہو گئی۔

بیل دوبارہ ہوئی۔

مستعان کھڑا ہو گیا۔میں دیکھتا ہوں۔چابی مجھے دو۔تمہارا اس وقت جانا ٹھیک نہیں ہے۔

مستعان نے کوریڈور کی لائٹ جلائی۔اور چابی لگا کے دروازہ کھول دیا_____

نووارد اندھیرے میں کھڑا تھا_____

مستعان نے پہچانا نہیں_____ دروازے میں کھڑے کھڑے پوچھا_____

کون ہیں آپ_____ کیا کام ہے اس وقت_____؟

نووارد تیزی سے اندر آ گیا۔بلکہ کوریڈور میں آ گیا۔اور طنز سے بولا۔

آج گھر کے مالک سے پوچھا جا رہا ہے۔کون ہو تم_____ کیا کام ہے_____؟

ارے قدرت_____ مستعان اس قدر حیران ہوا۔کہ مصافحہ اور معانقہ کرنا بھول گیا۔۔۔۔۔

اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو؟ کیا تم نے سمجھا تھا۔اب میں کبھی نہیں آؤں گا۔

یہ کہتا ہوا وہ لاؤنج میں آ گیا_____

لیلیٰ بھی کھڑی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

بھئی آنے کا بھی کوئی سلیقہ ہوتا ہے_____ کوئی وقت_____ کوئی اطلاع_____

مستعان ابھی تک حیرت میں تھا۔

میں نے تو نہیں سنا تھا کہ اپنے ہی گھر میں آنے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے_____ یا وہاں بھی کوئی اطلاع کی ضرورت ہوتی ہے_____

اس نے اپنا سفری تھیلا جو مٹی سے اٹا ہوا تھا صوفے پر رکھ دیا_____ خود دھم سے بیٹھ گیا۔

اور کیچڑ سے بھرے ہوئے جوتے اتار کر دور پھینکے_____ اوور کوٹ اتار کر قالین پر پھینکا۔پھر پائپ سلگا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی_____

تم لوگوں کو میرا آنا اس طرح برا لگا ہے۔جیسے میں نے تم لوگوں کے کسی بڑے خوبصورت پروگرام کو غارت کر دیا ہو۔تبھی تو دروازہ کھولنے میں دیر ہو گئی۔

لیلیٰ باہر نکل گئی۔

مستعان دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔اور اس کے فقرے پر غور کرنے لگا۔

مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ تم دونوں اس وقت تک جاگ رہے ہو۔ بہر حال خلل ڈالنے کی معافی چاہتا ہوا
قدرت تمہیں نہ تو گھر سے باہر جانے کا سلیقہ آتا ہے۔ اور نہ ہی گھر کے اندر آنے کا۔
یاد ہے تمہیں میں کالج کے زمانے میں کدورت کہا کرتا تھا۔ تو غلط نہیں تھا۔
تم ایک کدورت سے بھرے ہوئے انسان ہو_____
ہاں میرے گھر میں بیٹھ کر تم مجھے کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔
کاش تم اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھتے_____
ہاں ٹھیک ہے۔ اگر میں ایسا سمجھ لیتا۔ تو پھر تمہیں میزبانی کا حق کیسے ملتا۔
کیا بکواس کر رہے ہو قدرت_____؟
لیلیٰ چائے کی گرم پیالی لے کر آ گئی۔
مستی بھائی! آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ اور جا کر سو جائیں۔ آپ کافی جاگ چکے ہیں۔
اس نے چائے کی پیالی میز پر رکھ دی۔ اور مستعان کی طرف دیکھ کر سر سے بھی اشارہ کیا تھا
چلا جائے۔
اگر چہ مستعان کا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا۔ اور وہ اس وقت قدرت کی طبیعت صاف کرنا
تھا۔ مگر لیلیٰ کے اشارے کو وقت کی مصلحت سمجھ کر وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔
اور اندر سے کنڈی لگا لی_____
پھر دو گھنٹے تک اسے قدرت کے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں آتی رہیں_____
مگر وہ مسلسل لیلیٰ کے بارے میں سوچتا رہا_____
جس کی آواز تک نہیں آ رہی تھی۔

آئینہ۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔۔۔
کمپیوٹر پر مسلسل یہ الفاظ نمودار ہو رہے تھے۔۔۔۔۔۔
ادھر سے توشہ نے_____ لائن پر آ کر لکھا_____
مستی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کہ آئینہ کی تکرار کر رہے ہو۔
مستی نے جواب میں کہا_____
توش میرا دوش نہیں آئینہ میرے دماغ میں پھنس گئی ہے۔
توشہ نے لکھا_____
ابھی تو تم نے اسے دیکھا بھی نہیں اور یہ حال ہے۔ اگر بچی کو دیکھ لو گے تو کیا حال ہو گا۔
مستعان: پاگل ہو جاؤں گا۔ دیوانہ ہو جاؤں گا۔ آئینہ کو اٹھا کر اپنے دل میں چھپا لوں گا۔
توشہ: واقعی تم پاگل ہو گئے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کب پاکستان آ رہے ہو۔
مستعان: ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے۔ میں ایک ہفتے بعد جا سکتا ہوں۔
توشہ: تم نے اچھی طرح تسلی کر لی ہے۔ مکمل چیک اپ او کے ہو گیا ہے۔
مستعان: بھئی اپنی بہن سے پوچھ لو۔۔۔۔۔۔۔ اس معاملے میں وہ تم سے زیادہ سخت ہے
_____ سخت نہیں۔۔۔۔۔۔۔ پرہیز کے معاملے میں لوہا ہے۔
توشہ: تم کیا محسوس کر رہے ہو۔
مستعان: مجھے تو ایسے لگتا ہے۔ میں ابھی پیدا ہوا ہوں۔
توشہ: تمہاری بات پر میں بہت زیادہ ہنس رہی ہوں۔
مستعان: مجھے تمہاری ہنسی کی آواز کی آ رہی ہے۔
توشہ: اس کا مطلب ہے۔ تمہارے آنے کے بعد مجھے دو بچوں کو سنبھالنا پڑے گا۔
مستعان: چاہو تو تیسرے کی تیاری بھی کر لینا۔

توشہ: مستی! تم ابھی کچھ زیادہ شوخ اور بدتمیز نہیں ہو گئے۔

مستعان: اب میں زور زور سے ہنس رہا ہوں_____

توشہ: ہاں مجھے تمہارے ہذیانی قہقہوں کی آواز آ رہی ہے۔

مستعان: توشہ۔ اگر کوئی شخص تین مہینے اپنی محبوب بیوی سے دور رہے نا؟ تو اس کی حالت میرے جیسی ہو جاتی ہے۔

توشہ: مگر تمہیں معلوم ہے۔ مجھے تمہاری سنجیدگی اور ذہانت نے متاثر کیا تھا۔

مستعان: ذہین تو میں اب بھی ہوں۔ مگر سنجیدگی سے مجھے چڑ ہو گئی ہے۔ دراصل موت کے منظر کو اتنے قریب سے دیکھا ہے۔ اب ساری زندگی ہنسنے مسکرانے اور شوخیاں کرنے کو دل چاہتا ہے۔

توشہ: اچھا اب ایسی باتیں نہ کرو کہ میں اداس ہو جاؤں۔ اچھا سنو پرائیویٹ سیکٹر سے مجھے وہ پروجیکٹ (Project) مل گیا ہے۔ جس کے لئے میں کوشش کر رہی تھی۔

مستعان: مبارک ہو بھئی_____ ماشاءاللہ اب تو سارے کام سیدھے ہوتے جا رہے ہیں۔

توشہ: میں چاہتی ہوں۔ اب ہم اپنی نئی کمپنی نئے نام سے بنائیں۔ اور نئے لوگوں کو لے کر فلم تیار کریں۔

مستعان: یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔

توشہ: کمپنی کا نام سوچ کر آنا۔

مستعان: سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ آئینہ ویژن پروڈکشن نام رکھ لو۔ اور آج سے کام شروع کر دو۔

توشہ: مستعان! تم کتنی جلدی سوچ لیتے ہو دست کمال ہے۔ آج کل تمہیں آئینہ کے سوا کچھ نہیں سوجھتا_____

مستعان: میں کمپیوٹر کے لئے کیمرہ لا رہا ہوں۔ اگر تم ادھر کیمرہ نصب کر لو۔ تو آئینہ کی صورت بھی مجھے نظر آنے لگے گی۔

توشہ: بس رہنے دو۔ کچھ تو تجسس رہنے دو۔ میں دیکھوں گی تم اسے پہچانتے ہو یا نہیں_____

مستعان: سبحان اللہ_____ میں اپنے خون کو سات پردوں میں پہچان لوں گا_____

اچھا توشہ بڑی دیر سے ہم باتیں کر رہے ہیں۔ یہ بتاؤ تمہارے لئے اور آئینہ کے لئے کیا کیا لاؤں_____؟ اگلے دو دن ہم نے شاپنگ کے لئے رکھے ہیں۔

توشہ: بھئی میں لسٹ پکڑے بیٹھی ہوں۔ اب تم تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہو۔ میں لکھتی جاتی ہوں۔ یہ لسٹ لیلیٰ کو دکھا دینا۔ وہ میرے لئے زیادہ اچھی شاپنگ کرے گی۔۔۔۔۔۔۔

مستعان خاموشی سے انتظار کرنے لگا۔ توشہ نے ساری چیزوں کی لسٹ کمپیوٹر پر اتار دی۔ مستعان نے کاغذ قلم اٹھایا۔ اور ترتیب وار لکھتا گیا۔ تاکہ صبح بازار جانے میں آسانی ہو۔

توشہ نے ساری چیزیں لکھ کر آخر میں لکھا۔ ''اب آئینہ جاگ چکی ہے۔ میں تمہیں شب بخیر کہتی ہوں۔ باقی باتیں کل ہوں گی۔

ٹھیک ہے توش شب بخیر_____''

اس نے کمپیوٹر آف کیا۔ تو قدرت اندر داخل ہوا۔

اس رات سے جب قدرت نے فضول قسم کی گفتگو کی تھی۔ مستعان نے اس سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا۔

بڑی ڈھٹائی سے قدرت ہنستا ہوا آیا۔ اور اس کے پلنگ پر بیٹھ گیا۔

کیوں میاں خفا ہو مجھ سے_____ دو دن سے تم نے مجھ سے بات نہیں کی۔

پائپ کا کش لگا کر بولا۔

پہلے میں تم سے بات کرنے کا انداز تو سیکھ لوں_____

مستعان نے کمپیوٹر کا پلگ نکال دیا۔ اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس رات تم جو اول فول بک رہے تھے۔ تمہیں اس کا اندازہ ہے۔

چھوڑو یار: کل کی باتیں نہ یاد رکھا کرو۔ گزری ہوئی بات کا دہرانا کیا؟

جس بات سے دل پر خراشیں پڑ جائیں۔ بات تو دل میں کھب جاتی ہے۔

یار: میں اس روز نشے میں تھا۔ نشے میں پتہ نہیں کیا کیا بک دیا۔

مگر میں تو نشے میں نہیں تھا۔ مجھے تو وہ سب اچھا نہیں لگا_____ مستعان نے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے اگر لیلیٰ کا احترام نہ ہوتا تو میں تمہارے منہ پر تھپڑ رسید کر دیتا۔

لو یار! اب میں اپنا منہ پیش کرتا ہوں۔ تھپڑ مار کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لو۔

غصہ کرنے کا مجھے حق نہیں مستعان بولا_____ مگر تم نے مجھے دلی رنج پہنچایا ہے۔صدمہ پہنچایا ہے مجھے_____ تم اپنی بیوی کے ساتھ اتنی گندی زبان میں بات کرتے ہو۔گھر آئے مہمانوں کے بارے میں ایسی گھٹیا سوچ رکھتے ہو۔

بس کرو یار: میں کہہ رہا ہوں بس کرو_____ میں آوارگی کرتا پتہ نہیں کہاں کہاں سے تھکا ہارا آیا تھا۔آگے تم دونوں کو خوش باش دیکھ کر مجھے آگ لگ گئی_____

اور اس آگ میں تمہیں نیک و بد کی تمیز نہ رہی_____

لو بھائی ہاتھ جوڑتا ہوں۔

قدرت نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

اب تو معاف کردو_____ معاف کردو_____

مستعان خاموش ہوگیا۔بحث کرنا فضول تھا۔

ہاں تو انٹرنیٹ پر بیوی سے گپ شپ کر رہے تھے۔قدرت موضوع بدلنے کی خاطر بولا۔

اگر یہ جرم نہیں تو کر رہا تھا۔مستعان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

میں اگلے ہفتے واپس جا رہا ہوں۔ڈاکٹر نے اجازت دے دی ہے۔

ارے اتنی جلدی_____؟ قدرت بولا_____

یہ جلدی ہے۔مجھے لگتا ہے میں ایک سو سال سے تمہارے در پر پڑا ہوں۔

یار: اب طعنے دینا چھوڑو_____ ایک مہینہ اور رک جاؤ_____ میں اور تم گھومیں پھریں گے۔

تم اپنی بیوی کے ساتھ گھومنے پھرنے کا پروگرام کیوں نہیں بناتے۔اس کو تفریح کے لئے کیوں نہیں لے جاتے_____ اس کے پاس رہ کر اسے سکھ کیوں نہیں دیتے۔

مستعان نے طنز سے کہا۔

اس کی ساری تفریح اور ساری دلچسپی اس کا ہسپتال ہے۔وہ تو چلتا پھرتا ہسپتال بن چکی ہے۔اس کے وجود سے مجھے دوائیوں کی بو آتی ہے_____

ہاں چار دن وہ ہسپتال نہ جائے۔تو تمہیں ایسی عیش و نشاط کی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں۔

آخر تم دل لگا کر کوئی کام کیوں نہیں کرتے؟

کام کرتا تو رہتا ہوں۔آج کل اپنے دوست کے ساتھ مل کر ایک اردو اخبار نکال رہا ہوں۔

لیکن یہ جو پچھلا سارا مہینہ تم غائب رہے ہو۔اس طرح اٹھ کر کہاں چلے جاتے ہو؟

قدرت پائپ کے کش لگانے لگا۔

یہ عورت مجھے گھاس نہیں ڈالتی۔اس لئے میں چلا جاتا ہوں۔

مگر تم جاتے کہاں ہو؟

اتنی بڑی دنیا ہے۔کہیں بھی چلا جاتا ہوں۔پچھلا سارا مہینہ میں نے بنکاک میں گزارا ہے۔

کیوں_____؟

بس۔۔۔۔۔۔۔میرا دل چاہا میں اٹھ کر چلا گیا_____ میں انسان ہوں۔تفریح کرنا چاہتا ہوں۔میری زندگی میری اپنی ہے۔میں جو چاہوں کروں؟

ایسی باتیں سن کر میں تم سے مایوس ہو جاتا ہوں۔تمہاری زندگی صرف تمہاری نہیں ہے۔

تمہارے ساتھ کچھ اور بھی زندگیاں وابستہ ہو چکی ہیں۔اور تمہیں ان کی بھی ذمہ داری قبول کرنا پڑے گی۔

میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

سوسائٹی تمہاری پرواہ نہیں کرے گی۔

میں جوتے کے برابر اس سوسائٹی کو نہیں سمجھتا۔

پھر تمہیں دوسروں سے کیوں گلہ ہے کہ وہ تمہاری پرواہ نہیں کرتے؟

قدرت خاموش ہوگیا۔پائپ پیتا رہا۔

اور تم جو سیر سپاٹے کے لئے اٹھ کر چلے جاتے ہو۔سرمایا کہاں سے لیتے ہو؟

قدرت کے ماتھے پر شکن ابھری۔

اتنا گیا گزرا نہیں ہوں میں_____؟

اگر گئے گزرے نہیں ہو تو پھر اس گھر کو چلانے میں ہاتھ بٹاؤ_____

لیلیٰ نے تم سے میری شکایت کی ہے؟ قدرت غرا کر بولا۔

کاش وہ مجھ سے شکایت کرتی۔کاش وہ کچھ کہتی۔مگر اس مرتبہ تو میں نے تین ماہ تمہارے گھر میں رہ کر تمہارا رویہ دیکھا ہے۔کسی شوہر کا یہ چلن نہیں ہونا چاہیے۔جو تمہارا ہے_____ تمہیں اپنے

شوہر ہونے پر شرم آنی چاہیے۔۔۔۔۔۔

قدرت پائپ پیتا رہا_____

مستعان پھر بولا_____

تم نے کتنی منتوں سے شادی کی تھی۔ کس کس طرح میرے آگے ہاتھ جوڑتے تھے۔

اور کیسے کیسے وعدے کرتے تھے۔ کہ اس لڑکی کو میں شہزادی بنا کے رکھوں گا_____

تم نے اس کو خاک میں ملا دیا ہے۔ کیا ڈاکٹروں کو یا کام کرنے والی عورتوں کو اپنے شوہروں کی توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیا وہ مشینیں ہوتی ہیں۔ لوہے کی بنی ہوتی ہیں۔ کیا وہ انسانیت کا سب سے بڑا کام نہیں کر رہی ہوتیں۔

وہ پوز کرتی ہے_____ قدرت نے کش لے کر دھواں چھوڑا_____ وہ پوز کرتی ہے۔ جیسے وہ بہت بہادر عورت ہے۔ وہ کبھی احتجاج نہیں کرتی۔ لڑتی جھگڑتی نہیں۔ چلاتی نہیں مجھ پر_____ پھر میں اسے طرح طرح کی اذیتیں دیتا ہوں_____

تم جانتے ہو بیوی کے لئے تو یہ ہی سب سے بڑی اذیت ہے۔ شوہر اس سے دور رہے_____ وہ پھر بھی بے نیاز بنی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔ اسی خاطر میں نے اسے خرچہ دینا بند کر دیا۔ اس پر بھی وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ پھر میں ضرورتاً ادھر ادھر جانے لگا_____ اس نے جیسے صبر کر لیا۔۔۔۔۔۔۔

مستعان صاحب: ایسی عورتوں سے میں نفرت کرتا ہوں۔ جو اندر سے بہت مضبوط ہوں۔ بہت بہادر ہوں۔ گہری ہوں۔۔۔۔۔ قوت ارادی کی مالک ہوں_____ وہ برداشت کرتی ہے۔

وہ خاموش رہتی ہے۔

اس کے پاس رونے پیٹنے کا وقت نہیں ہے۔

قدرت نے تلخی سے کہا۔

اور تم اسے روتا پیٹتا دیکھنا چاہتے ہو_____ اپنے آگے گڑگڑاتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہو_____ توجہ کی بھیک مانگتے دیکھنا چاہتے ہو؟

ہاں_____ قدرت نے راکھ نکالتے ہوئے کہا_____ Exactly۔۔۔۔۔ بیوی کو ایسا ہی ہونا چاہیے_____

مگر تم شادی سے پہلے تو ایسی باتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

یار: شادی سے پہلے کا زمانہ تو صرف بڑ ہانکنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ بکواس کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ ہم مرد لوگ شادی کے بعد بیوی کے علاوہ عورت کی کوئی دوسری صورت یا حیثیت قبول ہی نہیں کرتے_____

تم بکواس کرتے ہو_____ مستعان غصہ سے بولا_____ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ میری بیوی بہت ذہین ہے۔ ٹیلی ویژن کے لئے ڈرامے بناتی ہے۔ اور مجھے اس کا کام کرنا بہت اچھا لگتا ہے_____ اور تم یہاں امریکہ میں رہ کر ایسی باتیں کر رہے ہو_____

ہاں۔۔۔۔۔۔ قدرت ڈھٹائی سے بولا_____ میں اس عورت کو توڑ کر رہوں گا۔

تم ایسا نہیں کر سکتے قدرت_____ ؟

وہ ایک بہت اعلیٰ قسم کا فرض ادا کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو توفیق دی ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ بندہ اس سے کچھ نہیں چھین سکتا_____

تو پھر اسی طرح رہے_____ بیوہ عورتوں کی طرح_____ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

قدرت تم شدید قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہو۔ بلکہ ذہنی مریض بن گئے ہو۔ تمہیں اپنے بیٹے کا بھی خیال نہیں_____

یار: یہ عورتیں بچہ پیدا ہی اس لئے کرتی ہیں۔ کہ میرے جیسے خاوندوں کو قابو میں کر سکیں۔

مجھے واقعی بچے کی پرواہ نہیں ہے_____ جہنم میں جائے یا بھاڑ میں جائے_____

تو سیدھی سیدھی بات ہے۔ تم لیلیٰ کو طلاق دے دو اسے آزاد کر دو۔

اس نے تم سے کہا ہے۔؟

اس نے نہیں کہا۔ تمہارے خیالات سن کر تمہیں مشورہ دے رہا ہوں۔

قدرت چپ کر گیا۔

مستعان بولا۔ تم ایسا بھی نہیں کرو گے۔ کیونکہ امریکہ میں اتنا شاندار گھر، یہ تمام آرام و آسائش بھلا تمہیں اور کہاں مل سکتا ہے۔

میں چاہوں تو ایک دن میں یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہوں۔قدرت بولا۔

تو پیدا کر کے دکھا دو نا؟ تمہیں کون روکتا ہے؟

یار: بہت ہو چکی۔۔۔۔۔۔۔میکے کا رول تم نے ادا کر لیا۔اب اس بک بک کو بند کرو۔

قدرت بولا _____ میں تو تمہارے ساتھ ذرا گپ شپ کرنے آیا تھا۔

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ اس لئے کی ہیں۔کہ اس وقت لیلیٰ گھر میں نہیں ہے۔

وہ ضامن کو ایک دوست کی سالگرہ پر لے کر گئی ہوئی ہے۔ورنہ اس کی موجودگی میں بھلا میں باتیں کر سکتا ہوں _____ اور پھر اگلے ہفتے میں ویسے بھی جا رہا ہوں _____

معلوم نہیں تم کس وقت گھر سے نکل جاؤ۔۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر مستعان خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔

بس یہ یاد رکھو کہ تم میرے دوست ہو۔قدرت بولا _____ اور میرا دوست مجھے کچھ کہہ سکتا ہے۔

شکر ہے ابھی تک لفظ دوست کی تمہاری نظر میں کچھ اہمیت ہے۔مستعان تلخی سے مسکرایا۔

جب سے تمہارا آپریشن ہوا ہے۔تم کچھ زیادہ سنکی نہیں ہو گئے۔قدرت نے کہا۔

خواہ مخواہ اس عورت کو سر پر چڑھاتے جا رہے ہو۔ٹھیک ہے۔۔۔۔۔وہ اپنی زندگی میں مگن ہے۔میں اپنی زندگی میں مگن ہوں۔کم از کم ہم ایک دوسرے کے لئے مشکلات تو نہیں کرتے _____

قدرت _____ کسی زمانے میں، جب میں ہوسٹل میں رہتا تھا۔تم سے بہت زیادہ متاثر تھا۔تمہیں یاد ہو گا۔تمہارے آئیڈیاز کی قدر کرتا تھا۔اور تمہارے ذہن کی زرخیزی پر حیران ہوا کرتا تھا۔یوں سمجھو کہ مجھے تمہارے اندر کوئی کجی خامی نظر نہیں آتی تھی۔

میں سمجھتا تھا۔پتہ نہیں تم کتنا اونچا اڑو گے _____ پتہ نہیں کہاں جا کے تمہاری پرواز رکے گی _____

ہاں تم ٹھیک سوچتے تھے۔قدرت پائپ کا کش لے کر بولا _____

پھر۔۔۔۔۔اب جب میں نے تمہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔تو مجھے تمہارے سارے دوستوں کی باتوں پر یقین کرنا پڑا ہے۔

کون ہیں میرے دوست _____ اور کیا کہتے ہیں؟

تمہیں معلوم ہے۔تمہارے جاننے والے جب امریکہ سے ہو کر جاتے ہیں۔اور تم سے مل کر جاتے ہیں۔تو کیا کہتے ہیں؟ _____

بولو بھی سہی کیا کہتے ہیں؟

کہتے ہیں۔تم نے ساری زندگی اپنی بیوی کا مقابلہ کرنے میں گنوا دی ہے۔حالانکہ اس کا تو فیلڈ ہی جدا تھا۔یہ اور بات ہے۔اپنی جاں توڑ محنت اور لگن سے اس نے امریکہ میں اپنا نام بنایا ہے _____ تمہیں اس کا مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

بکواس کرتے ہیں وہ لوگ _____ قدرت غصے سے بولا _____ مجھے ایک معمولی سی عورت کا مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی _____؟

پھر وہی بات _____ پھر وہی کج فہمی _____ تمہیں اللہ نے صلاحیتیں دی تھیں۔ذہن بھی دیا تھا۔تم وہی کام کرتے جو تمہارے کرنے کا تھا _____ تم نے کہا تھا۔تم امریکہ میں بیٹھ کر ایک اردو چینل شروع کرو گے۔جو زیادہ تر مسلمان ملکوں کی نمائندگی کرے گا۔کتنا خوبصورت تھا تمہارا یہ خیال _____ آج دیکھو الیکٹرانک میڈیا نے دنیا کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔مگر تم نے ہمیشہ شارٹ کٹ اختیار کیا، ایسے کام کرنے کو ترجیح دی جس میں وقتی نام اور وقتی فائدہ ہو _____ جس طرح لیلیٰ اپنے پروفیشن کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔اور ہنر کے کمال تک آ گئی _____ تم بھی کوئی ایسا راستہ اختیار کرتے۔۔۔۔۔

بس کرو یار _____ قدرت کھسیانہ ہو گیا۔

یہ الزام مجھ پر نہ لگاؤ۔میں کیا سمجھتا ہوں اسے _____

نہیں تم اپنی بیوی سے متاثر ہو۔خوفزدہ بھی ہو۔اور اس سے مدد بھی نہیں لینا چاہتے۔برائے نام سے منصوبے بنا کر ہمیشہ سفر میں رہتے ہو۔تاکہ وہ سمجھے جیسے تم دنیا کو تسخیر کرتے پھرتے ہو _____ مگر افسوس _____ وہ اتنی ناسمجھ نہیں ہے۔وہ تمہاری ہر کمزوری کو سمجھ گئی ہے۔اس لئے چپ رہتی ہے۔اور تم اس کی خاموشی کو کبھی کوئی نام دیتے ہو اور کبھی کوئی _____

قدرت پائپ کے کش لیتا رہا _____ مستعان کا خیال تھا۔اب وہ بھڑک اٹھے گا۔اور اپنی تباہی شروع کر دے گا۔۔۔۔۔۔مگر وہ خاموشی سے دھواں چھوڑتا رہا _____ تب مستعان

کو حوصلہ ہوا _____ کہ مزید کچھ کہے۔ بولا۔

حقائق کی دنیا میں آ جاؤ _____ بیوی کے سامنے ۔۔۔۔۔ کمزوریوں کا اعتراف
_____ اور اس سے مدد مانگو ۔۔۔۔۔۔ اس طرح تم بڑے نظر آ ؤ گے، چھوٹے
_____

چھوڑو یار: قدرت بولا _____

اب جیسے چل رہی ہے اسے چلنے دو۔ مجھے کبھی کبھی یوں لگتا ہے۔ جیسے مجھے اپنی بیوی سے
نفرت ہے کبھی کبھی یہ بھی سوچتا ہوں کہ آدمی کو ذہین عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے بھلا یہ
ذہانت سے کیا کام _____

سوچ کی بات ہے میرا تجربہ ہے کہ ذہین بیوی زندگی کو آسان اور خوبصورت بنا دیتی
_____ مستعان بولا۔

یار: غاروں والا وہ زمانہ بہت اچھا تھا۔ جب عورتوں کے پاؤں میں لوہے کی زنجیریں باندھی
تھیں _____ وہ چند گز سے آگے نہیں جا سکتی تھیں۔

اب تو عورتیں سرپٹ بھاگ رہی ہیں _____

اب یہ مت کہنا یہ ارتقا کا عمل ہے ۔۔۔۔۔ قدرت غصے سے بولا۔

اسی وقت باہر بیل ہوئی۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی ۔۔۔۔

قدرت کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔۔ بولا _____

شاید مصیبت لوٹ آئی ہے۔

صبح ناشتے کی میز پر مستعان قدرت اور ضامن بیٹھے تھے۔ اور لیلیٰ جلدی جلدی ناشتہ بنا کے ان
کے آگے رکھ رہی تھی۔ ضامن کا موڈ ذرا بگڑا ہوا تھا۔ منہ بسورے بیٹھا تھا۔ اور ناشتے میں بالکل دلچسپی کا
اظہار نہیں کر رہا تھا۔

مستعان نے کہا _____

بھئی تم نے آج ہمارے ساتھ بازار جانا ہے یا نہیں _____

ضامن نے اثبات میں سر ہلایا۔

نہیں لیلیٰ بولی _____ آج اس کا دماغ خراب ہو رہا ہے۔ یہ سارا دن ڈیڈی کے
پاس رہے گا۔

سنا تم نے _____ قدرت بولا۔

اس گھر میں ڈیڈی حوالات کے مصداق ہے۔ سزا کے طور پر کام آتا ہے۔

مستعان بہت زور سے ہنسا۔

یار یہ بھی تو دیکھ آخر تمہارا کوئی تو مصرف ہے۔

پھر وہ لیلیٰ کو مخاطب کر کے بولا۔

لیلیٰ پتری _____ گیارہ بج رہے ہیں۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ آج تم نے اپنی بہو
کے لئے تحائف خریدنے ہیں۔

بہو _____ ؟ قدرت نے پوچھا۔

ہاں بھئی میں نے اور لیلیٰ نے ضامن کی بات پکی کر دی ہے۔

کس کے ساتھ پکی کر دی ہے۔ اور مجھے پتہ ہی نہیں۔ قدرت بولا۔ اور مجھ سے پوچھا ہی
نہیں _____

میری بیٹی ہے نا آئینہ ہم نے اس کے ساتھ ضامن کی بات ٹھہرا دی ہے۔

مستعان نے ہنس کر کہا۔

مستی بھائی۔لیلیٰ سامنے آ کر کھڑی ہوگئی۔میں نے آپ سے کہا تھا۔

مذاق کی بات کو مذاق ہی رہنے دیتے ہیں۔اور بچوں کے سامنے بالکل ذکر نہیں کرتے۔

ضامن منہ پھلائے پھلائے بولا۔

ماما۔میں بچہ نہیں ہوں۔

جھٹ قدرت نے کہا _____

مجھے بھی تم لوگ بچہ ہی سمجھ رہے ہو؟ یاد رکھو میری مرضی کے بغیر میرے بیٹے کی بات پکی نہیں ہو سکتی۔میرا بیٹا صرف میری مرضی سے شادی کرے گا۔

اب آپ خوش ہو گئے ہیں۔مستی بھائی _____ یہ جاتے جاتے آپ نے کیسا چھوڑ دیا ہے۔اس گھر میں تو بات بات میں زبان پکڑی جاتی ہے۔

قدرت یار: جس دن سے میری بیٹی ہوئی ہے۔ہم تو ایک مذاق کر رہے ہیں۔

یہ کوئی زمانہ ہے۔بچوں کی بچپن میں بات طے کرنے کا _____

مذاق مذاق سہی _____ مگر سن لو _____ میرا بیٹا میری مرضی سے شادی کرے

چپ بیٹھا ضامن بولا _____

ڈیڈی آپ نے میری مرضی سے شادی کی ہے۔

نہیں بیٹا _____ قدرت بولا۔

تو میں کیوں آپ کی مرضی سے شادی کروں۔

سارے ہنسنے لگے۔

یار تو کوئی موجود تھا۔کہ میں تمہاری مرضی سے شادی کرتا۔

اچھا ڈیڈی اب آپ میری مرضی سے شادی کر لیں۔

شاباش! یہ ہوئی نا میرے بیٹے والی بات _____

اب تو جس عورت کی طرف اشارے کرے گا۔میں اس سے شادی کر لوں گا۔

ڈیڈی۔۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈی۔۔۔۔۔۔۔۔ضامن۔۔۔۔۔۔بڑا سا نوالہ منہ میں ڈال

بولا _____

ڈیڈی وہ ہے نا۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔جو آتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماما۔۔۔۔کیا نام ہے اس

_____

ماما وہ جو آتی ہے میڈ فیروزہ _____

مستعان اور لیلیٰ کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔لیلیٰ پیٹ پکڑ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ایک ایرانی لڑکی ہفتے ہفتے صفائی کرنے آتی تھی۔

جب وقت مل جاتا تو ضامن سے کھیلا کرتی تھی۔کہتی تھی۔میرا بھی اس عمر کا بچہ پیچھے وطن میں ہے۔اسے دیکھ کر وہ یاد آ جاتا ہے۔

اچھا بیٹے _____ تجھے باپ کے لئے نوکرانی ہی پسند آئی ہے۔میں بھی تیرے لئے ایسی ہی ڈھونڈوں گا۔جو ائیر پورٹ پہ جھاڑو لگاتی ہو۔

نہیں ڈیڈی _____ میں نا میں۔۔۔۔آنا سے شادی کروں گا۔

مستعان اور لیلیٰ پھر ہنسنے لگے۔

آنا کون ہے۔۔۔۔۔۔قدرت نے پوچھا۔

آنا۔۔۔۔آنہ۔۔۔۔۔۔شیشہ۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔

مستی ماموں آپ بتائیں نا؟ آپ کی بیٹی کا نام کیا ہے۔

آئینہ _____

ہاں جی ڈیڈی آئینہ سے _____

لیلیٰ اور مستعان ہنستے رہے _____

اس نے آئینہ کا ترجمہ شیشہ کیا ہے۔اسے ابھی اچھی طرح اردو نہیں آتی۔

لیلیٰ نے کہا _____

مستی بھائی: آپ نے ایک غلط سا خیال بچے کے دل میں ڈال دیا ہے۔اس عمر میں بچوں کو کچھ خبر نہیں ہوتی۔

اب تم اس کو اتنا سنجیدہ نہ لو۔جس طرح دل میں خیال آتے ہیں۔اسی طرح نکل بھی جاتے ہیں۔

ہاں دونوں سے گے ایک زمانہ پڑا ہے۔

تو گویا میری غیر موجودگی میں تم دونوں اس گھر میں کھچڑی پکاتے رہے ہو۔

نہیں یار _____ اب اس بات کو رگید و نہیں۔ میری بیوی ملے گی تو پتہ نہیں وہ کیا کہے

اچھا لیلیٰ اٹھو تیار ہو جاؤ۔ چیزوں کی لسٹ بہت لمبی ہے _____

کوئی بات نہیں _____ یہ لانگ ویک اینڈ ہے۔ کچھ چیزیں آج لیں گے۔ کچھ خرید لیں گے۔

قدرت _____ تم ہمارے ساتھ چلو۔۔۔

نہیں بھئی۔ وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ میں تو لمبی تان کر سوؤں گا _____ شام کو میرا

دوست آ رہا ہے۔ ہم نے نئے پرچے پر کام کرنا ہے۔

اے میاں کدورت۔۔۔۔۔۔۔ مستعان نے لاؤنج میں کھڑے ہو کر آواز لگائی۔

مجھے دفع کرنے جا رہے ہو یا نہیں کہ گھر بیٹھ کر شکرانے کے نفل ادا کرو گے۔

ٹائی باندھتا ہوا قدرت سامنے آ گیا۔

میرا تو ہمیشہ سے موٹو رہا ہے۔ برے کو اس کے گھر تک چھوڑنے جانا چاہیے۔

دونوں نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

لیلیٰ بھی نکل آئی۔ اور ضامن بھی بھاگا آیا۔

سارا سامان رکھ لیا۔ مستی بھائی۔ ہاں لیلیٰ سارا سامان تمہاری گاڑی کی ڈگی میں ہی آ گیا ہے۔

کیوں بھئی کیا پورا امریکہ خرید کر لے جا رہے ہو؟

بھائی ہم کوئی سیاسی لیڈر تو نہیں ہیں بیوی اور بچی کے لئے کچھ کپڑے وغیرہ لئے ہیں۔ اور ایک نیا

مووی کیمرہ خریدا ہے اپنی کمپنی کے لئے _____

چلو بھئی دیر ہو رہی ہے۔

وہ لوگ باہر نکل آئے۔

قدرت بولا تم اور لیلیٰ بڑی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں ضامن کو لے کر تمہارے پیچھے پیچھے چھوٹی

گاڑی میں آؤں گا۔

کیا بہتر نہ ہوگا کہ تم میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔ مستعان نے کہا۔

اصل میں ان سڑکوں پر بڑی گاڑی چلا ہی نہیں سکتا۔ لیلیٰ کو بہت پریکٹس ہے۔

شکر ہے تم نے اپنی بیوی کی ایک بات تو مانی۔

جلدی کریں مستی بھائی _____ دو گھنٹے کا تو صرف رستہ ہے۔

لیلیٰ سٹیرنگ کے آگے بیٹھ گئی۔ دوسری طرف سے مستعان آ کے بیٹھ گیا۔

ضامن نے بہت ضد کی کہ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھے گا۔ مگر قدرت نے اسے زبردستی اپنے ساتھ

بٹھالیا۔

جونہی بھیئر سے موٹر نکل کر ایئر پورٹ کی جانب رواں ہوئی۔ لیلیٰ کے آنسو بہنے لگے۔ اس کو با
ٹشو پیپر سے آنکھیں صاف کرتے دیکھ کر مستعان نے اس کی طرف دیکھا۔

پلیز لیلیٰ۔ تم گاڑی چلا رہی ہو۔ حوصلہ کرو۔

مستی بھائی آپ اتنے دن میرے پاس رہے ہیں۔ مجھے اتنا اچھا لگا۔

آج ایسے لگ رہا ہے۔ جیسے میرا میکہ مجھ سے جدا ہو رہا ہے۔

میں تمہاری حالت خوب سمجھتا ہوں۔ دل میرا بھی اداس ہو رہا ہے۔ مگر ہم انشاء اللہ آتے ر
گے _____ اب امریکہ کونسا دور لگتا ہے۔

مگر میں تو پھر تنہا ہو جاؤں گی۔ آپ کے دم سے کتنی رونق تھی _____

لیلیٰ مسلسل روتی رہی۔

میں نے سوچا ہے میں توشہ اور آئینہ کو لے کر ہر سال تمہارے پاس آیا کروں گا اور ہم تینو
پورے تین ماہ تمہارے پاس رہا کریں گے۔

کب سال گزرے گا کیسے سال گزرے گا؟ کون جانے؟ _____

لیلیٰ تم ایک بہت بہادر عورت ہو _____

کاش میں بہادر نہ ہوتی۔ بزدل ہوتی۔ اور اپنے حالات سے بھاگ جاتی۔ فرار اختیار کرتی۔
تم ایسا نہیں کر سکتیں _____ تمہاری ساخت ایسی نہیں ہوئی۔ انسان کو دنیا میں اپ
مرضی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا _____ اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنے کے لئے بھیجا گ
ہے۔ وہ محض ایک مہرہ ہے۔ جہاں کہیں مشکلات اور مجبوریاں آتی ہیں۔ وہاں انسان کو فوراً سوچ لی
چاہیے کہ اسے چلانے والا کوئی اور ہے۔ مجھے یاد نہیں آ رہا۔ ایک مرتبہ میں نے کسی بزرگ کا قول
پڑھا تھا۔ کہ دنیا میں انسان اس طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی کا پابند ہوتا ہے۔ جس طرح مرنے کے بعد
میت غسال کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ غسال جو بھی اس کے ساتھ سلوک کرے اسے برداشت کرنا
پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ہل جل نہیں سکتا بے دست و پا ہے انسان تقدیر کے آگے _____ مگر
تم تو اپنے کیریئر میں ایک کامیاب عورت ہو۔ اللہ نے تمہارے ہاتھ میں شفا دی ہے۔ اور تم
ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ضرورت ہو۔

اسی بات نے تو مجھے زندہ رکھا ہوا ہے۔ اور طاقت بخشی ہوئی ہے۔ مگر گھریلو حالات کبھی کبھی مجھے
اس قدر نڈھال کر دیتے ہیں۔ کہ لگتا ہے اب میں دو قدم بھی نہ چل سکوں گی۔ جبکہ میرے پیشے کا یہ تقاضا
ہے۔ کہ اور ریسرچ کی جائے _____ اور امتحان پاس کئے جائیں _____ اور پڑھا
جائے _____ دل کے قریب کوئی تسلی دینے والا نہیں ہے۔

ضامن جو ہے _____

ہاں ضامن کا بہت بڑا سہارا ہے۔ ضامن تو روشنی ہے میری زندگی کی _____

لیلیٰ _____ میں نے تمہارے بارے میں بہت سوچا ہے۔ توشہ تو سمجھتی ہے کہ تم اپنے گھر
میں خوش باش ہو مگر میں اب اور طرح سوچنے لگا ہوں۔۔۔ اس زندگی سے بہترین تھا کہ تم قدرت سے
علیحدہ ہو جاتیں۔ کم از کم اذیتیں تو کم ہو جاتیں۔ سارا بوجھ تو تم اکیلی ہی اٹھا رہی ہو۔

میں نے اس پر کئی بار سوچا ہے۔ لیلیٰ نے کہا _____

ضامن کو اپنے ڈیڈی سے بہت محبت ہے۔ اور وہ ابھی اتنا سیانا نہیں کہ ہماری علیحدگی کو قبول کر
سکے۔ وہ قدرت کے رویے سے پریشان تو رہتا ہے _____ مگر بہت سی چیزیں اس کی سمجھ سے
بالاتر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بڑا ہو کر وہ مجھی کو الزام دینے لگے۔ اس لئے میں سوچتی ہوں۔ فی الحال میں ہر قسم
کی اذیت گوارا کر لوں۔۔۔۔۔۔۔۔

تم کتنی اونچی ہو لیلیٰ _____ یہ بھی درست ہے جو تم سوچ رہی ہو۔ ایک ماں کے جذبات
ہی ہونے چاہئیں۔ حالانکہ امریکہ کی سوسائٹی میں والدین کی طلاق کو بچے زیادہ محسوس نہیں کرتے۔
اس کو ایک عام سی بات سمجھتے ہیں _____

میرا خیال ہے ہمارے بچے ابھی اس قابل نہیں ہوئے _____ پھر بھی میں سمجھتی ہوں۔ میرا
وقت ہسپتال میں زیادہ گزرتا ہے۔ اور ابھی میں ضامن کے قریب رہ کر اسے یہ بات سمجھا بھی نہیں سکتی۔

لیلیٰ: تم اتنی سیانی ہو _____ مجھے بتاؤ _____ کیا قدرت کسی طریقے سے ٹھیک
ہو سکتا ہے۔ اسے سرمایا دیا جائے تو وہ سنجیدگی سے کسی کام میں لگا سکتا ہے۔ مستعان نے کہا۔

ایسا تو کبھی غلطی سے بھی نہ سوچئے گا مستی بھائی _____ شروع شروع میں میں نے یہ سب
کر کے دیکھ لیا ہے۔ جو شخص خود کمانا نہ جانتا ہو۔ اسے دوسروں کے سرمائے کی کبھی قدر نہیں ہوتی۔ آپ کو
کیا بتاؤں کہ وہ کیسے بے ہودہ اور نکمے پروجیکٹس پر میری محنت کی کمائی ضائع کر چکا ہے۔ اور افسوس کی

بات یہ ہے کہ پیسہ برباد کرنے کا اسے ذرا بھی ملال نہیں ہوتا۔ آرام سے کہہ دیتا ہے۔ پیسہ خرچ کر
کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے خرچ کر دیا_____

اچھا_____ میں کچھ سوچوں گا۔

تو شہ کو میرے حالات کا کچھ نہ بتایئے گا۔ کم از کم میری بہن کا دل تو میری طرف سے مطمئن
نہیں_____ میں ایسا کم ظرف نہیں۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ بغیر بتائے تمہاری طرف سے
مند رہتی ہے۔ لیلیٰ تمہیں پاکستان آئے اتنے سال ہو گئے۔ ان سردیوں میں تم لاہور آؤ

_____

ہاں میں پلان کر رہی ہوں۔ دل چاہتا ہے۔ ضامن کو بھی پاکستان دکھانا چاہتی ہوں۔

لیلیٰ تم نے ایک بات بہت اچھی کی ہے۔ ضامن کو اپنی زبان سکھادی ہے۔ وہ اردو بولتا اور سمجھتا ہے۔

مستی بھائی۔ جب میں شروع میں یہاں آئی تھی۔ تو میں نے دیکھا کہ بعض پاکستانی
بچوں کے ساتھ گھر میں بھی اپنی زبان نہیں بولتے تھے۔ ظاہر ہے سکولوں میں تو بچے انگریزی ہی بو
تھے۔ ان کے بچے اپنے کلچر سے دور ہو گئے۔ وہ پاکستان جاتے تو گھبرا جاتے۔ اپنے بزرگوں سے
نہ کر سکتے۔ اور ہر شے سے نفرت کرنے لگتے۔ اور ماں باپ بڑے فخر سے کہتے_____ ا
ہمارے بچے تو اردو سمجھتے ہی نہیں۔ یہ کیا کریں گے پاکستان جا کر_____ تب یہ بات
بہت بری لگتی تھی۔ اس لئے کوئی پاکستان سے آئے تو یہ فوراً اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اور ا
پاکستان دیکھنے کا بہت شوق ہے۔

تو وہاں آنے کا سوچو تھوڑی چھٹی تم بھی گزارو_____

ٹھیک ہے بھائی اس مرتبہ دیکھوں گی اگر کوئی موقع مل سکا تو۔۔۔۔۔۔ اف کتنا رش ہے لیلیٰ
قطاریں موٹروں کی کیا یہ سب ائیر پورٹ جا رہی ہیں_____ مستعان نے پوچھا_____

میں ذرا ریڈیو لگا لوں_____ لیلیٰ نے کار کا ریڈیو آن کر دیا۔

جو ائیر پورٹ جانے والے ٹریفک کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا۔

اور بار بار بتا رہا تھا۔ کہ کاروں کی لائن بہت لمبی ہو چکی ہے۔ اس لئے کس سپیڈ سے کس سمت
نکلا جائے۔

کمال ہے۔ مستعان نے کہا۔ یہ تو ہر موڑ پر مدد کرتے ہیں۔

اس لئے یہاں مشقت کے باوجود زندگی آسان ہے۔

مستعان نے پیچھے مڑ کر دیکھا_____

قدرت کی گاڑی نظر نہیں آ رہی۔

وہ کہیں پیچھے رہ گئے ہوں گے۔ وہ بڑے آرام سے گاڑی چلاتے ہیں۔

بس اب ہم پہنچ گئے ہیں۔ میں گاڑی پارک کر کے ٹرالی لاؤں گی_____

جونہی لیلیٰ نے پارکنگ میں گاڑی کھڑی کی اور اتر کر ٹرالی لانے گئی۔ مستعان کو اچانک اپنا امریکہ
آنے والا دن یاد آ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے دلدار چوہدری کا خیال آ گیا_____

خدا جانے اتنے دن اسے دلدار کا خیال کیوں نہیں آیا۔ پتہ نہیں اس نے اس کا کارڈ کہاں رکھ دیا
تھا۔ وہ تو جاتے ہی ایسا بیمار ہوا_____ کہ مہینے بعد ہی اسے ہوش آیا_____

اوہو۔۔۔۔۔۔۔ اب وہ اسے کہاں ڈھونڈے گا_____

اتنے میں لیلیٰ ٹرالی لے آئی۔ وہ سامان لے کر اندر آ گئے۔ اندر بھی ایک لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔
یوں لگ رہا تھا۔ جیسے سارے پاکستانی یہیں آ گئے ہوں۔

لائن کو دیکھتے ہی مستعان نے کہا_____

دیکھو! کتنے پاکستانی امریکہ کی سیر کرنے آتے ہیں۔

لوگوں کے پاس بہت پیسہ ہے بھائی۔ لیلیٰ نے جواب دیا۔

کسی زمانے میں جو طبقہ گرمیوں میں مری یا سوات چلا جاتا تھا۔ اب وہ طبقہ گرمی کی چھٹیوں
میں یورپ اور امریکہ آ جاتا ہے۔

ہاں یہ درست ہے۔ یہاں سیر بھی ہو جاتی ہے اور شاپنگ بھی _____

اور سامان دیکھو کس قدر خرید کر لے جا رہے ہیں _____ توبہ توبہ۔۔۔۔۔۔

خدا خدا کر کے مستعان کی باری آئی۔ اس نے سامان چیک ان کیا۔ اور دونوں اندر ڈیپارچر
لاؤنج میں جا کے بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد قدرت اور ضامن بھی آ گئے۔ ضامن نے آئس کریم کے پیکٹ پکڑے ہوئے
تھے۔ آتے ہی مستعان کی گود میں چڑھ گیا_____

مستی ماموں _____

میں تمہیں سارا راستہ سکھاتا آیا ہوں کہ اب تم نے اسے مستی چاچو کہنا ہے۔ اور تو پھر ماموں کہنے لگا ہے۔

میں تو ماموں کہوں گا_____ ماموں کہوں گا_____

مائیک پر پاکستان کی فلائٹ کا اعلان ہونے لگا_____

لیلیٰ کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے۔ پتہ نہیں آج لیلیٰ کے صابر و شاکر دل کو کیا ہو گیا تھا_____

اس کا دل چاہتا مستی بھائی کے کاندھے سے لگ کے خوب روئے۔ اتنا روئے کہ جنم جنم کے دکھ دھل جائیں۔ ایسے لگ رہا تھا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اتنے بڑے امریکہ میں جائے گی_____

اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرنے لگے_____

مستعان آگے بڑھا_____ اس کے کندھے کو تھپتھپایا_____ سر پر بوسہ دیا۔ اور بولا۔

ہم تینوں بڑی جلدی آئیں گے۔

دل اس کا بھی بھر آیا تھا۔ مڑ کے قدرت سے ہاتھ ملایا۔ مگر اس نے بڑھ کر مستعان کو سینے سے لگا لیا۔

ظالم! جاتے وقت تو دل صاف کر کے جا_____

مستعان صرف مسکرایا_____

پھر اس نے ضامن کو اٹھا کر پیار کیا۔ اور کہا_____

چندا: ہم تمہارا پاکستان میں انتظار کریں گے۔ آؤ گے نا؟_____

Sure ماموں_____ Sure_____

نظر بھر کر مستعان نے ان تینوں کو دیکھا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا_____ جہاز کی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

رات کافی جا چکی تھی۔ کل صبح دس بجے ایک عورت کا آپریشن تھا۔ اور لیلیٰ موٹی سی کتاب کھولے مطالعے میں مگن تھی کہ ہاتھ میں وسکی سے بھرا گلاس پکڑے قدرت اندر آ گیا۔ لیلیٰ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کے گلاس کو دیکھا۔ اور پھر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔۔۔۔۔۔ قدرت ڈھٹائی سے چلتا ہوا آیا اور دھپ سے اس کے پلنگ پر بیٹھ گیا_____

جانِ تمنا: کیا کرو گی موٹی موٹی کتابیں پڑھ کر_____

لیلیٰ خاموشی سے پڑھتی رہی۔

کتاب پڑھ رہی ہو یا مجھے نظر انداز کر رہی ہو۔

لیلیٰ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر پڑھنے لگی۔

میں عورتوں کے ایسے ٹیکٹس خوب سمجھتا ہوں۔

سمجھتے ہیں تو پھر دوہرانے کی کیا ضرورت ہے؟

لیلیٰ نے بغیر دیکھے کہا۔

جان بوجھ کر بے نیاز بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ تاکہ اگلا ذرا محنت کر کے آمادہ کرلے۔

قدرت: تم شاید اس وقت لڑائی کے موڈ میں ہو۔ مگر میں تھوڑا سا پڑھ کے سونا چاہتی ہوں۔ صبح ایک آپریشن ہے۔

اوجی_____ آپریشن تو روز ہی ہوتے ہیں۔ یہ تمہارے لئے کوئی نئی بات ہے۔ اب تو تم آپریشن اس طرح کر کے آ جاتی ہو جیسے عام عورتیں انڈہ تل لیتی ہیں۔

میں بحث نہیں کرنا چاہتی_____

ابھی تم اتنی اہم نہیں ہوئیں۔ میں اتنے دنوں کے بعد تمہارے کمرے میں آیا ہوں۔

بڑی نوازش ہے تمہاری۔ مگر اب تم جا سکتے ہو؟

میں تو اس لئے آ گیا تھا۔ کہ تمہارا ایک چاہنے والا پاکستان چلا گیا ہے۔ آج پہلی رات ہے۔ میں

تمہاری اداسی دور کردوں۔

لیلیٰ نے غصے سے بھڑک کر کتاب بند کی۔اور قہر آلود نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ یہی چاہتا تھا۔لیلیٰ کو طیش دلانا چاہتا تھا۔اس کو کتاب سے دور کرنا چاہتا تھا۔اور لڑائی آمادہ کرنا چاہتا تھا۔تاکہ بک بک کرتی وہ نڈھال ہو جائے۔تھک جائے۔سرنڈر کردے _____ اور وہ بازی جیت جائے _____

لیلیٰ کا بھی دل چاہا۔کہ آج وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالے۔اس کے مکروہ خیالات اسے ترکی بہ ترکی جواب دے۔مستعان کے سامنے اس نے جو ذلت آمیز برتاؤ کیا تھا۔اس بدلہ لے _____

آج خوب بولے _____ خوب بولے _____

ایک ایک بات کا حساب چکادے مگر جب اس نے قدرت کی مکار آنکھوں میں جیت جانے ایک لہر دیکھی _____

تو سارا غصہ پی گئی۔غصہ پینے کی اسے بڑی پریکٹس ہوگئی تھی۔اس کی گھمبیر خاموشی سے قدر بہت چڑتا تھا۔اس کو تلملاتا اور روتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا۔لیلیٰ نے کتاب بند کر کے ساتھ والی پر رکھ دی۔

اور تلخی سے بولی _____

اپنے گھٹیا خیالات لے کر اس وقت کمرے سے باہر چلے جاؤ میں سونا چاہتی ہوں۔

تم میری بیوی ہو۔تمہاری یہ مجال مجھے باہر جانے کے لئے کہو یہ میرا حق ہے _____

اور وہ جو اتنی بے شمار راتیں تم ہمیشہ باہر گزار کے آتے ہو۔پہلے ان کا حساب دو۔جو تمہارا ہے۔وہی میرا حق ہے۔

یہ تمہاری بھول ہے لیلیٰ بیگم۔عورت اور مرد کے حقوق برابر نہیں ہوتے۔میں مرد ہوں جہ چاہے جاؤں گا۔تم مجھے روک نہیں سکتیں۔

اگر مجھے روکنے کا حق نہیں تو پھر میں تمہیں کمرے سے باہر تو بھیج سکتی ہوں۔

لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔

قدرت نے اٹھ کر اس کی کلائی پکڑ لی۔

میری کلائی چھوڑ دو قدرت _____ عورت حیوان نہیں ہوتی۔جب تک مرد کا دل مہربان نہ ہو۔اور وہ اپنی بیوی کا سائبان بننے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔عورت اس کا قرب حاصل نہیں کرتی میں نے تمہارے بغیر زندہ رہنے کی عادت ڈال لی ہے۔

یہ کتابی باتیں کسی اور کو سنانا _____

دیکھو _____ مجھے دھکے مت دو۔میں اس وقت اس ملک میں ہوں۔جہاں میرا ایک ٹیلی فون تمہیں جیل بھجوا سکتا ہے۔

حرامزادی دھمکی دیتی ہے۔قدرت کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

دھمکی نہیں ہے۔لیلیٰ سکون سے بولی۔اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا _____

ابھی یہ ایک حقیقت بن جائے گی۔۔۔۔۔۔

لیلیٰ نے ڈائیل پر انگلی رکھ کے قدرت کی طرف دیکھا۔

قدرت لڑکھڑاتا ہوا مڑا۔اور دروازے پر پہنچ کر رکا۔پیچھے مڑ کر دیکھا۔

اور کہا _____

بہت غرور ہے تمہیں اپنی پوزیشن پر اور اپنے چہرے پر۔۔۔۔۔۔۔دیکھنا کسی دن اس چہرے پر تیزاب انڈیل دوں گا۔تمہارا بھیجا باہر نکل آئے گا۔ذلیل۔۔۔۔۔کتیا۔۔۔۔۔

تیرے سے تو ایک رنڈی ہزار درجے بہتر ہوتی ہے۔

ظاہر ہے۔۔۔۔۔جو تم جیسے احساس کمتری کے مارے ہوئے مردوں کو پناہ دیتی ہے۔تمہارے لئے تو وہی بہتر ہوگی مگر کبھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کے بھی دیکھا کرو کہ تم کس قابل ہو۔کیا کرتے ہو کیا ہو تم؟ کسی مرد کے لئے صرف شوہر ہونا ہی تو بڑی بات نہیں انسان ہونا اور ایک بہتر انسان ہونا ہی سب سے بڑی بات ہے۔

بکواس مت کرو۔بڑی آئی انسانیت کا سبق سکھانے والی کسی دن منہ توڑ دوں گا تمہارا عورت بس پاؤں کی جوتی ہوتی ہے۔بوقت ضرورت پہنی اور اتار دی پھر پہنی پھر اتار دی اگر کاٹنے لگے۔تو نئی خرید لاؤ۔

یہ تمہاری ذہنیت ہے۔جاؤ نئی جوتی خرید لو۔مگر میرے کمرے سے باہر چلے جاؤ۔۔۔۔۔

کتیا۔۔۔۔۔کمینی۔۔۔۔۔وہ زیر لب گالیاں دیتا ہوا باہر نکلا۔

لیلیٰ نے آ کر دروازہ بند کرلیا۔ کنڈی چڑھانے سے پہلے اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر نکالا۔ اور اپنے کمرے میں جاتے ہوئے قدرت سے پوچھا۔

تم نے مستی بھائی کے سارے کاغذات ان کو دے دیئے تھے۔

کون سے کاغذات _____ وہ سرخ آنکھیں نکال کر بولا۔

وہ جو ڈاکٹر نے تمہیں آپریشن کے بعد دیئے تھے۔ ایک پورا بریف کیس بنا کے اس نے پکڑایا تھا۔ اور کہا تھا۔ اس میں ہر قسم کا ریکارڈ موجود ہے۔ جب مریض ٹھیک ہو جائے اس کے حوا دیا جائے۔

مجھے یاد نہیں _____ وہ آگے جانے لگا۔

قدرت _____ لیلیٰ چیخی میرے سامنے تم نے وہ بریف کیس پکڑا تھا۔ دو تین با نے تمہیں یاد بھی دلایا تھا _____ تم نے یہی کہا میں دے دوں گا۔

کل رات بھی میں نے تم سے کہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا بولا _____ وہ۔۔۔۔۔۔ وہ تو میں نے اسے دے دیا پورا بریف کیس۔۔۔۔۔ اس تیرے راز دار نے تجھے نہیں بتایا بڑا کمینہ ہے لیلیٰ نے فو دروازہ بند کرلیا۔ اندر سے کنڈی چڑھالی۔ لائٹ بند کی _____

خوابی لائٹ جلائی۔ اور بستر پر دراز ہوگئی _____ جب وہ تھک جاتی تو ایسے ہی کرتی چت لیٹ کر اس نے آنکھیں موند لیں۔ اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

اور تین مرتبہ اپنے آپ سے کہا۔

Relax

Relax

Relax

اس کے اعصاب ڈھیلے ہوگئے۔ کئی سالوں سے وہ یہ پریکٹس کر رہی تھی۔ سونے سے پہلے تھ ی Meditation کرتی _____ پھر صبح اٹھ کر ورزش کرتی اس کے بعد فجر کی نماز پڑھ ہوسپٹل چلی جاتی۔ بس صبح کی ہی نماز پڑھا کرتی اپنی صبح کی ابتداوہ اللہ تعالیٰ کے نام سے کرتی۔ او دن تقویت محسوس کرتی۔ اس وقت سونے سے پہلے اس نے اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔ اس کو معلو

اعصاب میں تناؤ ہو تو نیند نہیں آتی۔ وہ اپنے مریضوں کو بھی یہی کہا کرتی تھی۔ کہ انسان کا جسم اس پرزے کی مانند ہوتا ہے۔ جس پر سارا دن واقعات و حالات کا گرد و غبار پڑتا رہتا ہے۔ الماری میں نے سے پہلے ہمیشہ کپڑے کو جھاڑا کرتے ہیں۔ اس لئے سونے سے پہلے دن بھر کا گرد و غبار جھاڑ لینا یے۔ بہت سے غصے ہوتے ہیں۔ بہت سے گلے ہوتے ہیں _____ اپنوں اور پرائیوں کے نچائے ہوئے رنج ہوتے ہیں۔ لفظوں سے لگے ہوئے زخم ہوتے ہیں۔ بے خبری میں سرزد ہوگئی غلط ہمیاں ہوتی ہیں _____ پتہ نہیں جسم و جان کے ساتھ کیا کیا گرد و غبار لگا ہوتا ہے۔ اعصاب کڑے ہوتے ہیں۔ ذہن جل رہا ہوتا ہے۔ تو نیند کیسے آئے _____ اس لئے سونے سے پہلے پنے اعصاب ڈھیلے کرنے کے لئے سارے کانٹے جھاڑ دیا کرو _____

اگر ہو سکے تو لوگوں کو معاف کر دیا کرو۔ معاف کر دینے سے دل کے اندر طاقت جمع ہوتی رہتی ہے۔ انتقام لینے سے وہ طاقت ضائع ہوتی رہتی ہے۔ منتقم آدمی بہت کمزور ہو جاتا ہے _____

رات سونے سے پہلے اپنے شعور کا جھاڑو بنا کر سارا گند صاف کر دیا کرو۔ تم محسوس کرو گے۔ بڑی یاری نیند آئے گی _____

تب ان خواب آور اور مسکن دوائیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

وہ چت لیٹی تو اسے اپنا ہی لیکچر یاد آنے لگا۔ وہ زیر لب مسکرائی۔ اور سوچنے لگی۔ خود پر وار کئے بغیر کسی بھی فلسفے کی نہ تو وضاحت ہو سکتی ہے اور نہ تبلیغ _____

اس لئے وہ خود جب پریشان ہوتی۔ یا حالات کی پل صراط سے گزرتی اپنے آپ کو اسی طرح پر سکون کرتی _____

کسی بزرگ نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا۔ کہ جب تک تم پرسکون یا Relax نہ ہو جاؤ _____ نی سانسوں کے ساتھ یا حیُّ یا قیوم پڑھتی رہا کرو۔

سو وہ تین منٹ کے اندر پرسکون ہوگئی _____

اس کے اعصاب ڈھیلے ہوگئے _____

اس نے صبح کے آپریشن کے بارے میں سوچا۔۔۔۔۔ اپنے دل میں پروگرام بنایا۔ کہ چھ بجے ٹھے گی۔ نماز پڑھ کے ناشتہ بنائے گی۔ ضامن کا لنچ بوکس تیار کر کے اسے اٹھائے گی۔ اور پھر سات بجے بار ہو کر روانہ ہو جائے گی۔

اس کے دل کو سکون سا ملا _____

کتنی دیر تک کمرے میں پھیلی ہلکی سبز روشنی کو دیکھتی رہی _____

پھر اس نے اپنے آپ سے کہا _____

جسمانی راحت اور نفس کی آسودگی ہی زندگی کا سب سے بڑا مقصد نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

میں کچھ تج کرنا بھی ہوتا ہے۔

ہاں جب تم کو آورش کے کسی اونچے منارے پر بیٹھا دیا جاتا ہے _____ اور تمہارے

میں روشنی کی کوئی مشعل پکڑا دی جاتی ہے۔ تو پھر تم سے اپنے نفس کی خوشیوں کی قربانی مانگی

ہے _____

تم کو ایک راستہ اختیار کرنے کی تلقین کی جاتی ہے _____

جب تم نصیب العین کا راستہ اختیار کرتے ہو _____

تو پھر ذات کی تنہائی اور بستر کی افسردگی۔

پر کڑھنا کیسا _____ جلنا کیسا _____؟

جہاز اپنی رفتار کے ساتھ محو پرواز تھا۔ کھانا ختم ہو چکا تھا۔ کچھ سونے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور کچھ مسافر فلم دیکھ رہے تھے۔

مستعان تھوڑی دیر تک فلم دیکھتا رہا۔ وہ اسے دلچسپ نہ لگی۔ اس نے ایئر فون کان سے اتار دیئے۔ اور سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کے آنکھیں موند لیں _____

اسے وہ وقت یاد آیا۔ جب وہ پاکستان سے چلا تھا۔ سچی بات یہ ہے۔ کہ اسے اپنے زندہ سلامت آنے کا بالکل یقین نہ تھا۔ جو اس کے دل کی حالت تھی۔ وہ بس اسی کو معلوم تھی۔ اس کے بارے میں اس نے توشہ کو کبھی نہیں بتایا تھا۔ ہاں وہ اتنا ضرور جانتی تھی کہ ایک بار اسے سرجری کے لئے امریکہ جانا ہے بس۔۔۔۔۔۔ مگر اسے معلوم تھا۔ اس کی زندگی موت کے زیر سایہ چل رہی ہے۔ اگر تو ڈور دراز ہوئی صحیح سلامت آ جائے گا۔ وگرنہ _____ کیا؟۔۔۔۔۔

وگرنہ تو کچھ بھی انسان کے قبضہ قدرت میں نہیں _____ حتیٰ کہ وہ چند قدم بھی اپنی مرضی سے چل کر نہیں جا سکتا تھا۔ علاج کی اجازت بھی قدرت کی طرف سے ملتی ہے۔ پچھلے سال جب وہ اور توشہ بڑی مایوسی کی حالت میں آئے تھے۔ تب بھی ڈاکٹروں نے انہیں ایک سال کا مارجن دیا تھا۔ ایک سال میں اس نے مشقت زیادہ نہیں کی تھی۔ مگر آپریشن کے لئے پیسہ خوب جمع کیا تھا۔ پھر توشہ کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اسے فکر کی کوئی بات بتاتا۔ دونوں قسمت کے رحم و کرم پر آن کھڑے ہوئے تھے۔ زندگی نے بہر حال اسے ایک بات سکھائی تھی۔ کہ جب بس نہ چلے تو اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دو _____ اس نے ایسا ہی کیا _____

مگر وقت کتنی جلدی گزر گیا _____

اور وقت کیسا کمال کر کے گزر گیا _____

ڈاکٹروں نے کہا اس پر ان کا تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔ اسے بالکل صحت مند قرار دے کر انہوں نے بھیجا تھا۔

جاتے وقت کیا محسوسات تھے۔

آتے وقت دل کے اندر کتنی امنگیں تھیں۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے پھر سے ہے۔ کیونکہ دل کے اندر جوش اور جذبہ بہت محسوس ہو رہا تھا _____

جہاز کے اندر کا ماحول بے حد حسین لگ رہا تھا۔ ہر چہرے پر امید کی روشنی نظر آ تھی _____

ایئر ہوسٹس مسکرا کر پاس سے گزر جاتی۔ تو ایسے لگتا کہ سارا زمانہ مہربان ہوا چاہتا ہے۔

ہر شے میں زندگی محسوس ہو رہی تھی۔ ہر چیز جاندار لگ رہی تھی _____

اتنے میں پائیلٹ نے اعلان کیا _____ کہ

''ہمارا طیارہ تھوڑی دیر کے لئے ایمسٹرڈیم کے ہوائی اڈے پر رکے گا۔ جتنے مسافر ٹرانزٹ ہیں۔ ان کو ایک گھنٹہ کے لئے باہر جانے کی اجازت ہوگی۔

مگر اس کا اعلان اس وقت کیا جائے گا۔ جب ایمسٹرڈیم کے مسافر اتر جائیں _____''

اسے وہ رات یاد آئی۔ جب وہ کتنی بے دلی سے بورڈنگ کارڈ پکڑ کے باہر نکلا تھا۔ کتنا بڑ تھا۔ تھکا ہوا تھا۔ چڑچڑا تھا۔ اور ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ برزخ میں آن پھنسا ہے _____

آج باہر آیا۔ تو اسے لاؤنج میں ہر طرف شور اور چہکار نظر آئی۔ تیز تیز آتی جاتی ہوئی گراؤنڈ ہوسٹ ۔۔۔۔ سامان کے ساتھ بھاگتے ہوئے مسافر _____ بچوں کی انگلی تھامے ہوئے عورتیں۔۔۔

مرد عورتیں بچے۔

مرد عورتیں بچے _____

انہی سے تو دنیا کی ساری رونق ہے۔ یہ بچے نہ ہوں تو دنیا میں کوئی دلکشی نہ ہو۔ اسے اپنی بیٹی کا خیال آ گیا۔ ایک روز ایسا آئے گا کہ وہ اپنی بیٹی آئینہ کے ساتھ اسی طرح مختلف ہوائی اڈوں پر سفر کرے گا ہر چیز کو دیکھ کر وہ مچل جایا کرے گی اور ہر بار جب وہ اسے وہی چیز دلا دے گا تو اس کی غصے کا اظہار کرے گی اور کہے گی اتنا سر نہ چڑھاؤ اسے ورنہ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لائے گی۔

یہ سوچ کر وہ خود ہی مسکرا اٹھا _____

شیخ چلی _____ اس نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو کہہ دیا۔ سوچتا سوچتا بے اختیار

ایک ڈیوٹی فری شاپ میں آ گیا تھا۔ اور اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب ایک بچی کی ضد پر باپ اسے چاکلیٹ کا ڈبہ دلا رہا تھا۔ اور ماں انتہائی غصے میں یہی فقرے کہہ رہی تھی۔ جو اس نے ابھی سوچے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا۔ کہ یہ فقرے ایک ماں انگریزی زبان میں کہہ رہی تھی _____

بے اختیار ہو کر مستعان نے ایک قہقہہ لگا دیا۔ دونوں میاں بیوی نے ششدر ہو کر اس اجنبی کی طرف دیکھا _____

کھسیانا سا ہو کر مستعان نے آئی ایم ساری _____ کہا۔ اور دوسری طرف نکل گیا۔ اس نے سوچا وہ ایسا تو نہیں تھا۔ وہ تو ہمیشہ سے بہت سنجیدہ تھا۔ اور ہر معاملے پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا کرتا تھا۔

شاید وہ گھر جانے کے خیال سے بہت خوش ہے۔ زندہ لوٹ آنے کے تصور سے پر جوش ہو رہا ہے۔ ایک بار پھر دنیا میں لوٹ آنا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ موت کے منہ سے نکل آنا معجزہ ہی تو ہے۔ وہ کیوں اپنی خوشی چھپائے _____ وہ ایک ایک دوکان کے اندر گیا۔ بے ارادہ ہر چیز کو دیکھا۔ پھر ایک دوکان سے اپنی ننھی سی بچی کے لئے ایک کھلونا خرید لیا۔

اس نے دل میں سوچا اب وہ بھی بہت لائف انجوائے کرے گا _____

زندگی کو مسرور رکھنے کے لئے دولت کی نہیں جذبوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بس اتنا ہی کام کرے گا جتنا اس سے ہو سکے گا۔ تھوڑا سا پیسہ جمع کر کے وہ اپنی بیوی اور بچی کو لے کر ہر سال دنیا کی سیر کو نکل جایا کرے گا۔ جب تو ماں باپ کا وقت ہوتا ہے۔ اپنے بچوں کے ساتھ باہر نکل کر خوشیاں منائیں۔ اس وقت وہ پیسہ کمانے میں لگے رہتے ہیں۔ اور جب بہت سا پیسہ جمع ہو جاتا ہے۔ تو خوشیاں منانے کے جذبے مفقود ہو جاتے ہیں عمر کا تھکا ہوا موڑ آ جاتا ہے۔

اس سفر میں اس نے خاص طور پر ایک بات کا اندازہ کیا تھا۔ کہ ضعیف العمر جوڑے تفریحی سفروں پر جاتے ہیں۔ تفریحی بسوں میں سفر کرتے ہیں۔ اور راستے کے ہر منظر کو انجوائے کرتے ہیں۔ پہلے وہ سوچا کرتا تھا۔ پتہ نہیں یہ بوڑھے اور بوڑھیاں اس عمر میں کیا کرنے نکل پڑتے ہیں۔

پھر ایک دن اسے یہ بات خود ہی سمجھ میں آ گئی۔۔۔۔ کہ ان ملکوں کے لوگ بچارے زندگی بھر محنت مشقت کرتے ہیں۔ عورتیں بھی نوکریاں کرتی ہیں۔ اور مرد بھی _____ کچھ کچھ پس انداز بھی کرتے رہتے ہیں۔ انشورنس پالیسیاں خرید رکھی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

ریٹائرمنٹ تک بچے بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ پالیسیاں میچور ہو جاتی ہیں۔

زندگی کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی پس انداز کی ہوئی رقم لے کر دنیا کو دیکھنے نکلتے ایسے میں دنیا کیسی لگتی ہوگی۔

جب آنکھوں کی بینائی دھندلا جاتی ہے۔۔۔۔ مصنوعی دانت ذائقے سے بے نیاز کر دیتے اعضا میں وہ دم خم نہیں رہتا۔ تھوڑا سا چل کے سہارے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ کیا ضروری ہے کہ بچا کر جانے کا انتظار کیا جائے۔

اب وہ سوچنے لگا تھا۔ جوانی ہی میں تھوڑا تھوڑا بچا کے تھوڑے سے دن چرا لینے چاہئیں ہنسنے دنوں میں ہنسنا چاہیے۔۔۔۔ کھانے پینے کے دنوں میں خوب کھانا پینا چاہئے۔۔۔۔۔

دوکان دوکان گھوم رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں مستقبل کے منصوبے بنا رہا تھا۔

گھومنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

تیز تیز چلتی عورتوں کو دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔

ضعیف العمر جوڑوں کو بنچوں پر اونگھتے دیکھنا اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔

یہ وہی ڈیپارچر لاؤنج تھا۔ مگر اب کتنا بدلا بدلا لگ رہا تھا۔ ہر چیز دلکش لگ تھی _____

یوں محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دل زندہ لئے دنیا کے میلے میں گھومتا پھر رہا ہے۔

اپنے ہی خیالات پر اسے حیرت ہوئی۔

تین ماہ پہلے اسی لاؤنج میں اس کی کیفیت ہی اور تھی _____

ہر نظارہ بدصورت اور ہر بات مکروہ لگ رہی تھی _____ تب دل بیمار تھا۔

اب دل زندہ ہے۔

سارا فرق دماغ کی سوچ اور اندر کے موسم کا ہے۔۔۔۔

اتنے میں مائیکروفون میں اس کی فلائٹ کے جانے کا اعلان ہونے لگا _____

ارے اس نے گھڑی دیکھی۔ ایک گھنٹہ اتنی جلدی گزر گیا۔ ابھی تو وہ باہر آیا تھا۔۔۔۔۔

سارے مسافروں کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتا۔ وہ جہاز کی راہداری کی طرف چل پڑا۔

اندر پہنچا تو جہاز مسافروں سے بھر چکا تھا۔ بس وہی سیٹیں خالی تھیں جو ٹرانزٹ والے مسافر چھوڑ کر گئے تھے وہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ شروع سے ہی اس کے ساتھ ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں

ساتھ بیٹھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے _____ یہ لوگ دوران سفر نشست و برخاست کے تمام آداب ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ان سے گفتگو بھی نہیں کرنی پڑتی _____

پھر وہی سلسلہ ناؤ نوش شروع ہو گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ جہاز کے اندر بس زندگی کھانے پینے میں ہی گزرتی ہے۔ گویا سفر کا سارا فاصلہ منہ ہلاتے رہنے سے طے ہوتا ہے _____

جب جہاز کا ماحول نیم تاریک ہو گیا۔ تو وہ اٹھا۔ کہ اندر سے کوئی اخبار یا رسالہ اٹھا لائے۔ اسے ایئرپورٹ پر اپنی پسند کی کوئی کتاب نظر نہیں آئی تھی۔ ورنہ وہ خرید لیتا _____

اٹھ کے کھڑا ہوا تو اچانک اس کی نظر پچھلی سیٹوں پر گئی _____

ایک عورت کمر موڑے کھڑی تھی۔ اور اپنا دستی سامان اوپر جما رہی تھی۔۔۔۔

اسے دیکھ کر مستعان ٹھٹک گیا۔

اس کے بال کمر سے نیچے جا رہے تھے۔ گو اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ مگر اس کے خوبصورت بالوں نے گویا ماحول کو گرما رکھا تھا۔

مستعان سحر زدہ سا اس کے سیاہ کالے بالوں کو دیکھتا رہا۔۔۔ دیکھتا رہا _____ پھر جیسے کوئی خواب میں چلتا ہے۔ بے اختیار چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔۔۔۔ اور غیر ارادی طور پر اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیا _____

وہ عورت مڑی اور پھر زور سے چیخی اس کا سامان اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ ڈر کر پیچھے سمٹی اور بولی _____

کون ہو تم _____

ابھی مستعان سمجھ بھی نہیں پایا تھا۔ کہ یہ کیا ہوا ہے۔ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا اس کا شوہر کھڑا ہوا اور ایک زناٹے دار تھپڑ مستعان کے رخسار پر دے مارا۔ تھپڑ کی آواز سن کر آس پاس کی سیٹوں والے مسافر مڑ مڑ کر دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔

بدمعاش۔۔۔۔ کمینے۔۔۔۔ حرامزادے _____ میں تیرا گلا دبا دوں گا۔ تو نے میری بیوی کو چھیڑا ہے _____

مستعان کا چہرہ حیرت معصومیت اور صدمے کا اشتہار بنا ہوا تھا۔ وہ اپنا دایاں ہاتھ گال پہ رکھے یک ٹک اس آدمی کو دیکھے جا رہا تھا۔ جس نے اسے مارا تھا۔ نہ وہ بول سکتا تھا۔ نہ سوچ سکتا تھا۔ اور نہ ہل

سکتا تھا۔ یہ صدمے کا اثر تھا۔

حالانکہ وہ یہاں سے فوراً جانا چاہتا تھا۔ مگر جیسے اس کے قدم زمین نے پکڑ لئے تھے۔۔۔ سا
سمجھدار مسافر جو یہ سب دیکھ رہا تھا۔ صورتِ حال کو پہچان گیا۔ فوراً اٹھ کر اپنی سیٹ سے آیا۔ اور مست
کا بازو پکڑ کے اسے اس کی سیٹ پر چھوڑ آیا۔

اس عورت کا خاوند کافی دیر تک گالیاں بکتا رہا کہ _____

اتنا عرصہ میں یورپ میں رہ کر آ رہا ہوں کسی نے آنکھ اٹھا کر میری بیوی کو نہیں دیکھا ___
یہ پاکستانی ہیں۔ ان کے کرتوت تو دیکھو۔۔۔ ماں بہن کی تمیز ہی نہیں _____ جب کسی کو
کو دیکھا۔ بے قابو ہو گئے۔۔۔۔۔

وہ بکتا جھکتا اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی بیوی بھی بیٹھ گئی تھی۔ ماحول ٹھیک ہو گیا تھا۔

مگر مستعان جب اپنی سیٹ پر بیٹھا۔۔۔ تو دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کے اس نے جھکا لیا
اور حیرتوں کے گہرے سمندروں میں ڈوب گیا تھا۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہ اس نے کوئی ایسی گھٹیا حرکت کی ہے۔ ایسی حرکت تو اس نے
نوجوانی میں بھی نہیں کی تھی۔ بلکہ جب کالج کے لڑکے سڑکوں پر جاتی لڑکیوں پر آوازے کستے تھے۔
انہیں ہمیشہ منع کیا کرتا تھا۔ لڑکوں نے اس کا نام صوفی رکھ چھوڑا تھا۔

آج یہ ہوا کیسے _____؟ آخر اس لمبے بالوں والی عورت کو دیکھ کر وہ بے تاب کیوں
اسے تو لمبے بال پسند ہی نہیں تھے۔ شادی کے بعد اس نے توشہ کے لمبے بال کٹوا دیئے تھے۔ اے
ہوئے بالوں والی عورتیں حسین لگتی تھیں۔ مگر اس کے بالوں میں کیا بات تھی۔ کہ وہ مقناطیس کی طر
کھینچتا ہوا اس کی طرف دوڑا _____

کمال ہے۔ اس نے نہ جانتے ہوئے۔ نہ چاہتے ہوئے اس عورت کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا
کمال نہیں تف ہے۔

اگر وہ بھی اس عورت کے شوہر کی جگہ ہوتا۔ تو ایسی حرکت کرنے والے کو تھپڑ ہی مارتا۔ اس نے
برا نہیں کیا _____

مگر مستعان کو ایسے لگ رہا تھا۔ یہ تھپڑ سیدھا اس کے دل پہ لگا ہے۔ جا کر یہ ٹھیک ہے کہ زند
میں کبھی کسی نے اسے تھپڑ نہیں مارا تھا _____

مگر اس سے پہلے اس نے ایسی گری ہوئی حرکت بھی نہیں کی تھی۔

عجیب پشیمانی تھی _____

عجیب پریشانی تھی _____

ایسے میں اچانک اسے توشہ یاد آ گئی۔ اور بے اختیار یاد آ گئی۔ دل اس کی طلب کرنے لگا۔ کاش
وہ یہاں ہوتی۔ اور فوراً اس بات کا کوئی جواز نکال لاتی _____

کوئی نفسیاتی وجہ دریافت کر لیتی _____ کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ _____

توشہ کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں کے دو
آنسو واقعی اس کے قدموں کے پاس گرے تھے۔

تب وہ سوچنے لگا۔ اچھی بیوی بھی کتنی بڑی نعمت ہوتی ہے۔ مرد اپنے دل کا ہر بوجھ اس کے ساتھ
بانٹ لیتا ہے۔ اور وہ دونوں ہاتھوں سے بوجھ کو یوں سمیٹ لیتی ہے۔ جیسے ہی اس کی پونجی
ہو _____

پہلی بار اسے محسوس ہوا _____

وہ بہت تنہا ہے۔

اور پتہ نہیں اسے کیا ہوا ہے _____

آتی جاتی ہوئی ایئر ہوسٹس بار بار اسے دیکھ رہی تھی۔

قریب آئی۔ اور بولی۔

سر۔۔۔۔۔ سر آر یو آل رائٹ۔۔۔۔۔؟___ Are you Alright

مستعان نے آہستہ آہستہ سر اٹھایا۔ اس کا سر بڑا بھاری ہو رہا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے اپنی
آنکھیں ملیں۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

اس نے ایئر ہوسٹس کی طرف دیکھا۔

سر! آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔ اس نے پھر پوچھا۔

مستعان نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا۔

سر میں درد تو نہیں ہے سر!

ہاں اسے محسوس ہوا۔ اس کے سر میں درد ہے۔ اور رخسار بھی اکڑا ہوا ہے جس پر تھپڑ پڑا ہے۔

سر میں آپ کو چائے یا کافی لا دوں۔؟ وہ بولی

جی ہاں _____ مستعان نے زبان کھولی۔ مجھے کافی کی ایک پیالی لا دیں _____

وہ جانے لگی _____

سنیئے ساتھ میں اسپرین بھی لائیں۔

بہت اچھا _____

وہ چلی گئی۔

اس نے دائیں جانب دیکھا۔ اس کا ہمسفر مزے سے سویا ہوا تھا۔ اس کے خراٹوں کی آواز آ

تھی _____

شکر ہے۔ اس نے کوئی نظارہ نہیں دیکھا تھا۔

ایئر ہوسٹس گرم کافی لے آئی۔ ساتھ میں اسپرین بھی _____

شکریہ _____ کہہ کر اس نے کافی لی _____ اور گولی بھی _____

تھوڑی دیر بعد ایئر ہوسٹس کمبل اور تکیہ بھی لے آئی۔

بولی _____

سر آپ تھوڑی دیر آرام کر لیں۔ ویسے پیچھے دو سیٹیں خالی ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو وہا

بٹھا دوں _____

ایئر ہوسٹس نے پیچھے اشارہ کیا۔

نہیں نہیں وہ لرز گیا _____

پیچھے تو وہ لمبے بالوں والی عورت بیٹھی تھی _____

پیچھے تو ایک حادثہ ہو چکا تھا _____

وہ بولا _____

بس میں یہیں آرام کر لوں گا۔ آپ کا بے حد شکریہ۔

فون کی گھنٹی بجی _____

لیلیٰ نے بے دلی سے فون اٹھایا۔

لیلیٰ ۔۔۔۔۔ ادھر تو شہ تھی۔ تم نے رات فون بند کر دیا تھا۔ مشین چل رہی تھی۔

اور میں نے Message بھی چھوڑا تھا۔

اوہ ۔۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے بھاری آواز میں کہا _____ آپی دراصل رات میری طبیعت

ٹھیک نہیں تھی۔ اور میں نے ابھی تک اپنے Message سنے نہیں۔ ورنہ جوابی فون کر دیتی۔

کیا ہوا ہے۔ خیر تو ہے۔ تمہاری آواز بھی بھاری ہو رہی ہے۔ کیا روتی رہی ہو۔

نہیں _____ وہ سوگواری سے بولی۔

سوتی رہی ہو۔ اچھا آپا پہلے یہ تو بتاؤ مستعان بھائی خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔

لیلیٰ بولی۔

ہاں انہی کا بتانے کے لئے میں نے فون کیا تھا۔ اللہ کا شکر ہے۔ مستعان بالکل عافیت سے پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ رات انہوں نے مجھے کہا تھا۔ کہ میں فوراً کال ملاؤں۔ تاکہ وہ تم سے بات کر کے سوئیں۔ اب وہ سو رہے ہیں ۔۔۔۔۔ اور ایسے لگتا ہے۔ بہت عرصہ کے بعد انہیں جیسے سکون کی نیند آئی ہے۔

آپا۔ تم جانتی ہو نا؟ اپنے گھر کا سکون ایک خداداد نعمت ہے۔

ہاں لیلیٰ _____ مگر وہ تمہاری اتنی تعریف کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے۔ کیا سگی بہن اتنی جان مار کے خدمت کر سکتی ہے۔ جو لیلیٰ نے میری کی _____ لیلیٰ تمہارے بارے میں سوچ کے میرا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے _____ لیلیٰ تو نے تو ہر ایک کا دل جیت لیا ہے۔

نہیں آپی _____ کوئی شخص ہر ایک کا دل نہیں جیت سکتا۔ بس اتنا غنیمت ہے کہ تم جن سے محبت کرتے ہو ان کے دل جیت لو _____

لیلیٰ۔ مستعان بھی یہی کہہ رہا تھا۔ کہ لیلیٰ اتنی عقل کی باتیں کرنے لگی ہے کہ بندہ حیران ہو کر بس

اس کو دیکھتا رہ جاتا ہے۔

لیلیٰ ہنسنے لگی۔

آپا: ایک بات یاد رکھنا۔ بندے کو عقلمند نہیں ہونا چاہیے۔ یہی عقل انسان کو مروا دیتی ہے۔ ظالم ہوتی ہے۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہی عورت خوش و خرم زندگی بسر کر سکتی ہے۔ عقل جس کو چھو کر بھی ہو _____ احمق ہو۔ خود پسند ہو۔ کسی کی بات نہ سنتی ہو۔ گھر میں من مانی کرتی ہو۔ وہی عو زندگی کی خوشیاں حاصل کر لیتی ہے۔

نہیں لیلیٰ _____ یہ تمہارے خیالات نہیں ہیں۔ کسی بات کا ردعمل ہو سکتا ہے۔

اچھا تو شی آپا: تمہیں مستی بھائی کی صحت کیسی لگی _____؟

اک دم سپر _____ فرسٹ کلاس _____ لیلیٰ ۔۔۔۔۔ ماشاءاللہ مستی تو پیچ نہیں جاتے۔ مجھے دس سال پہلے والا جوان اور جوشیلا مستعان نظر آیا۔ اتنے دن امریکہ میں رہ کر بھی نکھر گئی ہے۔

ماشاءاللہ _____ لیلیٰ بولی۔

بس اب ان کو اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے میں یہ احساس مت دلانا کہ ان کا ایک میجر آپریشن ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے۔ پورا ایک سال وہ بالکل ایک نارمل زندگی گزاریں۔ جیسی کہ وہ ہمیشہ گزارتے تھے۔ اگر کسی وقت خدانخواستہ کوئی پرابلم ہو تو فوراً فون پر بات کریں۔ ہدایات تو انہیں وہا بھی مل جائیں گی۔

ٹھیک ہے لیلیٰ۔ میں ایسا ہی کروں گی۔

آپا! ان کے علاج اور آپریشن کا پورا ریکارڈ ان کے پاس موجود ہے۔ ایک پورا بریف کیس کے ڈاکٹروں نے دیا تھا۔ وہ ان سے لے کے سنبھال کے رکھ لینا۔ اتنی جلدی بھی نہیں۔ مگر اس کے بعض انتہائی ضروری باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ جن کا جاننا تمہارے لئے اور مستی بھائی کے لئے ضروری میرا مطلب ہے۔ ان کاغذات کو بے پروائی سے ادھر اُدھر نہ ڈال دینا۔

جانو: ابھی تو میں نے ان کا سامان نہیں کھولا۔ تھکے ہوئے تھے۔ گھنٹہ بھر اپنی بیٹی سے کھیلتے پھر سو گئے۔ کہہ رہے تھے۔ جہاز میں بالکل نہیں سو سکا اب پورے بارہ گھنٹے سوؤں گا۔

ہاں یہ تو بتاؤ۔ آئینہ کو دیکھ کر انہوں نے کیا محسوس کیا؟

لیلیٰ _____ پتہ ہے میں نے کیا کیا تھا۔ جب ایئرپورٹ پر گئی نا۔ تو آئینہ کو آیا کی گود میں دے دیا تھا۔ اور اسے لاؤنج کے باہر ایک کونے میں کھڑا کر دیا تھا۔ تاکہ باہر نکل کر آرام سے تعارف کراؤں گی۔

ہوا یہ کہ مستعان سامان لے کر نکلے ۔۔۔۔۔ ادھر اُدھر دیکھا۔ اور جس طرف آیا بچی کو لے کر کھڑی تھی۔ فوراً اس طرف چلے گئے _____ اور آیا کی گود سے زبردستی بچی اٹھالی۔ آیا بچاری چلا رہی ہے۔ اے صاحب آپ کون ہیں۔ اور وہ بچی کو پیار کئے جاتے ہیں۔ میں دوڑ کر گئی۔ میں نے کہا _____ مستی یہ تو ہماری بچی نہیں ہے۔

آئینہ کو سینے سے لگا کر بولے یہی ہماری بچی ہے۔ اس کے اندر سے ہماری خوشبو آ رہی ہے۔ کمال ہے۔ لیلیٰ بولی _____ خون کی کشش بھی کیا شے ہے؟

اور آئینہ ہر اجنبی کو دیکھ کر گھبرا جاتی ہے۔ رو پڑتی ہے۔ ان کے ساتھ باقاعدہ کلیلیں کرنے لگی۔

شکر ہے آپا _____ اللہ نے آپ کا گھر مکمل کیا۔ آپ کو اولاد کی خوشی دی _____ بس لیلیٰ میں تو خود ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتی نہیں تھکتی۔ تم سناؤ ضامن کا کیا حال ہے۔ مستی اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

ہاں مستی بھائی نے لاڈ کر کر کے اس کا مزاج بگاڑ دیا ہے۔ سارا دن اب مستی ماموں کے مزے ادکرتا ہے۔

لیلیٰ _____ تو شہ ہنسنے لگی۔ گھر آتے ہی بولے۔ تیرے داماد کا انتظام کر آیا ہوں۔

نہیں آپا لیلیٰ چیخی انہوں نے آپ کو بتا دیا۔

لیلیٰ تجھے پتہ ہے۔ مستی کے پیٹ میں کوئی بات رہ سکتی ہے۔ ساری باتیں آتے ہی بتانے لگے۔ رہتے ہنستے ہمارا برا حال ہو گیا۔

آپا: میں نے انہیں اتنی دفعہ سمجھایا کہ بچوں کا نام بچپن میں نہیں جوڑتے۔ مگر وہ مانتے ہی نہ تھے۔ کہہ رہے تھے۔ میں مذاق کرتا تھا۔ اور لیلیٰ فکرمند ہو جاتی تھی۔ اور قدرت چڑنے لگتا تھا۔ کیسا ہے تمہارا قدرت _____

بس جیسا ہوتا ہے۔ لیلیٰ نے کہا۔

تو آج مجھے اداس لگ رہی ہے۔ لیلیٰ _____ تیری آواز بھی بھاری ہے۔ کیا روتی رہی ہے۔

ایک تو آپا مستی بھائی کے جانے کی اداسی تھی خیر وہ تو مجھے معلوم تھا کہ کچھ دن چلے گی اگلے دن ایک

عورت کا آپریشن تھا۔ ویسے بھی اس کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ مجھے صبح سات بجے گھر سے نکلنا تھا۔ میں تیار ہو کر باہر نکلی تو کسی نے میری گاڑی کے دونوں ٹائر پنکچر کر دیئے تھے۔

کسی نے _____؟ تمہارے گیراج میں گھس کے _____

ہاں مجھے بعد میں پتہ لگ گیا تھا کہ کس نے کئے ہیں۔ میں نے فوراً ہوسپٹل میں فون کر دیا۔ تم معلوم ہے۔ متبادل ڈاکٹر تو ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ پھر موٹر کیب کے لئے فون کیا۔ انہوں نے میرے جانے سے پہلے آپریشن شروع کر دیا تھا۔ آپریشن کے بعد وہ عورت ہوش میں آئی نہیں _____

اوہو۔۔۔۔سوساری۔۔۔۔۔۔۔

بس اس کی موت کا میرے ذہن پر بڑا اثر ہے۔

اچھی بہن، رسک تو ہوتا ہی ہے۔

میں جانتی ہوں۔ ہسپتالوں میں ایسے بہت سے واقعات ہو جاتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر لوگ ہیں۔ معلوم نہیں میرے ذہن پر بوجھ کیوں ہے؟ میں سوچتی ہوں مجھے وقت پر پہنچنا چاہیے تھا۔ گھر آ کر بہت دیر تک روتی رہی۔ اللہ سے معافی مانگتی رہی۔ اسی لئے سارے فون بند کر کے سو گئی تھی _____

دیکھو لیلیٰ _____ تم مجھ سے بہتر جانتی ہو کہ زندگی یا موت خدا کی طرف سے ہوتی ڈاکٹر تو محض وسیلہ ہوتے ہیں۔

ہاں میں جانتی ہوں مگر بعض اوقات حادثات کو بھولنے میں مجھے وقت لگتا ہے۔ تم پریشان نہ میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔

اچھا کل میں پھر تمہیں فون کروں گی۔ مستی خود تم سے بات کریں گے۔ وہ تمہارا اس پیار اور سے ذکر کرتے ہیں۔ کہ تمہیں کیا بتاؤں _____

آپا: تم خوش قسمت ہو۔ یہ مبالغہ نہیں۔ شوہر جب بیوی سے دور ہو تو اس کی محبت کا پتہ چلتا ہے بات میں وہ بہانے سے تمہارا ذکر کرتے تھے۔ مگر ایک چیز جو میں نے ان میں دیکھی ہے۔ وہ انسا ہے۔ ٹھیک ہے۔ جب تک انسان بہت زیادہ نہ ملے۔ کسی کا پتہ نہیں چلتا کتنا اچھا ہے کہ وہ ہما خاندان کے فرد ہیں۔

اچھا لیلیٰ _____ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ اللہ تمہیں جزا دے۔ میں پھر فون کروں گی۔

کمرے کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو ڈاکٹر یوسف جبار ترمذی آئینے کے آگے کھڑے اپنی ٹائی کی ناٹ درست کر رہے تھے۔ وہ جانتے تھے اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے کر ریسیور اٹھایا۔ ادھر سے آواز آئی۔

گڈ مارننگ مسٹر ترمذی!

مارننگ _____ مس کونیگر۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ (KONIGAR) کونیگر میرا خیال ہے۔ آپ تیار ہیں۔۔۔۔۔ خاتون بولی۔

آپ کا خیال درست ہے۔ میں اپنا سامان نیچے بھیج رہا ہوں۔ اور ہاں ایک بات کی معذرت کر لوں۔ میں نے ابھی ناشتہ نہیں کیا۔ آج قصداً دیر سے اٹھا تھا۔ صرف بیڈ ٹی کمرے میں منگوائی۔ سوچا تھا آج ناشتہ نیچے کافی ریستوران میں کروں گا۔ ناشتہ کرنے کا وقت ہو گا؟

کوئی بات نہیں وہ بولی۔ میں بھی احتیاطاً ذرا جلدی آ گئی تھی۔ اس وقت ساڑھے نو بجے ہیں۔ اور ہماری ٹرین گیارہ بجے چھوٹے گی۔ بس یہ یاد رکھیں یہاں سے ریلوے سٹیشن کا راستہ پون گھنٹے کا ہے۔

او۔۔۔۔۔۔ تھینک یو۔۔۔۔۔۔ مس کونیگر۔۔۔۔۔ میں ٹرین کا وقت یاد رکھوں گا۔ کونیگر (KONIGAR)

انہوں نے ریسیور رکھ کے دوبارہ ڈائیل کیا۔ اور بیل کیپٹن کو بلایا۔ وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو گیا۔ انہوں نے سامان اس کے حوالے کیا۔ وہ سامان لے کر سیڑھیوں کے راستے نیچے اتر گیا۔ تیاری مکمل کر کے انہوں نے اپنا سراپا شیشے میں دیکھا۔ پھر بڑی احتیاط سے سارے کمرے کو دیکھا۔ کمبل اٹھا کے بستر کو دیکھا _____ تکیوں کو ادھر ادھر کر کے دیکھا۔ پھر جا کر غسل خانے میں جھانکا۔ یہ ان کی عادت تھی ہوٹل چھوڑنے سے پہلے سارے کمرے کا جائزہ لیتے تھے۔ کہ کوئی چیز یہاں پڑی نہ رہ جائے۔ عینک اٹھا کر جیب میں ڈالی۔ کوٹ کے اندر والی جیب میں بٹوے اور پاسپورٹ کو چھو کر دیکھا۔ پھر کمرے کی چابی اٹھائی۔ اور لفٹ کے ذریعے نیچے اتر گئے۔ تھوڑی دیر پہلے انہوں نے فون کر کے

کاؤنٹر پر کہہ دیا تھا۔ کہ وہ چیک آؤٹ کرنے والے ہیں۔ ان کے بقایا جات کے بل تیار کر کے رکھ جائیں۔ کیشئر نے ان کے واجبات کے بل بنا رکھے تھے۔ جونہی وہ ری سپشن پہ آئے۔ اس نے کاغذات پیش کر دیئے۔ جب وہ عینک لگائے کاغذات کا جائزہ لے رہے تھے۔ مس کونیگر اٹھ کر قریب گئی۔ اور بڑے ادب سے بولی۔

Sir, Can I help you? (کیا میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں؟ جناب!)

O, sure _____ مس کونیگر۔۔۔۔ (یقیناً مس کونیگر) (KONIGAR)

ترمذی صاحب نے اپنے بٹوے میں سے نوٹ نکالے۔ اور بلوں کے ساتھ مس کونیگر کو پکڑا دیئے۔ اور بولے۔

مہربانی کر کے آپ حساب کلیئر کروائیں۔

جب تک میں ناشتہ کر لوں۔

ٹھیک ہے۔ وہ بولی۔

جاتے جاتے مڑے اور بولے۔

کیا آپ ایک پیالی کافی کی میرے ساتھ پینا پسند کریں گی۔

تھینک یو سر _____ وہ شائستگی سے بولی۔ میں ابھی آپ کے آنے سے پہلے کافی پی چکی ہوں میں یہیں آپ کا انتظار کروں گی۔

ترمذی صاحب ریستوران میں چلے گئے۔ اس وقت ریستوران میں کافی مہمان ناشتے کے آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ آج اتوار تھا۔ اور اتوار کو اس ریستوران میں برنچ سرو ہوتا تھا (BRUNCH) ہر روز صبح سات بجے ناشتہ اپنے کمرے میں منگوالیا کرتے تھے۔ کیونکہ آٹھ بجے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو کانفرنس کے لئے روانہ ہونا ہوتا تھا۔ آج چونکہ ہوٹل چھوڑ کر جا رہے تھے اس لئے ناشتہ کمرے میں نہ منگوایا۔ اور ریستوران میں چلے آئے۔ جہاں بیشتر مہمان ہر صبح ناشتہ کرنے آتے تھے۔

یوسف جبار ترمذی پیشے کے لحاظ سے جج تھے۔ مگر اپنے شوق کی خاطر کسی زمانے میں انہوں نے اقبالیات پر ڈاکٹریٹ کر لیا تھا۔ اور پسند کرتے تھے کہ انہیں جسٹس یوسف جبار ترمذی کی بجائے ڈاکٹر یوسف جبار ترمذی کہا جائے۔ یوں انہیں ڈاکٹر ترمذی ہی کہنے لگے۔ آج کل وہ اپنے وفد کے ساتھ جرمنی

آئے ہوئے تھے۔ اور اس وقت ہائیڈل برگ میں تھے۔

اس مرتبہ اگست کے مہینے میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی نے علامہ اقبال کے حوالے سے ایک عالمی سطح کی سہ روزہ کانفرنس منعقد کی تھی۔ جس میں دنیا بھر سے علامہ اقبال کو سمجھنے اور پڑھنے والے دانشور جمع ہوئے تھے۔ موضوع تھا _____ ''اقبال عالمگیر انسانیت کا مبلغ _____''

پاکستان سے ڈاکٹر ترمذی تین دانشوروں کا وفد لے کر آئے تھے۔ ایک تو اقبال اکیڈیمی کے ڈیئر مین تھے۔ دوسرے اقبالیات کے پروفیسر تھے۔ اور تیسرے ایک مشہور شاعر تھے۔

چاروں نے یہاں مقالے پڑھے تھے۔ اور بہت داد پائی تھی۔ یوں بھی ڈاکٹر ترمذی کو ہائیڈل برگ آنے کا بہت شوق تھا۔ وہ جانتے تھے۔ علامہ اقبال نے یہاں سے کسب علم تھا۔ انہوں نے وہ گلی بھی دیکھی جس کے سرے پر اقبال سٹریٹ لکھا ہوا تھا _____

ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پاپا ای لیو سے دو سال پہلے ان کی امریکہ میں ہی ایک سیمینار کے سلسلے میں ملاقات ہوئی تھی۔ اور دوستی ہو گئی تھی _____ موجودہ کانفرنس کے سلسلے میں انہوں نے ڈاکٹر ترمذی سے بہت رہنمائی حاصل کی تھی۔ ان کے تینوں ساتھی کل ہی اپنے پروگرام کے مطابق انگلینڈ چلے گئے تھے۔ مگر یہ ایک ہفتہ کے لئے رک گئے تھے۔ انہیں جرمنی ہمیشہ سے پسند تھا۔ وہ ایک ہفتہ مزید رک کر پورے جرمنی کی سیر کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے پاپا ای لیو سے مدد بھی۔ اور ان سے کہہ دیا۔ کہ عوضانے کے ساتھ کوئی ایسا گائیڈ یا ہمسفر مہیا کریں۔ جس کی مدد سے وہ جرمنی کا سفر کر کے اپنی سیاحت کا شوق پورا کریں۔ وہ جانتے تھے۔ بہت سے ملکوں کی طرح جرمنی کے لوگ بھی انگریزی سے نابلد ہوتے ہیں۔ انگریزی آتی بھی ہو۔ تو سر جھٹک کر کہہ دیتے ہیں۔

NO ENGLISH!

اس لئے یہاں تنہا سفر کرنا کافی مشکل لگ رہا تھا۔

یوں تو مس کونیگر کی ڈیوٹی پاکستانی مہمانوں کو لانے اور لے جانے پر لگی تھی۔ مگر دوسری وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہ بڑی شائستہ انگریزی بول لیتی تھی۔ مس کونیگر نہ صرف انگریزی بول لیتی تھی۔ بلکہ اس کے برتاؤ میں انکساری اور شائستگی تھی۔ رکھ رکھاؤ میں بڑی مستعدی تھی۔ اپنے فرائض اس نے اس خوبصورتی سے انجام دیئے تھے۔ کہ جانے سے پہلے ڈاکٹر ترمذی صاحب باقاعدہ وائس چانسلر کے دفتر گئے۔ اس بات کا شکریہ ادا کرنے گئے تھے۔ اور انہوں نے مس کونیگر کا بھی شکریہ ادا کیا تھا۔ لیکن جب

انہوں نے کسی گائیڈ کی بات کی تو پاپا ای لیو نے کہا

''میں آپ کی راہبری کے لئے مس کونیگر کو ایک ہفتے کی چھٹی دے سکتا ہوں۔''

مس کونیگر اسی ریسرچ سینٹر میں کوآرڈی نیٹر لگی ہوئی تھی۔

آپ پہلے ان سے دریافت کرلیں۔ ڈاکٹر ترمذی نے جواب میں کہا۔

وہ ایک عام خاتون نہیں ہے۔ مگر میرے کہنے پر آپ کی مدد کرنے کو تیار ہو جائے گی۔

میں پوچھتا ہوں۔

پاپا ای لیو نے فون پر مس کونیگر سے تفصیلی بات کی۔ تو معاملات باقاعدہ طے کرنے کے راضی ہوگئی۔ پاپا ای لیو نے ترمذی صاحب کو بتایا۔ کہ ایک ہفتے کا معاوضہ کیا ہوگا۔ اور یہ کہ انہیں کونیگر کے سفر وحضر کا خرچہ بھی برداشت کرنا ہوگا۔

ترمذی صاحب راضی ہوگئے۔

ان کا پورے ہفتے کا پروگرام طے کر کے اب مس کونیگر انہیں لینے آئی تھی۔ پروگرام اس نے فون پر بتا دیا تھا۔

ترمذی صاحب ناشتہ کر کے لابی میں آئے تو وہ پریشان کھڑی تھی۔

کیوں کیا زیادہ دیر ہوگئی ہے؟

اب ہمارے پاس صرف پچاس منٹ ہیں۔

اوہ، آئی ایم سوری _____ ترمذی صاحب نے کہا۔

اس نے ترمذی صاحب کا بل اور بقایا رقم ان کو پکڑائی۔

انہوں نے جلدی سے سب کچھ بریف کیس میں رکھ لیا۔ دونوں نے اپنا اپنا سوٹ کیس اٹھایا۔ نکلے _____

ایک مرسڈیز کیب پورچ میں آ گئی۔ دونوں بیٹھ گئے _____

راستہ خاموشی سے کٹا۔

پلیٹ فارم پر پہنچ کر مس کونیگر نے گھڑی دیکھی۔ اور بولی۔

ٹرین کے آنے میں تین منٹ ہیں ابھی _____

اوتھینک گاڈ _____ ترمذی صاحب نے مسکرا کر کہا _____ بالآخر پہنچ گئے

ٹ بھی تو ہو سکتی ہے۔

یہاں جرمنی میں نہیں ہوتی۔ اگر یہاں ٹرین لیٹ ہو جائے تو لوگ ہلوہ کر دیں۔ کیونکہ یہاں لوگ وئی کی گھڑیوں کے ساتھ چلتے ہیں۔ ترمذی صاحب پلیٹ فارم کا نظارہ کرنے لگے۔ اتوار کا دن تھا۔ اور ں لگ رہا تھا جیسے لوگ ریلوے سٹیشن پر پکنک منانے آئے ہوئے ہیں۔

جوڑے ہی جوڑے اور خوش فعلیاں عجیب سماں تھا۔ نہ شور وغل نہ تتلیوں کی قطاریں نہ بھیڑ بھڑ کا نہ ای گلوچ نہ بدحواسی نہ گھبراہٹ ٹرین بھی ٹھیک وقت پر یوں چلی آئی جیسے اس نے کسی سے شرط لگا رکھی ۔ نہ انجن کی چیخ نہ کوئی چھک چھک کا کلاسیکل ترانہ _____

ایسے جیسے ندی بل کھاتی، لہراتی آ رہی ہو _____

مس کونیگر نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا۔ اور بولی۔

سر یہاں آ جائیں _____

وہ اپنا سوٹ کیس اٹھا کر اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے بندوں اور بندیوں کی لمبی ن اپنے آپ بن گئی۔

مگر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کہ ٹرین کے ڈبے کا دروازہ بالکل ان کے سامنے آ کر لگا۔

مس کونیگر چستی سے سوار ہوئی۔ وہ بھی سوار ہو گئے۔ جیسے اس نے سوٹ کیس رکھا انہوں نے بھی ھ دیا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ چشم زدن میں سارے مسافر سوار ہو گئے۔ کمپارٹمنٹ کے میان دروازے بنے ہوئے تھے۔ جس کو جگہ نہ ملی وہ دوسرے یا تیسرے ڈبے میں چلا گیا۔ وازے بند ہو گئے۔ ٹرین چل پڑی۔ ایسے نظارے وہ یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی دیکھ چکے ھے۔ اور دل میں حسرت رکھے ہوئے تھے۔ کہ کاش کبھی پاکستان میں ایسا ہی منظم اور صاف ستھرا ٹرین سٹم ہو جائے۔ کیونکہ پاکستان کا ریلوے نظام کسی زمانے میں دنیا کا اعلیٰ ترین نظام مانا جاتا تھا۔ مگر ب تو گاڑی کے ڈبوں کی زبوں حالی اور اوقات کار کی بے قاعدگی دیکھ کر کوئی شریف آدمی ٹرین میں ر کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔

اپنے خیالوں کی تھکاوٹ سے بچنے کے لئے انہوں نے ٹرین سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ باہر ے نظارے نے انہیں ایک عجیب قسم کی مسرت پہنچائی۔۔۔۔۔ گو سٹیشن آتا۔ ٹرین رکتی۔ مسافر چڑھتے ستے۔ ٹرین چل پڑتی۔ یوں لگتا یہ سب کچھ کسی جادوئی اثر سے ہو رہا ہے۔ کتنا اچھا لگتا ہے۔ اپنائے

آدم کو زمین پر پرسکون دیکھنا _____

مگر باہر _____ باہر تو وہ کافی دیر سے کوئی جنگل بیابان تلاش کر رہے تھے۔ پورے میں ویرانہ یا لق و دق میدان نہیں آ رہا تھا۔ ایک شہر ختم ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔ البتہ درمیان کہیں کھیت اور باغات ضرور آتے _____ مگر یوں لگ رہا تھا۔ ٹرین شہروں سے شہر چل رہی ہے _____ یا دیہاتوں کو دیہاتوں سے ملا رہی ہے۔ ایک شہر کی حد دوسرے سے ملی ہوئی تھی۔ ان چھوٹے شہروں یا قصبوں میں زیادہ تر زراعت پیشہ لوگ رہتے تھے۔ کھلیان میں کھیتی باڑی کرتے نظر آ رہے تھے۔ اور عورتیں اندر گھر میں کام کرتی نظر آتی تھیں۔ سارے گھروں کی بناوٹ ایک جیسی تھی۔ جیسے چھوٹے چھوٹے خوابناک گھروندے ہوتے ہیں۔ بات یہ تھی۔ کہ ہر گھر کے باہر ایک بالکونی بنی ہوئی تھی۔ جس میں سے موسمی پھولوں کے گچھے شوخ طرح باہر کی سمت میں لٹکے ہوئے نظر آتے۔ گویا یہ قوم پھولوں کی رسیا ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں تھا کے باہر پھولوں سے لدی بالکونی نہ ہو۔ گھر بھی صاف ستھرے تھے۔ بعض قصبوں میں، سڑکوں کنارے پر معمر مرد اور عورتیں تازہ پھلوں اور سبزیوں کے ٹوکرے اور ٹوکریاں سجائے بیٹھے نظر آ یقیناً یہ تازہ سبزیاں انہی کھیتوں کی تھیں۔ اور تازہ پھل انہی باغات کے تھے۔ اور راہ گیران کو شوق خرید رہے تھے۔ کتنی دیر تک وہ بچوں کی طرح یہ اندازے لگاتے رہے۔ کہ اب ایک قصبہ ختم ہے۔ اب دوسرا شہر شروع ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ یوں بچگانہ سا عمل دوہراتے دوہراتے ان کا ذہن دم سارے زمانے پھلانگ کر بچپن کی وادی میں نکل گیا۔ اور کیسی انوکھی بات یاد آ گئی۔

یوسف جبار ترمذی کا تعلق پاکستان کے ایک گاؤں سے تھا۔ وہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے۔ بچپن سے وہ ٹرین کا سفر کر رہے تھے۔ اور جب تک وہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ٹرین سے آتے جاتے رہے۔ اس زمانے میں ٹرین ویرانوں اور سناٹوں میں میلوں تک چلتی تھی تو وہ معصوم ذہن سے سوچا کرتے تھے۔ ان جنگلوں اور ویرانوں کو آباد کیوں نہیں کیا جاتا۔ اللہ کی اتنی خالی پڑی ہے۔ لوگ یہاں آ کر شہر کیوں نہیں آباد کرتے۔ یہاں ٹیوب ویل کیوں نہیں لگاتے۔ اور مدرسے کیوں نہیں بناتے۔ پھر وہ سوچا کرتے۔ جتنے غریب لوگ ہیں۔ بھیک مانگتے پھرتے حکومت ان لوگوں کو ان سنسان میدانوں میں آباد کیوں نہیں کرتی _____ وہ جب تک کالج یونیورسٹی میں پڑھتے رہے۔ ان کے یہی خیالات رہے۔ بلکہ یونیورسٹی میں تو باقاعدہ ان کے

اق اڑایا جاتا تھا۔ ان کے ہم جماعت کہتے _____

یار ترمذی تم بھی کتنے احمق ہو۔ پہلے اپنے موجودہ شہروں کو تو دیکھو۔ کیا ان میں شہریوں کو زندگی کی اری سہولیات میسر ہیں۔ موجود شہروں کو ماڈرن شہر بنایا جائے۔ اور جدید دور کی تمام سہولیات مہیا کی ائیں۔ صاف پانی کھلی سڑکیں پولیوشن سے پاک ہوا صحت مند خوراک بچوں کے لئے صحت افزا تعلیمی ارے بجائے اس کے کہ وسائل کے بغیر انسانوں کو ویرانے آباد کرنے کے لئے چھوڑ دیا وسائل کا بھی ائزہ لو _____

اس پر سب دوستوں کے درمیان ایک ناختم ہونے والی بحث شروع ہو جاتی بہت کم ترمذی کی ہاں ں ہاں ملاتے۔ مگر وہ اپنے مؤقف پر اڑے رہتے۔ شاید عملی زندگی کے جھمیلوں میں پھنس کے وہ اپنے ں خواب کو بھول گئے تھے۔ یا پھر ایک خاص مقام پر پہنچ کر انہوں نے ٹرین کا سفر کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اگر ضرور پیش بھی ہوتا۔ تو انہیں ایسے محفوظ اور ملفوف ڈبے میں بٹھایا جاتا۔ جہاں کھڑکی کھسکا کر وہ ویرانوں کی پاگل ہوا کے تھپیڑے محسوس نہ کر سکتے اور سناٹوں سے گزرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے چبھنے والے رے ان کی آنکھ کی پتلی سے نہ چمٹ سکتے۔

فرق پڑ جاتا ہے۔ عمر کے ساتھ فرق پڑ جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی آنکھوں میں نمی محسوس کی شاید اس وقت یاد کی کوئی کنکری آ کر آنکھوں میں چبھ گئی تھی خوبصورت گھروندے اور جڑے ہوئے گھر دیکھتے دیکھتے یاد کا پنچھی کسی پرانی منڈیر پر جا بیٹھا تھا _____

اتنی دور گیا _____

اتنی دور گیا۔۔۔۔۔۔ کہ سارے در ایک ساتھ جاگے اٹھے۔۔۔۔۔۔

انسان اپنے سفر میں آگے ہی آگے جا رہا ہے۔۔۔۔۔ اسے معلوم نہیں ہے۔ یادیں زادِ راہ بنیں اس کے ساتھ محوِ سفر ہیں۔ جہاں کہیں سگنل، سگنل سے ٹکرائے گا۔ یادوں کی گٹھڑی کھلنے لگے گی۔

مگر ایک دکھ بھری حیرت یہ بھی تو تھی۔ کہ جس منظر کی وہ بچپن میں اپنے ملک کے لئے تمنا کرتے آئے تھے۔ وہ منظر انہیں جرمنی میں نظر آ رہا تھا۔

ٹرین آبادیوں کے اندر ہی رواں تھی اور زمین کا کوئی حصہ بے کار نہیں پڑا تھا _____

اور ہم ابھی تک _____

ابھی تک صرف قرضوں کی زنجیر ہی بھاری کرتے رہے ہیں۔

گھبرا کر انہوں نے چہرہ ڈبے کے اندر موڑ لیا _____

نظر کا زاویہ بدل لیا _____

اس ڈبے میں ان کے علاوہ پانچ مسافر اور بیٹھے تھے۔ سامنے والی سیٹ پر مس کونیگر کے
نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بزرگ خاتون بیٹھی تھی۔ اور سائیڈ والی کرسی پر ایک
آدمی سیٹ کی آڑ لئے سو رہا تھا۔

وہ مسافروں کے حلیوں اور ملبوسات پر غور کرنے لگے۔ سب لوگ سر سے لے کر پاؤں تک
مناسب لباس میں تھے۔ یہ انہوں نے پہلے بھی دیکھا تھا جرمنی میں لوگ بہت سلیقے سے ڈریس
ہوتے ہیں۔ خصوصیت سے عورتیں کبھی ہوائی چپل یا جینز میں باہر نہیں نکلتی تھیں۔

ساتھ والے کمپارٹمنٹ میں شاید کچھ بچے سوار تھے۔ انہوں نے تھوڑا سا شور کیا تو بزرگ
غصے سے اٹھی۔ بچوں کو گھور کر دیکھا اور درمیان والا دروازہ بند کر دیا۔ وہ آ کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔
میں پھر سناٹا چھا گیا _____ سب مسافر اس طرح بیٹھے تھے جیسے میڈی ٹیشن (Meditation)
کی کیفیت میں بیٹھے ہوں۔ یا کسی گہرے فلسفے کی گتھیاں سلجھا رہے ہوں کیسی قوم ہے۔ گھنٹوں کے
سے خاموش رہ سکتی ہے۔ نہ کوئی کسی سے اس کے سٹیشن کا نام پوچھ رہا تھا۔ نہ کوئی بلند آواز میں سیا
پیش کر رہا تھا۔ نہ کوئی سیاست دانوں کو بے نقط سنا رہا تھا۔ نہ دوسروں کو متوجہ کرنے کے لئے اپنی
کی کہانیاں سنائی جا رہی تھیں۔

غور کرتے کرتے ان کی نظر مس کونیگر پر جا کر ٹھہر گئی۔

اتنے دن تو انہوں نے غور سے اسے دیکھا ہی نہیں تھا۔ یا شاید وہ اس سٹیج پر تھے۔ جہاں عورت
غور کرنے کا چسکا نہیں رہتا۔ مس کونیگر نے گرمیوں کا خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ گلے میں ایک سکا
تھا۔ بال بڑے سلیقے سے کس کر باندھے ہوئے تھے۔ انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مس کونیگر کے با
آنکھیں سیاہ تھیں۔ وہ جوانی میں بلا کی حسین رہی ہوگی۔ انہوں نے دل میں سوچا۔ اگرچہ اس وقت
اس کی شخصیت پرکشش تھی۔ بھلا کیا عمر ہوگی اس عورت کی _____ انہوں نے اندازہ لگا
کوشش کی وہ گوری عورتوں کی عمر کا اندازہ لگانے میں ہمیشہ غلط ہی ثابت ہوتے تھے۔ پھر بھی انہوں
اندازہ لگایا کہ وہ چالیس اور بیالیس کے درمیان ہوگی۔ نام سے تو پتہ چلتا ہے۔ کہ ابھی تک غیر

شدہ ہے مگر یہاں ناموں کے حوالے کو مستند سمجھا جا سکتا _____

وہ غیر ارادی طور پر اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ کہ وہ چونک گئی۔ اور مستعدی سے
پوچھا _____

" _____Any Problem Sir? "

ترمذی صاحب گڑبڑا گئے -------

"No .... No..... Not at all" _____

پھر انہیں شرم آئی کہ وہ اس معاشرے کے آداب بھول گئے تھے۔ بات بنا کر بولے۔

ہمارا سفر کتنا رہ گیا ہے؟

مس کونیگر نے پرس میں سے نقشہ نکالا۔ اور دیکھ کر بولی _____

دو سٹیشن اور آئیں گے پھر ہمارا سٹیشن آئے گا-----

شام تو ہو جائے گی _____ انہوں نے کہا۔

جی ہاں---وہ تو میں نے آپ کو بتا دیا تھا۔

سر آپ کو بھوک لگی ہے _____ اس نے دوبارہ پوچھا _____

یہاں سے سنیکس اور کافی تو مل سکتی ہے _____

نہیں صبح میں نے BRUNCH لیا تھا۔ مجھے معلوم تھا۔ دوپہر کو ہم ٹرین میں ہوں گے۔ ہاں
ایک کپ کافی مل جائے تو اچھا ہوگا _____

ٹھیک ہے سر----اس نے ٹرین میں لگا بٹن دبایا۔

پانچ دن کے تیز تر اور خوبصورت سفری تجربے کے بعد آج شام ترمذی صاحب اور مس کونیگر
گارٹ STUT.GUART پہنچے تھے۔ان پانچ دنوں میں انہوں نے بذریعہ ٹرین فرینکفرٹ
اور بون کا سفر کیا تھا۔اور تمام تاریخی مقامات اور دلکش سیر گاہیں دیکھی تھیں۔انہیں جرمنی کا دریا
رائیں دیکھنے کا بہت شوق تھا۔بون میں سارے سفارت کار رہتے تھے۔پاکستانی سفیر سے ان کی
دوستی تھی۔اسے بھی ملنا چاہتے تھے۔البتہ دریائے رائیں دیکھ کر انہیں بڑی مایوسی ہوئی کتنا سست ر
گدلا دریا تھا۔اس کے مقابلے میں اپنے دریا کتنے جوشیلے اور شفاف نظر آتے تھے۔پاکستانی سفیر
انہیں ڈنر پر مدعو کیا تھا۔اور وہ مس کونیگر کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔سٹٹ گارٹ تک کا سفر انہوں نے
میں طے کیا۔ایسے لگتا تھا کہ وہ اس پورے سفر کو امکانی حد تک انجوائے کرنا چاہتے ہیں۔مس کونیگر مش
کبھی نہیں دیتی تھی۔وہ جو بھی کہتے اس کی تفصیل سمجھا کر اس پر عمل کر دیتی۔

سٹٹ گارٹ ان کی آخری منزل تھی۔اس شہر کے بارے میں انہوں نے بہت کچھ سن رکھا تھا
یہاں پورا ایک دن گھوم پھر دیکھنا چاہتے تھے۔یہاں ان کے قیام کا بندوبست پارک ہوٹل میں تھا۔
ان کا سامان ان کے کمرے میں پہنچ گیا۔تو مس کونیگر نے لابی میں آ کے پوچھا _____

رات کا کیا پروگرام ہے سر!

ترمذی صاحب نے گھڑی دیکھی۔اور مسکرا کر بولے _____

آج رات کمرے ہی میں آرام کرنے کا ارادہ ہے _____

ٹھیک ہے سر: صبح کے لئے بتا دیں۔

ہاں بھئی ۔۔۔۔۔وہ بولے صبح ہم تمام مشہور مقامات دیکھنے جائیں گے۔مگر ٹورسٹ بس
جائیں گے۔

ٹورسٹ بس میں _____؟ وہ حیران ہوئی۔

کیونکہ باقی سفر میں تو وہ مرسڈیز ٹیکسی کر ترجیح دیتے تھے۔

ہاں۔۔۔۔وہ بولے۔کبھی کبھی مجھے ٹورسٹ بس میں سیاحت کرنا بڑا اچھا لگتا ہے۔

ٹھیک ہے سر وہ خوش دلی سے بولی۔

اس ہوٹل سے بھی صبح نو بجے کے بعد کئی بسیں جاتی ہیں۔

میں ابھی بکنگ کروا دیتی ہوں۔اور صبح آٹھ بجے آپ کو اطلاع کر دوں گی۔

تھینک یو مس کونیگر _____

کہہ کر ترمذی صاحب اوپر اپنے کمرے میں چلے گئے۔لفٹ کے اندر انہیں خیال آیا۔کہ یہ عورت
کتنی تابعدار اور فرض شناس ہے۔پورے سفر میں اس نے رہائش اور سیر کے قابل تعریف انتظامات کئے
ہیں۔ہر شہر کے بارے میں اس کے پاس بے تحاشا معلومات ہیں۔اور پھر اتنی تمیز دار ہے۔کہ ہمیشہ اپنا
کمرہ کسی نچلی منزل میں بک کراتی ہے۔اور کمرے میں جانے سے پہلے اجازت مانگتی ہے۔اور آنے
سے پہلے فون پر اطلاع دیتی ہے۔غالباً ان دونوں کے کھانے پینے کے اوقات میں فرق تھا۔اس لئے صبح
کا ناشتہ اور رات کا کھانا وہ اپنی مرضی اور اپنے وقت کے مطابق کھاتے تھے۔البتہ دوپہر میں چونکہ کسی
تفریحی مقام پر ہوتے۔۔۔۔۔اس لئے وہیں سے کچھ لے کے کھا لیا کرتے۔

ترمذی صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو ایک خیال ان کے ذہن میں سرعت سے آیا انہیں اس
عورت کی سفری رفاقت اور فرض شناسی کے طور پر اسے انعام دینا چاہیے۔انعام یا تحفہ _____

انہوں نے بستر پر بیٹھ کر سوچا _____ اپنے لباس اور رہن سہن سے وہ کسی بھلے گھر کی
معلوم ہوتی تھی۔یہاں تو وزیر اعظم کی بیٹی بھی ملازمت کرتی ہے۔اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ہاں
انہیں جاتے وقت اسے کوئی بہت اچھا تحفہ دینا چاہیے۔لیکن ابھی تو سفر کے دو دن باقی تھے۔اور سوچنے کو
کافی وقت تھا۔گرم پانی سے غسل لے کر انہوں نے سلاد کے ساتھ سوپ لیا۔اور پھر سو گئے۔

رات بھر خوب مزے کی نیند آئی۔صبح آٹھ بجے وہ تازہ دم تھے اور تیار تھے۔

جب مس کونیگر کا فون آ گیا۔اس نے بتایا کہ نو بجے والی بس میں بکنگ ہو گئی ہے۔

انہوں نے بتا دیا۔وہ ناشتہ کے لئے نیچے آ رہے ہیں۔

وہ بولی میں بھی ریستوران ہی میں جا رہی ہوں۔دونوں نے الگ الگ میزوں پر بیٹھ کر ناشتہ کیا۔
مس کونیگر لابی میں پہلے آ گئی۔ٹکٹ لے کر مین گیٹ پر ان کا انتظار کرنے لگی۔

وہ دونوں جب بس میں سوار ہونے لگے۔تو انہوں نے دیکھا کہ ساری بس بھر چکی تھی۔جیسے کہ ان

دونوں کا انتظار ہو۔ آخری دو سیٹیں ہی خالی تھیں۔ مس کونیگر اور ترمذی صاحب بیٹھ چکے تو ڈرائیور نے وسل دی اور بس چل پڑی۔ گائیڈ بس کا ڈنڈا پکڑ کے درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ اس وقت مس کونیگر نے بہت ہی معذرت خواہانہ انداز میں کہا _____

سر! میں معافی چاہتی ہوں۔ رات میں نے بکنگ بہت دیر سے کرائی تھی۔ اس لئے یہ آخری سیٹیں رہ گئیں تھیں۔ اور دوسری بس ایک گھنٹے کے بعد جانے والی تھی۔

اوہو _____ مس کونیگر تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ''ساری ہم ایک جیسی ہے _____''

شاید آپ کو گائیڈ کی آواز نہ آئے _____

اور میں کونسا جرمن زبان سمجھتا ہوں۔

او مائی گاڈ _____ کہہ کر وہ اپنی بدحواسی پر ہنستی رہی۔

بس میں ایرو فون لگے ہوئے تھے۔ بولی۔

سر آپ انگلش والا بٹن دبائیں۔ اور خود سننا شروع کریں۔

نہیں مجھے رننگ کومینٹری میں مزہ نہیں آتا۔ بس جو کچھ میں پوچھتا جاؤں تم بتاتی جانا۔

ٹھیک ہے سر _____

بس مختلف مقامات کے آگے سے گزرتی رہی _____ بڑی بڑی بلند و بالا عمارات درمیان کہیں کہیں کالی اور جلی ہوئی کوئی عمارت نظر آ جاتی۔ تو ترمذی صاحب پوچھتے۔

اتنے خوبصورت شہر میں یہ ادھ جلی عمارت کیوں کھڑی ہے؟ جب کہ یہاں راتوں رات تعمیر کر لیتے ہیں _____

مس کونیگر جواب دیتی ہے۔

سر یہ جو کہیں کہیں اکا دکا ادھ جلی عمارتیں نظر آ رہی ہیں۔ یہ دوسری جنگِ عظیم کی نشانیاں ہیں۔

اچھا _____ حیرت انگیز ہے۔ بھلا ان نشانیوں کو رکھنے سے فائدہ؟

بس ہمارے دانشوروں کا خیال ہے کہ ہولناکی کی کچھ نشانیاں باقی رکھ لینی چاہئیں تاکہ نئی عبرت پکڑے۔

کیا نئی نسل نے سبق سیکھا۔

معلوم نہیں _____ مگر نئی نسل امن کی خواہاں ہے۔ اور اپنے گھروں میں سکون سے رہنا چاہتی ہے۔

یہاں ہٹلر کے بارے میں کیا تاثر ہے۔ انہوں نے پوچھا۔

میں سمجھی نہیں سر!

یعنی لوگ ہٹلر پر فخر کرتے ہیں یا شرم محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا۔

مختلف الخیال لوگ ہیں۔ مس کونیگر بولی۔

قدیم لوگ ہٹلر کا نام لینا پسند نہیں کرتے۔ سب کچھ ایک خواب سمجھ کر بھول جانا چاہتے ہیں۔ مگر نئی نسل میں ایسے بھی ہیں جو ہٹلر کو Idealize کرنے لگے ہیں۔

ہاں ۔۔۔۔ صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ ترجیحات بھی تو بدل جاتی ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ مس کونیگر تم قدیم لوگوں کی ترجمانی کرتی ہو۔ یا نئی نسل کی نمائندہ ہو؟

مس کونیگر نے پہلے تو حیرت سے ترمذی صاحب کا چہرہ دیکھا پھر کہنے لگی _____

سر! آپ میری عمر معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

ترمذی صاحب بے اختیار قہقہہ لگا کے ہنسے ۔۔۔۔ خوب ہنسے ان کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ کہنے لگے _____

مس کونیگر تم پچھلے ایک ہفتے سے میرے ساتھ ہو۔ اور میں نے محسوس کیا کہ تم بہت سمجھ دار اور تعلیم یافتہ ہو۔ مگر اس قدر ذہین بھی ہو۔ اس کا اندازہ تو مجھے ابھی ابھی ہوا ہے۔

سر! میں کچھ کچھ مردوں کی نفسیات کو سمجھ سکتی ہوں۔ جو عورت ان کی کولیگ ہو۔ یا ان کی کے ساتھ کام کرتی ہو۔ انہیں اس کی عمر جان لینے کا جنون ہوتا ہے۔

نہیں بھئی میں نے تو یونہی کہہ دیا تھا۔ مجھے ایسا کوئی جنون نہیں ہے۔

سر میں چالیس برس اور ایک ماہ کی ہوئی ہوں۔

واقعی _____ ؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

دیکھ لو میں نے ٹرین میں تمہاری عمر کا اندازہ لگایا تھا۔ کہ تم چالیس اور بیالیس کے درمیان ہو سکتی ہو۔ دیکھا نا سر میں نے کہا تھا نا؟ کہ مردوں کو ۔۔۔۔۔

نہیں نہیں ۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولے شاید میں نے پہلی بار یہ اندازہ لگایا تھا جو بالکل ٹھیک نکل آیا۔

حالانکہ ہم عورتوں کو ایسا کوئی شوق نہیں ہوتا۔

مس کونیگر نے کہا _____

اچھا میں خود ہی بتا دیتا ہوں۔ میں اس وقت باون (52) برس کا ہوں۔ ویسے مردوں کو عمر بتا

کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کا حلیہ ہی بتا دیتا ہے۔

سر! آپ کا جو بایوڈاٹا یونیورسٹی بروشر میں چھپا ہے۔ وہاں میں نے آپ کی تاریخ پیدائش دیکھ

تھی۔ ویسے آپ اپنی عمر کے لحاظ سے بہت گریس فل دکھائی دیتے ہیں۔

شکریہ _____ ترمذی صاحب نے فوراً کہا۔ مگر وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔

کہ چھ دن سے وہ ان کے ساتھ ہے۔ اور انہوں نے ایک بار بھی اس کی تعریف نہیں کی۔ نہ

اس کے کام کرنے کے انداز کو سراہا ہے۔ حالانکہ ان ملکوں میں عورت کی تعریف کو بدنیتی کے زمرے

نہیں لیا جاتا _____

ابھی وہ سوچ رہے تھے کہ بس کھڑی ہو گئی۔ اور ڈرائیور نے سیٹی بجا دی۔

کیا ہوا ہے _____؟ انہوں نے جلدی پوچھا _____

یہ پڑاؤ ہے۔ لمبی سیر کے بعد ڈرائیور صاحبان سیاحوں کو اپنے من پسند ریستوران میں لے جاتے

ہیں۔ تاکہ انہوں نے کچھ کھانا پینا ہو تو کھا پی لیں۔ ریسٹ روم میں جانے کی سہولت بھی ہو

جائے _____ آیئے _____ سیاحوں کے اترنے کے بعد وہ بولی _____

ایسی جگہوں پر عام طور ہینڈی کرافٹس کی دوکانیں بھی ہوتی ہیں۔ لوگ یہاں سے سوونیئر خرید

کر لے جاتے ہیں _____

پہلے کافی پی لیں _____ ترمذی صاحب نے کہا۔

واقعی سارے سیاح ریستوران کے اندر داخل ہو گئے۔ اور کرسیوں میں سما گئے۔

مس کونیگر بولی۔

آپ بیٹھئے میں کافی لے آؤں۔

ساتھ کچھ سنیکس بھی لائیے گا۔

ٹھیک ہے۔

وہ گئی۔ قطار میں لگ گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد کافی کے دو پیالے اور سنیکس کے دو لفافے اٹھا کر آ گئی

وہ دل میں سوچ رہے تھے۔ قطار بندی سے کام کتنی جلدی ہو جاتا ہے۔ پتہ نہیں ہم اس سہولت کو

کب اپنائیں گے۔ پھر ایک دم اپنارات والا ارادہ یاد آ گیا۔ اور بولے _____

مس کونیگر ہم کب تک ہوٹل پہنچ جائیں گے۔

وہ بولی۔ چار بجے یہ بسیں سیاحوں کو ہوٹل میں چھوڑ دیتی ہیں۔

ٹھیک ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا۔ کہ آج رات میں آپ کو ڈنر پر لے جانا چاہتا ہوں۔

سر: میں روزانہ آپ ہی کا ڈنر کھا رہی ہوں۔

نہیں اس طرح نہیں تمہاری بہتر کارکردگی سے خوش ہو کر میں کسی باہر کے ریستوران میں تم کو ڈنر

دینا چاہتا ہوں۔ کل تو میری سیر کا آخری دن ہو گا اس لئے آج تم انکار نہیں کرو۔

سر: آپ جانتے ہیں۔ آج سیٹرڈے نائٹ ہے۔ سارے ہوٹلوں میں رش ہو گا۔ اور ہم نے پہلے

سے بکنگ نہیں کی ہوئی۔

کوئی بات نہیں وہ بولے _____ تم کوشش کرو گی تو کہیں نہ کہیں جگہ مل جائے گی۔ تمہیں

کوشش کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔

مس کونیگر ہنسنے لگی۔

اچھا سر: میں کوشش کر کے دیکھوں گی۔

سنو: اگر کسی عالیشان ریسٹورنٹ میں جگہ نہ ملے۔ تو کسی چھوٹے ریستوران میں لے چلنا۔ مگر

آج کا ڈنر باہر ہو گا۔ اور وہ تمہارے اعزاز میں ہو گا۔

جی ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر وہ ہنستی رہی۔

اتنے میں باہر سے سیٹی کی آواز آئی۔ اور سارے سیاح اٹھ کر باہر کی جانب دوڑے۔ ان میں

نوجوان جوڑے بھی تھے۔ اور بوڑھے جوڑے بھی _____ آتی دفعہ ترمذی صاحب نے غور ہی

نہیں کیا تھا۔ اب جب بس چل پڑی تو انہوں نے غور کیا۔ ہر سیٹ پر ایک جوڑا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ بوڑھے

بھی جوان بھی سب ایک ساتھ دنیا دیکھنے نکلے ہوئے تھے _____

انہوں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور شیشے سے باہر بکھری ہوئی دنیا دیکھنے لگے۔

شام کے پانچ بجے ترمذی صاحب اپنے بستر پر آنکھیں موندے لیٹے ریلیکس ہونے کی کو
کر رہے تھے۔ کہ فون کی گھنٹی بجی۔ انہوں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے سوچا اس غریب الوطنی میں مس
کے سوا کون ہوسکتا ہے۔

یس مس کونیگر۔ انہوں نے ریسیور اٹھاتے ہی کہا۔

سر: میں جب سے آئی ہوں مختلف ہوٹلوں میں فون کر رہی ہوں۔ مگر کسی بھی بڑے ہوٹل
ریستوران میں بکنگ نہیں ہوسکی۔

البتہ _____

ہاں ہاں کہو۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے رکتا دیکھ کر وہ بولے _____

شہر میں ایک اٹیلین ریستوران ہے۔(Italian) اور دوسرا Maxican میکسی
ریستوران ہے۔ ان دونوں میں ایک ایک ٹیبل مل سکتی ہے۔ مگر میں نے ابھی بکنگ لی نہیں۔ میں
دونوں سے کہا ہے۔ دس منٹ انتظار کریں۔ اب آپ بتائیں کس ریستوران میں کھانا پسند فرما
گے۔ میکسیکن ریستوران کا کھانا تھوڑا بہت پاکستان جیسا ہوتا ہے۔ وہ بھی مصالحے استعمال کرتے ہیں
مگر مس کونیگر کھانا تو آج تمہارے اعزاز میں ہے۔ اور تمہاری پسند کا ہونا چاہیے۔ میرا فکر نہ کر
میں تو اب جرمن کھانے بھی شوق سے کھانے لگ گیا ہوں۔

تو سر _____ میں پھر Italian ریستوران میں کنفرم کر دیتی ہوں۔

ویری گڈ مس کونیگر _____ تم ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ قیافہ شناس بھی ہو _____

وہ کیسے سر:

میں سمجھ رہا تھا شاید تمہیں میکسیکن کھانے پسند ہیں۔ ورنہ دل تو میرا بھی Italian ریستو
میں جانے کو چاہ رہا تھا۔

واقعی سر:

وہ سرخوشی سے بولی۔

واقعی _____

اچھا میں کنفرم کر دیتی ہوں۔ کہ ہم وہاں آٹھ بجے پہنچیں گے۔ سر آپ پونے آٹھ بجے تیار ہو کر
لابی میں آ جائیں۔

یقیناً _____ انہوں نے ابھی ابھی مس کونیگر کے لہجے میں ایک عجیب سے نسوانی خوشی
محسوس کی تھی۔ معصوم عورت اتنی چھوٹی سی بات سے خوش ہوگئی تھی۔ وہ چاہتے تھے۔ آج رات اسے کوئی
پیارا سا تحفہ بھی دیں۔ مسافرت میں ملنے والے پھر زندگی میں کہاں ملتے ہیں۔ ان کے دیئے ہوئے تحفے
ہی ان کی یاد کو زندہ رکھتے ہیں۔ جلدی جلدی تیار ہو کر وہ ہوٹل کی لابی میں پہنچے اور انفرمیشن کے کاؤنٹر
پر بیٹھی خاتون سے پوچھا _____

یہاں قریب کوئی شاپنگ سنٹر ہے۔

وہ بولی۔ شاپنگ سنٹر تو ہوٹل کی بیس منٹ (Basement) میں بھی ہے۔

کب تک کھلا رہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا _____

بولی _____ آٹھ بجے تک _____

انہوں نے بے اختیار سامنے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھا۔ اس وقت پونے سات بج رہے تھے۔
وہ راستہ پوچھ کر بیس منٹ میں اتر گئے۔ نیچے روشنیوں کے آبشار لٹکے ہوئے تھے۔ اور بے شمار
دوکانیں تھیں۔ ملبوسات، زیورات، پرس، جوتے _____ کرسٹلز اور نہ جانے کیا کیا
_____؟ پندرہ منٹ تک تو صرف گھوم پھر کے دوکانیں ہی دیکھتے رہے۔۔۔۔۔۔ اور سوچتے
رہے۔ مس کونیگر کی عمر کی عورت کو کیا تحفہ دیا جا سکتا ہے۔ وہ اس کی ذاتی پسند اور ذاتی زندگی کے بارے
میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ ملبوسات تو بڑے خوبصورت لٹکے ہوئے تھے۔ مگر سائز کے بغیر ان کو خریدا
نہیں جا سکتا تھا۔ بہت سوچ کر وہ ڈائمنڈ کی دوکان میں چلے گئے۔ عورت کسی بھی ملک کی ہو۔ اسے
ہیرے موتی پسند آتے ہیں۔ مگر اندر جا کر وہ سٹپٹا گئے۔ کیا ایک اجنبی عورت کے لئے انگوٹھی خریدنا ٹھیک
ہوگا۔ جب کہ انگوٹھی کے لئے انگلی کے سائز کی ضرورت ہوتی ہے۔ مختلف انگوٹھیاں دیکھتے دیکھتے وہ گلے
کے لاکٹ دیکھنے لگے۔ زیادہ تر لاکٹ دل کی شکل کے بنے ہوئے تھے۔ جو نوجوان عام طور پر اپنی محبوبہ
کے لئے خریدتے ہیں۔ مگر وہ تو ایک شریف النفس عورت کی خدمت گزاری کا انعام دینا چاہتے تھے۔

کوئی ایسی چیز نہیں دینا چاہتے تھے۔جس سے ان کی شخصیت کا تاثر زائل ہو جائے۔کچھ لاکٹ ج
ابجد میں بھی تھے۔مگر انہوں نے تو ابھی تک مس کونیگر سے اس کا اصلی نام ہی نہیں پوچھا تھا۔ضرور
نہیں پڑی تھی۔البتہ اس کے بیگ پر KMK لکھا ہوا کئی بار دیکھا تھا۔انہوں نے دوکاندار سے پو
والا لاکٹ ہے۔وہ بولا نہیں۔انہیں جلدی اندازہ ہو گیا کہ دوکاندار بھی انگریزی سے نابلد ہے۔وہ
ان کے شش و پنج کا خوب جائزہ لے رہا تھا _____

اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولا۔

WIFE

انہوں نے سر ہلا کر کہا۔

NO _____

بولا _____Girl Friend-----

انہوں نے سر ہلا کر پھر کہا۔

NO _____

مسکرا کر ایک بار پھر بولا۔

داتر؟Daughter

اس دفعہ ترمذی صاحب مسکرائے۔اور اسے آسان لفظوں میں سمجھانے لگے------

کہ ایک Respected Lady کو تحفہ دینا ہے---ان کی لغت میں اس قسم کے جذ
نہیں ہوتے۔مگر وہ سمجھ گیا۔مگر پھر اپنی ٹوٹی پھوٹی انگلش میں کہنے لگا کہ میرے پاس ایک چیز ہے۔م
مہنگی ہے۔انہوں نے کہا۔دکھاؤ۔تو الماری کھول کے ایک خوبصورت بریسلیٹ نکال لایا۔اس
سفید مون سٹون جڑے ہوئے تھے۔ڈھیلا یا تنگ کرنے کے لئے ایک زنجیر بھی لٹک رہی
_____ وہ انہیں ایک دم سے بہت خوبصورت لگی۔قیمت پوچھی تو واقعی بہت مہنگی
_____ انہوں نے اپنا بٹوہ کھول کے دیکھا۔تو اتنے ڈوش مارک ہی نہیں تھے۔

کہنے لگے _____

ڈالرز میں قیمت لو گے؟

دوکاندار بولا۔اگر آپ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔تو ضرور لوں گا۔

اصل میں سارے سفر میں پیسے بدلوانے کا کام اور ادائیگیاں کرنے کا فریضہ مس کونیگر ہی تو ادا کرتی
ی تھی۔انہوں نے پے منٹ کر دی تو وہ بولا پیک کر کے کمرے میں بھیج دوں گا ترمذی صاحب نے
منے لگی گھڑی دیکھی اس وقت سات بج کر پینتیس منٹ تھے۔

انہوں نے کہا پیس پیک کر دو _____

میں انتظار کر لوں گا _____

دوکاندار نے بھی ایک سنہری کاغذ کا خوبصورت ریپر لپیٹ کر پیکٹ ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔
ے انہیں بہت خوشی ہو رہی تھی۔کہ آج انہیں ایک بہت حسین و دلکش تحفہ مل گیا تھا۔وہ سیڑھیاں چڑھ
،اوپر ہوٹل کی لابی میں آ گئے پیکٹ انہوں نے جیب میں ڈال لیا۔انہیں محسوس ہوا کہ وہ کچھ گھبرائے
ئے سے ہیں۔اور شاید ماتھے پر پسینہ بھی آ رہا ہے۔

انہوں نے دیوار گیر کلاک دیکھا۔ابھی 7 بج کر بیالیس منٹ ہوئے تھے۔وہ لابی کے صوفے پر
گئے۔رومال نکال کے پیشانی صاف کی۔کپڑے درست کئے۔اور دوبارہ کھڑے ہو گئے اور اپنے
سے پوچھنے لگے۔اس میں گھبراہٹ کی کیا بات ہے۔اگر وہ اس تحفے کا برا مانے گی تو معافی مانگ لیں
۔اور صاف کہہ دیں گے کہ انہیں عورتوں کو تحفہ دینے کا تجربہ نہیں ہے۔

وہ خوش دلی سے ٹہلنے لگے۔لفٹ رکی۔اور اس میں سے مس کونیگر باہر نکل آئی۔پہلی نظر میں تو
ل نے پہچانا ہی نہیں۔اس نے بڑے بڑے سرخ اور کالے پھولوں والا فراک پہنا ہوا تھا۔گلے میں
معمول سکارف تھا بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔لپ سٹک کا رنگ بھی ذرا شوخ تھا وہ ایک دم
بہت اچھی لگ رہی تھی وہ ابھی آنکھیں جھپک رہے تھے۔کہ مس کونیگر قریب آ گئی _____

خوش دلی سے بولی _____

آج آپ مجھ سے پہلے آ گئے سر!

مس کونیگر: آج میں میزبان ہوں۔اور تم مہمان ہو _____ اس لئے مجھے ہی تمہیں ریسیو
تھا۔

تھینک یو سر: ویری کائینڈ آف یو سر!(Very kind of you Sir!)

دونوں مین گیٹ کی طرف چلے _____

But you are looking very nice tonight

نہ جانے کیسے ترمذی صاحب نے کہہ ہی دیا۔

تھینک یو سر _____ مس کونیگر نے سر جھکا کر کہا _____ آج تو میری پارٹنر

؟اس کا اشارہ اپنے لباس کی طرف تھا۔

دونوں باہر نکل آئے۔ پورچ میں کیب آ گئی۔ جس کے لیے مس کونیگر نے کمرے سے نکلنے پہلے فون کر دیا تھا۔

دونوں بیٹھ گئے _____

ٹیکسی روانہ ہوگئی _____

جس وقت وہ ریستوران میں داخل ہوئے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ریستوران کی بیس منٹ سے شور و ہنگامے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ویٹریس نے انہیں ان کی میز دکھائی جو سب سے آخری کونے میں لگی ہوئی تھی۔ وہ دونوں وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ ایک ویٹریس آئی اور ان کی میز پر پڑی لمبی سی موم بتی جلا کے چلی گئی۔ دوسری آئی اور مینیو ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

دونوں نے متفقہ رائے سے کھانے کا آرڈر دیا۔

یہ نیچے شور کیسا ہو رہا ہے؟ ترمذی صاحب نے پوچھا۔

بیس منٹ میں پب (Pub) ہے نا؟ خوش فکرے ہلہ گلہ کر رہے ہیں۔

اچھا _____ اچھا _____ یہ لوگ چھٹی کا دن خوب اہتمام سے مناتے ہیں۔

تبھی تو پانچ دن جان مار کے کام کرتے ہیں۔ وہ بولی۔

ہاں یہ خوبی تو آپ لوگوں میں ہے۔ ترمذی صاحب نے کہا _____

اتنے میں ایک ویٹر آ گیا۔ ڈرنکس کا پوچھنے _____

ترمذی صاحب بولے۔ میں تو کھانے کے دوران بھی منرل واٹر ہی لوں گا۔ آپ جو بھی لینا پسند کریں آپ کو اجازت ہے۔

وہ بولی _____ مجھے عام طور پر مارٹینی پسند ہے۔ مگر آج میں ڈرنک نہیں لوں گی۔ یہاں بہت مزیدار سوپ بنتا ہے۔ میں نے اس کا آرڈر دیا ہے۔ وہ ابھی آتا ہی ہوگا۔ اسے انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔

سوپ آ گیا۔۔ دونوں پینے لگے۔

اچانک مس کونیگر نے پوچھا۔

سر اس پورے سفر میں آپ نے شاپنگ نہیں کی۔ مجھے بہت حیرت ہوئی۔

حیرت کیوں ہوئی _____ ؟ اگر عورتیں شاپنگ نہ کریں تب حیرت ہونی چاہیے؟

مگر جو مرد ایشیائی ملکوں سے آتے ہیں۔ وہ بھی شاپنگ کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔

میں اس معاملے میں بہت بدذوق ہوں۔

سر: شاپنگ کی مجھے بھی فرصت نہیں ملتی۔ خیال تھا۔ آپ کے بہانے میں بھی اس سمر کی فرینکفرٹ یا دوسرے شہروں سے کرلوں گی۔

اوہو: تب تو مجھے بڑا افسوس ہے۔ کاش تم نے مجھے ذرا سا Hint دیا ہوتا۔

سر: حیرت ہے۔ آپ نے اپنے بچوں کے لئے کچھ نہیں خریدا۔

میرے بچے نہیں ہیں_____

اوہ_____ اچھا_____

تو بیوی کے لئے کچھ نہیں لینا چاہیے تھا_____

میری بیوی نہیں ہے_____

انہوں نے اسی لہجے میں کہا_____

شادی ہی نہیں کی_____

وہ بولی_____ یا _____

یوں سمجھو کہ نہیں کی_____

وہ خاموش ہوگئی۔ کھانا کورسز میں آتا رہا۔ اور وہ دونوں کھاتے رہے_____

دور ہلکی ہلکی۔۔۔۔۔ موسیقی بجتی رہی۔۔۔۔۔۔ بیس منٹ میں سے چیخنے چلانے کا شور آتا

ریستوران کے نیم تاریک ماحول میں دھواں زیادہ ہونے لگا_____

ترمذی صاحب نے شیشے کے پار دیکھا_____ باہر ابھی تک سورج کی روشنی

باہر دن ابھی نہیں ڈوبا تھا۔ جیسے کسی کے انتظار میں کھڑا ہو_____ اندر تہذیب جد

شور تھا_____

بے شمار لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے چہرے دھواں دھواں ہو رہے تھے۔ یہ کون تھے۔ یہ

یہاں کیوں آئے تھے_____

خود وہ کیوں یہاں آئے تھے۔ یوں لگا جیسے خود جسٹس یوسف جبار ڈاکٹر ترمذی سے علیحدہ ہو

ہے۔ ساری زندگی آدمی پوری زندگی کے دکھ اٹھائے دوڑتا ہی رہتا ہے۔ پھر کوئی ایسا انجانا موڑ آتا ہی

ہے۔ کہ اپنے ہی دکھوں کے بوجھ سے ہانپنے لگتا ہے۔ کبھی کبھی یہ بوجھ ہلکا کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ

ٹھڑی لوہے کی ہو جاتی ہے۔ ادراک کے قدم اسے اٹھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

ترمذی صاحب کے چہرے پر جو دھند چھا گئی تھی۔ اسے مس کونیگر نے بھی محسوس کیا تھا۔ مگر وہ کیا

کرتی اس نے تو سارے سفر میں ان کے ساتھ ضرورت سے زیادہ بات ہی نہیں کی تھی۔ اور اس وقت،

س ماحول میں دوستانہ رس گھولنے کے لئے آخر خاندان ہی کے بارے میں پوچھا جا سکتا تھا۔

جب آخری کورس ختم ہوا۔ تو ویٹریس نے آ کے میٹھے کا پوچھا_____

مس کونیگر نے ترمذی صاحب کی طرف دیکھا۔ وہ بولے، میں ہاٹ کافی لوں گا۔

مس کونیگر نے کہا۔ میں آئس کریم لوں گی۔

ویٹریس جوٹھے برتن اٹھا کر لے گئی۔

ترمذی صاحب نے اچانک کہا_____

مس کونیگر آپ کچھ سنجیدہ ہو گئیں۔

وہ بولی_____ نہیں تو_____

پھر کیا ہے_____؟

وہ یونہی مجھے احساس ہونے لگا تھا۔ کہ شاید میں نے غلط وقت پر غلط سوال کر دیا۔ آپ کو برا لگا ہو تو

عاف کر دیں۔

تھوڑی دیر ترمذی صاحب سوچتے رہے۔ پھر بولے۔

دنیا کہتی ہے۔ ہم ایشیائی لوگ جذباتی ہوتے ہیں۔

ہوتے تو ہیں؟

اور لوگ کہتے ہیں ہم دوسروں میں غیر ضروری طور پر دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ یعنی دوسروں کے

املات میں_____؟

کہتے تو ہیں_____

مگر اتنے دن تمہارے ساتھ گھومتے پھرتے ہوئے میں نے تمہارا فرسٹ نیم بھی نہیں پوچھا۔

ہاں آپ اوروں کے مقابلے میں بہت کم گو ہیں۔

ہم اپنے دل کی بات بھی آسانی سے نہیں بتاتے_____

ویٹریس آئس کریم اور گرم کافی لے آئی تھی۔ دونوں کے آگے سجا کر چلی گئی۔

کافی میں سے گرم گرم بھاپ اٹھ رہی تھی۔ ترمذی صاحب کو یہ بھاپ بہت اچھی لگ رہی تھی اسے دیکھتے رہے۔ چمچ ہلا کے ایک گھونٹ بھرا۔ مس کونیگر نے بھی آئس کریم کھانا شروع کر جیسے وہ خواب میں بولنے لگے۔

میرا تعلق پنجاب کے ایک پسماندہ گاؤں سے ہے۔ میرے والد نے دوسری جنگِ عظیم میں تھا۔ جب وہ گاؤں واپس آئے تو ان کا ایک بازو کٹا ہوا تھا۔ مگر ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ دوسرا بازو بنا کر بھیج دیا۔ مجھ سے پہلے میری چار بہنیں تھیں۔ میری پیدائش پر میرے والد میرا سارا خاندان بہت خوش ہوا۔ میرے باپ نے فیصلہ کرلیا کہ وہ مجھے قانون کی تعلیم دے گا۔ شوق تھا اس کا بیٹا جج بنے۔ اس نے دعا بھی مانگی تھی میری ماں بتاتی تھی۔ جس رات میں پید پورے چاند کی چاندنی سارے گاؤں میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی مناسبت سے میرا نام یوسف گیا۔ جانتی ہو ہمارے ہاں یوسف ان لڑکوں کا نام رکھا جاتا ہے۔ جو بہت خوبصورت ہوتے ہیں بات پہ تم ہنسنا نہیں۔۔۔۔۔۔ گاؤں میں مجھے خوبصورت بچہ ہی سمجھا جاتا تھا۔

مس کونیگر زیرلب مسکرائی۔ مگر اس نے زبان نہیں کھولی۔ وہ جانتی تھی اچھلتی ندی کو ٹوکے رک جاتا ہے۔

میرے والد کا نام عبدالجبار ترمذی تھا۔ وہ زمیندار تھے۔ جنگ سے آنے کے بعد کھیتی باڑی رہے۔ میں نے جب میٹرک پاس کرلیا۔ تو اعلیٰ تعلیم کے لئے مجھے شہر بھیج دیا گیا۔

لیکن ایک اور بات بھی ہوئی۔ شہر بھیجنے سے پہلے میری منگنی کردی گئی_____

مس کونیگر نے صرف آنکھوں سے حیرت کا اظہار کیا_____

یہ بھی ایک کہانی ہے۔ میری ماں کی ایک بہن تھی بیس سال سے اس کے ہاں بچہ نہیں ہوا تھا پیدائش کے بعد وہ حاملہ ہوگئی۔ ہر روز میری ماں سے آ کر کہتی کہ تمہارا یہ بیٹا نصیبوں والا ہے۔ آنے سے ہمیں یہ خوشی ملی ہے۔ اگر میری بیٹی ہوئی تو میں اس کی شادی یوسف سے کردوں گی۔

مس کونیگر مسکرائی_____

تو ترمذی صاحب نے کہا۔ ایسے ہی جذباتی لوگ ہیں ہم ہمارے ہاں ابھی تک یہی حالا ہم رشتوں ناطوں کو جذبات سے ناپتے ہیں۔ جب میں دو سال کا تھا۔ میری خالہ کی بیٹی پیدا ہوئی

انہوں نے زلیخا رکھا گیا۔

زلیخا_____؟ پہلی مرتبہ مس کونیگر نے زبان کھولی_____ زلیخا_____

خوبصورت نام ہے۔ Sounds Well میوزک ہے اس میں_____

تمہیں پتہ ہے انہوں نے زلیخا نام کیوں رکھا_____؟

نہیں_____ مس کونیگر نے سر ہلایا_____

خیر یہ ایک مذہبی قصہ ہے یوسف اور زلیخا کا اگر میں یہ سنانے بیٹھ گیا تو رات یہیں تمام ہو جائے گی کبھی تمہیں سناؤں گا_____

انہوں نے کافی کا پیالہ ختم کیا اور ایک طرف رکھ دیا_____

مس کونیگر میز پر کہنیاں جمائے محویت سے سننے لگی۔ اور وہ پھر بتانے لگے۔

جب میں شہر جانے لگا تو گھر والوں نے میری منگنی زلیخا کے ساتھ کردی۔

میرے دل میں اس نوعمری ہی میں زلیخا کا خیال بس گیا۔ چھٹیوں میں جب میں گھر آتا۔ تو گھر کے اندر رومانس کا وہی ہرا بھرا کھیل شروع ہو جاتا۔ میں نے گریجوایشن کے بعد لاء کالج میں داخلہ لے لیا۔ میرے والد بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔

انہوں نے تقاضا کرنا شروع کیا کہ اب میں شادی کرلوں۔ میری پریکٹس ابھی ٹھیک طرح چلی بھی نہیں تھی۔ مگر میں نے شادی کی حامی بھر لی۔ یہ مبالغے کی بات نہیں۔ زلیخا اتنی حسین تھی کہ جو بھی اسے دیکھتا بس سانس روکے اسے دیکھتا ہی رہتا۔ مجھے اس کی طرف سے ہر وقت دھڑکا ہی لگا رہتا تھا۔ شادی کا تاریخ رکھ دی گئی۔ ابھی ایک مہینہ باقی تھا۔ میں اپنے دفتری کام نمٹانے کے لئے لاہور آ گیا۔ وہاں مجھے اطلاع ملی کہ زلیخا کو چیچک نکل آئی ہے_____

چیچک۔۔۔۔۔۔؟ مس کونیگر اتنے زور سے چونکی جیسے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ چیچک۔۔۔۔ اس زمانے میں_____؟

آج سے تیس سال پہلے کا زمانہ ذہن میں لاؤ۔ گاؤں کے لوگ انجکشن وغیرہ کی سہولتوں سے آگاہ نہیں ہوئے تھے۔ نہ ان باتوں میں یقین رکھتے تھے_____

او مائی گاڈ_____ مس کونیگر نے آنکھیں بند کرلیں۔۔۔۔ پہلی بار اس نے آنکھیں کھول رکھا_____

پھر کیا ہوا _____ ؟

اکیس دن میں اس کو آرام آ گیا۔ اور میں نے اپنی ماں سے کہہ دیا کہ میں ہر حالت م
تاریخ کو ہی شادی کروں گا مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کی صورت میرے د
اتر چکی تھی۔

شادی کی تیاریاں دونوں جانب سے ہونے لگیں اور وہ دن آ گیا۔

تمہیں معلوم ہے۔ گاؤں میں دولہا گھوڑے پر بیٹھ کر دولہن کے گھر جاتا ہے _____
میں دولہا بنا گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ اور دو تین سو گاؤں کے معززین میرے ساتھ تھے۔

شہنائیوں کی گونج میں بارات اس کی حویلی کی طرف جا رہی تھی۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ
اپنی بارات دیکھنے چھت پر آ جاتی ہے۔ وہ بھی دولہن بنی چھت پر آ گئی _____ دور سے ا
اپنی بارات دیکھی ۔۔۔۔۔۔ مجھے دولہا بنا دیکھا _____ اور سب کی نظر بچا کے دو منزلہ چ
سے نیچے کود گئی۔

اوہ ۔۔۔۔ نو ۔۔۔۔ نو ۔۔۔۔ مس کونیگر چیخی _____

نیچے گرتے ہی اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ۔۔۔۔ وہ مر گئی۔ اس کے ہاتھ میں میرے
ایک رقعہ تھا _____

''جس چہرے سے تم نے پیار کیا تھا ۔۔۔۔۔ میں اس چہرے کو سنبھال کر نہیں رکھ سکی''

مس کونیگر نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھک لیا _____

ترمذی صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے ۔۔۔۔

پھر کہنے لگے _____

مجھے سب گھر والوں نے کہا تھا۔ اس کو دولہن بنا کر دیکھ لو۔ مگر میں نے نہیں دیکھا۔ جو چہرہ
نہیں دکھانا چاہتی تھی _____ میں اسے کیوں دیکھتا _____

پھر اس کا چہرہ اپنے دل میں لے کر _____ میں وہاں سے نکل آیا _____
نہیں کسی جگہ ۔۔۔۔۔ مزید تعلیم کا عذر دے کر انگلینڈ چلا گیا۔ اور وہاں لنکن ان میں داخلہ لے لیا
تمہیں معلوم ہے۔ محمد علی جناح نے بھی وہیں سے قانون کی تعلیم حاصل کی تھی _____
مگر مس کونیگر مبہوت بیٹھی تھی _____

جیسے کہ وہ سن ہی نہیں رہی ۔۔۔۔۔۔

باپ میری شادی کی حسرت دل میں لے کر مر گیا ماں میری منتیں کرتی کرتی قبر میں جا پہنچی میرا
دل شادی کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوا۔

وطن واپس چلا گیا۔ پریکٹس شروع کی۔ اللہ نے کامیابیاں دیں۔ مرتبے ملے _____ حسین
ملے _____ مگر دل کسی سے نہ ملا _____ ؟

اپنا چہرہ دونوں ہتھیلیوں میں چھپائے مس کونیگر رو رہی تھی _____

ترمذی صاحب نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ اور چپ کرانا چاہا۔ اس نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔
پلیز مجھے تھوڑی دیر رونے دیجئے۔ پھر میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔

ترمذی صاحب بوکھلائے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگے _____

اس کے چہرے پر آنسوؤں کا سیلاب آ گیا _____ یوں اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے
تھے جیسے ٹوٹی تسبیح کے دانے گرتے ہیں۔ کبھی دو چار ایک ساتھ _____ کبھی ایک کے بعد دوسرا
کبھی پھسل کر گرتے _____ کبھی رک کر ٹوٹ جاتے _____

موسلا دھار گریہ کی یہ کیفیت پانچ منٹ رہی ۔۔۔۔۔ پھر وہ سنبھل گئی۔ ٹشو لے کر اپنا چہرہ صاف
کیا۔ پرس اٹھایا اور ایکسکیوزمی کہہ کر ٹائیلٹ کی طرف چلی گئی۔ واپس آئی تو اس نے اپنا چہرہ ٹھیک کر لیا
تھا۔ میک اپ کر کے لپ سٹک کا رنگ بھی گہرا کر لیا تھا۔ بالوں پر کنگھی کر کے انہیں پھر جما لیا تھا۔ گلے
کے سکارف کی ناٹ بھی کس دی تھیں۔ خوشبوؤں میں بھیگی وہ آئی اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر مسکرانے لگی۔ یہ
عورتیں کتنی پریکٹیکل ہوتی ہیں۔ انہوں نے دل میں سوچا۔

اب ٹھیک ہے۔ ترمذی صاحب نے بھی زبردستی مسکراتے ہوئے کہا _____ اب تم ٹھیک
لگ رہی ہو۔ بلکہ پہلے سے زیادہ متاثر کر رہی ہو _____

تھینک یو _____ کہہ کر اس نے ویٹریس کو بلایا۔ اور دو پیالی ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا۔

نہیں ایسی کوئی طلب تو نہیں ہو رہی۔ ترمذی صاحب نے کہا۔

مجھے ہو رہی ہے۔ کافی پی کر چلتے ہیں۔

پتہ ہے کیا وقت ہوا ہے؟

تم بتاؤ _____ ؟

ادھر دیوار پر دیکھیں۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب نے دیوار گیر پر دیکھا۔دو بج رہے تھے۔

ارے دو بج رہے ہیں _____؟

کمال ہو گیا _____

جی ہاں سر _____

اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا _____ ہم کس وقت سے بیٹھے ہیں۔ہم غالباً آٹھ بجے یہاں بیٹھے ہیں۔

ویٹریس کافی لائی۔خود مس کونیگر نے ان کی پیالی اٹھا کر ان کے آگے رکھ دی۔

اور پھر اپنی پیالی اپنے آگے کر لی _____

مس کونیگر ہم چھ گھنٹے سے یہاں بیٹھے ہیں۔یعنی آدھے دن جتنا وقت ہم نے اس رات میں گذارا ہے۔

مس کونیگر مسکراتی رہی اور کافی پیتی رہی۔

اور باتوں میں ہمیں وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مس کونیگر کافی پیتی رہی۔

اس کا مطلب ہے ہم بہت خوبصورت باتیں کر رہے تھے۔اتنی اچھی کہ ہمیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا _____

شاید مس کونیگر بولنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

بہر حال۔۔۔۔۔۔ترمذی صاحب نے گھونٹ بھر کر کہا _____ آج کی یہ رات زندگی بھر یاد رہے گی۔۔۔۔۔۔یاد رکھنے کے قابل ہو گی ہے نا؟ انہوں نے مس کونیگر سے تائید چاہی۔

مس کونیگر نے کافی پی کر اپنے ہونٹ ٹشو پیپر سے صاف کئے۔اور بولے۔

کل کے لئے کیا پروگرام ہے سر!

کل۔۔۔۔کل کیا ہے؟

کل اتوار ہے سر!

تم چھٹی کے دن کیا کرتی ہو؟

میں تو اپنے گھر جایا کرتی ہوں _____

کہاں ہے تمہارا گھر۔۔۔۔۔۔۔ارے مجھے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔کہ تمہارا گھر کہاں ہے۔

سر:میں ذرا کاؤنٹر پر موٹر کیب کا کہہ آؤں _____ آ کر آپ کو بتاتی ہوں۔

ضرور بھئی۔اب تو چلنا ہی چاہیے۔

وہ گئی تو ترمذی صاحب نے ہال میں نظر ڈالی۔تقریباً سب لوگ جا چکے تھے۔اکا دکا میز پر کوئی کوئی سر نیہوڑا بیٹھا تھا۔یا تو اس نے زیادہ پی لی تھی۔یا پھر اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔البتہ بیس منٹ میں سے اب میوزک کے ساتھ ساتھ چیخنے چلانے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔انہوں نے محسوس کیا کہ پورے ریستوران کے ہال میں وسکی کی بو پھیلی ہوئی تھی۔انہوں نے سن رکھا تھا کہ سٹٹ گارٹ میں دنیا کی بہترین شراب بنتی ہے۔اب جو ریستوران خالی ہوا تو دیکھا بوتلیں ہی بوتلیں نظر آئیں۔اصل میں انہوں نے اپنے ریستوران کے اندر کی دیواریں خالی بوتلوں کے ساتھ ڈیزائن کی ہوئی تھیں _____

وہ پارسا تو نہیں تھے _____

جوانی میں سب کھیل کھیل چکے تھے۔اور ہر قسم کی شراب کا ذائقہ چکھ چکے تھے۔

پھر ایک موڑ پر جب نہ کہہ دی۔تو پھر نہ کا احترام کیا _____

وہ سمجھتے تھے نہ کہنے والا ہی بہادر ہوتا ہے۔

انہوں نے اپنی بقیہ زندگی کا ایک فلسفہ بنا لیا تھا _____

مس کونیگر واپس آ گئی۔۔۔۔۔

پانچ منٹ میں موٹر کیب آ جائے گی _____

یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئی _____

سر:میں ایک قصبے میں رہتی ہوں۔جو سٹٹ گارٹ سے ساٹھ کلومیٹر دور ہے۔میں ہر مہینے کا ایک ویک اینڈ آ کر اپنے گھر گزارتی ہوں۔اگر بیچ میں لانگ ویک اینڈ آ جائے تو دو مرتبہ بھی آ جاتی ہوں۔گھر آ کر آرام کرنا اچھا لگتا ہے۔

اتنے میں ویٹریس بل لے آئی _____

ترمذی صاحب نے بل ادا کیا اور ٹپ توقع سے کچھ زیادہ رکھ دیا۔

ویٹریس کا رنش بجا لائی تھینک یو ویری مچ کہا اور چل دی۔

یہ جو نیچے ہاؤ ھو ہو رہا ہے۔یہ کب تک چلے گا۔ترمذی صاحب نے پوچھا۔

یہ خوش فکرے۔نئی نسل کے لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔یہ تو جب تک ہوش میں رہیں گے چلاتے گے۔بے ہوش ہو کے گر جائیں گے۔تب ریستوران بند ہوگا۔

سیکورٹی گارڈ نے آ کر اطلاع دی۔

موٹر کیب آ گئی ہے۔

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔صدر دروازے سے نکلتے وقت ترمذی صاحب نے حسب رو عملے کا شکریہ ادا کر دیا۔

دونوں آ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

مس کونیگر نے ڈرائیور کو ہوٹل کا نام بتا دیا۔وہ چل پڑا۔

دو منٹ خاموشی رہی _____

پھر ترمذی صاحب بولے _____

مس کونیگر کل ہم تمہارے گھر جائیں گے۔

میرے گھر سر! مگر میرا گھر تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر مگر چھوڑو۔۔۔۔۔۔۔ہم یہاں جرمنی میں کوئی رہائشی گھر دیکھنا چاہتے ہیں،

کل اتوار بھی ہے۔تم بھی اپنے گھر سے ہو آؤ گی۔میں ایک خوبصورت قصبہ بھی دیکھ لوں گا۔

گاؤں کی سیر بھی ہو جائے گی۔۔۔۔۔

وہ ابھی شش و پنج میں تھی۔کہ ترمذی صاحب پھر بولے۔

اگر کوئی ایسی خانگی مجبوری ہے۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے۔گھر والوں کی اجازت سے ہے۔

تو کوئی مضائقہ نہیں _____

نہیں سر: میں سوچ رہی تھی کہ پچھلے ایک مہینے سے میں گھر نہیں جا سکی۔یونیورسٹی میں مصروفیا بہت تھیں۔میرا گھر ٹھیک حالت میں نہیں ہوگا آپ کو اس کی حالت کو نظر انداز کرنا ہوگا۔اور پھر مجھے کا صبح ہی اپنے گھر روانہ ہونا ہوگا۔تا کہ میں میزبانی کے انتظام کر سکوں۔

مس کونیگر نے ایک ہی سانس میں کہا۔

مجھے معلوم ہے۔عورتیں میزبانی اپنے ہی انداز میں کرنا چاہتی ہیں۔میں لاکھ کہتا رہوں۔تکلفا میں مت پڑنا۔تم اپنا حساب دیکھو گی _____

اس لئے تم صبح چلی جانا مگر میں رات کا کھانا تمہارے ہاں کھاؤں گا۔

ٹھیک ہے سر: صبح تو اب ہونے والی ہے۔میں جب سو کر اٹھوں گی تو گاؤں روانہ ہو جاؤں گی۔ہاں سے آپ کو فون کر کے آپ کے آنے کا پروگرام طے کر لوں گی۔

شکریہ مس کونیگر مجھے یہ سب کچھ بہت اچھے لگے گا۔

عین اس وقت ٹیکسی ہوٹل کے پورچ میں آ کر رک گئی۔

ترمذی صاحب جب کمرے میں داخل ہوئے تو گھڑی پر تین بج رہے تھے۔۔۔۔۔۔
ساری رات گزر گئی تھی۔مگران پر تھکاوٹ نام کو بھی نہ تھی۔دل عجیب طرح ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا
جیسے عرصہ دراز سے انہوں نے ایک بھاری شہتیر اٹھا رکھا تھا۔آج اس کو اتار کر کسی محفوظ جگہ
رکھ دیا ہو کوٹ اتار کر لٹکانے لگے تو ذرا بوجھل محسوس ہوا۔جیب میں ہاتھ ڈالا۔بریسلیٹ کی
نکل آئی _____

اوہ _____ وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔یہ ڈبیا تو مس کونیگر کو دینا تھی میں ذہن سے نکل گئی۔
نے مسکرا کر ڈبیا سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔وہ زندگی کے ایسے آداب سے کتنے نابلد تھے۔انہوں نے دل
سوچا کبھی نارمل زندگی گزاری ہو۔تو پتہ چلے کہ کب کیا کرتے ہیں۔

سوچتے سوچتے انہوں نے کپڑے تبدیل کئے۔اور سو گئے۔

جب ان کی آنکھ کھلی تو پہلے دیوار گیر کلاک پر گئی۔دن کے بارہ بج رہے تھے۔ارے
سوئے۔۔۔۔۔پونے نو گھنٹے سوئے۔۔۔۔۔۔ایسے سوئے کہ کروٹ ہی نہ لی بہت عرصے
بہت مزے کی نیند آئی۔۔۔۔۔سفر سہل ہو گیا۔

انہوں نے روم سروس کو فون کیا _____

اور معذرت کرتے ہوئے پوچھا کہ وہ اب اٹھے ہیں۔چائے اور ناشتہ کمرے میں مل سکتا
منتظم نے بڑی خوش اخلاقی سے کہا۔آپ آرڈر دیں کمرے میں پہنچ جائے گا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر وہ باتھ روم میں چلے گئے۔جب شیو سے فارغ ہو کر نہا دھو کر
آئے تو ان کی کافی ٹیبل پر ناشتہ لگا ہوا تھا انہوں نے دروازہ اندر سے لاک کیا۔صوفے پر
ہوئے۔ایک انگریزی کا اخبار اٹھالیا۔اور دھیرے دھیرے چائے سپ کرنے لگے۔کہ یکا یک
گھنٹی بجی۔وہ چونک سے گئے۔پتہ نہیں کس عالم میں پہنچے ہوئے تھے۔فون اٹھالیا۔

گڈ آفٹرنون مسٹر ترمذی!

ارے گڈ آفٹرنون ہو گیا _____ انہوں نے گھڑی دیکھی۔پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔
میں صبح سے دو مرتبہ آپ کو فون کر چکی ہوں۔مس کونیگر کہہ رہی تھی۔

اچھا _____

ایک دس بجے کیا اور دوسرا سوا گیارہ بجے _____؟

اچھا زندگی میں غالباً پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی نے مجھے جگایا نہیں۔

اس کا مطلب ہے آپ کو خوبصورت نیند آئی۔

ایک عرصے کے بعد میں آج بارہ بجے اٹھا ہوں۔اور اب چائے پی رہا ہوں۔

تم کہاں سے بول رہی ہو _____؟

میں نو بجے گاؤں آ گئی تھی _____

ارے تم سوئی نہیں۔۔۔۔۔؟ چھ گھنٹے سونے کو بہت ہوتے ہیں۔ایکسائٹمنٹ بھی بہت تھی۔اور آ
کر گھر بھی ٹھیک کرنا تھا۔

اچھا اب تم بتاؤ کیا پروگرام طے کرنا ہے۔

سر: میرا خیال ہے۔آپ پانچ بجے تک آنے کے قابل ہو سکیں گے۔

یقیناً میں تو اب بھی بہت فریش ہوں۔

سر: میں نے آتے وقت احتیاطاً ہوٹل والوں کو اپنے گھر کا پتہ بتا دیا تھا۔اور نقشہ بنا کے بھی دے دیا
تھا۔اور میں نے انہیں کہہ دیا تھا۔ہمارے معزز مہمان جس وقت آنے کا عندیہ دیں۔آپ موٹر کیب کو
نقشہ دے کر ان کو میرے ہاں بھجوا دیں۔اور آپ کو روانہ کر کے مجھے فون کر دیں۔

بہت اعلیٰ بندوبست ہے۔

As Ling میرے قصبے کا نام ہے۔سٹٹ گارٹ سے ایس لنگ تک آدھے گھنٹے کا رستہ ہے۔
اگر آپ تنہا آنے میں قباحت محسوس کریں تو پھر میں خود آ کر آپ کو لے جاؤں گی۔اس صورت میں مجھے
چار بجے اپنے گھر سے نکلنا ہوگا۔

مس کونیگر یہ زیادتی ہے

کیسے سر؟

تم اب میرے ساتھ بچوں والا سلوک کر رہی ہو۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔اس کے قہقہے میں بہت کھنک تھی۔

اتنے انتظامات کے باوجود اب اتنا گنوار بھی نہیں ہوں کہ بھٹک جاؤں گا۔

سر مجھے تو اپنا فرض ادا کرنا ہے _____

تمہاری میزبانی تمہارے فرائض سے ماوریٰ ہے۔اس کا تمہارے کنٹریکٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں _____ یہ تو تم میری خواہش کا احترام کر رہی ہو۔اور میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں اچھا بتاؤ تمہارے گھر میں اور کون کون ہے؟

میرے گھر میں اور کون کون؟ اچھا اب وہ سوگواری سے ہنسی دو لوگ اور ہیں۔مگر بہت بے ضرر۔ _____ گھبرائیے نہیں _____ وہ آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔

ٹھیک ہے مس کونیگر: تم مجھے اپنا فون نمبر لکھواؤ۔میں نکلنے سے پہلے خود تمہیں فون کر دوں گا۔

تھینک یو سر: مس کونیگر نے اپنا فون نمبر لکھوا دیا۔اور فون بند کر دیا۔

ناشتہ سے فارغ ہو کر ترمذی صاحب نے ری سپشن پر بتا دیا۔کہ وہ کتنے بجے نکلیں گے۔اور سا پھولوں کے ایک بقے کا آرڈر بھی دے دیا _____ دوبارہ فون کر کے انہوں نے پوچھا ہوٹل بیس منٹ میں جوشا پنگ سنٹر ہے۔کیا وہ کھلا ہے۔ری سپشن نے بتایا کہ بیس منٹ والا شاپنگ سنٹر کو بارہ بجے سے لے کر چار بجے تک کھلا رہتا ہے۔ابھی تو ڈیڑھ بجا تھا۔ترمذی صاحب نیچے اتر بیس منٹ میں پہنچ کر ہے وہ دوکان کھلی تھی۔جس میں کل رات انہوں نے جدید طرز کے بیش مردانے سوٹ دیکھے تھے۔اس وقت سٹور میں ایک پتلی کمر والی خوش شکل لڑکی بیٹھی تھی۔

وہ اندر داخل ہوئے تو کھڑی ہو گئی۔

انہوں نے مسکرا کر پوچھا _____

_____ Speak English

ہنس کر بولی ____ تل تل (Little, Little) یعنی تھوڑی تھوڑی ____

او کے وہ لٹکے ہوئے سوٹ دیکھتے رہے۔پھر اس سے کہنے لگے۔

مجھے گرما کے لئے ایک جدید ترین سوٹ درکار ہے۔

وہ اندر سے ڈھیر نکال کر لے آئی۔انہوں نے ایک ڈارک براؤن سوٹ پسند کیا۔

ٹرائی روم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔آپ ٹرائی کر سکتے ہیں۔وہ اسی تمیز کے ساتھ

ڈٹ پہن کر باہر نکل آئے۔

بولی۔No ..... No Sir,

وہ حیران کھڑے تھے۔کہ ایک مسٹر ڈکلر کی شرٹ لے کر آئی اور بولی۔

With this.....

وہ سمجھ گئے۔کہ یہ میچنگ شرٹ ہے۔

اندر جانے لگی تو چلائی _____ پلیز ویٹ Please wait

Just a minut--------

پھر ایک ایسی ٹائی اٹھا کے لائی جس میں براؤن رسٹ اور مسٹر ڈکلر کے دائرے بنے ہوئے تھے۔

ی صاحب مسکرائے اور ساری چیزیں لے کر ٹرائی روم میں چلے گئے _____ سب کچھ پہن کر لگا کر انہوں نے قد آدم آئینے میں دیکھا۔واقعی ساری چیزیں پھب رہی تھیں۔انہوں نے جیب کی ی سے بال درست کئے۔گو بال ان کے گھنے تھے۔مگر بیچ میں سفید لکیریں بھی تھیں _____

وہ باہر نکلے تو رات والا سیلز مین بھی آ چکا تھا۔اور وہ اسے جرمن زبان میں کچھ بتلا رہی تھی۔

ان کو دیکھا تو ایک دم سانس روک کر اس نے لمبی سانس چھوڑی _____ اور ہاتھ کا اشارہ کر بولی _____

Dashing------بس اس کے آگے اسے لفظ نہیں آئے تھے۔

ترمذی صاحب لجا گئے ----- سیلز مین نے آگے بڑھ کے ان کے کالر درست کئے۔اور صاف لن میں بولا۔

Sir, you are looking very smart

10 years younger to your age.

دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی ایک خوبصورت ٹائی پن اٹھا لائی۔ساتھ میں ایک دستی رومال بھی تھا۔سیلز مین ٹائی پن ان کی ٹائی میں جڑ دیا۔

اور سیلز گرل دستی رومال کی تکونی تہہ بنا کے ان کی اوپر والی چھوٹی جیب میں لگانے لگی۔

ترمذی صاحب دل ہی دل میں انہیں سراہنے لگے۔کہ انہیں سودا بیچنا خوب آتا ہے۔

وہ تو صرف ایک سوٹ لینے آئے تھے۔مگر ان دونوں نے باقی ضروری چیزوں کا احساس بھی

دلا دیا۔

ترمذی صاحب نے سب چیزوں کی قیمت پوچھی اور کہا کہ بل بناؤ۔

سیلز مین نے پوچھا۔

آپ کے پرانے کپڑے پیک کر دیں۔آپ ایسے ہی جائیں گے۔

ترمذی صاحب نے کہا۔نہیں۔۔۔۔۔میں اپنے کپڑے پہن کر جاؤں گا۔

میں ادائیگی کر دیتا ہوں۔آپ یہ کپڑے اوپر ہوٹل والوں کو بھجوا دیں وہ استری کر کے کمرے میں بھیج دیں گے۔

جیسے آپ کی مرضی سر!

وہ اندر گئے۔اپنے کپڑے پہن کر باہر آ گئے۔

جب انہوں نے بل ادا کر دیا۔تو سیلز مین نے پوچھا۔

شیخ _____؟

وہ سمجھ گئے۔۔۔۔۔بولے۔۔۔۔۔میں عرب نہیں ہوں۔۔۔۔۔پاکستانی ہوں پاکستان سے ہوں۔پاکستان سمجھتے ہو _____

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔بہت متاثر نظر آ رہا تھا۔ان ملکوں میں عرب شہزادے ملبوسات خریدنے آتے ہیں۔ترمذی صاحب کو خوشی ہو رہی تھی۔کہ انہوں نے ایسے کپڑے خرید ملک کے بارے میں اچھا تاثر دیا _____

باہر نکلنے لگے تو سیلز گرلز۔۔۔۔۔پاؤں کی طرف اشارہ کر کے بولی ..... Shoes۔۔۔۔۔

پھر دوکان سے باہر اشارہ کیا۔سامنے مردانہ جوتوں کی دوکان تھی۔وہ سمجھ گئے کہ اب خاتو نئے جوتے خریدنے کی ترغیب دے رہی ہے۔وہ اسے کیا بتاتے کہ وہ سفر میں نیا جوتا پہننے کے قا نہیں تھے۔۔۔۔۔نو تھینکس کہہ کر ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

اوپر لابی میں آ کر انہوں نے ری سپشن کو اپنے سوٹ کے بارے میں ہدایات دیں۔اور میں چلے گئے۔

ٹھیک پانچ بجے وہ تیار ہو کر نیچے آ گئے۔پھولوں کا بقچہ بھی آیا رکھا تھا اور موٹر کیب بھی تیا

وہ روانہ ہوئے۔ As - Ling قصبے کی حدود جلدی شروع ہو گئیں۔انہوں نے دیکھا کہ وہ یک بہت ہی خوبصورت پہاڑی قصبہ تھا۔اونچے نیچے خوبصورت گھر دور سے یوں نظر آتے جیسے پریوں کے گھر ہوں۔ہر جگہ پھول لٹکتے نظر آتے۔صاف ستھری روشیں۔۔۔۔۔سرسبز کھیتیاں۔۔۔۔صحنوں میں بچے کھیل رہے تھے۔کہیں بدبو دار پانی نہیں کھڑا تھا۔نہ جا بجا کوڑے اور گندگی کے ڈھیر تھے _____ غریب لوگوں کے کپڑے بھی نہایت صاف ستھرے تھے۔

کتنا سکون ہے یہاں۔۔۔۔۔وہ اک اک چیز کو دیکھ کر سوچ رہے تھے۔شاید ماضی میں انہوں نے اتنی تباہی دیکھی ہے _____ اتنا گھناؤنا پن دیکھا ہے کہ انہیں ایک بنی سنوری خوبصورت زندگی جینے کا شعور آ گیا ہے۔بڑے شہروں کے شور شرابے سے نکل کر قصبوں اور دیہاتوں میں آ جاتے ہیں۔موت کی بھیانک انتہا دیکھنے کے بعد ان کو زندہ رہنے کا سلیقہ آ گیا۔عرصہ دراز تک جنگ کی روح رسا باتیں اور بموں کے دھماکے سن سن کر انہیں سکون اور شانتی کا مطلب سمجھنا آ گیا ہے۔جینا چاہتے ہیں۔اس لئے زندگی کے راستے میں اپنی فطرت کو سدھا کر چلتے ہیں۔

نہ جانے وہ اپنی سوچوں میں کہاں تک اتر جاتے کہ ٹیکسی ڈرائیور نے ایک خوبصورت سے چھوٹے سے گھر کے آگے ٹیکسی روک دی _____

وہ چونکے۔ڈرائیور نے اشارے سے بتایا کہ یہی منزل ہے۔کیونکہ ڈرائیور انگریزی بالکل نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔ہوٹل والوں نے انہیں بتا دیا تھا۔اور راستے کا نقشہ بھی اسے دے دیا تھا _____ وہ بوکھلائے ہوئے سے دروازہ کھول کر باہر نکلے ہی تھے۔کہ گھر کا صدر دروازہ کھلا اور ایک کونیگر مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی _____

ہیلو مسٹر ترمذی _____ ویلکم۔۔۔۔۔

تھینکس مس کونیگر۔۔۔۔۔انہوں نے بھی باقاعدہ ہاتھ ملایا _____ اور پھول بڑھا دیئے۔

وہ انہیں اندر لے گئی۔اور پھول لے جا کر ساتھ والے کمرے میں رکھ آئی۔

اس وقت اس نے ٹائٹ جینز اور تنگ بلاؤز پہنا ہوا تھا۔بالوں کی پونی بنائی ہوئی تھی۔گلے میں سب معمول سکارف تھا۔وہ کچھ فربہ سی لگ رہی تھی۔لیکن بالکل گھریلو عورت لگ رہی تھی۔

جس لباس میں، میں تمہیں دیکھتا ہوں۔تم مختلف نظر آتی ہو۔

وہ ہنسی _____

عورت کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ہر لباس میں ایک جیسا نظر نہیں آنا نہیں چاہیے۔

وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

مگر بڑی اچھی لگ رہی ہو۔ گرہستن جیسی _____

ہاں ہر عورت ایک عمر میں گرہستن لگنے لگتی ہے۔

وہ بھاگ کر گئی۔ فرج میں سے جوس کا گلاس نکال لائی۔

یہ میرے لان میں لگی سٹرابری کا جوس ہے۔ آج تازہ توڑ کے میں نے آپ کے لئے بنایا

میں ضرور پیوں گا۔ ترمذی صاحب نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔

وہ بھی بیٹھ گئی۔

اتنا بڑا لان ہے تمہارا _____

نہیں بس چند گز کا ہی ہے۔ مگر یہاں گاؤں میں رواج ہے۔ اپنے چھوٹے سے لان میں

کوئی پھل لگانا گھر کے لئے نیک شگون سمجھا جاتا ہے۔

کتنا اچھا رواج ہے۔ ترمذی صاحب گھونٹ گھونٹ کر کے جوس پینے لگے۔

اور واقعی جوس بہت لذیذ ہے۔

تھینک یو سر: مس کونیگر خوش ہو گئی۔

یہ قصبہ بہت پر فضا ہے۔ میں باہر دیکھتا آیا ہوں۔ اتنا سبزہ ہے۔ اور اتنی خوشبو

_____ میرا تو دل چاہ رہا تھا۔ باہر کی سیر کروں۔

انہوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا۔

ٹھیک ہے۔ میں ذرا چولہا بند کر دوں۔ پھر آپ کو لے چلتی ہوں۔

وہ بھاگ کر کچن میں چلی گئی۔

ترمذی صاحب کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ بالکل چھوٹا سا ڈرائنگ روم تھا۔ ایک ہی صوفہ تھا

جس پر چار آدمی ہی بیٹھ سکتے تھے۔ قالین پر فالتو کشنز پڑی تھیں۔ ایک آبنوسی رنگ کی شیشے کی

دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔ صوفوں سے زیادہ جگہ اس الماری نے لے رکھی تھی۔ اس کے اوپر

خانوں میں رنگ برنگے ڈیکوریشن پیس رکھے ہوئے تھے۔ ایک خانے میں خوبصورت فریم

جڑی کچھ تصویریں پڑی تھیں۔ ایک تصویر ادھیڑ عمر کی عورت کی تھی

ی نکل مس کونیگر سے مل رہی تھی۔ ایک بالکل نوخیز نوجوان کی تصویر تھی _____ اور ایک کسی نومولود

ی تصویر تھی _____

الماری کے نچلے خانوں میں ڈیک لگا تھا۔ سپیکر بھی تھے۔ ایک طرف ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر

ا تھا۔ آڈیو وڈیو کیسٹس بھی رکھی ہوئی تھیں۔ کتابیں اور رسالے بھی ایک ایک میں لگے ہوئے تھے۔ یہ

ب چیزیں اس کے اعلیٰ ذوق کا پتہ دے رہی تھیں۔

وہ جوگرز پہن کر آ گئی۔ چلئے میں آپ کو گاؤں میں گھما لاؤں _____

وہ بھی کھڑے ہو گئے۔

دونوں باہر نکل گئے۔ باہر بہت خوبصورت موسم تھا۔ شام سنہری ہوتی جا رہی تھی۔ سڑک کے موڑ پر

ک بوڑھی عورت نے انہیں وش کیا _____ اور کانپتی آواز میں بولی _____

یہی ہے تمہارا معزز مہمان؟

ہاں یہی ہے میرا معزز مہمان۔ مسٹر ترمذی۔ اس نے آگے بڑھ کر مسٹر ترمذی کا تعارف کرا دیا۔

یہ لولو ہے۔ میری ہمسائی۔

بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ مسٹر ترمذی نے ہاتھ ملایا۔

یہ تو بڑا خوبصورت جوان ہے۔ میں نے اتنا خوبصورت مرد ایک عرصے کے بعد دیکھا ہے۔ اس

نے جرمن زبان میں کہا۔

مس کونیگر ہنس کر آگے بڑھ گئی۔ اور اس کے فقرے کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ترمذی صاحب کو

سنایا۔۔۔۔

وہ بھی ہنسنے لگے _____ مجھے اس نے جوان کہا ہے۔ معلوم ہے ہمارے ملک میں پچاس

سال کے مرد کو بوڑھا کہتے ہیں۔

آج آپ اس سوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں۔ اس نے چلتے ہوئے کہا۔

بہت اچھا انتخاب ہے کپڑوں کے بارے میں آپ کا _____

کل رات تم نے مجھے احساس دلایا تھا۔ کہ میں ایک ایبنارمل آدمی ہوں۔ سو آج میں نے یہ

ٹاپنگ کر ڈالی _____

پھر انہوں نے شاپنگ والا سارا قصہ اس کو سنا دیا۔ اس نے بہت انجوائے کیا۔ راستے میں ہی تامس کو نیگران کا تعارف ضرور کراتی۔ اور یہ بھی کہتی کہ معزز مہمان پاکستان سے آئے ہیں۔

وہ پہاڑی پر بھی گئے۔ سارے گاؤں کا چکر لگایا۔ مس کو نیگر نے انہیں بتایا۔

کہ اس گاؤں میں تقریباً 60 ہزار لوگ ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی سہولیات ہیں۔ سڑکیں ہیں۔ بچوں کے لئے پانچ ہائی سکول ہیں۔ ایک کالج ہے _____ ایک ہسپتال ہے۔ پانچ ہیں۔ دو پلے گراؤنڈ ہیں _____ ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ اور ایک چرچ بھی ہے۔

مگر یہاں لوگ مذہب کے رسیا تو نہیں ہیں۔

ہاں ۔۔۔۔ لیکن آپ تو جانتے ہیں۔ کہ زندگی میں خدا کی ضرورت تو پڑ ہی جاتی ہے بولی ۔۔۔۔

واپسی پر ترمذی صاحب کہنے لگے۔

بہت پسند آیا ہے تمہارا گاؤں مجھے _____ اگر مجھے چوائس دی جاتی۔ تو میں بھی یہیں سکونت اختیار کرتا۔ دنیا بھر کی سہولیات اسی گاؤں میں ہیں۔ لوگوں کو شہر جانے کی کیا ضرورت ہے۔

کیا کیجئے کہ گاؤں کے لوگ ہی اتنے Ambitious ہوتے ہیں۔ کہ ہمیشہ بڑے شہروں کا کرتے ہیں۔ جیسے میں چلی گئی تھی۔

اور میں بھی تو گیا تھا۔ دونوں ہنسنے لگے۔

آپ کو بھوک تو نہیں لگی۔ مس کو نیگر نے گھر کے نزدیک آ کے پوچھا۔

شکر ہے گھر کے قریب تم نے پوچھا۔ اب بھوک لگ گئی ہے۔ آج چونکہ ناشتہ دیر سے کیا تھا لئے دوپہر کا کھانا میں نے کھایا ہی نہیں تھا۔ پھر یہ بھی خیال تھا کہ آج رات کی دعوت تمہارے ہاں پیٹ خالی رکھا جائے۔

خدا کرے آپ کو میرا کھانا پسند آ جائے _____

دونوں پھر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

اندر آتے ہی ترمذی صاحب نے دیکھا کہ ایک بلی صوفے کے ساتھ لگ کے بیٹھی ہے۔

ارے یہ بلی کہاں سے آ گئی؟

یہ میری پالتو بلی ہے۔ اسی گھر میں رہتی ہے۔

اچھا سر! مجھے چند منٹ کی اجازت دیجئے۔ میں کھانا گرم کر کے لگا دوں۔

ترمذی صاحب نے کلائی کی گھڑی دیکھی۔ تو وہ بولی۔ پونے آٹھ ہو رہے ہیں۔

ٹھیک آٹھ بجے کھانا میز پر ہو گا۔

تب تک میں تمہاری بلی سے کھیلتا ہوں _____

ٹھیک ہے _____ وہ کچن میں چلی گئی۔

ٹھیک آٹھ بجے وہ ایپرن باندھے نمودار ہوئی۔ اب اس کے پاؤں میں سلیپر تھے۔

آیئے معزز مہمان کھانا لگ گیا _____

میں ہاتھ دھو لوں؟

اس نے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ باتھ روم میں بیڈ روم سے ہو کر جانا تھا۔ بالکل چھوٹا سا بیڈ روم _____ ایک ڈبل بیڈ پڑا تھا _____

ساتھ میں باتھ روم _____ خوبصورت پھولوں سے بھرا۔ ٹب کے پاس ایکسر سائیکل بھی پڑی تھی۔ گویا محترمہ کبھی کبھی ایکسر سائز سے بھی شوق فرماتی ہیں۔

وہ ہاتھ دھو کر ڈائننگ روم میں آ گئے۔ یہ کچن کم ڈائننگ روم تھا۔

(Kitchen - Cum-Dinning Room)

ایک پلیٹ فارم پر چولہا اور الماریاں تھیں۔ ایک سیڑھی نیچے اتر کے شیشے کی ڈائننگ ٹیبل پڑی تھی۔ جو صرف چار کرسیوں کی تھی۔ ترمذی صاحب اپنی کرسی پر بیٹھ گئے _____

بڑی اچھی خوشبو آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کھانا مزے دار ہو گا۔

وہ سوپ کے دو پیالے اٹھائے آئی۔ ایک ان کے آگے رکھ دیا۔ اور ایک اپنی کرسی کے آگے رکھ کے بیٹھ گئی۔ بیٹھنے سے پہلے ایپرن اتار کے لٹکا دیا۔

شروع کیجئے _____

گھر میں سے کوئی اور ہمیں جوائن نہیں کرے گا۔ گو انہیں گھر کے اندر کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا۔ پھر بھی انہوں نے اخلاقاً کہہ دیا _____

پلیز آپ شروع کیجئے _____

دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔

یہ پٹزا ہے۔ میں نے خود بنایا ہے۔

اچھا تمہیں پٹزا بنانا آتا ہے۔

میں نے اپنی ماما سے سیکھا تھا۔

یہ چکن ہے۔(Roasted chicken Maxcican)

یہ بھی تم نے بنایا ہے۔

نہیں _____ یہ میں نے میکسیکن ریستوران سے آرڈر پر بنوایا ہے۔ یہ مصالحوں کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ میرا خیال آپ پسند کریں گے _____

خوشبو تو اچھی آ رہی ہے _____

یہ خاص جرمن ڈش ہے۔ میں نہیں بتاؤں گی۔ اس میں کیا ہے؟ آپ خود کھا کے بتائیں گے ٹھیک ہے

یہ ابلی ہوئی سبزیاں اور کھمبیاں ہیں _____

پھر میں نے تھوڑے سے چاول بھی ابال لئے تھے۔ سنا تھا کہ پاکستانی چاول بڑے شوق سے کھاتے ہیں _____

بھئی تم نے تو پاکستانی عورتوں کی طرح اتنا تردد کر لیا۔ شاید سارا دن مصروف رہی ہو۔

نہیں Cooking تو میں دو گھنٹے میں کر لیتی ہوں۔

وہ ایک دم کھڑی ہو گئی _____

سر میں نے آپ سے ڈرنک کا تو پوچھا نہیں _____ میرے ہاں ہر قسم کی الکحل بھی ہے اور سافٹ ڈرنکس بھی _____

سیون اپ لے آؤ اور بیٹھ جاؤ۔ تم بار بار اٹھ کر جاؤ گی تو میں کھانا ٹھیک طرح سے کھا نہیں سکوں گا _____

اس نے سیون اپ کی بوتل کھول کے ان کے گلاس میں ڈال دی۔ اور ہلکا ہلکا میوزک لگا دیا۔

انہوں نے دیکھا میز پر وہ پھول لگے تھے۔ جو ابھی وہ لائے تھے۔

دونوں چپ چاپ کھانا کھاتے رہے۔ شاید دونوں کو شدید بھوک لگی تھی۔

کھانا ختم ہوا تو وہ برتن اٹھا کر سنک پر رکھنے لگی۔ ترمذی صاحب بولے۔

مس کونیگر اب مجھے اجازت دو یہ کام میں تمہارے ساتھ مل کر کرنا چاہتا ہوں۔

نہیں سر! اس نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

ایک گھڑی کے مہمان سے میں یہ کام نہیں کروانا چاہتی _____

ایک گھڑی کا مہمان _____ ترمذی صاحب کے دل میں ایک درد کی ہوک سی اٹھی۔ وہ تو جہاں بھی گئے۔ گھڑی بھر کے مہمان کی حیثیت سے ہی گئے _____

میں برتن دھو کر آپ کے لئے کافی بنا کے لاؤں گی سر! آپ یہیں بیٹھیں گے یا ڈرائنگ روم میں جانا پسند کریں گے۔

یہیں بیٹھوں گا _____ انہوں نے کہا۔

وہ جلدی جلدی کام کرتی رہی۔ اس نے پھر ایپرن باندھ لیا۔ وہ اسے کام کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ بچے ہوئے کھانے کو Foil میں لپیٹ کر ریفریجریٹر میں رکھ دیا۔ برتن صاف کر کے ڈش واشر میں رکھ دئے۔ جلدی جلدی سارا سنک صاف کیا _____

پھر چولھے پہ کیتلی رکھ دی _____ کافی بنائی ------

ایپرن اتار دیا ----- اور ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں لگا کے آ گئی۔ اور ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

دس بج رہے ہیں۔ ترمذی صاحب نے کہا۔ کیا یہاں سے رات گئے ٹیکسی مل جاتی ہے۔

وہ بولی۔ جس وقت آپ جانا چاہیں گے۔ میں اپنی گاڑی پہ لے جاؤں گی۔

انہوں نے باہر دیکھا تھا گیراج میں اس کی سیاہ مرسیڈیز کھڑی تھی۔

تم نے میوزک بہت اچھا لگایا ہے ------

وہ خاموشی سے کافی پیتی رہی _____ پھر اٹھ کر بڑا بلب بجھا دیا۔ اب میز پر بڑی ہلکی روشنی رہی تھی۔ سامنے کچن کی ٹیوب جل رہی تھی۔

ترمذی صاحب کو اختلاج سا ہونے لگا۔ پتہ نہیں وہ یہاں کیسے اور کس طرح آ گئے تھے۔ کیا انسان کے سارے ارادوں پر اس کا اپنا اختیار ہوتا ہے _____ چلے کس لئے تھے اور کہاں آ گئے بیٹھے ہیں _____ ----

میرا باپ فوجی تھا ------ وہ ایسے بولنے لگی جیسے خواب میں بول رہی ہو _____ اس نے دوسری جنگ عظیم میں حصہ لیا تھا۔ جب جنگ ختم ہو گئی۔ تو وہ دنیا کی سیاحت کے لئے نکل گیا --- آوارگی کرتے کرتے ------ ملکوں ملکوں پھرتے وہ اٹلی جا نکلا _____ وہاں اس

کی ملاقات میری ماں سے ہوگئی۔ اور یہ ملاقات شادی کی صورت میں ڈھل گئی۔ وہ میرے با
ساتھ جرمنی آ گئی ۔۔۔۔۔۔۔ میں ہی ان کی انمول محبت کی ایک نشانی ہوں۔ میری پیدائش
عرصہ بعد میری ماں مرگئی۔ مجھے نہیں معلوم وہ کس طرح مرگئی _____ میری ماں کا نام کرہ
میرے باپ نے میرا نام کرسٹینا رکھ دیا۔ میں کرسٹینا کو نیگر کے نام سے پرورش پانے لگی۔ میرا ایک
فیلو تھا میشائل ۔۔۔۔۔۔۔ ہم اکٹھے پڑھتے تھے۔ وہ بھی اسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ میں جب
سال کی ہوئی تو مجھے احساس ہوا میں بری طرح میشائل کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہوں _____
وہ بھی _____

آپ جانتے ہیں یہ وہ زمانہ ہوتا ہے۔ جب آدمی چاند پر کمندیں ڈالتا ہے۔ اور زمانے
جوتے کی نوک پر رکھتا ہے۔ یہاں والدین سمجھاتے تو ہیں۔ مگر اولاد پر جبر نہیں کر سکتے ____
میری نانی اس وقت زندہ تھی۔ اور میں کبھی کبھار اسے ملنے جاتی تھی _____ اٹھارویں سا
اپنی نانی سے ملنے کا بہانہ کر کے اٹلی گئی۔ بعد میں میں نے میشائل کو بھی وہیں بلا لیا اور ہم نے شادی
ہماری نانی بہت آسودہ حال نہیں تھی۔ مگر اپنے چھوٹے سے گھر میں اس نے ہمیں پناہ دی۔ ہم
الف لیلوی داستانوں کے کردار بنے۔ رومانس کی دنیا میں غرقاب تھے۔ کہ ایک عجیب حادثہ ہوا۔
کو کینسر ہو گیا۔ ہمیں شاید پتہ نہ چلتا۔ اس نے روزگار کے لئے ایک پریس میں ملازمت کر لی تھی۔
سارا دن مشینوں پر کھڑا رہتا تھا۔ میں نے ان دنوں ایک فیکٹری میں شیشیاں بھرنے کی ملازمت
تھی۔ جب میشائل کی کھانسی حد سے بڑھ گئی۔ تو پریس کے مالک نے اس کے ٹیسٹ کروا دیئے
پتہ اس وقت چلا جب بیماری آخری سٹیج پر تھی۔ اس کے دونوں پھیپھڑے متاثر ہو چکے
_____ اور قسمت کی بات یہ کہ _____ اسی سال میں حاملہ ہو گئی تھی۔ علاج
ہمارے پاس پیسہ نہیں تھا۔ باپ نے مجھ سے تعلق توڑ لیا تھا۔ نانی بستر مرگ پر پڑی تھی۔ ایک
موت کے رستے پر گامزن تھا _____ اور دوسرا انسان میرے پیٹ میں پل رہا تھا۔ اس
آنے کو _____

آپ نے محسوس کیا کہ یہ دنیا ۔۔۔۔ یہ دنیا جو بندے نے اپنی خواہشوں کے مطابق سہولتوں
آسائیشوں کی جنت بنالی ہے۔ اس دنیا پر اس کا اختیار نہیں ہے اختیار کسی اور کا ہے _____
اور کا ہے ۔۔۔۔۔۔

اس کی آواز آنسوؤں کے بوجھ سے بیٹھ گئی۔ وہ خاموش ہو گئی۔ اس کے آگے پڑی پڑی کافی
ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اس کی بند آنکھوں سے آنسو کافی میں گر رہے تھے۔ ترمذی صاحب ساکت بیٹھے رہے۔

یہ بولنے کا مقام نہیں تھا۔ یہاں آواز کا سایا _____ رابطے کے طلسم کو توڑ سکتا تھا
_____ طلسم جو اپنی پوری خودمختاری کے ساتھ اس وقت ماحول پر چھایا ہوا تھا _____ کوئی
بول رہا تھا کوئی بلوا رہا تھا _____

اپنے اوپر قابو پا کر اس نے ٹشو سے اپنا چہرہ صاف کیا _____
سرخ آنکھیں اٹھا کر ترمذی صاحب کو دیکھا۔ اور پھر بولنے لگی۔

میشائل بہت بہادر تھا بہت بہادر _____ میں نے اتنا بہادر آدمی زندگی میں پھر نہیں دیکھا
فوراً مرنے کے لئے تیار ہو گیا کہتا تھا۔ دیکھو کرسٹل! جتنا انسان کی قسمت میں ہوتا ہے۔ اس کو ملتا ہے نہ
اس سے زیادہ نہ اس سے کم چونکہ میری عمر تھوڑی تھی اس لئے خدا نے مجھے تمہاری زیادہ بہت زیادہ محبت
دے دی سے اب تک پھر ہم نے اتنی جلدی شادی کر لی۔ یہ عمر شادی کی نہیں ہوتی دو سال ہم نے
رومانس کی انتہا دیکھ لی۔ اب تمہارے پیٹ میں میری محبت پل رہی ہے۔ میں اپنا بچہ بھی دیکھ لوں گا اس
سے زیادہ میری قسمت میں نہیں ہے۔

اس نے نوکری چھوڑ دی _____

ڈاکٹروں نے اس کے علاج کے لئے ایک کثیر رقم کا تخمینہ لگایا۔ میری تو تنخواہ ہی بہت کم تھی۔
ایسے میں میں نے بے غیرتی اختیار کر کے باپ سے مدد مانگی۔ جس کا جواب انکار میں آیا
_____ میشائل نے سنا تو وہ بہت خفا ہوا۔ اس روز ہماری پہلی لڑائی ہوئی ۔۔۔۔۔۔

میں چاہتی تھی وہ سرکاری ہسپتال میں داخل ہو جائے۔ اور اس کا علاج شروع ہو جائے۔ وہ کہتا
تھا۔ وہ علاج کے بغیر سکون سے مرنا چاہتا ہے۔ اس کو دوائیوں، ٹیکوں اور بجلی کے جھٹکوں سے نفرت تھی۔
وہ کہتا تھا۔ جب جانا پڑ جائے تو پھر سکون سے جانا چاہیے ۔۔۔۔ میں چیختے چیختے روتے روتے تھک گئی
تھی۔ انہی دنوں میری نانی مرگئی۔ اور اپنا غریبانہ سا گھر ہمیں دے گئی۔ میں کہتی اس گھر کو بیچ کر تمہارا
علاج کرواتے ہیں۔ وہ کہتا علاج پر وقت اور پیسہ ضائع نہ کرو _____ جتنے دن باقی ہیں۔
پیار کریں کہ مجھے مرنے کا دکھ نہ ہو۔ اور تمہیں زندگی بھر پیار کی حسرت نہ رہے۔
ہے نا عجیب بات _____

اس کو صرف پیار کی ہوس تھی _____

مجھے صرف اس کی زندگی کی تمنا تھی _____

اسی کشمکش میں میرا بیٹا پیدا ہو گیا۔ بہت خوبصورت، بالکل میشائل کی صورت والا _____

لیکن پرورش تو اس کی بھی کرنا تھی۔ میں نے ایک اور ملازمت تلاش کی _____

میشائل سارا دن بچے کا دھیان رکھتا _____ مگر بچہ شاید میشائل سے بھی پہلے جانے کا

کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ پھر رونے لگی _____ پھر آنکھیں صاف کرنے لگی۔

اب ترمذی صاحب کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔

اس کے چھ ماہ بعد میشائل بھی چلا گیا _____

بھلا آپ نے کبھی سنا ہے۔۔۔۔۔ کہ یوں کوئی جائے۔۔۔۔۔ میں کام سے گھر آ گئی تھی

رسوئی میں کھانا پکا رہی تھی _____

میشائل نے مجھے آواز دی۔ وہ مجھے ہمیشہ کرسٹل کہہ کر بلاتا تھا۔

بولا۔ کرسٹل میرے پاس آؤ _____ مگر جلدی آؤ _____

میں نے چلا کر کہا _____ تمہارے لئے سوپ بنا رہی ہوں _____

چیخ کر بولا _____ جلدی آؤ۔ ورنہ میں آ کر سارا سوپ گرا دوں گا۔

ان دنوں وہ کچھ چڑچڑا ہو گیا تھا۔ اور مجھے ڈر تھا وہ ایسا ہی کرے گا _____

میں دوڑی آئی۔ وہ بستر پر لیٹا تھا۔ اس نے تھوڑی سی جگہ بنائی اور کہنے لگا یہاں

جاؤ _____

میں نے ناگواری سے کہا۔ یہ کوئی وقت ہے _____

خوفناک آواز نکال کے بولا _____ لیٹو _____

پتہ نہیں اس کے لہجے میں کیا تھا۔ میں لیٹ گئی۔ مگر تنی تنی سی۔۔۔ خفا خفا سی۔۔۔۔۔

وہ بھی سیدھا لیٹا تھا۔ اور میں بھی _____ اس نے اپنا بازو میرے سر کے نیچے رکھ دیا

بولا _____ اپنا بازو میرے گلے میں حمائل کرو۔۔۔۔۔

میں نے بیدلی سے اپنا بازو اس کے اوپر رکھ دیا _____

خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔۔۔

میں نے کہا _____ میشائل۔۔۔۔ اب کیا کروں۔ بولو _____

بہت مدھم آواز آئی۔۔۔ اپنا جانا آسان کر رہا ہوں۔ چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہ رہا۔ آج کل

وہ روزانہ ایسی کوئی بات کہہ دیتا تھا _____ میں نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ میرا دھیان چولھے پر

رکھے سوپ کی طرف تھا _____ میں تھوڑی دیر چپ رہی۔۔۔۔ آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی۔ پھر

مجھے اچانک محسوس ہوا کہ میرے سر کے نیچے صرف لکڑی رہ گئی ہے۔ میں نے اپنا بازو دیکھا جو اس پر رکھا

تھا وہ بے جان سا لگ رہا تھا _____ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھی _____

اس کو آوازیں دیں _____

وہ میرا سہارا لے کر مجھے بے سہارا چھوڑ گیا تھا _____

مس کونیگر نے میز پر اپنا سر رکھ لیا۔ اور ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔

پھر سر اٹھایا _____

میں اس کے پہلو میں لیٹی تھی۔ مجھے اس کے جانے کا پتہ نہ چلا _____ میں اسے روک نہ

سکی۔ آخری پیار نہ کر سکی۔ اس کی پرواز کو نہ دیکھ سکی میں بدبخت تھک کر آئی تھی۔ اور خفا خفا سی بیٹھی تھی

۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کو جانے کا حوصلہ نہ ہو رہا تھا۔

دیکھا آپ _____؟ یہ اس کا بندوبست ہے _____ اس نے آسمان کی طرف انگلی

اٹھا کر کہا۔

سب وہی ڈیزائن کرتا ہے۔؟ ہم تو بس مہرے ہیں۔۔۔۔۔۔ مہرے ۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر کیا ہوا مس کو کرنیگر _____

ترمذی صاحب بالآخر بولے _____

کیا ہونا تھا۔ دنیا میں اس سے بڑا حادثہ تو نہیں ہو سکتا نا؟ یہ تو جنگ عظیم سے بھی بڑا حادثہ تھا۔

میرا میشائل چلا گیا۔ میرے لئے دنیا ختم ہو گئی _____ مرنا چاہتی تھی مر نہ سکتی تھی _____

جب میرے باپ کو پتہ چلا۔ تو اٹلی آ کر مجھے واپس جرمنی لے آیا _____ یہاں اس گھر میں

_____ 18 سال کی عمر میں اٹلی گئی تھی۔ اور اکیس سال کی عمر میں بیوہ ہو کر آ گئی۔۔۔۔۔۔

دوبارہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا چھ سال میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ اور پھر ملازمت کر لی _____ زندگی کا

یہی چلن بنالیا باپ کی وفات کے بعد یہ سجا سجایا گھر میری ملکیت ہو گیا_____

مگر دل کی کتاب کا ایک صفحہ پھٹ گیا تھا۔اس کی جگہ خالی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے لوگ تو ہی رہتے ہیں۔چاہنے والوں کی کسی دور میں بھی کمی نہیں ہوتی۔یہاں صاحب حیثیت عورت کو وقعت دی جاتی ہے۔۔۔۔۔مطلقہ اور بیوہ کو بھی_____

آپ تو جانتے ہیں۔محرومیوں کے گرد باد سے نکلنے کے بعد بغاوتوں کا ایک موسم آتا ہے سرکش ہوتا ہے۔آپ اپنی قسمت کے غصے نکالنے کے لئے مختلف وطیرے اختیار کرتے ہیں۔سرکشی موسم بھی آ کر گزر گیا۔کچھ لوگوں کو میں نے قریب آنے کا موقع دیا وہ میرے دل کو سمجھے نہیں یہ زندگی سودا تھا۔۔۔۔۔بس طبیعت ادھر نہیں آئی_____

اور اب ایسی زندگی کی مجھے عادت سی پڑ گئی ہے۔۔۔۔۔۔اتنی دیر بعد وہ پہلی دفعہ مسکرا_____ زبردستی!

اوہ۔۔۔۔۔۔میں مستقل باتیں کر رہی ہوں۔

مجھے اچھا لگ رہا ہے۔تمہیں سننا_____ انہوں نے جلدی سے کہا۔

ترمذی صاحب:کل ہوٹل میں جب آپ نے اپنی داستان سنائی تھی۔تو میں بے اختیار رو رہی_____ پتہ ہے کیوں_____

مجھے خدا کی اس ادا پر رونا آیا تھا_____ کہ مختلف زمینوں پر بسنے والے،مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کی قسمت میں ایک جیسے واقعات کیوں لکھ دیتا ہے یہ سب تو انگیز ہے۔۔۔۔۔ہے نا؟

آپ کی اور میری کہانی تقریباً ایک جیسی تھی_____؟

میں جانتی ہوں کہ خواہشوں کے راستے میں کون سی چیز حائل ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

مرنے والے یہ تو نہیں کہہ جاتے کہ تم اپنے آپ کو زندہ درگور کر لینا۔مگر ہماری ذات کا ایک حصہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔کسی دوسرے کے ہو کر اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔اور ہم ڈرتے ہی رہتے ہیں۔۔۔۔۔ہم بھی نارمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔چاہنے والے بھی مل جاتے ہیں۔ذات کا وہ حصہ نہیں مل سکتا۔کتاب سے پھٹا ہوا کاغذ کبھی اپنی جگہ پر واپس نہیں آتا۔

تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو_____ اب ترمذی صاحب کی آواز بھی بوجھل ہو گئی تھی۔

کسی دوسرے آدمی سے دھڑکا ہی لگا رہتا ہے۔کہ ہماری یادوں کے پچھواڑے بنی ہوئی محبت کی قبر کو یہ ادھیڑ کر نہ پھینک دے کوئی مرد،کوئی عورت ایک دوسرے کی پہلی محبت کو معاف نہیں کرتے_____ بس اس طرح عمر کا پہیہ تیزی سے گھومتا رہتا ہے۔۔۔۔۔۔بالآخر ہم حالات سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔یا اپنی زندگی کے عادی ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔

میں نے اس گھر کو سجا بنا کے رکھا ہے۔مجھے سجے بنے گھر بہت اچھے لگتے ہیں۔یہ چیزیں میرے ساتھ باتیں کرتی ہیں۔ابھی آپ میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔آئیں میں آپ کو ان سے ملواؤں_____ وہ کھڑی ہو گئی۔

ترمذی صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔آئیں وہ بیڈ روم کی طرف چلی۔وہ ایسے اس کے پیچھے روانہ ہوئے جیسے کسی نے مسمرائیز کر دیا ہو۔بیڈ روم میں جا کے اس نے ایک الماری کھولی اس میں کسی نوجوان کی جینز،ٹی شرٹ،سوٹ،بوٹ جرابیں اور دیگر چیزیں رکھی تھیں۔بولی۔یہ میرا میشائل ہے۔میں نے اس کی ایک ایک چیز سنبھال کے اپنے بیڈ روم میں لگا رکھی ہے۔جانے کو بھی تیار تھا۔اور ہمیشہ کہتا رہتا تھا۔کچھ ایسا بندوبست رکھنا کہ میں تمہاری زندگی میں ہمیشہ رہوں۔میں نے اپنے نام کے ساتھ میشائل لگا رہنے دیا ہے۔

اس نے الماری بند کر دی_____ بلکہ میرے حلقہ احباب میں لوگ مجھے میشا بلاتے ہیں۔

یہ میں نے ہی ان سے کہا ہے۔آپ نے میرے نام پہ غور کیا ہے_____

میرا نام اسی لئے کرسٹینا میشائل کونیگر ہے۔

نہ جانے ترمذی صاحب کو کیا ہوا_____ ایک دم بولے_____

''میں بھی آج سے میشا کہوں گا۔''

کرسٹینا نے دوسری الماری کھول دی۔اس میں ایک ننھے بچے کے کپڑے،برتن کھلونے اور بہت سی چیزیں پڑی تھیں_____ یہ میرا بیٹا ہے ہولگا۔۔۔۔۔۔HOLGA

ترمذی صاحب اُن اک چیز کو اٹھا کر دیکھتے رہے۔پھر حیرت سے بولے_____

تم تو کہتی ہو کہ تمہارا بیٹا تیسرے مہینے ہی گزر گیا تھا۔مگر یہ کپڑے بڑے بھی ہیں اور زیادہ بھی اور اتنے کھلونے_____

ہاں_____ وہ پھر آبدیدہ ہو گئی۔وہ جب پیدا ہوا تھا۔تو اسے کچھ نہیں ملا تھا_____

غربت کے سوا_____ یہ دیکھیں اس نے دو چھوٹے چھوٹے فراک اٹھائے۔ بس یہ دو فراک ہ
اس کے پاس۔۔۔۔۔۔ بس جب میں بازار جاتی ہوں تو اس کے نام کی کوئی چیز لا کر یہاں رکھ دی
ہوں۔ اور ان دونوں کے درمیان میں رہتی ہوں_____

اف میرے خدا_____ ترمذی صاحب گھبرا کر باہر نکل آئے۔ اور آ کر کرسی پر بیٹھ گئے
کرسٹینا نے آ کر انہیں دیکھا۔ تو بولی۔

میں نے آپ کو پریشان کیا ہے۔ میں آپ کے لئے کافی بنا کر لاتی ہوں_____

کچن میں گئی اور دو گرم گرم پیالے کافی بنا کر لے آئی_____

ترمذی صاحب چپ چاپ کافی پیتے رہے۔ پھر ان کی نظر اپنی کلائی کی گھڑی پر گئی۔ حیران ہو
سر اٹھایا۔ اور بولے_____ ذرا وقت تو دیکھو_____

اس نے کلاک کی طرف دیکھا اور بولی_____ دو بج گئے۔ اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔

رات بھی دو بج گئے تھے۔ ہم زیادہ باتیں نہیں کر رہے_____؟

ترمذی صاحب کافی پیتے رہے۔ کرسٹینا بھی سامنے بیٹھی کافی پیتی رہی_____

شاید وہ تھک گئی تھی۔ ایک دم چپ ہو گئی تھی۔

تم بڑی اچھی تجزیہ نگار ہو۔ تم نے حالات کا کتنا اچھا تجزیہ کر رکھا ہے۔ میں جزئیات کو بیان نہیں
سکتا۔ شاید میں جزئیات پر غور ہی نہیں کر سکتا_____ میری زندگی میں بھی سرکشی کے دن آئے
تھے۔ میں نے بہت کھیل کھیلے تھے۔ دو چار عورتیں زندگی میں آئیں۔۔۔۔۔۔ ایک تو میرے فلیٹ میں
رہتی تھی۔ میری ماں نے مجھے خط لکھا کہ میں کسی بھی غیر ملکی عورت سے شادی کر سکتا ہوں مگر شادی میرے
ایجنڈے میں سے نکل گئی تھی تتلیاں پکڑتے پکڑتے بھی آدمی تھک جاتا ہے۔

کرسٹینا نے کافی پی کر پیالی ایک طرف سرکا دی۔ اور کہنیاں میز پر ٹکا کے اپنا چہرہ ہتھیلیوں کے
فریم میں رکھ لیا۔۔۔۔۔۔

ان کے چہرے پر نظریں گاڑ کر بہت آہستہ سے بولی_____

''آج ابھی تھکن کا احساس ہوا ہے_____''

پھر اس نے بازو میز پر پھیلا دیئے۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب تھوڑی دیر گم صم بیٹھے رہے_____ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہو

لے_____ ابھی ابھی میرے دل پر ایک لمحہ اترا ہے۔ کرسٹینا۔۔۔۔۔ اس لمحے نے مجھے روشنی
عائی ہے_____ دو اجنبی انسانوں کا_____ ایک زمین پر اکٹھے ہو جانا خلاف مصلحت
ں ہو سکتا۔ تھک میں بھی گیا ہوں۔ اور یہ احساس ابھی ابھی ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ آؤ باقی کا سفر دونوں مل
طے کریں۔

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر۔۔۔۔۔۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی دونوں کلائیاں پکڑ
_____

اسے قدرت کی طرف سے ایک اشارہ سمجھو_____ ہ تم نے کبھی سوچا تھا۔ نہ میں نے_____
مگر ہم اتنی دور سے چلتے چلتے ایک موڑ پر ملے ہیں_____ اچانک_____ ایک
رے کو اتنی اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ایک دوسرے کو زندگی کی خوشیاں دے سکیں گے_____
تم مجھ سے شادی کرو گی۔ اچانک انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا_____
شدت جذبات سے وہ رونے لگی۔

انہوں ے نے اس کی کلائیوں پر گرفت سخت کر دی_____
لمحے کو ضائع نہ کرو_____ وہ ہمارے اوپر سے بہت تیزی سے گزر رہا ہے۔ بولو مجھ سے
ی کرو گی_____

ہاں۔۔۔۔۔۔ روتے روتے اس نے سر ہلایا۔

ترمذی صاحب نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تا کہ رومال نکال کر اس کے آنسو پونچھ دیں۔ ان
اتھ میں وہی ڈبیا آ گئی_____

باہر نکالی_____ اور ایک دم خوش ہو گئے۔

دیکھو۔۔۔۔۔۔ یہ تمہارے لئے ہے۔

تمہارا تحفہ ہے_____

میرا تحفہ_____؟

ہاں کل میں لایا تھا تمہیں دینے کو_____ مگر دینا یاد ہی نہ رہا_____ آج پھر جیب
ل کے لایا تھا۔ کتنے اچھے وقت میں برآمد ہوا ہے_____ لو تم ہی کھولو اسے_____
کرسٹینا۔۔۔۔۔۔ پیپر اتار کے ڈبیا کھولنے لگی۔ اندر سے بریسلیٹ نکل آئی_____

او گاڈ!_____ کہہ کے اس نے آنکھیں بند کرلیں اور بریسلیٹ کو سینے سے لگالیا

تمہیں پسند آئی ہے_____؟

یہ آپ نے ہوٹل کی بیس منٹ میں سے خریدی ہے۔

ہاں_____

آتے ہی میں اس شاپنگ سنٹر میں گئی تھی۔ مجھے یہ بریسلیٹ بہت پسند آئی تھی۔

مگر جب تخمینہ لگوایا۔ تو اس کے لئے میری تنخواہ بھی ناکافی تھی_____

شکریہ_____ شکریہ_____

لاؤ میں خود تمہیں پہنا دوں۔ انہوں نے کرسٹینا کی کلائی پکڑ کے اس میں بریسلیٹ

دی_____

لگتا ہے تمہاری ہی کلائی کے لئے بنی تھی_____

کرسٹینا نے بریسلیٹ کو کس Kiss کیا۔ اور بولی۔

میں نے بہت عرصہ بعد ایک چیز پسند کی اور آپ لے کر آ گئے ------ ہاں میں

قدرت نے آپ کو میری تنہا زندگی کا ساتھی بنا کر بھیجا ہے۔

ڈاکٹر ترمذی آپ---- آپ اب اجنبی نہیں رہے میرے لئے میں آپ کا نام لے سکتی

ہاں ہاں_____ میرا نام ہے۔ یوسف جبار ترمذی_____

یوفو_____ ایک دم کرسٹینا نے دوہرایا۔

نہیں کہو یوسوف_____

وہ پھر بولی_____ یوفو_____

اچھا دو تین بار کہنے سے تمہیں میرا نام آ جائے گا۔ انہوں نے Spelling بتانے شر

وائے او یو ایس یو ایف YOUSUF

یوسوف------ وہ بولی_____ ہاں اب ٹھیک ہے۔

اب تم ایسا کرو مجھے کوئی میٹھی چیز کھلاؤ_____

میٹھی_____؟ یعنی سویٹ ڈش_____

نہیں کچھ میٹھا-------

وہ اٹھ کر گئی اور ریفریجریٹر میں سے چاکلیٹ کا ڈبہ نکال لائی۔

چلے گا_____

ضرور چلے گا۔

آؤ میں تمہیں بھی کھلاؤں_____

وہ پاس آ کر بیٹھ گئی۔

تمہیں پتہ ہے کرسٹل ہمارے ہاں جب شادی کی بات طے کی جاتی ہے۔ تو اس کے فوراً بعد ہم

بھی چیز کھاتے ہیں۔ اسے منہ میٹھا کرنا کہتے ہیں۔ تم میرا منہ میٹھا کرواؤ اور میں تمہارا_____

وہ ہنسنے لگی۔ اور اپنی پسند کی چاکلیٹ تلاش کرنے لگی۔

ترمذی صاحب کھڑے ہو گئے۔

بھئی اب میں ہوٹل جانے کا نہیں_____ رات تو ختم ہو گئی یہیں سو رہوں گا۔

وہ پیچھے آئی_____

یوفو------ پھر رک گئی---- سوری یوسوفو_____

سنو کرسٹل تم مجھے یوفو ہی کہو۔ تمہارے منہ سے یہی اچھا لگتا ہے۔

او کے---- وہ بولی۔ آپ میرے بیڈ روم میں سو جائیں آ کر_____ میں یہاں

رائٹنگ روم میں سو جاؤں گی۔

نہیں_____ وہ بولے_____ میں ابھی تمہارے بیڈ پر نہیں سو سکتا۔ میں تو یہیں

ں صوفے پر سوؤں گا۔ اگر تم نے زبردستی کی تو میں ساری رات جاگتا رہوں گا۔ بس ایسے کرو کہ مجھے

یک بستر کی چادر لا دو_____

اور کپڑوں کا کیا کرو گے_____

بس تم چادر لا دو_____

وہ چلی گئی------ بتیاں بجھانے اور بستر بنانے میں اسے کچھ دیر ہو گئی۔ جب وہ بستر کی تہہ

مدہ چادر لئے ڈرائنگ روم میں آئی۔ تو اس نے دیکھا ترمذی صاحب گہری نیند سو رہے تھے۔ ان کے

ہلکے ہلکے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔ کوٹ اتار کر انہوں نے دوسرے صوفے پر رکھ دیا تھا۔ جوتے

ار کر ان کے اوپر جرابیں رکھی ہوئی تھیں۔ ٹائی قالین پر گری ہوئی تھی۔ سر کے نیچے ایک نرم کش رکھی ہوئی

تھی ۔ اور سیدھے ہاتھ کی طرف منہ موڑے بے سدھ سوئے پڑے تھے ۔ وہ تھوڑی دیر کھڑی ا
دیکھتی رہی _____

تعجب ہے اتنی جلدی، اتنی گہری نیند سو گئے _____

پھر اس نے چادر کھول کر ان کی ٹانگوں تک اوڑھا دی _____ جوتے اٹھا کے ایک طر
رکھے ۔ ٹائی اور کوٹ ٹھیک طرح سے لٹکایا _____ بتی بجھا دی ۔ اور دبے پاؤں چلتی ہوئی اپنے
روم میں آ گئی ۔ وہ بستر پر دراز ہو گئی ۔ پر نیند نہیں آئی ۔ عجیب بیکلی تھی _____ عجیب احساسات
_____ کچھ سوچنا چاہتی کچھ سوچا نہ جاتا _____

ایسے جیسے ہزار کوس چلنے کے باوجود ۔۔۔۔۔۔ منزل تو گھر میں ہی تھی _____

بتی بجھانے سے پہلے ایک دفعہ پھر اس نے دروازہ کھول کے ترمذی صاحب کو دیکھا ۔ مہا
جاگ گئے ہوں ۔ مگر اب ان کے خراٹے بتا رہے تھے کہ وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر چکے ہیں ۔ ا
نے اپنا دروازہ بند کیا ۔ بتی بجھائی ۔ اور سونے کی کوشش کرنے لگی ۔

صبح دس بجے کرسٹینا کی آنکھ کھل گئی ۔ گھڑی دیکھی اور ایک دم بستر سے نکل آئی ۔ دوڑ کر دروازہ
کھولا ۔ اور ڈرائنگ روم میں جھانکا _____ مہمان ابھی تک سو رہا تھا ۔ اس نے انگڑائی لی ان
سب باتوں کو خواب ہی سمجھتی _____ جو کل رات خواب کی طرح زندگی میں شامل ہو گئی تھیں ۔
رات سونے سے پہلے بھی وہ یہی سوچتی ۔۔۔۔۔۔ کہ صبح اٹھنے پر یہ سپنا موجود ہو گا یا نہیں اس نے سلیپر
پہنے باتھ روم میں گئی ۔ جلدی جلدی تیار ہو کر ننگے پاؤں، پنجوں کے بل چلتی ہوئی کچن میں گئی ۔ چائے
بنائی ۔ ٹرے میں دو پیالیاں رکھیں ۔ اور ڈرائنگ روم میں آ گئی مہمان الٹا سویا ہوا تھا ۔ اسے غالباً ہوش ہی
نہیں تھا _____ وہ کہاں ہے ۔ اور کس عالم میں سویا پڑا ہے ۔ کرسٹینا نے چائے کا ٹرے تپائی پر
رکھا گھڑی کو دیکھا ۔ گیارہ بج رہے تھے اب ٹھیک ہے اس نے سوچا اب جگا دوں گی ۔۔۔۔۔

اس نے مہمان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا پھر آہستہ آہستہ انگلیاں چلائیں ۔۔۔۔۔ مہمان کے جسم
میں حرکت پیدا ہوئی ۔۔۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہی _____

اس نے بغیر سر اٹھائے خوابیدہ آواز میں پوچھا _____

یہ خواب ہے یا حقیقت ۔۔۔۔۔۔۔؟

وہ چپ رہی ۔۔۔۔۔۔۔ مسکراتی رہی ۔۔۔۔۔ انگلیاں پھیرتی رہی _____

وہ پھر بولا _____

یہ خواب ہے یا حقیقت _____

حقیقت _____ حقیقت _____ وہ چیخ کو بولی ۔

پھر زور سے ہنس پڑی ۔

ترمذی صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے ۔ اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر وہیں قالین پر بٹھا لیا ۔

خوب سوئے آپ تو _____ ؟

اور تم _____

میں بے یقینی کے عالم میں تھی۔۔۔۔۔ایسی صورت میں مجھے گہری نیند نہیں آتی_____ سو جاگتے_____وقت گزرا_____

مگر فریش لگ رہی ہو؟

ایک عرصہ بعد خوش ہوئی_____

میں رات سوتے وقت سوچ رہا تھا۔کہ کتنا اچھا ہو۔تم صبح مجھے بالوں میں انگلیاں پھیر کر جگاؤ۔

سچ_____؟

ہم تو ایک دوسرے کے اسیر ہوتے جا رہے ہیں۔چائے لیجئے_____اس نے ٹرے آگے بڑھایا۔وہ دوڑ کر کلی کر آئے۔اور دونوں چائے پینے لگے۔

کرسٹینا کھڑی ہوگئی۔۔۔۔بولی۔۔۔۔آپ ناشتہ کرلیں۔اور مجھے بتائیں آج کا پروگرام

وہ آ کر ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھ گئے۔

کچھ بھی کھلا دو۔پھر ہوٹل چلتے ہیں۔میری شیو کٹ اور برش وغیرہ تو وہیں رکھا ہے۔

وہ ناشتہ بنا کر لے آئی_____

اور آگے کا پروگرام_____

اور آگے کا پروگرام یہ ہے کہ۔۔۔۔۔آج شام ہم ہائیڈل برگ جائیں گے۔اور سب سے پہلے پاپا ای لیو کو خوشخبری سنائیں گے کہ ہم شادی کر رہے ہیں۔

ہاں وہ بہت خوش ہوں گے۔۔۔۔۔آپ کو پتہ ہے انہوں نے ابھی تک شادی نہیں کی_____

اچھا_____

اور یونیورسٹی کی سب خواتین انہیں پاپا ہی بلاتی ہیں۔

وہ سب کے پاپا لگتے ہیں۔

سنو کرسٹل ہمارے ہاں اگست میں عدالتیں بند ہو جاتی ہیں۔اسی لئے یہاں آ گیا تھا۔ پندرہ گزر گئے ہیں۔اب میرے پاس پندرہ دن ہیں۔میں شادی کر کے کچھ دن تمہارے ساتھ رہوں گا۔ وطن واپس چلا جاؤں گا۔تم بعد میں گھر بار کا بندوبست کر کے آ جانا بولی۔

نہیں پروگرام میں نے رات کو ہی بنا لیا تھا_____اب زیادہ سوچنے کی گنجائش نہیں۔

تم بتاؤ۔

اس ہفتے ہم شادی کریں گے۔اور اگلا سارا ہفتہ ہم ایس لنگ آئیں گے اور اسی گھر میں ہنی مون کے ہفتے بعد میں بھی تمہارے ساتھ پاکستان چلی چلونگی۔

تمہاری ملازمت_____یہ گھر وغیرہ وغیرہ۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔لولو میری ہمسائی میرے گھر کا خیال رکھتی ہے۔میری بلی کو کھانا دیتی ہے۔اور یوں کا خیال رکھتی ہے۔

یہ تمہاری چڑیاں بول رہی ہیں۔

ہاں ان کا پنجرہ باہر رکھا ہے۔آج میں صبح صبح دانہ ڈالنے نہیں گئی تو شور مچا رہی ہیں۔

تمہارے جانے سے یہ اداس ہو جائیں گی_____

بعد میں انہیں پاکستان لے جاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب کھڑے ہو گئے_____چلو۔۔۔۔۔۔ہوٹل چلیں۔

اس نے ایک نظر انہیں دیکھا۔اور بولی_____

پلیز غسل خانے میں جا کر مجھے اپنی پینٹ اور قمیض دے دیں۔میں استری کر دوں_____

کوئی بات نہیں۔وہ بولے۔ہوٹل چل کے بدل لیں گے_____

یوفو_____اتنے سلوٹوں کے مارے کپڑے پہن کر جانا معیوب سمجھا جاتا ہے پلیز جلدی دیں_____

وہ برتن دھونے لگی۔ترمذی صاحب چادر اٹھا کر باتھ روم میں چلے گئے۔۔۔۔۔

اس نے ان کی قمیض اور پینٹ استری کر کے ہینگر پر لٹکائی ہی تھی۔

کہ بستر کی چادر کا تہبند باندھے ہوئے ترمذی صاحب باہر نکل آئے۔

ارے۔۔۔۔۔یہ کیا بن کر آ گئے ہیں۔۔۔۔۔میں کپڑے آپ کو پکڑانے لگی تھی۔

یہ ہمارے گاؤں کا لباس ہے۔اسے تہہ بند کہتے ہیں۔وہاں تم دیکھو گی اندر باہر لوگ یہی لباس پہنیں۔

ویسے بڑا Fascinate کر رہا ہے۔کپڑے لیجئے میں بھی تیار ہو کر باہر نکلتی ہوں۔

وہ تیار ہو کر باہر آ گئے_____

موسم بہت خوش نما تھا۔تھوڑی دیر بعد کرسٹینا باہر نکلی اس نے گھر کو لاک کیا۔ریموٹ کنٹرول گیراج کھولی۔گاڑی باہر نکال لائی۔ترمذی صاحب دوسری طرف سے آ کر بیٹھ گئے۔ترمذی صاحب نے دیکھا۔وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔اس نے آتش گلابی پھولوں والا فراک پہنا ہوا تھا۔بال کھلا دیئے تھے۔اور آتشی گلابی رنگ کی لپ سٹک لگا رکھی تھی۔اپنی عمر سے جوان نظر آ رہی تھی_____

موٹر سڑک پر دوڑنے لگی۔ترمذی صاحب نے کہا۔

آج تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔اب مجھے معلوم ہوا۔تمہارے بال اور آنکھیں کالی کیوں ہیں تمہاری ماں اٹلی کی تھی نا؟اس لئے_____

ہاں_____وہ بولی_____میں نے بال اور آنکھیں اپنی ماں سے لی ہیں۔یوفو_____

رات میں نے عرصہ دراز بعد ڈیڈی اور میشائل کو خواب میں دیکھا ہے_____

واقعی_____؟

ہاں_____ذرا کی ذرا سوئی تو دیکھا کہ ڈیڈی اور میشائل ہاتھوں میں ہار ڈالے مسکراتے ہوئے آ رہے ہیں۔قریب آ کے انہوں نے گلابی پھولوں کا ہار مجھے دیا_____میں نے دیکھا پیچھے تم کھڑے تھے۔میں نے وہ ہار تمہارے گلے میں ڈال دیا۔پھر میری آنکھ کھل گئی۔

تم خوابوں پر یقین رکھتی ہو۔

ہاں_____

ہمارے ملک میں بھی عورتیں بہت خواب دیکھتی ہیں۔پھر خود ہی اس کی تعبیریں نکالتی ہیں۔

میں نے بھی تعبیر نکالی ہے۔کہ اس شادی سے ڈیڈی اور میشائل دونوں خوش ہیں۔تم نے مبارک خواب دیکھا ہے_____

یوفو:تم میرے ساتھ ایک وعدہ کرو_____

کیا_____کہ تم ہر سال اگست میں مجھے جرمنی لایا کرو گے۔اور پورا مہینہ ہم اپنے ماں میں گزارا کریں گے_____جس گھر میں ہمارا سنگم ہوا_____

ہو گیا وعدہ_____اور_____

اور مجھے ڈر لگتا ہے۔

کھل کے بات کرو۔

میں نے سنا ہے۔پاکستانی مرد۔۔۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے۔ان سے شادی سے پہلے مسلمان ہونا ضروری ہوتا ہے_____

ترمذی صاحب ہنسنے لگے۔

کرسٹل_____اس شادی میں ساری مرضیاں تمہاری ہوں گی۔جو تم چاہو گی وہ ہو گا۔اور جیسے تم چاہو گی۔ویسی شادی ہو گی۔میری طرف سے نہ کوئی مطالبہ ہے۔نہ زور اور زبردستی_____

تو پھر میں اپنی مرضی کروں گی_____

ضرور کرنا_____

تم نے پوچھا ہی نہیں کہ میری مرضی کیا ہے؟

جب کہہ دیا کہ اپنی مرضی کرو گی۔پھر کیا پوچھنا_____اچھا بتاؤ_____کیا ہے تمہاری مرضی_____

میں مسلمانوں کی طرح شادی کروں گی۔

کرسٹل مائی ڈارلنگ_____کتنی پیاری عورت ہو تم_____

اب ایک بات رہ گئی ہے۔وہ کیا ہے_____

میں نے سنا ہے کہ پاکستانی مرد_____

پھر وہ چپ کر گئی۔۔۔۔۔۔۔

تم نے ساری باتیں پاکستانی مردوں ہی کے بارے میں سنی ہیں۔

اصل میں یہ ساری باتیں ایشیائی مردوں کے لئے مشہور ہیں۔۔۔۔۔اس لئے۔۔۔۔ہاں تو یہ کون سی بات ہے؟_____

میں نے سنا ہے کہ پاکستانی مرد بچوں کے بہت شیدائی ہوتے ہیں۔شادی بھی بچوں کے لئے ہی کرتے ہیں۔اگر بچہ نہ ہو تو بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں۔یا دوسری شادی کر لیتے ہیں۔

ترمذی صاحب پھر قہقہہ لگا کے ہنسے_____

یہ سب پرانی باتیں ہیں کرسٹل۔۔۔۔ہمیشہ ایسے نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

تمہیں معلوم ہے میں تو چالیس برس کی ہو گئی ہوں۔

فکر نہ کرو_____پاکستان میں تو پچاس برس تک عورتیں بچے پیدا کرتی رہتی ہیں۔وہاں جا

SECOND PHASE

کراس اناج کا کچھ تو اثر ہوگا۔

یوفو_____ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو_____

نہیں نہیں کرسٹل_____ اب جو ہمیں تھوڑا وقت ملا ہے۔ ہم صرف ایک دوسرے کے لیے جئیں گے۔ اور ایک دوسرے سے محبت کریں گے بس_____ میرا کوئی مطالبہ نہیں تھا_____ نہ کوئی مطالبہ نہیں ہوگا_____ میں اتنی دور سے تمہیں لے جا رہا ہوں_____ تو کیوں_____

محبت کرنے کے لئے۔۔۔۔۔۔ اتنی زندگی گزر گئی کسی سے محبت نہیں کی_____ رائیگاں گزر گئی ساری_____ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تمہیں محبت نہ مل سکے تو تم بھی کسی سے محبت نہ کرو۔

اوہ یوفو کتنی خوبصورت بات کی ہے تم نے_____

ہم تو ہوٹل پہنچ کے ریلوے سٹیشن چلے جائیں گے۔ تمہاری گاڑی گاؤں واپس کیسے جائے گی۔

تردد کرنے کی ضرورت نہیں_____ ہمارے جاتے ہی ہوٹل والے میری گاڑی میرے گیراج میں پہنچا دیں گے۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔ وہ شہر میں آ چکے تھے۔۔۔۔۔ اور ہوٹل کے قریب پہنچنے والے تھے۔

چپ کیوں ہو گئے یوفو!

اتنی باتیں کرنے کے بعد۔۔۔ دل چاہ رہا ہے۔ تم اسی طرح موٹر چلاتی رہو۔

میں تمہارے ساتھ بیٹھا رہوں۔ موٹر پوری دنیا کے گرد چکر لگاتی رہے۔

سب کچھ جلدی جلدی کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔

یوفو: کرسٹینا نے رخ موڑ کر ترمذی صاحب کی طرف دیکھا۔ اور ہنس کر بولی۔

''زندگی میں تبدیلی کتنی جلدی آ جاتی ہے۔''؟

جتنی جلدی زندگی میں محبت آ جاتی ہے۔ ترمذی صاحب نے جواب دیا۔

محبت_____؟ کرسٹینا نے معنی خیز نظروں سے ان کو دیکھا_____

وہ ہنس کر بولے_____

عورت کا دوسرا روپ محبت ہے!

لمحی ملن کا حاصل
یہ بے اماں جدائی
وہ شب جو ساتھ گزری
پھر کب پلٹ کے آئی!
کس موڑ پر ملے ہو؟

جونہی چندن نگر کی سولنگ والی سڑک پر ترمذی صاحب کی موٹر نمودار ہوئی۔ گاؤں کے اندر ہلچل مچ گئی۔ کرسٹینا کے ساتھ ترمذی صاحب پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ آگے ڈرائیور کے ساتھ ان کا منشی بیٹھا ہوا تھا۔ گاؤں کے لوگوں نے صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور شہر سے آنے والی پگڈنڈی کے دونوں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ گنگا جمنی کپڑے پہنے عورتیں بھی کھڑی تھیں ــــــ کچھ لوگ ٹولیوں کی صورت درختوں کے نیچے کھڑے تھے۔ کچھ کھیتوں کے اندر کام چھوڑ کر ان کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں جہاں سے ترمذی صاحب کی کار گزرتی وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر سلام کرتے۔ ترمذی صاحب بھی اپنا ہاتھ شیشے سے باہر نکال کر ان کے سلام کا جواب دیتے جاتے۔

گاؤں کے وسط میں پہنچے تو ایک ٹولی نے ڈھول کی تھاپ کے ساتھ رقص کرنا شروع کر دیا ــــــ عورتیں آواز ملا کر گانا گانے لگیں۔

ترمذی صاحب بے اختیار ہنسنے لگے۔

یہ کیا کر رہے ہیں ــــــ؟ کرسٹینا نے پوچھا۔

ہماری شادی کو Celeberate کر رہے ہیں۔ ان کو بڑا ارمان تھا میری شادی کا!

Very Fascinating ــــــ کرسٹینا نے پھر احتیاط سے سر پر سرخ دوپٹہ جمایا۔

کرسٹینا نے ہنی مون کے دوران ہی ترمذی صاحب نے کہہ دیا تھا، کہ وہ جرمنی سے سیدھے ان کے گاؤں جائے گی۔ ترمذی صاحب نے اسے لاکھ سمجھایا کہ وہ ایک پسماندہ گاؤں ہے۔ وہاں شہری سہولیات نہیں ہیں۔ بڑی مشکل ہوگی۔ مگر وہ نہیں مانی ــــــ بس یہی کہتی رہی ــــــ

"تمہیں شادی کے بعد سب سے پہلے اپنے گاؤں جانا چاہیے۔ تمہارے بزرگوں کی ہی خواہش تھی۔ تمہارے لوگوں کی یہی خواہش تھی۔ ایک مرتبہ تمہاری بارات یہاں سے نامراد لوٹی تھی۔ اب تمہیں وہیں جانا ہوگا۔ اور میری فکر نہ کرو۔ مجھے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ میں اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جا رہی ہوں۔ جنگل بیابان میں بھی رکھو گے تو فرق نہیں پڑے گا۔"

پھر بھی ترمذی صاحب احتیاطاً پہلے لاہور آئے تھے۔ وہاں صرف دو دن رکے اپنے دوست کی بیوی کے ساتھ کرسٹینا کو بازار بھیج کر نئے کپڑے دلوائے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ اگر باقاعدہ دولہن بن کر نہ گئی۔ تو گاؤں کے لوگ اسے دولہن کی صورت میں قبول ہی نہیں کریں گے والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے کر وہ گاؤں چل پڑے۔

گاؤں میں اب زیادہ عزیز نہیں تھے۔ ان کی دو بڑی بہنیں فوت ہو چکی تھیں۔ ایک بہن خاندان سمیت لیبیا میں مقیم تھی۔ اور سب سے چھوٹی بہن ابھی تک سرینگر میں تھی۔ اس کا اس کی آنا محال تھا۔ البتہ ان کی اطلاع پا کر کچھ بھانجے بھانجیاں ضرور آ گئے تھے _____

حاجن خالہ کا تو ان کے ہاں مستقل قیام تھا۔ اسے انہوں نے تفصیل کے ساتھ ہر بات سمجھا دی تھی۔ اسی نے غالباً سارے گاؤں کو ان کی شادی کی اطلاع بھی کر دی تھی۔ اور اب سارا ان کے اور ان کی دولہن کے استقبال کے لئے گھروں سے باہر نکل آیا تھا۔ جو سڑک ان کے گھر تھی۔ اس پر باقاعدہ چھڑکاؤ کیا ہوا تھا۔

چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔ موٹر حویلی کے اندر داخل ہو گئی۔ سارے عزیز اور ملازم دوڑ دوڑ سے ملنے لگے۔ انہوں نے جلد سے کرسٹینا کو بازو سے پکڑا اور اندر کو لپکے۔

اندر صدر دروازے میں حاجن خالہ بڑا سا پھولوں کا ہار لئے کھڑی تھیں۔ انہوں نے جب دولہن کے گلے میں ڈال دیا۔

ترمذی صاحب نے کہا۔

حجن خالہ! اب اپنی بہو کو سنبھالو۔۔۔۔۔۔ یہ تمہاری زبان نہیں سمجھتی۔۔۔۔۔۔ میں ذرا کے لوگوں سے مل لوں _____؟

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے _____ میں اشاروں سے کام چلا لوں گی _____''

کر حجن خالہ نے کرسٹینا کا بازو پکڑا اور اسے اندر مسند تک لے گئیں۔ وہاں پر گاؤ تکیے کے سہارے دیا۔ گاؤں کی عورتیں اور لڑکیاں بھاگ بھاگ کر اندر آنے لگیں۔ شور مچ گیا۔

میم صاحب آ گئی۔ میم صاحب آ گئی _____

جو بھی اندر آتی۔ وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کے کہتی۔

میم صاحب سلام!

کرسٹینا بھی ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سر سے اشارہ کر دیتی _____

ہنس ہنس کر سب کی طرف دیکھتی۔ سب حیران ہو ہو کر اس کی طرف دیکھتیں۔

پھر گاؤں کی لڑکیاں ہاتھوں سے کبھی کرسٹینا کو چھو کر دیکھتیں۔۔۔۔۔ کبھی اس کے کپڑوں اور گہنوں کو چھو کر دیکھتیں۔ کرسٹینا صورت حال کو بہت Enjoy کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب نے یہ اہتمام بطور خاص کیا تھا۔ کہ کرسٹینا لاہور سے ایسے کپڑے اور زیور خرید لے جو گاؤں میں پہنے جا سکیں۔ اور جنہیں گاؤں کے لوگ پسند بھی کریں۔ پہلے تو کرسٹینا نے شور مچایا تھا۔ کہ وہ اس عمر میں ایسے کپڑے نہیں پہنے گی۔ مگر اب وہ ترمذی صاحب کی دانشمندی کی قائل ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے سرخ زرتار جوڑا پہنا ہوا تھا۔ اور سرخ نگینوں کے زیور پہنے ہوئے تھے۔ کلائیوں میں سونے کی چوڑیاں تھیں _____

گاؤں کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اس کے قریب آئیں۔ اسے چھو کر دیکھتیں۔ اس کے کپڑوں اور زیور کو ہاتھ لگا کر دیکھتیں پھر کہتیں _____ میم صاحب سلام _____

اب تک وہ سلام کا مطلب سمجھ چکی تھی۔

حجن خالہ چائے بنا کر لے آئی۔ انہیں اندازہ تھا۔ کہ یہ بدیسی لوگ چائے بہت پیتے ہیں۔

اب تک تمام آداب اشاروں میں ہی طے ہو رہے تھے۔

رات گئے ترمذی صاحب فارغ ہو کر اندر آئے _____ تو حجن خالہ بولیں _____

''اے میاں! دولہن تو بیٹھے بیٹھے اکڑ گئی۔ تم نے پہلی رات ہی اتنی دیر لگا دی۔''

کیا کرتا خالہ _____ تم نے بھی تو گاؤں میں کوئی بھولا بھٹکا نہیں چھوڑا۔ جسے ہماری شادی کی خبر نہ ہو _____ اب ہر آنے والے سے دو باتیں تو کرنا ہی ہوتی ہیں۔ تم نے کچھ کھلایا میری دولہن کو _____

بس چائے کے ساتھ بسکٹ دیئے تھے۔ جو غریب نے کھا لئے ہیں۔

پسند آئی تمہیں اپنی بہو _____؟ وہ بن کر بولے _____

ہاں _____ دیر سے شادی کی تو آسمان سے چاند توڑ کر لے آئے۔ حجن خالہ کھڑی ہو گئیں۔ اپنے بٹوے میں سے سو کا نوٹ نکالا۔ اور کرسٹینا کی گود میں رکھ دیا۔

کرسٹینا گھبرا سی گئی۔

ترمذی صاحب نے اسے انگریزی میں سمجھایا۔ کہ یہ خاندان کے بزرگوں کی طرف سے پہلا گفٹ ہوتا ہے۔ سلام کر کے لے لیتے ہیں۔ واپس کرنے سے بدشگونی ہوتی ہے۔

کرسٹینا نے مسکرا کر سو کا نوٹ اٹھالیا۔ اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کے سلام کیا۔

جیتی رہو _____ جیتی رہو _____ اللہ چاند سا بیٹا دے۔ یہ کہہ کر جمن خالہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کی پیشانی چوم لی _____ ہاتھ اس طرح پھیرا کہ اس کے سارے بال بکھر گئے۔ مگر وہ ڈر کے مارے بیٹھی رہی۔ اس نے ہاتھ سے اپنے بال ٹھیک نہیں کئے۔ کہ خدا جانے دولہن کے بال بکھرا دینا بھی ان کا سسٹم ہو۔

ترمذی صاحب بولے _____

جمن خالہ _____ آج کھانا ملے گا۔ یا ہم بھی دولہن کا منہ دیکھ کر پیٹ بھر لیں گے۔

اے میاں یوسف۔ تمہاری چھیڑ چھاڑ کی عادت ابھی تک گئی نہیں _____ کھانا تو تیار رکھا ہے۔ اب تم نے عندیہ دیا ہے۔ میز پر لگا دیتی ہوں۔

اور سن لو _____ وہ جاتے جاتے واپس آ گئیں _____

کل میں نے تمہارے ولیمے کا بہت بڑا بندوبست کیا ہے _____ ابھی سے بتائے دیتی ہوں۔

خالہ: کہیں بڑھاپے کی شادی کا بھی ولیمہ ہوتا ہے _____ ولیمے شلیمے تو جوانی میں ہی اچھے لگتے ہیں _____

واہ واہ میاں اب تم اپنا کوئی نیا دستور بنانا چاہتے ہو _____ اور تم کون سے ایسے بوڑھے ہو گئے ہو _____ میں تو تمہارا ولیمہ دھوم دھام سے کروں گی۔ یہ کہہ کر باورچی خانے میں چلی گئیں۔

میز پر کھانا لگا کے انہیں بلا لیا۔

وہ دونوں کھانا کھانے لگے۔ تو یہ پاس بیٹھ گئیں۔ اور بولیں۔

جس دن تم نے مجھے اطلاع دی تھی۔ میں تو اس دن سے انتظامات میں لگی ہوئی ہوں۔

مگر خالہ۔ ولیمہ تو ہم شہر میں کریں گے۔ جہاں میرے دوست ہیں۔

کوئی بات نہیں۔ جمن خالہ بولیں۔ گاؤں کے لوگوں کا زیادہ حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ترس ترس کر یہ دن دکھایا ہے۔ ایک فیشن ایبل سا ولیمہ شہر میں کر لینا۔

خالہ: یہ فیشن ایبل ولیمہ کیا ہوتا ہے۔ ترمذی صاحب نے شرارت سے پوچھا۔

میاں: اب مجھے تنگ نہ کرو۔ میں جانتی ہوں۔ آج کل ہوٹل میں پارٹی کر لیتے ہیں اور اسے ولیمہ کہتے ہیں۔

ترمذی صاحب زور سے ہنسے۔

کل ساتھ کے گاؤں کے مہمان بھی آئیں گے۔ میں پہلے سے بتا رہی ہوں۔ اپنی دولہن کو گفٹ وغیرہ کر کے ساری بات سمجھا دو _____

اب تم اس سے بات کرنے کا موقع دو گی۔ تو اسے کچھ سمجھاؤں گا _____

خالہ کھڑی ہو گئیں _____

بس میں برتن اٹھا لوں گی۔ تم دونوں اپنے کمرے میں جاؤ _____ لے جاؤ دولہن کو اپنے کمرے میں۔ اور آرام سے سو جاؤ۔

کرسٹینا کو چندن نگر میں آئے پورے پندرہ دن ہو گئے تھے۔ وہ جب جرمنی میں تھی تو ہر
صاحب سے کہتی رہتی تھی۔ میں تمہارے گاؤں میں رہنا پسند کروں گی۔ وہ سب اونچ نیچ بتا کے اسے سمجھ
کہ ہمارے ہاں کے دیہات ابھی ترقی یافتہ نہیں ہیں۔ وہاں ماحول بھی صاف نہیں ہے۔ لوگ بھی تربیت
نہیں ہیں۔ مگر وہ مانتی ہی نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ کہتی کہ میں بڑے شہروں کے شور سے تنگ آ چکی ہوں۔ بہت
کی ہے میں نے زندگی میں۔ اب بقیہ زندگی بڑے آرام سے ایک گھریلو اور دیہات کی سادہ عورت کی
گزارنا چاہتی ہوں۔ کافی تکرار اور اصرار کے بعد _____ یہ طے ہوا۔ کہ ترمذی صاحب
مہینہ کے لئے گاؤں میں چھوڑ جائیں گے۔ اس ایک مہینے کے اندر وہ خود فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے
آیا وہ اب بھی گاؤں کی زندگی کو ترجیح دیتی ہے یا نہیں _____

اس روز جمن خالہ نے بڑا شاندار ولیمہ کر دیا تھا۔ سارا دن گاؤں میں میلے کا سماں رہا۔ مرد، عو
بچے رنگ برنگے کپڑے پہن کر آئے تھے۔ ڈھول بج رہے تھے۔ بھنگڑے ہو رہے تھے۔ کہیں او
رقص پیش کیا جا رہا تھا۔ کہیں گھوڑوں کو گھنگھرو باندھ کے نچایا جا رہا تھا۔ ترمذی صاحب مردانے میں
مبارکبادیں وصول کرتے رہے۔ اور کرسٹینا دولہن بنی اک اک شے کو غور سے دیکھتی رہی اور خوش
رہی دیگیں اترتی رہیں۔ اور رات تک مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا رہا۔ ایک طویل عرصے کے بعد
نے عبدالجبار کے ڈیرے پر خوشیاں اور شادیانے دیکھے تھے۔ جمن خالہ نے تو مسجد میں بھی چا
کروا دیا تھا۔

رات کو جب ترمذی صاحب تھک ہار کر زنان خانے میں آئے تھے۔ تو انہوں نے اپنی ہار مان لا
بولے _____

جمن خالہ: جواب نہیں آپ کا _____ آپ نے تو آج کمال ہی کر دیا۔ مجھ میں اتنی
کہاں کہ ایسا ولیمہ شہر میں کر سکوں _____

بس بیٹا: آج تمہاری ماں زندہ ہوتی تو۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے کہتے ان کی آواز بھرا گئی۔

پھر جلدی سے بات بدل کر بولیں۔

ہماری بہو کو بھی یہ انتظام پسند آیا ہے۔

ہاں تو _____ تمہاری بہو نے تمہیں اشاروں سے سمجھایا ہے۔

لو _____ اور سنو _____ کیا میں صورت سے نہیں جان سکتی۔

سلامت رہو تم جمن خالہ _____ تمہارے دم سے ہی یہاں کی رونقیں ہیں _____

کرسٹینا نے بھی ان کو بتایا۔ کہ وہ آج اتنی زیادہ خوش ہے۔ جیسے کوئی اسے سوتے میں اٹھا کر کسی
الف لیلوی جزیرے میں چھوڑ گیا ہو۔

اگلے دن پروگرام کے مطابق ترمذی صاحب شہر جانے لگے _____ تو انہوں نے جمن
خالہ کو بلا کر سمجھا دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ گاؤں کی کسی پڑھی لکھی لڑکی کو دن میں بلا لیا کرے جو تھوڑی بہت
انگریزی سمجھتی ہو۔ وہ تمہاری بہو کو اردو سکھا دے گی _____

اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ جاتے ہی شہر والا خانساماں بھی گاؤں میں بھیج دیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی
ایک ماہ کے لئے عبدالشکور کو بھی بھیج دیں گے۔ تاکہ وہ ضرورت کے وقت سارا بندوبست کر دیا کرے۔
عبدالشکور جمن خالہ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ جسے پڑھانے کے لئے ترمذی صاحب اپنے ساتھ شہر لے گئے تھے۔
اب اس نے ایل ایل بی میں داخلہ لیا تھا۔ اور وہیں ترمذی صاحب کے گھر میں رہتا تھا۔

عبدالشکور اور گلاب خان کے آ جانے سے سارے مسئلے طے ہو گئے تھے۔ گلاب خان تو خیر تیس
سال سے ترمذی خاندان کے ساتھ تھا۔ اسے دیسی اور ولایتی سارے کھانے پکانے آتے تھے۔

اس نے آتے ہی باورچی خانے کو سنبھال لیا۔ کرسٹینا کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ جمن خالہ کا بیٹا
عبدالشکور اچھی انگریزی بول لیتا تھا۔

ترمذی صاحب بہت سی ہدایات دے کر لاہور چلے گئے تھے بلکہ کرسٹینا کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج
چھوڑ گئے تھے۔ وہ بھی جانتی تھی۔ انہوں نے تو جاتے جاتے کہہ دیا تھا۔ کہ اگر طبیعت زیادہ گھبرائے تو
عبدالشکور کو لے کر لاہور چلی آنا _____

اس نے جواب میں کہا تھا۔ تمہاری طبیعت گھبرائے تو ہر ویک اینڈ پر آ جایا کرنا۔

ترمذی صاحب ہنس کر بولے _____ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کی طبیعت پہلے گھبراتی ہے۔
میں تو ایک ماہ سے پہلے آ نہیں سکتا۔ عدالتوں میں کام بہت جمع ہو گیا ہے _____

کوئی بات نہیں _____ دیکھنا تو یہ ہے کہ کس کی طبیعت پہلے گھبراتی ہے۔

ترمذی صاحب نے قہقہہ لگایا تھا۔

وہ جانتی تھی اس قہقہہ کا مطلب کیا ہے۔

ایک دن کرسٹینا نے عبدالشکور کو بلا کر کہا۔ کہ میں پہلے اس گھر کو ٹھیک کرنا چاہتی ہوں۔ تم میرا

کرو گے۔

ضرور کروں گا میڈم _____ پھر وہ کہتے کہتے رک گیا۔

کیا بات ہے۔ اس سے پوچھا۔

میڈم بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں بڑوں کو ان کے رشتوں کے حوالے سے بلانے کا رواج ہے۔

میں آپ کو کیا بلایا کروں _____؟

تم اپنی زبان میں اس رشتے کو کیا کہہ کر بلاتے ہو۔

یوسف صاحب کو میں بھائی جان کہتا ہوں۔ اس رشتے سے آپ میری بھابی ہوتی ہیں۔

تو پھر مجھے بھابی بلایا کرو _____

اور سنو شکور، یہاں سب لوگ مجھے ہر وقت میم صاحب کہتے رہتے ہیں۔ اب تم آ گئے ہو تو اس

سمجھاؤ، کہ میرا اسلامی نام زلیخا ہے۔

زلیخا _____؟ شکور نے حیران ہو کر پوچھا۔

ہاں ہاں _____ یوفو نے مجھے اپنی منگیتر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا _____

اب تم ان سب لوگوں کو بتاؤ کہ جرمنی میں ایک مصری عالم دین رہتے ہیں۔ وہاں انہوں نے مسلمان

کے لئے ایک اسلامک سینٹر بنا رکھا ہے۔ انہوں نے پہلے مجھے مسلمان کیا ہے۔ اور میری خواہش پر

نام زلیخا فاطمہ رکھا تھا۔ اس کے بعد میرا نکاح اسی مسجد کے اندر ہوا تھا۔ میں اپنی خوشی سے مسلمان

ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے۔ یہ لوگ مجھے زلیخا کہیں۔ میں بھی تو زلیخا بن کے اس گھر میں داخل ہوئی ہوں

ٹھیک ہے بھابی _____ شکور خوش ہوتے بولا _____

میں تو ابھی سے آپ کو زلیخا بھابی کہنا شروع کر دوں گا۔ امی جان کو بھی سمجھا دوں گا۔

پھر دیکھئے گا سارا گاؤں ہی آپ کو زلیخا کہنے لگے گا۔

جمن خالہ نے سنا تو آ کر کرسٹینا کی پیشانی چوم لی۔ اور بولیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو زلیخا بی

دی ہے۔ مگر دولہن _____ میں تو تمہیں زلیخا دولہن ہی کہوں گی۔ مجھے دولہن کہنا اچھا لگتا ہے۔

اس کے بعد زلیخا نے عبدالشکور کو ساتھ ملا کے گھر ٹھیک کرنے کا پلان بنایا۔ اور اسے سمجھایا کہ اس

گھر میں کیا کیا کرنا ہوگا۔ اور کاریگر کہاں سے آئیں گے۔

شکور نے بتایا _____

زلیخا بھابی: اس گاؤں کے لوگ بہت کاریگر ہیں۔ ہر قسم کا کام جانتے ہیں۔ چونکہ یہاں کام نہیں

ہوتا۔ اس لئے بڑے شہروں میں چلے جاتے ہیں۔ میں تمام مقامی کاریگروں کو بلوا کے کام پر لگا دوں گا۔

مگر یہ سارے کام جلدی جلدی ہونے چاہئیں۔ تمہیں معلوم ہے۔ تمہارے بھائی نے مجھے چیلنج کیا

ہوا ہے۔

بس آپ فکر ہی نہ کریں زلیخا بھابی _____ میں بھی یوسف بھائی کا تربیت یافتہ ہوں۔ ان

کو بھی چٹکی میں کام کروانے کی عادت ہے۔

اور سنو شکور: دوسری بات یہ کہ دن کے وقت مجھے تھوڑی دیر کے لئے گاؤں کے اندر لے جایا کرو۔

ہر گھر میں لے جا کر میرا تعارف کروا دو۔ میں ہر گھر کا مسئلہ سننا چاہتی ہوں۔

دنڈر فل بھابی _____ یہ تو اور بھی اچھی بات ہوگی۔

مجھے بتاؤ یہاں لڑکیاں اور لڑکوں کے کتنے سکول ہیں۔ کتنے ہیلتھ سنٹر ہیں _____ کتنی

فصلیں ہوتی ہیں۔ کسانوں کی ضروریات کیا ہیں۔ یہ سب باتیں مجھے ان کے قریب جانے کا موقع دیں

گی۔ میں اب آ گئی ہوں تو ان کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔

زلیخا اور شکور نے مل کر پندرہ دن میں ساری حویلی ٹھیک کر لی۔ حویلی اتنی خوبصورت ہوگئی۔ یوں

لگتا کہ نئی تعمیر ہوئی ہے۔ اس کے بعد زلیخا نے باقاعدہ گاؤں کے ہر گھر میں جانا شروع کر دیا۔ اور اس

کے آگے مسائل کا انبار لگنے لگا۔

نور بی بی کو گاؤں کے سب لوگ ماں جی کہتے تھے۔عبدالجبار صاحب کی وفات کے بعد و
سارے چندن نگر کی ماں بن گئی تھیں۔ ہر ضرورت میں سب کے کام آنا ان کی زندگی کی آخری خو
گئی تھی۔حویلی کے اندر کئی یتیم ویسیرلڑکے لڑکیاں پال رکھے تھے۔ بعدازاں ان کی شادیاں بھی
یہی کوئی بیس سال پہلے حلیمہ گجری اپنا پانچ سالہ بیٹا پکڑے ان کی حویلی میں آئی۔اور پھر رورو کر
اپنی داستا نِ غم سنائی۔حلیمہ گجری، گوالوں کی بہوتھی۔ یہ لوگ دودھ بیچتے تھے۔گاؤں میں بڑے
اعتبار گردانے جاتے تھے۔اس کے شوہر کو زیادہ بھینس خریدنے کا جنون ہوگیا۔اس نے کمیٹی ڈ
_____ کمیٹی میں کئی قسم کے لوگ شامل ہوئے۔ بلکہ اس گاؤں سے باہر کے لوگ بھی شا
گئے۔ ہر مہینے ایک لاکھ روپیہ نکلتا تھا۔ جو بہت بڑی رقم تھی۔ جب کمیٹی آدھے رستے میں پہنچی تو ا
اپنے حصے کی کمیٹی لے کر ملک سے باہر بھاگ گیا۔لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی۔سب نے اپنا اپنا حصہ
لیا۔لوگوں کے قرضے چکانے میں حلیمہ کے شوہر کی ساری بھینسیں بک گئیں۔ گھر میں فاقوں کی
آئی۔تو ایک رات اس کا شوہر بغیر کسی کو بتائے گھر سے نکل گیا۔ چھ ماہ تک اس کا انتظار کرتے کر۔
اپلے تھاپتے تھاپتے حلیمہ تنگ آ چکی تھی۔اوپر سے کڑکڑاتی جوانی زمانے کی نظروں سے بچ کے گھ
تنہا رہنا بھی عذاب تھا۔اس لئے وہ روتی پیٹتی آ کے ماں جی کے قدموں میں گر گئی۔ ماں جی نے
سر کی چادر اتار کے اس کے اوپر ڈال دی۔اور اسے قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔اس دن
اسے اپنی منہ بولی بہن بنالیا_____ بنا ہی نہیں لیا۔ بلکہ بڑی بہن بن کر دکھایا۔ جب آخر
حج کے لئے گئیں تو اسے بھی ساتھ لے گئیں۔مولوی صاحب سے اسے کلام پاک پڑھوایا۔دم دم
ساتھ رکھا۔۔۔۔۔۔اس کا سراپا ہی بدل گیا۔کہاں تو اپلے تھاپا کرتی تھی_____ کہاں
وضو رہنے لگی۔ سارا باورچی خانہ اس نے سنبھال لیا۔حویلی کے اندر باہر سب اسے جن خالہ پکا
لگے۔ حالانکہ اس کی عمر ماں جی کی بڑی بیٹی کے برابر تھی۔مگر اس کی تمنا تھی کہ وہ ماں جی کی بہن
رہے_____ اور سب لوگ اسے ماں جی کی چھوٹی بہن ہی سمجھیں_____ ماں جی

عبدالشکور کو پرائمری سکول میں داخل کرادیا تھا۔اور پورا گھر جن خالہ کے حوالے کر دیا تھا۔رفتہ رفتہ ماں
ی ضعیفی کی اس حد کو پہنچ گئیں۔ کہ بیمار رہنے لگیں۔ان کی آخری عمر میں جن خالہ نے ان کی اتنی خدمت
ی کہ شاید ہی کوئی سگی بہن بھی کر سکے_____

بس ماں جی ایک ہی بات کہتی رہتیں۔

حلیمہ_____ میرے بعد میرے بیٹے یوسف کا اسی طرح خیال رکھنا۔ یوسف کو تنہا نہ
چھوڑنا_____

اس کی سب بہنیں پردیس میں ہیں۔۔۔۔ دیکھنا۔۔۔۔۔ میرے یوسف کا ساتھ نہ
چھوڑنا_____

ادھر یوسف سامنے آتا۔تو اسے تلقین کرتیں۔

بیٹا یوسف_____ میرے بعد جن خالہ کو ماں کا درجہ دینا_____ اور اس کے
بڑھاپے کا سہارا بنے رہنا۔

اور اب تو یہ عالم تھا۔کہ گاؤں کے نئے لوگ جانتے ہی نہ تھے۔جن خالہ کبھی ایک گجری ہوا کرتی
تھی۔اس پر ماں جی کی صحبت نے ایسا اثر کیا تھا۔کہ وہ نماز روزے کی پابند ہوگئی تھیں_____
اپنے رکھ رکھاؤ اور شائستگی میں وہ کسی اعلیٰ خاندان کی بھاری بھرکم خاتون لگتی تھیں۔

عبدالجبار کی اس بڑی حویلی کو بھی انہوں نے ابھی تک آباد کر رکھا تھا_____

جن خالہ نے جب اپنی داستان ختم کی۔تو زلیخا دولہن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ گاؤں کی
عورتوں کی طرح دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرنے لگی۔تو جن خالہ نے کہا۔

اے دولہن: تم کیوں رو رہی ہو؟_____

بس ایسے ہی_____ جن خالہ مجھے یہ سوچ کر رونا آ رہا ہے۔کہ آپ لوگ کتنی خوبصورت
دنیا کے رہنے والے ہو۔ یہاں کتنی عجیب محبتیں ہیں۔ نہ کوئی رشتہ ہے۔ نہ کوئی واسطہ ہے۔ پھر بھی لوگ
ایک دوسرے کا سہارا بنے ہوئے ہیں۔ میں تو سچ مچ آپ کو یوفو کی سگی خالہ ہی سمجھ رہی تھی۔

ہاں بیٹی_____ کہنے کو ہمارا ملک غریب ہے۔مگر ابھی ہمیں رشتوں کا پاس ہے۔ ہمارے
پاس درد دل ہے۔ایک دوسرے کو سہارا دینے کے لئے ہمارے پاس محبت ہے۔ وقت ہے۔

اس وقت زلیخا دولہن اور جن خالہ حویلی کی چھت پر بیٹھی تھیں۔ چھت کے اوپر ایک بارہ دری بنی

ہوئی تھی۔ زلیخا دولہن نے اس بارہ دری کو بھی نیا رنگ دیا تھا۔ وہاں نئی کرسیاں بچھادی تھیں۔ اور
موسم کا نظارہ لینے کے لئے وہ جمن خالہ کو ساتھ لے کر یہاں آ بیٹھی تھی _____ جب ٹھنڈی
ہوا نے نظارے کو جگایا۔ تو نہ جانے کیوں جمن خالہ اس کو اپنی کہانی سنانے لگیں۔

جمن خالہ _____ زلیخا بولی۔ اگر آپ مجھے یہ سب نہ بتاتیں تو مجھے کوئی فرق نہ پڑتا
اور بتا دینے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ آپ کی شخصیت پہلے دن ہی میرے دل گھر کر گئی تھی
دولہن میں جانتی تھی۔ کہ تمہیں فرق نہیں پڑے گا۔ تم بھی کسی نیک ماں کی اولاد ہو ____
مگر میں تو یہ بات بڑے فخر سے اس لئے بتایا کرتی ہوں۔ کہ مجھ پر ماں جی کے بڑے احسانات
اس بہانے سے میں ان کی نیکیوں کا ذکر کرتی ہوں۔ ان کو یاد کرتی ہوں _____ ان کی
بات کرتی ہوں _____ تم ان کی بہو ہو۔ تمہیں یہ سب بتانا تو بہت ضروری تھا۔

میں یوفو سے ذکر نہیں کروں گی۔ زلیخا دولہن نے کہا۔

دولہن میرے تو رد کیں روئیں سے تمہارے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ تو نے میرے بچے
دل موہ لیا ہے۔ اتنی دور سے چل کر آئی ہو اور اس حویلی کو آباد کر دیا ہے _____ اللہ تم
سلامت رکھے _____ تمہیں پتہ ہے یوسف میاں کو شادی کے نام سے نفرت تھی۔

انہوں نے اس گاؤں میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ اپنی ماں کو بھی شہر لے گئے تھے۔ تو نصیبوں والی
اسے گاؤں لے آئی ہے۔

زلیخا دولہن کھڑی ہوگئی ۔۔۔۔ اس نے چھت پر کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر
_____ اور بولی _____

یہ گاؤں مجھے بہت پسند آیا ہے _____ پتہ ہے جمن خالہ کیوں _____
پہاڑ نظر آتے ہیں۔

وہ دیکھیں وہ جو سامنے پہاڑوں کی لمبی قطار ہے۔ ایسی ہی پہاڑوں کی قطار میرے گاؤں میں بھی

دولہن یہ جو سامنے پہاڑ نظر آ رہے ہیں۔ ان کے پرلی طرف سرینگر ہے _____
سرینگر۔ وہ جو کشمیر میں ہے؟ _____

ہاں ہاں _____ یہ کشمیر کے پہاڑ ہیں۔ سردیوں میں جب ان پر برف گرتی ہے
اچھے لگتے ہیں۔ مگر جمن خالہ: اس گاؤں کے لوگ بہت غریب ہیں۔ کچے گھر ہیں۔ گلیاں صاف

ہیں۔ بچے سارا دن ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے لوگوں میں زندگی کا شعور کسی نے جگایا ہی نہیں
_____ بس دولہن کیا بتاؤں _____ کافی عرصہ تک تو اس گاؤں کا فیصلہ ہی نہ ہو سکا تھا۔
کیونکہ یہ سرحد کے اوپر ہے۔ اس لئے سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ یہ کس سرحد کا حصہ ہے۔ جب کبھی یہاں
فائرنگ ہوتی۔ لوگوں کا جانی و مالی نقصان ہو جاتا۔ کبھی یہاں انڈین آرمی آ جاتی۔ کبھی پاکستان آرمی کا
قبضہ ہو جاتا _____ روز روز کے خوف سے تنگ آ کر یہاں کے لوگ نقل مکانی کرنے لگے۔
کھیتوں اور کھلیانوں کو بھی سیراب نہیں کرتے تھے، کہ نہ جانے کب سے کچھ چھوڑ کر جانا پڑے
_____ یہ تو اللہ بھلا کرے عبدالجبار صاحب کا _____ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اس
متنازعہ گاؤں کا فیصلہ کروا دیا تھا۔ اب یہ پاکستان میں شامل ہے۔ پچھلے دس سالوں سے لوگوں کو کچھ حوصلہ
ہوا ہے۔ اور انہوں نے یہاں مستقل رہنا شروع کیا ہے۔ یہ سارے سکول _____ کالج مسجدیں
اور سڑکیں ماں جی نے بنوائی تھیں۔ اگر وہ زندہ رہتیں تو یہاں بہت سا کام ہو جاتا۔

جمن خالہ _____ ماں جی کے چھوڑے ہوئے سارے کام میں کروں گی _____
میں _____

زلیخا دولہن نے جوش میں آ کر کہا _____ اور گھوم کر سارے گاؤں پر نظر ڈالی ____ میں
نے سوچ لیا ہے۔ یہاں کیا کیا کرنا ہے _____؟

اللہ تجھے توفیق دے دولہن _____

اتنے میں ڈھول بجنے کی آوازیں آنے لگیں ۔۔۔۔۔۔ دونوں نے گھوم کر اس طرف
دیکھا _____

دور سے چند لوگ ڈھول کی تھاپ پر ناچتے ہوئے آ رہے تھے۔ چار آدمیوں نے چاروں کونوں
سے ایک سبز چادر پکڑی ہوئی تھی۔ مردوں کے پیچھے عورتیں اور بچے بھی تھے۔

زلیخا دولہن دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی _____

یہ شادی کرنے جا رہے ہیں۔

نہیں دولہن یہ منت چڑھانے جا رہے ہیں۔

منت کیا ہوتی ہے خالہ _____؟

منت _____ جمن خالہ مناسب لفظ ڈھونڈنے لگیں ۔۔۔۔ اسے سمجھانے کے لئے _____

گو وہ تھوڑی تھوڑی اردو سیکھ گئی تھی مگر مشکل لفظ نہیں سمجھ سکتی تھی۔

سامنے پہاڑی پر ایک بہت پہنچے ہوئے بزرگ کا مزار ہے۔ وہاں لوگ _____ اپنی خوا
پوری ہونے کی دعا مانگنے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی نے بیٹے کی دعا مانگی۔ اس کے ہاں بیٹا ہو گیا۔ تو پھر یہ
پوری ہوئی۔ وہ شکرانے کے طور پر جا کر مزار پر چادر چڑھاتے ہیں۔ اور نذر نیاز دیتے ہیں _____

مگر یہ تو شرک ہے جن خالہ _____ میں آج کل اسلام کے بارے میں جو کتابیں
رہی ہوں۔ ان میں صاف لکھا ہے۔ کہ خدا کے علاوہ کسی سے کچھ مانگنا شرک ہے۔ دینے والی صرف
کی ذات ہے۔

یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ دولہن _____ یہ لوگ بزرگ سے مانگتے نہیں۔ بزرگ سے
کرواتے ہیں۔

مرا ہوا آدمی کیسے دعا کر سکتا ہے۔

سنو دولہن ۔۔۔۔۔ یہ جو نیک لوگ ہوتے ہیں۔ جو ولی ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ ولی ۔۔۔۔
سمجھتی ہو۔ جو اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کے پیارے بندے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ
زندگی گزار جاتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں _____ بس دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں۔ وہ جب تک
رہتے ہیں۔ اللہ ہی کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوتے
ہیں۔ پھر اللہ ان کی دعائیں اور التجائیں سننے لگتے ہیں زلیخا دولہن آنکھیں چھپک چھپک کر جن خالہ
طرف دیکھتی رہی ۔۔۔۔۔ جواب میں کچھ بھی نہ کہا _____

دیکھو دولہن میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں ۔۔۔۔۔ تم یوسف میاں کی دولہن ہو
_____ یعنی انہیں بہت پیاری ہونا _____ ؟ یعنی وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں ۔۔۔
۔۔ اور تمہاری کوئی بات نہیں ٹالتے۔ فرض کرو میرے بیٹے عبدالشکور کو یوسف میاں سے کوئی چیز لینی
اور وہ یوسف میاں سے مانگنے کا اہل نہ ہو۔ تو وہ تمہارے پاس آئے گا۔ اور تمہیں کہے گا۔ آپ ذرا
سفارش کر دیں۔ تمہاری سفارش سے ممکن ہے۔ وہ بات بن جائے _____ تو یہ لوگ اللہ
نیک بندوں کے پاس سفارش کے لئے جاتے ہیں۔

یہاں سب لوگ جاتے ہیں۔

نہیں دولہن _____ یہ اپنے اپنے عقیدے کی بات ہوتی ہے۔ کئی لوگ اس عقید

مخالف ہیں۔ جو ماننے والے ہیں بس وہی جاتے ہیں۔

مگر اللہ تو ڈائریکٹ دعائیں بھی سنتا ہے۔ بن مانگے بندے کی آرزوئیں پوری کرتا رہتا
ہے۔ بالکل درست ہے۔ بس دولہن ۔۔۔۔۔ سارے طریقے ہی اللہ سے مانگنے کے ہیں۔ یوں بھی
اللہ بندوں کو دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو: جو نیکو کار ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی ان کے مزاروں پر اجالا ہوتا
ہے۔ اور جو بدکار ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد کوئی ان کی فاتحہ کے لئے بھی نہیں آتا _____

زلیخا دولہن ۔۔۔۔۔ ایک دم چپ کر گئی ۔۔۔۔ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔

جن خالہ اس کا چہرہ غور سے دیکھتی رہی۔ پھر بولیں۔

کیا سوچ رہی ہو دولہن ۔۔۔۔۔

زلیخا نے سر اٹھایا _____ اس کی صاف ستھری آنکھوں میں نمی تھی۔

کچھ نہیں جن خالہ _____ ایسے ہی مجھے کوئی خیال سا آ گیا تھا۔

ہاں تو آپ یہ بتائیں۔ آپ نے قاری صاحب سے کہا تھا۔ وہ مجھے یوسف اور زلیخا کی کہانی
سنائیں ہاں میں نے کہا تھا _____ قاری صاحب کہہ رہے تھے۔ زلیخا بی بی سے کہیں وہ مجھ
سے قرآن باترجمہ پڑھنا شروع کر دیں۔ اس کے بعد ہی انہیں یوسف زلیخا کے قصہ کی سمجھ آ سکے گی۔

زلیخا نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ منت والا ٹولہ اب پہاڑی کے اوپر چڑھ رہا تھا _____

ان پر نظریں جما کے وہ بولی _____

ٹھیک ہے۔ میں ذرا گاؤں کے کاموں سے فارغ ہو لوں۔ پھر پڑھنا شروع کروں گی۔

ترمذی صاحب اپنی موٹر خود چلاتے ہوئے اپنے گاؤں میں داخل ہوئے۔ تو انہیں محسوس
سارا گاؤں جیسے مسکرا رہا ہے۔ جدھر بھی دیکھتے ادھر ہی روشنی سی دکھائی دیتی۔ دل ہی دل میں مسکرا
سوچنے لگے۔ یہ دل کی دنیا کی بھی عجیب ہوتی ہے۔ یہ بسی ہوئی ہو تو ہر طرف پیار کا سماں نظر آتا ہے
دل کی دنیا اجڑی ہوئی ہو تو گلستاں کے اندر بھی ویرانہ نظر آتا ہے۔ یہ سوچتے سوچتے وہ اپنی حو
قریب آ گئے۔ سارا راستہ صاف ستھرا تھا۔ گھر بھی چم چم کر رہا تھا۔ ایک صاف سٹول پر چوکیدار بیٹ
ان کو دیکھتے ہی سیلوٹ کیا اور گیٹ کھول دیا۔ سارے نوکر دوڑے آئے۔ ڈرائیور نے پیچھے سے سر
دروازہ کھولا۔ وہ باہر آ گئے۔ پوری عمارت پر نظر ڈالی۔ اور پھر لان کی طرف بڑھے۔ لان کا گھاس
ہو رہا تھا۔ کٹے پودے لگے ہوئے تھے۔ باہر باقاعدہ بیٹھنے کو کرسیاں لگی تھیں۔ ستمبر کی شام خنک
تھی۔ چڑیاں چہچہا رہی تھیں _____

''خدا بخش: یہ گھر بہت خوبصورت اور صاف ستھرا لگ رہا ہے _____ کس نے کیا ہے

سرکار: خدا بخش نے ہاتھ باندھ کر کہا _____ ''یہ سب تو زلیخا میم صاحب نے کیا۔

اچھا _____ اتنی جلدی _____ ؟

گلاب خان آگے آیا اور بولا۔

''سرکار: آپ یہ گھر دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں۔ میم صاحب نے تو سارے گاؤں کی حالت
دی ہے۔

سرکار: میم صاحب کے ہاتھ میں کوئی جادو ہے۔''

ترمذی صاحب میں اس سے زیادہ سننے کی تاب نہیں تھی۔ مسکراتے ہوئے حویلی کے اندر
۔ دو تین آوازیں دیں۔ اندر شاید کوئی نہیں تھا۔ پھر ہال کمرے میں کھڑے حیرت سے ایک ایک
تکنے لگے۔ یہ حویلی بہت پرانی تھی۔ کبھی کسی نے اس کی مرمت ہی نہ کی تھی۔ مگر اب ہال کمر
دیواروں پر لکڑی چڑھا دی گئی تھی _____ نئے پردے لگے تھے۔ صوفوں کے کپڑے

ہوئے تھے۔ قالین دھل چکا تھا۔۔۔۔۔۔ ہر شے جگمگ کر رہی تھی _____ کھانے والے کمرے
کا بھی یہی حال تھا۔ کچن تو بالکل ماڈرن لگ رہا تھا۔ سب دیکھ کر وہ اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھے۔ اندر جا
کر ان کے قدم رک گئے _____ چھپر کھٹ تو ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے وہ جرمنی سے اٹھا لائی ہو
_____ سارے خواب اس نے اس کمرے میں سجا دیئے تھے _____ اس حویلی میں ملحقہ
غسل خانے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اور وہ اسی خیال سے پریشان بھی رہتے تھے۔ کہ زلیخا کو یہ تکلیف
ہو گی۔ کمرے کی بغل میں ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔ انہوں نے بڑھ کر یہ دروازہ کھولا۔ تو حیرت زدہ
رہ گئے۔ یہ تو اٹیچڈ باتھ روم تھا۔ باہر والے برآمدے میں سے تھوڑی سی جگہ لے کر زلیخا نے باتھ روم
بنوایا تھا۔ بالکل جدید طرز کا _____ انہیں کبھی اس کا خیال نہ آیا تھا۔ انہوں نے اک اک چیز کو
غور سے دیکھا۔ اور سوچا _____ یہ ہوتی ہے عورت ذات _____ خالق کائنات نے کتنی
خوبصورتیاں دے کر اس عورت کو دنیا میں بھیجا ہے۔ کسی کی تباہ حال زندگی کو سنوار دیتی ہے۔ اجڑی ہوئی
بستیاں بسا دیتی ہے۔ اس کی جبلت میں تعمیر ہے۔ اس کے احساس میں جمال ہے۔ وہ جس جگہ بیٹھتی ہے
اس کو خوبصورت بنا کر اٹھتی ہے _____ اور زلیخا نے تو اتنے تھوڑے دنوں میں یہ سب کیسے کر لیا
_____ ؟

کیسے کر لیا یہ سب _____ ؟

وہ چکرا کر باہر نکلے _____ تو سامنے نوکرانی کھڑی تھی۔

کہاں ہیں بھئی گھر والے _____ انہوں نے پوچھا _____

سرکار زلیخا میم صاحب گھوڑے کی سواری کو گئی ہیں۔

اچھا _____ اور جمن خالہ _____

جی وہ ہمسایوں کے گھر گئی ہیں۔ میں ابھی بلا لیتی ہوں۔

بلانے کی ضرورت نہیں وہ خود آ جائیں گی۔

ترمذی صاحب آ کر اپنے بستر پر بیٹھ گئے۔ بہت آرام دہ لگ رہا تھا بستر۔۔۔۔۔ جوتے
اتارے اور لیٹ گئے۔ سیدھے چت _____ سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔۔۔

انہیں یاد آیا ان کے اصطبل میں دو چار گھوڑے بھی تھے۔۔۔۔۔ نوکر ہی ان کی دیکھ بھال کرتے
تھے۔ شاید کرسٹینا کو گھوڑے سواری کا شوق ہو۔ وہ اصطبل تک جا پہنچی ہو۔ ابھی تو اسے یہاں آئے ایک

مہینہ بھی نہیں ہوا تھا۔ تین ہفتے کے بعد وہ آ گئے تھے۔ یہ دیکھنے کہ وہ کس حد تک پریشان ہو چکی۔
اس نے تو ویرانوں کو گلستانوں میں بدل دیا تھا _____ اتنی جلدی ان کی زندگی بدل کر رکھ دی
جلدی سارے گھر کا نقشہ بدل دیا۔ اللہ نے عورت کو اپنی دنیا کی کتنی توانائی اور رعنائی عطا کی ہے۔
لوگ کبھی سوچتے ہی نہیں۔ کہ دنیا بھر کی ساری خوبصورتی دنیا بھر کے گھروں کے ساتھ وابستہ ہے۔
کے اندر عورت ہوتی ہے۔ عورت کی راجدھانی ہوتی ہے۔ اس کو طعنے دینا اور برا بھلا کہنا بے
_____ اپنی دنیا کو سنوارنے کی عقل تو ہر عورت میں ہوتی ہے۔ وہ مشرق کی ہو یا مغرب کی
پھر انہوں نے خود ہی اعتراف کیا کہ دنیا میں جتنے بھی ہنستے بستے گھر نظر آ رہے ہیں۔ سب عورت
سے ہیں۔ جس گھر کے اندر عورت کے وجود کی نفی کی جاتی ہے۔ اور بار بار اس کی عزت نفس مجروح کی
ہے۔ وہ گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ وہ گھر اجڑ جاتے ہیں۔ سوچتے سوچتے نہ جانے کس وقت وہ گہری نیند
اتر گئے۔ یوں لگا جنم جنم سے بھاگتے آ رہے تھے۔ گھنا سایہ ملا ہے۔ تو سو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔

جانے کتنی دیر تک وہ سوتے رہتے _____ کمرے میں بتی جلی اور کسی کے نرم اور گرم
نے ان کے بال سہلانے شروع کئے۔۔۔۔۔۔ جیسے کوئی انہیں پھولوں کے ٹوکرے سے نکال کر
رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔

وہ کسمائے۔۔۔۔۔۔ ان کے جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔۔۔۔۔۔ انہیں اپنے کندھے
خوشبودار وزن محسوس ہوا _____ پیشتر اس کے کہ وہ کروٹ بدلتے _____ کھنکتے سے
سی آواز آئی _____

یہ خواب نہیں حقیقت ہے _____؟

یہ خواب نہیں حقیقت ہے _____؟

ترمذی صاحب نے دونوں آنکھیں کھول کر اپنی بیوی کو دیکھا۔ اور دونوں کھلکھلا کھلکھلا
لگے _____ شام کے جھٹپٹے میں یہ ہنسنا کتنا اچھا لگا _____

ترمذی صاحب نے اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں سمیٹ لیا۔۔۔ اور بولے

کرسٹل: تمہارے پاس الہ دین کا چراغ ہے۔ وہ ہنس کر بولی _____ دل کے اندر
آگ ہے۔ تم نے مجھے چیلنج کیا تھا۔ مگر دیکھ لو۔ تم ایک مہینے سے پہلے آ گئے ہو _____

ترمذی صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے۔

مجھے معلوم ہے۔ تمہارے ساتھ لگائی گئی ہر شرط میں ہاروں گا۔ میں نے تمہارے آگے اپنی پوری
زندگی ہارنے کا تہیہ کر لیا ہے _____ مگر تم بھی اپنے شوق کا رخ میری طرف موڑو _____

کیا مطلب _____؟

میں تمہیں اپنے لئے لایا ہوں۔ صرف اپنے لئے _____ اپنی توانائیاں دوسرے کاموں
میں مت ضائع کرو۔

توانائی کام کرنے سے ضائع نہیں ہوتی۔ کام کے اندر محفوظ ہو جاتی ہے۔ سنو

یوفو: جب تک عورت کا گھر خوبصورت نہ ہو۔ وہ محبت بھرا ماحول پیدا نہیں کر سکتی۔ تمہیں اچھا نہیں
لگا یہ گھر _____

بہت اچھا لگا ہے۔ بخدا۔۔۔۔۔۔ اتنا اچھا لگا۔ اتنا اچھا لگا _____ انہوں نے اپنی بیوی
کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگا لئے _____

جیسے میں جنت میں آ گیا ہوں۔ صرف تمہارے آنے سے اس حویلی میں زندگی آ گئی ہے یہ اتنا
خوبصورت بیڈ روم اور یہ باتھ روم اتنی جلدی تم نے سب کیسے کر لیا _____؟

شکور ہے نا؟ بڑا تیز لڑکا ہے۔ ہم دونوں نے پلان بنایا۔ بہت سے مستری بلا لئے اور دن رات
کام ہونے لگا۔ میں تمہارے آنے سے پہلے سب کچھ ٹھیک کر دینا چاہتی تھی۔ میں جانتی ہوں مردوں کو
گھر میں کنسٹرکشن کی گڑبڑ کبھی پسند نہیں آتی _____

اور مجھے یہ بھی پتہ تھا وہ شرارت سے ہنسی۔

کہ تم تین ہفتے سے زیادہ صبر نہ کر سکو گے _____

ترمذی صاحب نے آنکھیں بند کر کے سر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا _____ اور بولے _____

گھر کی حد تک تو ٹھیک ہے۔ مگر گاؤں کا ٹھیکہ مت لو۔ اب میں تمہارے بغیر شہر میں ایک دن بھی
نہیں رہ سکتا بس اب چلو میرے ساتھ _____

نہیں _____ وہ بولی بس مجھے دو تین ہفتے اور دے دو۔ میں یہاں کچھ لوگوں کو بعض کاموں
ٹریننگ دے رہی ہوں اس کے بعد تو مہینے میں ایک آدھ بار آ کر انہیں دیکھ جایا کروں گی۔ یہ لوگ
رسے آنے سے بہت خوش ہیں۔ میں ان کو مایوس کر کے نہیں جانا چاہتی _____

یہ کون سے کام ہیں _____

وہ کام جو تمہاری والدہ نے شروع کئے تھے۔ مگر مکمل نہیں کر سکی تھیں۔ میں ان کو آگے بڑھاؤں گی۔

ترمذی صاحب اس کی آنکھوں میں حیرت سے دیکھنے لگے۔

تو وہ بتانے لگی۔

کچھ نوجوانوں کو میں ٹریکٹر اور دیگر مشینری لے کر دے رہی ہوں۔ تاکہ وہ یہاں بے موسمی سبز بھی اگائیں۔ پھر ان کو پیک کریں۔ اور دوسرے شہروں میں فروخت کر سکیں۔ لڑکیوں کا ایک ہائی ہے۔ اس کو ان ڈگری کالج کا درجہ دینا چاہتی ہوں _____ یہاں کوئی زچہ بچہ ہسپتال نہیں حویلی کا ایک حصہ میں نے ''نور بی بی ہیلتھ سینٹر'' کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اور ایک لیڈی ڈاکٹر کے اشتہار بھی دے دیا ہے۔

تمہیں کس نے بتایا کہ میری ماں کا نام نور بی بی تھا۔

جمن خالہ نے بتایا تھا۔ ابھی تو میں جبار ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ بنانے کا بھی سوچ رہی ہوں۔ ہ سے نوجوانوں کا یہ تقاضا ہے۔

تو میں کیا کروں؟ پریکٹس چھوڑ کر یہاں آ جاؤں _____

نہیں نہیں وہ ہنسنے لگی۔

ہمارے پاس بہت وقت ہے یونو! کچھ وقت لوگوں کی بھلائی کے لئے بھی صرف کرنا چاہئے۔ ساری زندگی اپنے لئے جدو جہد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے لئے گھر بناتے ہیں۔ جائیداد بناتے ہیں بڑھاپے کے لئے پس انداز کرتے ہیں۔ اور پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایک دن مر جاتے ہیں کوئی ایسا م کر کے جانا چاہیے۔ مرنے کے بعد لوگ ہمارا نام لیں۔

تم تو بالکل ہماری طرح کی باتیں کرنے لگی ہو۔ اتنی جلدی تم پر گاؤں کی صحبت کا اثر ہو ہے _____

نہیں _____ ساری دنیا میں ایسی سوچ رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ تمہارے لوگ ا سادہ دل اور غریب ہیں۔ کہ مجھے ان سے انس ہو گیا ہے _____ دیکھا نہیں جدھر جاتی ہو زلیخا میم صاحب زلیخا میم صاحب کرتے میرے اردگرد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

ہاں ڈارلنگ: تم نے واقعی زلیخا کہلوانا شروع کر دیا ہے۔

جب تک میں انہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں انہی میں سے ہوں ان جیسے نام والی ہوں۔

وہ مجھے اپنوں میں سے نہیں سمجھیں گے _____ اب تم بھی مجھے زلیخا ہی کہا

''

رو _____

نہیں میں تو میشا کہوں گا _____ میشا، کرسٹل، ڈارلنگ _____

جو جی میں آئے کہوں گا _____

اچھا جو جی میں آئے کہو _____ میں ذرا جا کر کھانا لگوا دوں۔ باہر جمن خالہ تمہارا انتظار رہی ہیں۔

گاؤں کے تمام منصوبے شروع کر کے ان پر لوگوں کی ڈیوٹیاں لگانے کے بعد زلیخا شہر آ
وعدے پر کہ ہر ماہ دو دن کے لئے وہ یہاں آ کر رہا کرے گی۔ ترمذی صاحب بھی بہت تقاضے
تھے۔ شہر میں آ کر اس نے اپنا گھر ٹھیک کیا۔ اگرچہ یہ ایک سرکاری بنگلہ تھا۔ مگر اس کو بھی نئے سر
سجانے اور بنانے میں ایک ماہ تو لگ گیا۔ پھر دونوں نے مل کر شہر کے معززین کو ایک بہت
سپیشن دی۔ یوں زندگی ایک سبھاؤ سے چلنے لگی۔

اس روز جمن خالہ گاؤں کی رپورٹ دینے آئی ہوئی تھیں۔ صبح اٹھتے ہی بولیں۔ اے دولہن
کے بعد تیار ہو جانا آج میں تمہیں ایک خاص جگہ لے کے جاؤں گی

خاص جگہ _____ زلیخا نے حیران ہو کر پوچھا _____ وہ کیا ہوتی ہے؟

یاد ہے تم نے مجھے گاؤں میں کہا تھا۔ کہ تمہیں بھی کسی مزار پر لے کر جاؤں _____

ہاں ہاں کہا تھا _____ زلیخا نے کہا۔

آج جمعرات کا روز ہے۔ میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر سلام کر
ہوں۔ تم بھی چلو۔۔۔۔۔ تمہیں دکھا لاؤں۔ اللہ والے کیسے ہوتے ہیں۔؟

مگر مجھے بتائیں۔۔۔ تو سہی _____ میں کیا پہن کر جاؤں _____ کیسے جا

بس انہی کپڑوں پر ایک چادر اوڑھ لینا۔ اس کی تو تمہیں گاؤں میں عادت پڑ ہی گئی ہے۔

ٹھیک ہے میں ضرور چلوں گی۔

ہاتھوں میں پھولوں کے لفافے پکڑے ہوئے وہ دونوں زنانے دروازے سے اند
ہوئیں۔ جمن خالہ نے جوتے اتار کر محافظ کے حوالے کئے تو اس نے بھی ایسا کیا۔ وہ ایک ایک
سے دیکھتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اندر عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ وہ حیرت زدہ رہ گئی۔ جمن
کھڑکی کے قریب لے گئیں جہاں سے مزار مبارک نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے فاتحہ کے لئے ہاتھ
زلیخا نے بھی اٹھا لئے _____ انہوں نے اندر پھول ڈالے تو زلیخا نے بھی ڈال دیئے۔ فا
کے جمن خالہ پچھلی قطاروں میں آ گئیں۔ اور بولیں۔

میں ذرا نفل پڑھ لوں۔ دولہن تم ایک طرف بیٹھ جاؤ۔

زلیخا ایک ستون کا سہارا لے کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ جمن خالہ دور مصلے پر جا کر نفل پڑھنے
ں۔ اور وہ ایک ایک عورت کا مشاہدہ کرنے لگی۔۔۔۔۔ بوڑھی عورتیں۔ جوان عورتیں، تعلیم یافتہ
_____ امیر و غریب بچے بچیاں ایک عجیب سماں تھا کوئی مزار کی کھڑکی کے آگے کھڑی رو رہی تھی
_____ کوئی گڑگڑا رہی تھی۔ کوئی شیرینی تقسیم کر رہی تھی۔ کوئی بچوں کو پکڑ کے مار رہی تھی۔ کوئی
پھیلا کر بھیک مانگ رہی تھی۔

زلیخا نے وہاں بیٹھے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ آسمان بھی بہت نورانی نظر آیا _____
یہ انوکھی زمین تھی۔ یہ انوکھا آسمان تھا _____

کیا سب لوگ یہاں خدا کو کھوجتے ہوئے آئے ہیں۔۔۔۔۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص
ے ان عام بندوں کو خدا کا پتہ بتاتے ہیں _____ کیا بات ہے یہاں کہ خلقت ٹوٹی پڑتی
_____

پھر اس کی نظر کھڑکی سے اندر مزار پر گئی۔ چھت پر ایک عالیشان فانوس روشنی بکھیر رہا تھا۔ پھولوں
ھیر لگے تھے۔ چادروں کے ڈھیر لگے تھے _____ یہاں تو کوئی خون کے رشتوں کی پروا
کرتا _____ یہاں تو کوئی زندوں کو نہیں پوچھتا _____

یہ عظیم لوگ کتنا عظیم کام کر کے گئے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مرنے کے بعد بھی سن
ہے _____ اور یہ لوگ زائرین کے لئے مسلسل دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔

پتہ نہیں زلیخا کے دل پر کیسی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

اس نے سر دیوار کے ساتھ لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ اس کے گرم گرم آنسو اس کے
ول پر گرنے لگے
_____

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو گود میں پھیلا لیا۔۔۔۔۔

اور دل ہی دل میں دعا مانگنے لگی۔۔۔۔۔

اے داتا۔۔۔۔۔ اے اللہ کے پیارے بندے۔۔۔۔۔

میں بہت دور سے آئی ہوں۔ جرمنی سے چل کے یہاں آئی ہوں۔ میرے ماں باپ نہیں ہیں۔
سے لئے دعا کریں
_____

آپ تو سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ سے میرے لئے دعا کریں۔ وہ اللہ جو مردہ تن میں

جان ڈال دیتا ہے۔ اور جس کے آگے کچھ ناممکن نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اس اللہ سے کہیں
۔۔میری کوکھ بھی ہری کردے ۔۔۔۔۔۔ اس عمر میں مجھے بار آور کردے _____ مجھے
والا شوہر دیا ہے۔ مجھے گھر دیا ہے ۔۔۔۔۔۔ مجھے سب کچھ دیا ہے ۔۔۔۔۔ اے داتا ۔۔۔
سے یہاں آئی ہوں۔ بچے کی تمنا دل کے اندر تڑپ رہی ہے لوگ کہتے ہیں آپ اللہ سے
ہیں۔ کہ وہ آپ کی سفارش مان لیتا ہے۔
کردیں نا؟ میری سفارش بھی _____
اے داتا ۔۔۔ پیارے داتا _____
کوئی چیز اس کے چہرے پر آ کر لگی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا _____
کسی عورت نے پھول پھینکے تھے۔ اور دو بتاشے بھی اس کی گود میں آ گرے تھے۔
اس کے سامنے جمن خالہ کھڑی حیرت سے اس کے روتے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔
آنکھیں کھولتے ہی اس نے اشارے سے جمن خالہ سے پوچھا _____
یہ کیا ہے _____؟
وہ آگے آئیں۔ او بولیں۔
اٹھالو دولہن۔ یہ تبرک ہے۔ یہاں جو لوگ آتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔
اسے تبرک کہتے ہیں۔
مگر میں نے تو _____
ہاں ۔۔۔۔۔ یہ بن مانگے ملتا ہے۔ جس کے نصیب میں ہو اسے مل جاتا ہے
اٹھاؤ ۔۔۔۔۔
آگے بڑھ کر انہوں نے اس کی گود میں گرے ہوئے پھول اور بتاشے اٹھا کے اس کی ہتھیلی پر رکھ
پھر دونوں باہر کی طرف چلیں۔
باہر نکل کر جمن خالہ نے پوچھا _____
کیسا لگا یہاں آنا _____؟
زلیخا بولی۔ بہت اچھا لگا۔ ایسے لگتا ہے۔ جیسے میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔

کبھی کبھی سلام کرنے آیا کرو _____ زیادہ آنے والوں پر داتا کی نظر ہوتی ہے۔
مگر میں کیسے آؤں گی۔ آپ ہی تو مجھے لے کر آیا کریں گی۔
ہاں جب میں گاؤں سے آیا کروں گی۔ تمہیں لے کر سلام کرنے جایا کروں گی۔
اگلے دن مزید ہدایات لے کر جمن خالہ گاؤں چلی گئیں۔

دوپہر کے کھانے کے لئے ترمذی صاحب گھر میں داخل ہوئے۔تو دیکھا کہ زلیخا صو
سدھ پڑی سو رہی ہے رسالہ زمین پر گرا ہے _____

انہوں نے دو تین آوازیں دیں۔وہ ہڑ بڑا کر اٹھ گئی۔

ارے آپ آ گئے ۔۔۔۔۔میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔کھانا بالکل تیار ہے۔آپ
کے کمرے میں جلدی جلدی سب کہہ کے زلیخا ان کے ساتھ کھانے کے کمرے میں آ گئی۔پ
لگانے لگا۔

کرسٹل: میں دیکھ رہا ہوں تمہارے اوپر ہمارے ماحول کا رنگ چڑھ رہا ہے۔

کیسا رنگ _____؟

دیکھو نا ایک سال کے اندر تم کتنی سست ہو گئی ہو۔جب آئی تھیں تو ایک پل چین سے
تھیں۔ہر وقت کوئی نہ کوئی منصوبہ تمہارے ذہن پر سوار ہوتا تھا۔اب جب بھی گھر آتا ہوں
سوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔صبح جاتا ہوں تو تم سو رہی ہوتی ہو _____ کیا بات ہے؟

یوفو: میں نے بھی محسوس کیا ہے۔کہ میں اب بہت سونے لگی ہوں۔کیا کروں ہر وقت نیند آ
ہے۔کتاب لے کر بیٹھوں یا کوئی بھی کام شروع کروں _____ پتہ نہیں کیسے میں سو جاتی
میں خود بھی حیران ہوں۔ایسی سستی مجھ پر کبھی طاری نہ ہوئی تھی۔

ترمذی صاحب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا _____ اس کا رنگ بھی زرد نظر آیا کہنے
تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ تمہارا رنگ مجھے کچھ زردی مائل لگ رہا ہے۔بھوک ٹھیک لگتی
بھوک _____؟ وہ مسکرائی، بھوک تو اتنی لگتی ہے۔کہ میں خوفزدہ ہو جاتی ہوں
ادھر ہضم بھی ہو گیا۔آج کل دو ہی کام ہیں مجھے کھا لینا اور سو جانا _____

تم فکر نہ کرو ایسی تبدیلیاں زندگی میں آتی رہتی ہیں۔

میری مانو تو ڈاکٹر کو دکھا لو۔چیک اپ بھی ہو جائے گا۔

نہیں نہیں وہ سختی سے بولی میں ڈاکٹر کو کبھی نہیں دکھاؤں گی مجھے ڈاکٹروں کے پاس جانا
ند نہیں۔

کرسٹل: ایک سال ہو گیا تمہیں اس نئے ماحول میں آئے۔ڈاکٹر کو دکھا لینے میں کیا حرج ہے۔

میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میں ڈاکٹروں کو پسند نہیں کرتی _____

کرسٹل: وہ اور بات تھی تم اپنا چہرہ دیکھو زرد لگ رہا ہے۔

لگنے دو۔وہ بولی میں خود اپنے آپ کو ٹھیک کر لوں گی۔زیادہ نیند کوئی بیماری کی علامت نہیں ہوتی۔

پھر تم جاگنگ شروع کر دو _____

ہاں میں سوچ رہی ہوں۔علی الصبح جاگنگ شروع کر دوں یوفو! اب تم بات کا بتنگڑ مت بنا لینا۔میں
نے دیکھا ہے۔یہاں پر لوگ ہر بات کو مسئلہ بنا لیتے ہیں۔اور ساری زندگی اسے حل کرنے میں ضائع
کر دیتے ہیں۔

اچھا اچھا خفا ہونے کی ضرورت نہیں _____

ترمذی صاحب کھانا کھا کر چلے گئے۔زلیخا نے جا کر اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا۔اسے تو بالکل ٹھیک
ناک نظر آیا۔مگر اس نے سوچ لیا۔وہ طبیعت میں رچی یہ سستی ضرور دور کر لے گی۔

دوسرے دن صبح ہی صبح ترمذی صاحب کا دفتر سے فون آ گیا۔بولے۔

کرسٹل: میں نے آج شام 6 بجے تمہارے لئے ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ لی ہے۔

میرے لئے کیوں _____؟ وہ چیخ کر بولی۔

چیخوں نہیں کرسٹل ۔۔۔۔۔اصل میں لیڈی ڈاکٹر صبوحی صمدانی میرے عزیز دوست کی بیگم ہے۔
آج ابھی صمدانی صاحب تمہیں اور مجھے کھانے پر مدعو کرنے آئے تھے۔میں نے تمہاری طبیعت کا ذکر
کر دیا وہ میرے پیچھے ہی پڑ گئے کہ تمہیں ان کی بیگم کے پاس بھیجوں۔میں زیادہ انکار نہیں کر سکا
_____ پلیز اب تم بھی ضد نہ کرنا۔میں شکور کو گاڑی دے کر بھیج دوں گا۔تم چلی جانا _____
علاج بے شک نہ کرنا۔مل لینے میں کیا حرج ہے۔؟

ٹھیک ہے۔زلیخا نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

شام کو گاڑی آ گئی۔وہ چلی گئی _____

رات کو جب ترمذی صاحب آئے۔تو پھٹ پڑی _____

یوفو: تم ہمیشہ اپنی ضد پوری کرتے ہو _____ مجھے اس کے کلینک میں بھیج دیا۔ا
میرے سارے ٹیسٹ کرادیئے _____ یہ کیا مذاق ہے؟

اچھا تو اس میں برا کیا ہے _____؟

بس میں نے کہہ دیا ہے۔اب میں رپورٹیں لینے ہرگز نہیں جاؤں گی۔

اوہو: نہ جانا _____ مگر یہ تو بتاؤ۔اس نے کیا کہا ہے۔

کیا کہنا تھا۔کہہ رہی تھی۔آپ بالکل ٹھیک ہیں۔رپورٹیں آنے پر مزید بتاؤں گی۔

خبردار مجھے مت بتانا _____ رپورٹ میں کیا آیا ہے۔میں اپنی زندگی اطمینان سے
چاہتی ہوں۔چار دن زندگی کے جو بچ گئے ہیں۔وہ میں ڈاکٹروں کے ہاں چکر لگانے اور دوا
کھانے میں ضائع نہیں کرسکتی _____

کرسٹل۔۔۔۔۔ترمذی صاحب نے ہنس کر کہا _____ ابھی تک ڈاکٹروں سے خفا ہیں
پتہ ہے زندگی ہمیشہ ڈاکٹروں کی محتاج رہتی ہے۔

اسی لئے مجھے موت پسند ہے۔جو ڈاکٹروں کی محتاج نہیں ہوتی _____

کرسٹل۔۔۔۔۔کرسٹل۔۔۔۔۔چڑچڑی بھی ہورہی ہو۔۔۔۔۔ _____

اور یہ کیا تم کبھی مجھے کرسٹل کہتے ہو۔کبھی مجھے میشا کہتے ہو _____ بھول جاؤ کرسٹل
میشا کو بس اب مجھے زلیخا کہا کرو۔اب میں زلیخا ہوں۔

ٹھیک ہے میری زلیخا۔۔۔۔۔حالانکہ میں نے تمہیں پہلے دن ہی کہہ دیا تھا۔کہ جس نام سے
چاہوں بلاؤں گا _____ مگر تم کچھ چڑی چڑی بھی ہو ہی ہو _____ اس کا مطلب
کچھ گڑبڑ ہے کہیں پر۔۔۔۔۔۔

زلیخا نے گھور کر دیکھا۔تو وہ بولے _____

یوں کرو، گاؤں کا ایک چکر لگا آؤ۔دو مہینے سے تم گئی نہیں۔جا کے دیکھو تمہارے ادارے کا
حال ہے۔کیسے چل رہے ہیں۔؟

جمن خالہ ہر مہینے مجھے رپورٹ دے جاتی ہیں۔سب لوگ بڑی دلجمعی سے کام کررہے ہیں۔

پھر بھی اس ویک اینڈ پہ تم دو چار دن کے لئے چلی جانا۔

ٹھیک ہے!

یوں تو ترمذی صاحب گھر آتے ہی اس کو پکارا کرتے تھے مگر آج شام کو موٹر سے باہر نکلتے ہی جب
انہوں نے _____

زلیخا۔۔۔۔۔زلیخا کا شور مچا دیا۔تو زلیخا نے ان کی آواز میں ایک خاص بات بہت محسوس کی۔
دوڑ کر پیشوائی کو آئی۔ان کے ہاتھ میں ایک بڑا سا خاکی لفافہ تھا۔

اس کی طرف لہرا کو بولے _____

بوجھو تو یہ کیا ہے _____؟

زلیخا کا منہ لٹک گیا۔

مجھے کیا معلوم ہوسکتا ہے _____ یہ کیا ہے؟

ترمذی صاحب کا چہرہ انتہائی سنجیدہ ہوگیا۔بولے _____

اس میں تمہاری میڈیکل رپورٹیں ہیں _____

زلیخا کا دل دھک سے ہوا۔خوفزدہ صورت بنا کر اس نے ترمذی صاحب کی آنکھوں میں دیکھا۔
وہ بدستور سنجیدہ تھے۔اس نے دل میں سوچا _____ کتنا ظالم ہے یہ شخص میں نے اسے کہا بھی تھا
کہ مجھے میری رپورٹیں نہ بتانا _____ مگر پھر ایک ہفتے بعد یہ قضیہ لے کر آ گیا۔پچھلا ایک ہفتہ
اس نے گاؤں میں گزارا تھا۔وہاں جا کے اسے بہت فرق محسوس ہوا تھا۔بلکہ کھلی فضا نے اس کی صحت پر
بہت اچھا اثر کیا تھا۔پرسوں جب وہ گاؤں سے آئی تھی تو یہی بات خود ترمذی صاحب بھی کہہ رہے تھے۔

کیا سوچ رہی ہو _____ لو دیکھ لو اپنی رپورٹیں _____

یوفو: اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میری رپورٹیں مجھے ہرگز نہ بتانا۔
تم اتنے سنگدل کیسے ہوسکتے ہو _____

ہو تو سکتا ہوں اگر کہو تو میں پڑھ کر سنا دوں وہ اندر سے کاغذ نکالنے لگے۔

نہیں پلیز نہیں _____ زلیخا نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ وہیں روک دیئے _____

اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب تھوڑی دیر تک اس کی بے بس آنکھوں میں دیکھتے رہے _____

پھر مسکرا کر بولے _____

میشا: تمہیں پتہ ہے تمہیں کیا ہوا ہے _____؟

زلیخا نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی دو قطروں کی صو
میں رخساروں پر ڈھلک آئی۔۔۔۔۔ اس نے اپنے آپ کو بری سے بری خبر سننے کے
تیار کر لیا _____

ترمذی صاحب نے بڑے پراسرار انداز میں اس کے کان کے ساتھ منہ لگا کر سرگوشی
کہا _____

Crystal : You are Pregnant ?

کیا _____ ؟

You are Pregnant ?

پھر سے کہو _____

Crystal You are Pregnant ?

انہوں نے تیسری بار کہا _____

تو وہ جھٹکے سے الگ ہوئی۔ اور بولی۔

I can not believe you ?

اسی لئے تو میں تمہیں یہ رپورٹس پڑھ کر سنانا چاہتا تھا۔

سناؤ۔۔۔۔۔ سناؤ۔۔۔۔۔ اس نے لفافہ ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے۔ ڈاکٹر صبوحی نے ڈنر کی رات یہ شک ظاہر کیا تھا۔ مگر میں نے اسے منع کر دیا
کہ جب تک تمام رپورٹیں نہ آ جائیں۔ تمہیں نہ بتایا جائے۔ پھر تم گاؤں چلی گئیں۔ اب میں
مل کر آ رہا ہوں _____

او مائی گاڈ _____ کہہ کر زلیخا صوفے پر بیٹھ گئی۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے
اسے کتنا ارمان تھا۔ بچے کا دل ہی دل میں کتنی دعائیں مانگا کرتی تھی۔ ترمذی صاحب مصلحتاً اپنے کمر

میں چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد زلیخا نے اپنی کیفیت کو سنبھالا۔ اور ان کے پیچھے ان کے کمرے میں گئی۔
وہ کپڑے بدل چکے تھے۔

یوفو: تم سچ کہہ رہے ہو یا _____ یا مذاق کر رہے ہو۔

ارے میرا تمہارا کوئی مذاق کا رشتہ ہے ۔

مجھے کبھی یقین نہ آتا اگر _____

ہمیں دیکھو _____ ہم نے تمہاری ''صورت حال'' دیکھ کر پہچان لیا۔ کہ ضرور کوئی گڑبڑ
ہے کہیں _____

صبح میں خود جا کے ڈاکٹر صبوحی سے ملوں گی _____

اچھا تو اب یہ عالم ہے _____ ترمذی صاحب نے قہقہہ لگایا۔

ضرور جانا _____ وہ بھی کہہ رہی تھیں اس عمر میں Pregnancy ہو جائے۔ تو بعض
احتیاطیں لازم ہو جاتی ہیں۔

بہت احتیاط کروں گی۔ جو بھی وہ کہے گی میں کروں گی۔

شاباش _____ ترمذی صاحب نے ہنس کر اسے بازوؤں سے پکڑ لیا۔۔۔ اور
بولے _____

اللہ تم پر مہربان ہے۔ میشا۔۔۔۔۔ اللہ مجھ پر بھی مہربان ہے زلیخا _____ ہم دونوں کو اس
عمر میں اولاد کی خوشی دے رہا ہے تم نے جتنی نیکیاں گاؤں میں کی تھیں نا؟ اللہ نے تمہیں ان کا اجر دیا ہے
اب خوش رہا کرو خوب کھاؤ پیو آرام کرو اور کچھ ایسا کرو کہ یہ چند مہینوں کا انتظار دوبھر نہ ہو جائے۔

لیڈی ڈاکٹر نے باہر آ کر ترمذی صاحب سے کہا۔

ابھی بہت دیر ہے صاحب: آپ گھر جا کر آرام کریں۔ ہم صبح تک آپ کو خوشخبری سنائیں گے۔

ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔ زلیخا بالکل ٹھیک ہے نا؟

بالکل ٹھیک۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے ہنس کر کہا۔

پھر دیر کیوں ہو رہی ہے؟ _____

جج صاحب، اس کے آرڈر اللہ میاں کے ہاں سے آتے ہیں۔ ایک نیچرل پروسیس ہے۔ اس انتظار نیچر کے مطابق کرتے ہیں۔

ذرا خیال رکھیئے گا۔ میرے لئے تو _____ میرے لئے تو زچہ و بچہ دونوں بہت قیمتی ہیں۔

ترمذی صاحب نے ہکلاتے ہوئے کہا _____

فکر نہ کیجئے _____ اس لیبر روم میں آنے والی ہر زچہ اور ہر بچہ ہمارے لئے بہت قیمتی ہوتے ہیں۔

بس اب آپ جائیں، جا کر دعا کریں۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

میں زلیخا کو اندر جا کر دیکھ سکتا ہوں؟

نہیں ڈاکٹر نے ہنس کر کہا _____

آپ انہیں اپنا پریشان چہرہ دکھانا چاہتے ہیں۔ وہ آپ سے بھی زیادہ Excited ہو رہی ہیں۔

بادل نخواستہ ترمذی صاحب گھر آ گئے۔ کبھی زلیخا کے خالی بستر کو دیکھتے _____

گھڑی کو دیکھتے۔ ایک عجیب اضطراب تھا۔ بے چینی سی بے چینی تھی _____

اف ماں پر کیا گزرتی ہوگی۔ جو اپنے جسم و جان سے گزر کر بچہ پیدا کرتی ہے۔ یہاں باپ کی سانس اٹکی ہوئی تھی۔

وہ سارے دن شمار کرنے لگے جو کرسٹل نے ان کے ساتھ گزارے تھے۔ اس کے آنے کے

زندگی کتنی بدل گئی تھی۔ دل تو ان کا بھی بہت چاہا کرتا تھا۔ کہ اب کوئی ابو کہہ کر پکارنے والا ہو۔ اور جب انہیں بچے کی آمد کی نوید ملی تھی۔ تو ایسا لگا تھا جیسے انہوں نے نئے سرے سے جنم لیا ہو۔ پتہ نہیں جوانی میں بچے کی نوید کیا اثر کرتی ہوگی۔ اب تو یوں لگا کہ جیسے ان کے دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہو گیا۔ انہیں اس کی فکر نہیں تھی۔ بیٹا ہوگا یا بیٹی _____ البتہ زلیخا اکثر یہ قصہ لے بیٹھتی۔ کیونکہ اس نے پاکستان آتے ہی مختلف لوگوں سے سن لیا تھا۔ کہ یہاں لڑکے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ لڑکا نہ پیدا کر سکنے کی بیوی کو سزا ملتی ہے۔

لیکن ترمذی صاحب تو کہتے تھے۔

نیک بخت: یہ بچہ یا بچی تو ہمیں بونس کے طور پر مل رہا ہے۔ ہم اپنی اصل عمر گزار چکے ہیں۔ شائد اللہ کو ہمارا ملاپ پسند آ گیا ہے _____

وہ پوچھتی _____ یوفو: اگر بیٹا ہوا تو تم کیا نام رکھو گے _____؟

وہ کہتے، جاناں: یہ پاکستان ہے۔ یہاں کئی گھرانوں میں سالہا سال بچے بغیر نام کے پلتے رہتے ہیں۔ کوئی اسے کاکا کہہ چھوڑتا ہے۔ اور کوئی گڈو _____

مگر وہ ضد کرتی۔

یوفو: ہمیشہ بچے کا نام پہلے سوچ کر رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو بچے کے پیدا ہوتے ہی نام رجسٹر کرانا پڑتا ہے۔

اور تمہارے ہاں تو بچہ ماں کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ہے نا؟ _____

وہ کہتی۔۔۔۔۔۔ ہاں

اس لئے یہاں پیدا ہوتے ہی بچے کے باپ کا نام پوچھا جاتا ہے۔

چھوٹی سی بات ہے اور تم بحث کئے جاتے ہو۔ وہ چڑ جاتی۔

اصل میں تم آج کل اپنی طبیعت سے بے زار ہو گئی ہو۔ اس لئے بہانے بہانے سے بچے کا ذکر کر کے وقت گزارنا چاہتی ہو _____

اور تم اس وقت گزاری میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے؟

ہاں ساتھ دے تو رہا ہوں۔ سنو کرسٹل، میں نے بیٹی کا نام سوچ رکھا ہے _____

اچھا _____ کتنے چالاک ہو؟ _____

تو یوں کرتے ہیں۔تم بیٹے کا نام سوچ لو _____ بیٹا ہوا تو تم نام رکھ دینا۔ بیٹی ہوئی تو میں رکھ دوں گا _____

میں نے سوچ رکھا ہے۔ بیٹا ہوا تو اس کا نام عبدالجبار یوسف رکھیں گے۔

یعنی جبار _____ تم جبار نام رکھو گی _____ پتہ ہے۔ میرا باپ بہت سخت طبیعت کھردرا آدمی تھا۔ اور کسی کی بات نہیں سنتا تھا۔ ہمیشہ اپنی من مانی کرتا تھا۔ اس کا نام رکھو گی تو ویسا ہی پیدا ہوگا،۔ پھر اس کو تم بھگتتی رہنا۔

ٹھیک ہے میں ہی بھگتوں گی نا؟ تمہیں کیا _____

روز کی یہ بحث آخری دنوں میں ایک موڑ پر آ کر رک گئی۔ جب ڈاکٹر نے اچانک بتایا کہ جڑواں بچے ہیں۔

ترمذی صاحب گھبرا سے گئے۔ مگر زلیخا پرسکون رہی _____

تم بالکل ٹھیک محسوس کرتی ہو نا زلیخا _____ ایک دن انہوں نے پوچھ ہی لیا۔

ہاں بالکل ٹھیک نارمل بس وزن کچھ زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے سانس پھولنے لگی ہے۔

مجھے تو فکر رہنے لگا ہے۔

کیوں _____ کیا زچگی سے تم گزرو گے _____؟

ترمذی صاحب مسکرائے _____

سمجھ گیا۔ تمہاری حس مزاح بتا رہی ہے کہ تم نارمل ہو۔

سنو یوفو: تم ایشیائی لوگ ہر بات کو ایک قضیہ بنا لیتے ہو۔ اگر یہ قدرت کا کام ہے۔ تو وہی پار لگائے گی۔ مجھے تو بہت خوشی ہے۔ ایک دم سے دو بچے ہو جائیں گے۔ لیٹ پوری ہو جائے گی۔

دو بچوں کو بیک وقت پالنا بہت مشکل ہوتا ہے زلیخا _____!

یہاں تو ملازم مل جاتے ہیں۔ یہاں کوئی مشکل نہ ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔ یوفو: تم مجھے ڈرایا نہ کرو۔ لوگوں کی یاسیت مجھے ذرا پسند نہیں آتی۔ یہاں میں نے دو کیفیتیں دیکھی ہیں۔ یاسیت یا پھر نرگسیت اور ادھر تو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

کتنی جلدی تم نتیجے پہ پہنچ جاتی ہو۔ ترمذی صاحب، سوچتے ہوئے بولے۔

آج میں تمہیں ایک اور بات بتا دوں یوفو۔ میں ایک بھائی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔

واقعی _____؟ ترمذی صاحب نے حیرت سے کہا۔

ہاں _____ میرے پاپا نے مجھے بتا دیا تھا۔ میرا بھائی پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا۔ کچھ دنوں بعد ماں بھی مر گئی۔ پاپا نے مجھے پالا تھا۔

ترمذی صاحب خاموش ہو گئے۔ ان کا فکر مند چہرہ دیکھ کر بولی _____

تم فکر نہ کرو۔ میرے دونوں بچے زندہ رہیں گے اور میں ہی ان کو پالوں گی _____

ترمذی صاحب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر یقین کا اجالا تھا۔

ایک عزم تھا اس کی آنکھوں میں _____

ترمذی صاحب نے دل ہی دل میں آمین کہا _____

وہ اسے ہمیشہ زندہ سلامت دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کے بے پناہ یقین کے ساتھ ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے تھے۔

ساری رات سوچتے وسوسوں سے کھیلتے اور دعائیں مانگتے گزر گئی _____ کبھی پلک لگ جاتی کبھی آنکھ کھل جاتی۔ فجر کی اذان ہوئی تو وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ جن خشوع وخضوع سے دعا مانگ کر وہ فارغ ہوئے تو اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ وہ چونک گئے۔ پھر ان کا دل دھڑکنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔ دوڑ کر فون کے پاس آئے اور ہزار اندیشوں کے ساتھ ریسیور اٹھا لیا۔

مبارک ہو یوسف میاں _____ ادھر جمن خالہ کی آواز تھی۔ اللہ نے رحمتیں بھیجی ہیں۔ دو بیٹیاں آئی ہیں۔

اور زلیخا کیسی ہے _____؟ انہوں نے فوراً پوچھا۔

اے میاں مبارک تو لو _____

خیر مبارک جمن خالہ۔ بتاؤ نا زلیخا کیسی ہے؟

اللہ کا شکر بالکل ٹھیک ہے۔ بچیاں بھی بالکل صحت مند ہیں۔ مجھے زلیخا نے کہا میں پہلے تمہیں طلاع کر دوں۔ کہہ رہی تھی وہ تو ساری رات سوئے نہیں ہوں گے _____

(ایسے میں بھی زلیخا کو ان کا ہی خیال تھا)

انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

یوسف میاں: زلیخا کہہ رہی تھی۔ اب تم آرام سے سو جاؤ۔ نیند پوری کر کے تسلی سے ہسپتال آنا۔

کیونکہ اب زچہ کو بھی آرام کرنا ہوگا۔صرف خانساماں کو کہہ دو۔ہمیں چائے اور ناشتہ دے جائے
طرح میں سمجھا کے آئی تھی۔

ترمذی صاحب اپنی نیند پوری کر کے، نہا دھو کے، خوب بن سج کے شام کو ہسپتال پہنچے تو
بچیاں کمرے میں آ چکی تھیں۔جمن خالہ بیٹھی تسبیح پھیر رہی تھیں۔اور زلیخا کی ابھی آنکھ لگی تھی۔جمن
کھڑی ہوگئیں۔انہیں لے کر بچیوں کے پاس آ گئیں۔دونوں بچیاں فرشتوں کی صورت بے
میں سو رہی تھیں۔ترمذی صاحب دونوں کو بار بار دیکھتے۔۔۔۔۔مسکراتے۔۔۔۔۔ان کا دل
اللہ کی قدرت پر نثار ہو جائیں۔وہ جمن خالہ سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔تا کہ زلیخا کی آ
کھل جائے۔مگر زلیخا کی آنکھ تو ان کی چاپ سے ہی کھل گئی تھی۔خاموشی سے اپنے شوہر کی محویت کا
کر رہی تھی۔ان کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔بالآخر رہ نہ سکی۔۔۔۔بولی۔

یوفو: بتاؤ تو کس پہ ہیں یہ بچیاں_____

ترمذی صاحب نے پلٹ کر دیکھا۔اور جلدی سے اس کے پاس آ گئے۔اس کی پیشانی کو
اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔اور بولے۔

شکر ہے تم بخیریت ہو زلیخا، خوش ہونا؟_____

بہت خوش ہوں۔۔۔۔میری دلی تمنا تھی میری بیٹی ہو_____ مگر مجھے تو دو بیٹیاں مل گئیں

ہاں میں بھی بہت خوش ہوں زلیخا!

اب بتاؤ کیا نام رکھا ہے تم نے_____

ترمذی صاحب۔۔۔۔۔پھر اٹھ کر بچیوں کے پاس آ گئے۔۔۔۔۔ان کو چھ
بولے_____

کرسٹل میں نے سوچا تھا۔بیٹی ہوگی تو میں اسے اپنا توشہ آخرت سمجھوں گا۔

چنانچہ میں نے توشہ نام سوچا تھا_____ اب دوسرا نام تم رکھ لو_____

نہیں یوفو: مجھے جب پتہ لگا تھا کہ دو بچے ہیں۔تو میں نے سوچا تھا۔اگر دو لڑکے ہوئے تو
نام عبدالجبار، اور دوسرے کا نام عبدالغفار رکھوں گی۔

واہ واہ_____ ترمذی صاحب قہقہہ لگا کر ہنسے۔گویا تم نے جبار کا توڑ غفار
_____ بھئی واہ _____

دونوں تھوڑی دیر ہنستے رہے۔

پھر جمن خالہ بولی۔

اے میاں: تم ہی رکھ دو نا؟ کوئی بھلے سے نام _____

انہوں نے کہا۔

اچھا بتاؤ خالہ پہلے کون پیدا ہوئی تھی۔؟

جمن خالہ نے گوری والی کے رخسار پر انگلی رکھی۔یہ جو چٹی میم ہے نا۔یہ پندرہ منٹ بعد پیدا ہوئی
اور یہ جو سانولی سلونی ہے۔یہ پندرہ منٹ پہلے پیدا ہوئی ہے۔

دیکھو: زلیخا _____ ترمذی صاحب بولے۔قدرت کا انصاف دیکھو۔ایک بچی ہو بہو تم
ہے۔اور دوسری مجھ پر ہے، ہے نا؟ کالی کلوٹی۔۔۔۔۔

ہاں یہ میں نے بھی نوٹ کیا تھا۔کالی کلوٹی مت کہو، مجھے غصہ لگے لگا۔تم لوگ ایسی باتیں کرنا کب
روگے بڑی پرکشش ہے، تمہاری طرح۔۔۔۔

اچھا بھئی تم برا نہ مانو میں تو مذاق کر رہا تھا پہلے بڑی کا نام رکھتے ہیں۔

میاں تم بسم اللہ کر کے نام تو رکھو _____

ہاں خالہ جو بعد میں پیدا ہوئی ہے۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔یہ انہوں نے بچی پر ہاتھ رکھا ہے
_____ ہو بہو کرسٹل جیسی اس کا نام ہوگا توشہ _____

اور دوسری _____ زلیخا جلدی سے بولی۔

دوسری۔۔۔۔۔وہ سوچنے لگے _____ میری سانولی سلونی کا نام ہوگا لیلیٰ۔۔۔۔

لیلیٰ۔۔۔۔۔لیلیٰ۔۔۔۔۔زلیخا نے دو تین مرتبہ کہا۔پھر بولی۔Sounds Well

میرے نام سے ملتا جلتا ہے _____ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔

چلو شکر ہے ناموں کا مرحلہ تو طے ہوا _____ کیوں جمن خالہ پسند آئے۔

بہت پسند آئے۔لو میاں اسی خوشی میں منہ تو میٹھا کر لو۔انہوں نے مٹھائی کا ڈبہ کھول کر ان کے آگے کر دیا۔

گھر میں ایک زندگی بخش چہکار تھی۔ دونوں بچیاں انڈونیشی آیا کی نگرانی میں کھیل کو
_____ شور مچا رہی تھیں۔ زلیخا نے سامنے بیٹھی سلائیاں بن رہی تھی۔ شام کا وقت تو
صاحب ابھی گھر نہیں آئے تھے۔ زلیخا کبھی کبھی نظر اٹھا کر سامنے لگے کلاک کو دیکھ لیتی تھی
اتنے میں عبدالشکور اندر آیا۔ زلیخا کو سلام کیا۔ جا کر بچیوں سے کھیلتا رہا_____
زلیخا کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔
کیوں بھئی شکور کیسے ہو_____؟ زلیخا نے پوچھا۔ تمہارے بھائی ابھی تک نہیں
وہاں سے چل پڑے تھے، بس آتے ہوں گے۔
تھوڑی دیر بیٹھا۔۔۔۔ کچھ کہنا چاہا_____ پھر اٹھ کر جانے لگا۔
کچھ کہنے آئے تھے_____ زلیخا نے اس کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
جی_____ بھابی_____
پھر کہے بنا جا رہے ہو؟
بس یونہی_____ وہ شرمانے لگا۔ پھر کبھی۔۔۔۔۔۔
ارے_____ بیٹھو میاں_____ انہوں نے اشارہ کیا۔ میں کئی دنوں
ہوں تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔ پھر رک جاتے ہو۔
زلیخا بھابی: آپ سے بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔
شرم_____؟ کیا بے شرمی کی بات ہے۔
نہیں نہیں_____ وہ بولا_____ بس جھجک آتی ہے۔
تم پاکستانی لوگوں کی یہ بے جا اور بے وقت جھجک کب جائے گی۔ جو کہنا چاہتے ہو کہ
سکتے_____
بس بھابی۔۔۔۔۔ وہ ذرا ہماری تربیت اس قسم کی ہوتی ہے۔ کہ کبھی بھی کھل کر دل کی

ہے سکتے۔
میں جانتی ہوں۔ تم اپنی شادی کی بات کرنا چاہتے ہو۔
بھابی وہ حیرت سے چیخا_____ آپ کو کیسے اندازہ ہو گیا۔
کیسے اندازہ نہ ہو۔ میں پانچ سال سے پاکستان میں ہوں۔ اور اب تک لوگوں کی
رات واطوار سے واقف ہو چکی ہوں۔ یہ اپنے آپ کچھ نہیں کہتے۔ ان سے سب اگلوانا پڑتا
ہے۔ اچھا بتاؤ کون ہے وہ_____
عبدالشکور نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔
زلیخا ہنسی_____ یہاں کوئی خطرہ نہیں۔
وہ بولا_____ زلیخا بھابی_____ ہے ایک لڑکی۔۔۔۔۔
Are you in love ? زلیخا نے فوراً پوچھا۔
بھابی آپ تو دل کی بات جان لیتی ہیں۔ ایک سیشن جج ہیں۔ یوسف بھائی کے دوست بھی
ہیں۔ روزینہ ان کی لڑکی ہے۔
لڑکی کو پتہ ہے_____؟
ہاں۔۔۔۔ وہ شرمایا ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو یعنی بڑی پرانی انڈرسٹینڈنگ ہے۔
اچھا تو یہ بات ہے۔ شکل سے تو بڑے معصوم دکھائی دیتے ہو۔
بس بھابی میں اسی لئے آپ کو بتاتا نہیں تھا_____
ہاں تو اڑچن کیا ہے_____؟
اماں نہیں مانتیں_____؟
کیوں_____؟
کہتی ہیں۔ میں تمہاری شادی شہر کی لڑکی سے نہیں کروں گی۔ گاؤں میں انہوں نے میرے لئے
رشتہ ڈھونڈ رکھا ہے۔ کہتی ہیں۔ گاؤں کی لڑکیاں ہی گاؤں میں رہنا پسند کرتی ہیں۔
تمہارے بھائی کو معلوم ہے_____؟
نہیں_____ ان ہی سے تو ڈر لگتا ہے۔ پتہ نہیں کیا کہیں گے؟
اُلٹا تو شادی کرنی ہے۔ پھر سب سے سب کچھ سننا پڑے گا، جانتے ہو نا؟

جانتا ہوں۔
تو سننے کے لئے تیار رہو۔اور اپنے مؤقف پر ڈٹے رہو!
بھابی آپ ہی یہ مسئلہ حل کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔پلیز زلیخا بھابی _____
اچھا چاپلوسی نہ کرو۔۔۔۔۔۔اگر لڑکی بھی راضی ہے۔تو پھر میں یوفو سے بات کروں گی _____
مگر اماں _____ اماں سے کون سے بات کرے گا _____
یوفو کو منانے کے بعد میں جمن خالہ کو بھی منالوں گی۔۔۔۔پہلے تم مجھے وہ لڑکی دکھادو _____
ٹھیک ہے بھابی _____ عبدالشکور کا چہرہ کھل گیا۔۔۔۔
اب میں جاؤں بھابی _____
اطمینان سے جاؤ _____ وہ بچیوں کو پیار کر کے باہر نکل گیا۔
اسی وقت ترمذی صاحب نمودار ہوئے وہ دفتر سے آرہے تھے۔
بولے۔
آج شکور کو بڑی ترنگ میں دیکھا ہے۔۔۔۔۔اس کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا کیا خوشخبری تم نے اسے۔۔۔۔۔۔ایک خوشخبری تمہارے لئے ہمارے پاس بھی ہے۔
ہاں _____ زلیخا ہنس کر بولی آج آپ کا چہرہ بھی بڑا کھلا کھلا لگ رہا ہے۔
نہیں پہلے تم بتاؤ۔۔۔۔۔۔
زلیخا نے ساری بات بتادی؟ تو بولے۔
اچھا _____ میں تو سمجھتا تھا یہ اتنا سیدھا لڑکا ہے۔اسے شادی بیاہ کا ہوش کہاں؟
یوفو _____ شاید تم سمجھتے تھے کہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔کم از کم پچاس سال کی شادی پر آمادہ ہوگا۔
ترمذی صاحب نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا _____ ہنستے ہنستے ان کی آنکھوں میں آنسو
زلیخا ان کی ہنسی کو انجوائے کرتی رہی۔
جب ذرا سکون میں آئے، تو بولے _____
اتنے عرصے بعد تم نے آج ایک بہت اچھی بات کہی ہے۔تم عورتیں بڑی "گھنی" ہوتی ہو بھولتی نہیں ہو۔میں باندھ کر پلو میں رکھ لیتی ہو۔موقع ملا اور ٹکا دی _____

اچھا نا لو نہیں اپنی خوشخبری سناؤ _____
ویسے مجھے تمہاری بات کا بہت مزہ آیا ہے _____ لو انعام کے طور پر سنائے دیتا ہوں _____
پہلے بتادوں _____ تمہاری یہ دونوں بچیاں بہت مبارک قدم ثابت ہوئی ہیں _____
زلیخا نے حیرت سے شوہر کو دیکھا _____
آتے ہی باپ کو چیف جسٹس بنوادیا _____
سچ۔۔۔۔سچ یوفو _____
شدت جذبات سے زلیخا کھڑی ہوگئی۔اس کی آنکھیں نم ہوگئیں _____ پھر کچھ سوچتے ہوئے بیٹھ گئی۔
اور بولی _____
یوفو _____ پلیز جلدی سے جمن خالہ کو بلوادو _____ کل صبح ہی _____
بلوادو گے نا؟
بھئی سن لیا ہے۔بلوادوں گا _____ مگر پہلے ہمارا منہ تو میٹھا کراؤ _____
وہ اپنے آنسو چھپاتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔

صبح ہی صبح جمن خالہ ہانپتی کانپتی ہوئی اندر داخل ہوئیں_____

اے دولہن_____ اے دولہن کہاں ہوں بھئی۔۔۔۔۔

زلیخا باہر نکل آئی۔آیئے جمن خالہ میں کل سے آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔

ہاں یہی تو پوچھ رہی ہوں۔خیر تو ہے۔۔۔۔۔پھر جمن خالہ نے زلیخا کے سارے سراپے کو دیکھا اور سرگوشی میں پوچھا۔۔۔۔کوئی اور ''معاملہ'' ہو گیا ہے۔

نہیں جمن خالہ_____ زلیخا زور سے ہنسی آپ کو تو ہمیشہ دوسرے ''معاملے'' کے خواب آتے

اے آئیں کیوں نا؟ دونوں لڑکیاں بھاگتی پھرتی ہیں۔اب اس گھر میں ایک وارث آنا چا

جمن خالہ۔۔۔بیٹھ جائیں میری بات سنیں یاد ہے آپ کو جب میں نئی نئی لاہور آئی تھی

مجھے داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر لے گئی تھیں_____

ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے_____ جمن خالہ اطمینان سے بیٹھ گئیں۔

وہاں میں نے بھی دل ہی دل میں منت مان لی تھی_____

اچھا_____؟ مجھے بھی نہیں بتایا۔

بس ایسے ہی۔۔۔۔کیونکہ میری تو عمر کافی گزر چکی تھی۔اور ناممکن لگ رہا تھا کہ میرا آنگن

ہوگا پھر جب میرا پاؤں بھاری ہوا تو مجھے یقین آ گیا کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی دعائیں ضرور

اتنے سال گزر گئے۔مجھے جا کر شکریہ ادا کرنے کا خیال ہی نہیں آیا کل جب یوفو نے مجھے بتایا کہ

جسٹس ہو گئے ہیں۔تو یکا یک مجھے خیال آیا۔اللہ اپنے ناشکرے بندوں کو پسند نہیں کرتا۔

خوشیوں پہ خوشیوں دیئے چلا جا رہا ہے۔

اور ہم شکر بھی ادا نہیں کرتے_____

یہ تو بڑی خوشی کی خبر سنائی تم نے دولہن اللہ مبارک کرے۔سدا سہاگن رہو بچیوں کی

دیکھو۔

چلیے پہلے شکرانے کے نفل پڑھ آئیں۔اب تو مجھے اچھی طرح نماز آ گئی ہے۔اور مجھے بتائیں یہ

کیسے کرنا ہے؟

کیا تم منت اتارنا چاہتی ہو دولہن۔

ہاں ہاں جمن خالہ_____

اس میں کیا کرنا ہے۔شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں۔وہاں پکی پکائی دیگیں ملتی ہیں۔خرید کے

وہاں میں تقسیم کر دیں گے۔

ٹھیک ہے جمن خالہ میں آپ کو چائے بھیج کر تیار ہو جاتی ہوں۔

مزار پہ پہنچ کے دونوں نے منت اتار دی۔جمن خالہ نے جب نوافل پڑھ لئے۔تو دور بیٹھ کر زلیخا کو

سے دیکھنے لگیں۔اور سوچنے لگیں_____ واہ اللہ تیری کیا شان ہے۔تیری رحمت چاہے تو پل

ی کو بدل کر رکھ دے۔پچھلی مرتبہ زلیخا اک اک عورت کو حیرت سے تکتی تھی۔اب ساری عورتیں مڑ

ایک میم کو دیکھ رہی تھیں۔جو بڑے قرینے سے سفید دوپٹے کی بکل مارے اپنے اللہ سے لو لگائے

تھی۔

جب زلیخا نے نماز ختم کر لی۔تو جمن خالہ کھڑی ہو گئیں۔

چلو دولہن_____

نہیں خالہ_____ وہ خالہ کا ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف لے گئی۔میں نے آپ سے ایک اور ضروری

کرنی ہے۔اور اس بات کے لئے مجھے اس جگہ سے بہتر کوئی جگہ دکھائی نہیں دے رہی۔۔۔۔۔

جمن خالہ ذرا پریشان سی ہوئیں۔

دونوں دور ایک کونے میں بیٹھ گئیں۔تو زلیخا بڑے سکون سے اور بڑے سلیقے سے عبدالشکور کی پسند

کر چھیڑ دیا۔

جمن خالہ ایک دم سیخ پا ہوئیں۔۔۔۔پھر اپنے اوپر قابو پا لیا۔اور بولیں۔

دیکھ دولہن تو ایسی جگہ پر بیٹھ کر مجھ سے وعدہ لے رہی ہے مگر میں تجھے صاف کہہ دیتی ہوں وہ لڑکی

بالکل پسند نہیں_____

خالہ شادی تو شکور کی ہو رہی ہے۔

جب ماں کہتی ہے وہ لڑکی مجھے بالکل پسند نہیں۔تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔کہ اسے اپنے بیٹے

کے لئے وہ لڑکی مناسب اور موزوں نہیں لگ رہی۔ ماں اپنے بیٹے کو پال پوس کر جوان کرتی ہے کی زندگی کے ڈھب کو سمجھتی ہے۔

چھوڑو خالہ یہ سب پرانی باتیں ہیں۔ آج کل لڑکا اور لڑکی زیادہ جانتے ہیں۔

کوئی بات پرانی نہیں ہوتی دولہن انسان کا بچہ تو ازل سے پیدا ہو رہا ہے۔ کہیں انسان ہو ہے۔ اگر انسان پرانا نہیں ہے۔ تو اس کی جبلتیں بھی وہی ہیں۔

خالہ زندگی تو شکور نے گزارنی ہے۔ میں نے لڑکی کو دیکھا ہے ، مجھے تو وہ بڑی مہذب دکھائی دی ہے۔

بعض چیزیں جیسی دکھائی دیتی ہیں۔ ویسی نہیں ہوتیں۔

خالہ۔۔۔۔۔ خالہ۔۔۔۔۔۔ میں اس سے وعدہ کر بیٹھی ہوں۔ میرے وعدے کی لاج تو یوسف میاں کہا کہتے ہیں_____؟

وہ کہتے ہیں۔ میں اس معاملے میں دخل نہیں دوں گا۔ میں نے تو خود فیصلہ کرنے میں آ دی۔ اگر تم ذمہ داری لیتی ہو تو کر دو شادی_____

شادی کھیل نہیں ہوتی دولہن ہم گاؤں کے لوگ ہیں۔ ہماری عادات شہریوں سے ہوتی ہیں۔

نہیں خالہ شکور تو تمام عمر شہر میں رہا ہے۔ وہ جب بھی شادی کرے گا شہری لڑکی میں سے کر تو کیوں نہ اس کی پسند سے کر دو_____

ٹھیک ہے دولہن_____ جمن خالہ سوگواری سے کھڑی ہو گئیں۔

اس نے گھر بھر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ میں اکیلی کہاں تک انکار کر سکوں گی۔ اور پھر گاؤں کی کسی لڑکی سے شادی کرنا نہیں چاہتا تو اپنی مرضی کر لے۔

تھینک یو_____ تھینک یو _____ جمن خالہ _____

واپسی پر وہ دونوں داتا دربار سے مٹھائی کا ڈبہ بھی لیتی آئیں۔

پھر آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہاں ہو گئی۔ شادی کی تاریخ ٹھہر گئی۔ گھر میں ایک خوبصورت سی ہلچل شروع ہو گئی۔ ننھی بچیوں کے کپڑے بننے لگے۔ بازاروں کو چکر لگنے لگے۔ زلیخا نے ہر کام ہاتھ سے کیا۔ ساری مدد اپنی سہیلیوں سے لی۔ اور پاکستان کے رسم و رواج کے مطابق دولہن کو بیاہ کر

گھر لے آئی۔

اس گھر کی چھت پر دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ زلیخا نے ان کو ٹھیک کروا کے دولہن کا سامان وہاں سجوا دیا تھا۔

ایک نئی نویلی دولہن گھر میں آ گئی۔ اب جب ترمذی صاحب، شام کو گھر آتے تو انہیں بہت اچھا لگتا سب ایک ساتھ بڑے کمرے میں بیٹھے ہوتے۔ بچیاں چھم چھم کرتی۔ بھاگتی دوڑتی نظر آتیں۔ نوکر خوش خوش کام کرتے نظر آتے۔ رات کے کھانے پر میز بھری بھری لگتی۔ اب تو شکور بھی وقت پر گھر آنے لگا تھا۔

ترمذی صاحب بھی کافی دیر تک سب کے ساتھ گپیں لگایا کرتے۔ البتہ جمن خالہ اب زیادہ تر گاؤں میں ہی رہتی تھیں۔ زلیخا دولہن بھی مہینے بعد گاؤں کا ایک چکر ضرور لگا آتیں۔ انہوں نے جو منصوبے وہاں شروع کئے تھے۔ وہ بڑی خوبصورتی سے چل رہے تھے۔ ویسے بھی وہ سارے لوگ راہنمائی حاصل کرنے شہر میں آئے رہتے تھے۔

ایک دن ترمذی صاحب گھر آئے۔تو بڑی خاموشی تھی۔حیران ہو کر بولے۔

کیا بات ہے اتنا سناٹا کیوں ہے _____؟

سناٹا کہاں ہے یوفو _____؟ تو شہ اور لیلیٰ سو گئی ہیں۔روزینہ اپنے میکے گئی ہوئی ہے۔

شام کو شکور بھی وہاں چلا جاتا ہے _____

کیوں _____ میکے کیوں گئی ہے، وہ فکرمندی سے بولے _____ کیا لڑائی ہو گئی ہے؟

افوہ، یوفو _____! تم سمجھتے کیوں نہیں۔؟ اس کا پہلا بچہ ہونے والا ہے _____ اس لئے

خری دنوں میں ماں کے پاس چلی گئی ہے _____

اتنی جلدی _____؟ ترمذی صاحب کے منہ سے نکلا۔

کیا کہہ رہے ہو یوفو _____! سال ہو گیا ہے اس کی شادی کو۔

ارے سال گزر گیا۔۔۔۔ پتہ بھی نہیں چلا _____

تم تو اتنے مصروف لگتے ہو یوفو! اب تمہیں کسی بات کا پتہ نہیں چلتا۔اور نہ کبھی گھر کی باتوں میں

دلچسپی لیتے ہو _____

ہاں کرسٹل _____ مصروف تو بہت ہو گیا ہوں۔مگر یہ نہ کہو کہ گھر کی باتوں میں دلچسپی نہیں

لیتا۔اصل میں تم نے اتنی خوبصورتی سے سارے خاندان کو سنبھال رکھا ہے۔کہ میں کچھ بھی کرنے کی

ذمہ داری لیتا ہوں۔نہ دخل اندازی کرتا ہوں۔اس کا برا نہ مانا کرو۔

زلیخا چپ رہی _____

گھر کیا ہوتا ہے۔زلیخا یہ تو میں نے تم سے سیکھا ہے۔یہ سب تم نے بنایا ہے۔

میری زندگی میں جو کچھ ہے۔تمہارے ہی دم سے ہے۔تمہارے بھروسے پر باہر کے کام

خوش اسلوبی سے کرتا رہتا ہوں تم نے کتنے پیار سے عبدالشکور کی شادی کی ہے۔

اچھا _____ اب لایعنی باتیں نہ کرو۔زلیخا بولی۔اگر میں یہ سب نہ کروں تو

کروں _____؟

کیا شکور بھی اب سسرال میں رہتا ہے۔انہوں نے پوچھا۔

کبھی آ جاتا ہے۔کبھی وہیں رہ جاتا ہے _____

ٹھیک تو چل رہی ہے ان کی _____

بظاہر تو یہی لگتا ہے۔

بہو کا رویہ جمن خالہ کے ساتھ کیسا ہے؟

لگتا ہے۔جمن خالہ جو برا برا اس شادی سے انکار کرتی آ رہی تھیں۔اس نے ابھی تک اپنے دل

سے یہ بات نکالی نہیں _____

تمہاری تربیت کس روز کام آئے گی زلیخا!

تربیت صرف اپنی ماں کی کام آتی ہے۔جج صاحب!

زلیخا نے چڑ کر کہا۔

بھئی تم چاہو تو پچاس برس کے بندے کو بھی توڑ سکتی ہو _____

شاباش _____ اب زلیخا اتنے زور سے ہنسی _____ کہ مسلسل ہنستی ہی گئی۔

ہاں تو معلوم یہ ہوا کہ مرد بھی، یعنی شوہر بھی بدلہ لینے سے چوکتے نہیں۔بڑے "گھنے" ہوتے ہیں۔

دونوں پرانی باتیں یاد کر کے کافی دیر تک ہنستے رہے۔

رات سونے سے پہلے ۔۔۔۔۔ ترمذی صاحب بہت سنجیدہ تھے۔جب زلیخا نے پوچھا کہ

یکایک انہیں کیا ہو گیا ہے۔تو کہنے لگے۔

زلیخا: کبھی کبھی میں سنجیدگی سے سوچتا ہوں۔ہماری بچیوں کیا ہو گا؟

کیا مطلب _____؟ زلیخا بولی۔

دیکھو نا؟ ہمارا تو بڑھاپا شروع ہے نا؟ کل کو یہ بچیاں جوان ہوں گی۔تعلیم حاصل کریں گی ایک

زمانہ لگے گا۔۔۔۔۔۔ پھر ان کی شادیاں ہوں گی معلوم نہیں ہم سب اپنے ہاتھوں سے کر سکیں گے

بھی نہیں خوش تو بہت ہو گئے کہ اولاد ہو گئی یہ اولاد کے حق میں اچھا ہے یا نہیں _____ یہ کبھی نہیں

سوچا _____

یہ اولاد خدا نے دی ہے یوفو _____! اور خدا ہی ان کو پالنے اور سنبھالنے والا ہے۔تمہارا

اعتقاد ایسا کیوں نہیں _____؟

ایسا ہی ہے زلیخا! مگر تم انسانی فطرت کو سمجھتی ہو نا؟ جب سے ہم نے عبدالشکور کی شادی کی تب سے میرے دل کے اندر ایک شدید خواہش مچلنے لگی ہے۔ کہ ہم خود اپنی لڑکیوں کی شادی کر نہیں دوسروں کے رحم وکرم پر نہ چھوڑ جائیں۔

یوفو: میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے۔ کہ تم یاسیت بھری باتیں نہ کیا کرو۔ شاید اس زمین لوگوں کو قنوطیت میں رہنا بہت اچھا لگتا ہے۔ زندگی گزارنے کا سلیقہ یہ ہے۔ کہ جو موجود ہے اس کے زندہ رہو۔ یعنی آج میں زندہ رہو۔ کل کا فکر نہ کرو۔ آج ایک حقیقت ہے باقی اللہ پر چھوڑ دو۔ کر کتنی دیر تک زندہ رہنا ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ لیکن خوبصورت امیدیں رکھنے سے کیا جاتا ہے مجھے ہے۔ ان کی شادیوں تک ہم دونوں میں سے ایک ضرور زندہ رہے گا۔

میری دعا ہے کہ تم یہ کام اپنے ہاتھ سے کرو۔ ترمذی صاحب نے کہا تم ہی اتنے سلیقے سے یہ کر سکتی ہو _____

زلیخا نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ پھر لیٹ گئی۔ بولی _____

اب میری نیند خراب نہ کرو۔ میں سب اللہ پر چھوڑتی ہوں _____ دعا مانگ کر سو جاؤ۔

ترمذی صاحب گھر میں داخل ہوئے۔ تو کچھ کاغذات انہوں نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔

زلیخا سامنے آئی۔ اس کے پوچھنے سے پہلے بول اٹھے _____

لو جانِ تمنا: یہ کاغذات پکڑ لو۔ میں آج تمہارے لئے ایک نیا پروجیکٹ لے کر آیا ہوں _____

پروجیکٹ _____؟ کاغذات پکڑ کر وہ بولی۔

ہاں جاناں تمہیں فارغ بیٹھنے کی عادت نہیں ہے نا؟ بچیاں اب باقاعدہ سکول جانے لگی ہیں۔ تمہارے گاؤں کے منصوبے بھی خوب چل رہے ہیں۔ سارا دن مکھیاں مارا کرتی ہو اب اپنا گھر بناؤ _____

یوفو: یہ صلہ ہے۔ میں تمہیں مکھیاں مارتی نظر آتی ہوں۔

ارے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ یہاں بیٹھو اور میری بات سنو، اور سمجھ لو _____ مجھے کبھی گھر بنانے کا خیال نہیں آیا تھا۔ جب سے بچیاں پیدا ہوئی ہیں۔ میں اور طرح سوچنے لگا ہوں۔ میری ریٹائرمنٹ بھی قریب آ رہی ہے۔ اس لئے سوچا ہے۔ ریٹائرمنٹ سے پہلے اپنا گھر بنا لوں۔ جوان دونوں بچیوں کا ذاتی گھر ہو کئی دنوں سے بات چل رہی تھی۔ یہاں نہر کنارے ایک دوست کی زمین تھی میں نے اس سے چار کنال زمین خرید لی ہے۔ جب تک ساری پے منٹ کی نہیں۔ تمہیں بتایا نہیں۔ اب رجسٹریشن کے یہ مکمل کاغذات لایا ہوں _____ لو پکڑ لو _____ میری طرف سے تحفہ محبت قبول کرو _____ انہوں نے کاغذات بڑھا دئے۔

یوفو: یہ بات تم سادگی سے بھی کہہ سکتے تھے۔۔۔۔۔۔ اتنا سسپنس کیوں پیدا کرتے ہو _____

لو اور سنو: جان تمنا: محبت کو زندہ رکھنے کے لئے سسپنس کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

میں ان کاغذات کا کیا کروں _____؟

کل میں نے آرکی ٹیکٹ کو بلوایا ہے۔ اپنی پسند کا نقشہ بنواؤ _____ اور تعمیر میں جت جاؤ _____

مجھ سے یہ کام نہیں ہوگا۔

کیوں نہیں ہوگا۔ ہمارے ہاں بیگمات ہی کوٹھیاں اور بنگلے بنواتی ہیں۔

یوفو: میں تو گاؤں جا کر نئے ہسپتال کا کام شروع کرنے والی تھی۔

وہ بھی کرتی رہو۔ تم سب کر سکتی ہو؟

تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے یوفو!

تم ایک غیر معمولی ذہانت اور طاقت والی عورت ہو_____

یوفو_____ گھر بنانے کے لئے سرمایا کہاں سے آئے گا_____؟

دیکھا نا؟ میں نے کہا تھا نا؟ کہ تم ایک غیر معمولی ذہانت کی عورت ہو۔ سب سے اہم بات
لی سچی بات تو یہ ہے۔ میرے پاس اتنا سرمایا نہیں اگر زمینوں کی آمدنی نہ ہوتی، تو تنخواہ میں اتنے
سے کیسے گزر ہوتی؟

کیا بینک سے قرضہ لو گے_____؟

نہیں زلیخا میں نے سوچا ہے۔ گاؤں والی ابا جان کی حویلی بیچ دیں گے۔

نہیں زلیخا چیخی وہ حویلی میں تمہیں نہیں بیچنے دوں گی۔

کیا کریں گے زلیخا اس قدیم حویلی میں ہم کبھی کبھی تو جاتے ہیں۔ اور پھر ہماری بچیاں تو شہر
رہنا پسند کریں گی_____

ٹھیک ہے۔ مگر ابا جان کی حویلی میں۔ میں عنقریب عورتوں کا ہسپتال بنوا رہی ہوں۔ میں تمہیں
حویلی بیچنے نہیں دوں گی۔

جاناں_____ تو یہ گھر کیسے بنے گا؟ یہ گھر جو میری آخری تمنا ہے؟

ہاں سوچتے ہیں۔۔۔۔۔ زلیخا بولی وہاں ایس لنگ میں میرا گھر بھی تو ہے وہ بیچ دیتے ہیں۔

یہ کیا کہہ رہی ہو۔ وہ گھر تو تمہارے والد کی نشانی ہے تمہاری بچیوں کو بہت پسند ہے۔

اللہ ان کی قسمت کا انہیں اور دے دے گا۔

نہیں ترمذی صاحب بولے_____ میری زرعی زمین بھی ہے۔ اس کا کچھ حصہ بیچ دوں گا
مگر ایک بات غور سے سن لو۔ تم نے مجھے اور میری بچیوں کو ایک خوبصورت گھر بنا کے دینا ہے
اس سال کے آخر تک_____

یوفو: کیا بات ہے تم شیخ چلی کی طرح سوچنے لگے ہو۔

دراصل مجھے اپنے بڑھاپے کا شدت سے احساس ہونے لگا ہے۔

عبدالشکور کی بیوی نظر نہیں آ رہی_____ وہ ادھر ادھر دیکھ کر بولے۔

یوفو: یہ معاملہ کچھ گھمبیر ہو گیا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا_____

کیوں کیا ہوا ہے_____؟

پچھلے سال شکور کی بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ روزینہ ہر دوسرے دن میکے چلی جاتی تھی۔ کہتی تھی بچی مجھ
سے سنبھلتی نہیں۔ میں اپنی ماں کے پاس جاؤں گی اب بچی ایک سال کی ہو گئی ہے۔ اور دوسرا بچہ ہونے
والا ہے اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ مجھے الگ گھر لے کر دیں میں یہ
بات آپ سے کہنے والی تھی۔

جمن خالہ کیا کہتی ہیں_____؟

وہ تو لڑ جھگڑ کر گاؤں چلی گئی ہیں۔ کہہ رہی تھیں۔ عبدالشکور جو چاہے کرے۔

اور شکور کیا کہتا ہے_____؟

بہت پریشان رہتا ہے، زلیخا بولی۔ مجھ سے تو کچھ نہیں کہتا۔ مگر ظاہر ہے۔ بیوی کے بغیر تو نہیں رہ
سکتا، اس لئے کبھی یہاں آ جاتا ہے۔ کبھی اس کے پاس رہ جاتا ہے۔

اس لڑکی کو یہاں تکلیف کیا ہے؟

یوفو ایسا نہ کہو_____ لڑکیوں کی خواہش ہوتی ہے۔ ان کا گھر علیحدہ ہو۔ یہ کوئی عجیب بات
نہیں ہے۔

ہاں میں اسے علیحدہ گھر لے کر دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ اگر وہ جمن خالہ کو زندگی بھر اپنے ساتھ
رکھے تو_____

یہ ناممکن ہے یوفو_____

کیوں_____؟

اس نے مجھ سے بھی یہی کہا ہے کہ مجھے جمن خالہ کی صورت سے نفرت ہے۔ جس دن میں اس
بڑھیا کی مکروہ صورت دیکھ لیتی ہوں۔ سارا دن برا گزرتا ہے۔ میں وہاں رہنا چاہتی ہوں جہاں یہ عورت
نظر نہ آئے_____

عجیب فلسفہ ہے _____ ترمذی صاحب بولے _____ اس مکروہ بڑھیا کا نو
ہوا لڑکا اسے بہت پسند آیا۔ اور لڑکے کو بڑی پلاننگ کے ساتھ اس نے پھانس لیا۔ مگر اس کو پیدا کر
والی ماں کی صورت پسند نہیں آتی۔ زلیخا: تم ذرا احتیاط سے اپنی بچیوں کی تربیت کرنا۔ زندگی بھر
کے اندر کے ماں کی تربیت بولتی رہتی ہے۔

ترمذی صاحب اپنی سٹڈی میں بیٹھے کچھ ضروری نوٹس دیکھ رہے تھے۔ زلیخا اندر آئی اور پاس بیٹھ
انتظار کرنے لگی۔ اس کی یہی عادت تھی۔ اگر وہ کام کر رہے ہوتے تو کبھی مداخلت نہ کرتی۔ جب تک
وہ خود نظر اٹھا کر پوچھ نہ لیتے _____

اب بھی اسے بیٹھے ہوئے کافی دیر ہوگئی تو انہوں نے صفحات سمیٹ کر اس کی طرف دیکھا _____

ہاں تو۔۔۔۔۔ جان تمنا آج کا مسئلہ کیا ہے _____؟

مجھے ڈانٹو گے تو نہیں۔۔۔۔۔ زلیخا نے آہستہ سے کہا۔

ترمذی صاحب دیکھ رہے تھے۔ کہ وہ گھر کی تعمیر میں مگن ہوگئی تھی۔ پچھلے دو سالوں سے اسے کسی
کا ہوش نہیں تھا۔ دھوپ میں کھڑے رہنے کی وجہ سے اس کی رنگت سنولا ہوگئی تھی _____ بالوں
کا رنگ میلا ہوگیا تھا۔ بال الجھے الجھے رہتے تھے _____ بچیوں کو سکول بھیج کر وہ سائیٹ پر چلی
جاتی تھی۔ سارا دن وہاں رہتی۔ جس دن گھر پر ہوتی اس دن بھی مختلف دوکانوں پر فون کرتی رہتی۔
سامان میں جتی رہتی۔ کئی بار ترمذی صاحب اسے کہہ چکے تھے _____

زلیخا: ہر چیز کو اتنا سیریس (Serious) نہ لیا کرو گھر ایک سال میں نہیں بنتا نہ بنے آہستہ
آہستہ بنالو۔ اپنا حال خراب نہ کرو۔

مگر وہ کہتی تم نے مجھے چیلنج کیا ہے۔ جب میں نے اپنا حال خراب کر لیا ہے۔ تو اب کہہ رہے ہو۔
آہستہ آہستہ کام کرو میں ان بکھیڑوں میں کب تک الجھی رہوں گی۔ میں بھی چاہتی ہوں یہ کام ختم کر کے
سکھ کا سانس لوں۔

دیکھنا اس میں اپنی صحت نہ برباد کر لینا۔ ترمذی صاحب۔

اب کچھ تو برباد کرنے کا مجھے بھی حق دو _____ وہ کہتی۔

نہیں تم اس دنیا میں ہر دل آباد کرنے کو بھیجی گئی ہو۔

یوفو: یہاں ٹھیکیدار بہت تنگ کرتا ہے۔ میٹریل بیچنے والوں کا رویہ درست نہیں _____ ایک

ہفتے کے کام میں ایک ماہ لگا دیتے ہیں۔ اور مجھے عورت جانتے ہوئے طرح طرح کی تاویلیں پیش
ہیں۔ بس اس بات سے میں چڑ جاتی ہوں۔

کیا میں مداخلت کروں _____؟ وہ پوچھتے۔

نہیں میں تمہیں یہ کام خود کر کے دکھاؤں گی۔

شاباش بہادر عورت _____ وہ ہنس کر کہتے۔"

ان کو معلوم تھا۔ مکان کی تعمیر کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مگر وہ زلیخا کو اس کی مرضی کا گھر
چاہتے تھے۔ اسی لئے سارا کام اس کی صوابدید پر چھوڑ دیا تھا۔

زلیخا نے پہلے تو آرکی ٹیکٹ کو اپنا آئیڈیا دیا تھا۔ کہ چار کنال زمین میں دو ٹون ہاؤس
جائیں۔ دونوں کا اندرونی و بیرونی نقشہ بالکل ایک سا ہوگا۔ دونوں کے باہر والے پورشن میں
سے لدنی بالکونیاں لٹکتی نظر آئیں گی۔ دونوں گھروں کے درمیان ایک بڑا لان ہوگا۔ جس کے
کنارے پر سوئمنگ پول ہوگا _____ اس کے ساتھ "باربی کیو" کے لئے جگہ مختص ہوگی۔
میں پھولوں بھری راہداری چلے گی _____ جو دونوں گھروں کے مکینوں کو آنے جانے
دے گی۔

یہ نقشہ ترمذی صاحب کو بھی پسند آیا تھا۔ مگر انہوں نے پوچھا تھا _____

دو گھر کیوں _____؟ دونوں بہنیں ایک ہی گھر میں بھی تو رہ سکتی ہیں؟

نہیں یوفو _____ معلوم نہیں کل کو انہیں کس قسم کے شوہر ملیں۔ اگر وہ ایک ساتھ
دیں پھر _____ اس لئے میں نے سوچا میں دو پورشن ہی بنواؤں گی۔ فی الحال ایک پورشن
کرائے پر دے دیں گے۔ اور دوسرے میں ہم چاروں رہیں گے۔

کرائے پر کیوں _____؟

لو اور سنو: جب تم ریٹائر ہو جاؤ گے۔ پھر اس کرائے پر عیش کریں گے۔

ترمذی صاحب کھلکھلا کر ہنس دیئے _____

زلیخا: تم اتنی مکمل پلاننگ کیسے کر لیتی ہو۔ مجھے بھی تو سکھاؤ _____

"تم جو کام کر رہے ہو۔ وہ میں نہیں کر سکتی _____ اچھا _____ تم اپنا کام
اپنا کام کرتی ہوں۔"

ترمذی صاحب محسوس کر رہے تھے۔ کہ رفتہ رفتہ زلیخا کے مزاج میں تلخی آ گئی تھی۔ گھر کی تعمیر نے
اسے کچھ چڑچڑا بنا دیا تھا۔ مگر وہ ہمیشہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے۔ ان کا اندازہ غلط تھا۔ گھر کی
تعمیر کے لئے ایک سال ناکافی تھا۔ اب دو سال ہونے کو آئے تھے۔ دو چار مرتبہ انہوں نے سائیٹ پر جا
کر دیکھا بھی تھا۔۔۔۔ اس کے نقشے کی اور کام کی بہت تعریف بھی کی تھی _____ بہر حال دونوں
کو بڑے تحمل کے ساتھ اس مرحلے سے گزرنا تھا۔ اس لئے گاہے بگاہے وہ آ کر اپنی الجھنیں بیان کرتی
رہتی _____ اور ترمذی صاحب اس کا حوصلہ بڑھاتے رہتے _____

کچھ ماہ پہلے اس نے اسی طرح ڈرتے ڈرتے ترمذی صاحب کو آ کر بتایا تھا کہ گھر کے اندر بجلی کی
فٹنگ اور سوئچ وغیرہ کی تمام چیزیں اس نے جرمنی کی ایک فرم سے منگوالی ہیں۔ کیونکہ اسے جرمنی کے
سوئچ بورڈ ہی پسند تھے۔ تو انہوں نے بڑی خوشی سے اس کی تجویز کو سراہا تھا۔ وہ جانتے تھے۔ وہ اس گھر
میں بھی اپنے بچپن کا ماحول پیدا کرنا چاہتی ہے _____

آج جب ترمذی صاحب کے پاس بیٹھ کر اس نے بڑی معصومیت سے کہا _____

مجھے ڈانٹو گے تو نہیں _____ تو وہ سمجھ گئے۔ پھر کوئی شوق راستے میں آن پڑا ہے۔

ہنس کر بولے _____

میری جرات کہ تمہیں ڈانٹوں؟ _____ جاناں! میرے ڈانٹنے کی ہمت تو تم نے بعوض حق
مہر لکھوالی تھی۔

نہیں یوفو: تم پہلے وعدہ کرو۔ پھر میں اصل بات بتاؤں گی۔

اچھا وعدہ کرتا ہوں۔ بالکل نہیں ڈانٹوں گا۔ بالکل اعتراض نہیں کروں گا۔ جو کچھ تم کرنا چاہتی ہو
اس کی اجازت بھی دے دوں گا۔

تھینک یو یوفو۔۔۔۔۔! تھینک یو ویری مچ۔۔۔۔۔ اب میں تمہیں بتا سکتی ہوں۔

بتاؤ نا؟ _____ وہ اس کی تھکی تھکی صورت دیکھنے لگے۔

گھر کا نیا پورشن جو بالکل مکمل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ میں نے اسے کرائے پر چڑھا دیا ہے _____

کیا _____؟ وہ اتنی زور سے چیخے کہ زلیخا سہم گئی۔

ابھی تم نے وعدہ کیا تھا یوفو _____ کہ تم _____

مگر سوچو تو زلیخا تم نے کیا کیا ہے _____؟

کچھ بھی نہیں کیا _____ یہاں دوائیوں کی ایک جرمن فرم آ گئی ہے۔ اس کا
مینیجنگ ڈائریکٹر کے لئے گھر ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ وہ کئی بار میرے پاس بھی آیا۔ پہلے تو میں نے گھر
پر دینے سے انکار کر دیا۔ پھر ایک دن مینیجنگ ڈائریکٹر خود آ گیا۔ وہ گھر دیکھ کر بہت خوش ہوا اس
بہت بڑی آفر دی اور یہ بھی کہا کہ وہ دو سال کا کرایہ ایڈوانس دے دے گا یہ کہہ کر اس نے ترمذی
دیکھا۔

ترمذی صاحب خفگی سے چپ بیٹھے رہے۔

میں کافی دن تک سوچتی رہی۔ وہ دوبارہ بولنے لگی۔ اصل میں مجھے اپنا دوسرا پورشن مکمل کر
لئے اتنے ہی پیسوں کی ضرورت تھی۔ مجھے معلوم تھا تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اور تم کوئی اور
دو گے وہ رکی پھر یہ کہ اب میں کام میں جتی ہوئی تھی۔۔۔۔ دوبارہ شاید تعمیر کرنے کی ہمت بھی
۔آدمی ایک پورشن میں منتقل ہو جائے۔ تو سست ہو جاتا ہے۔

میں دونوں گھر مکمل کر کے ہی شفٹ ہونا چاہتی تھی۔

وہ خاموش ہی رہے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم سے نہیں پوچھا اس لئے نہیں پوچھا۔ کہ تم نے اس کام کی اجازت ہی نہ دینا تھی۔
تمہیں جانتی ہوں مجھے ایک گھر میں بیٹھ کر دوسرا گھر بنوانا پسند نہیں اس طرح میں مستقل تھکتی رہتی ہوں
یہ اچھا نہیں لگتا۔۔۔

یوفو۔۔۔۔ وہ روہانسی آواز میں بولی۔ میں نے ایک ہی کام تو تمہاری اجازت کے بغیر کیا
اور تم وہ بھی معاف نہیں کر رہے۔۔۔۔ آخر اتنا حق تو مجھے دو _____

اپنا چہرہ دیکھو _____ کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا _____ میں خود سوچتا رہتا ہوں
یہ گھر ٹھیکے پہ بنوایا دیتا۔ یہ تمہارے کرنے کا کام نہیں تھا۔

خیر اب میں نے کر کے دکھا دیا ہے نا؟ اب بتاؤ تم ناراض تو نہیں ہو میں چاہتی ہوں اگلے
دوسرا پورشن مکمل کر کے اس کو فرنش کر لوں۔ پھر ہم وہاں منتقل ہوں۔ اس کے بعد کوئی دردسر نہیں ہو
خوشی رہیں گے میٹریل تو وہاں اتنا پڑا ہے۔ تعمیر روک دی تو وہ ضائع ہو جائے گا۔

اب میں کیا کہہ سکتا ہوں تم کرایہ وصول کر چکی ہو۔

ہاں _____ کرایہ وصول کر کے کنٹریکٹ پر سائن کر کے ہی تو میں نے تمہیں اطلاع

ہے۔ ورنہ تم یہ سب کبھی نہ کرنے دیتے۔ اور ابھی تم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اعتراض بھی نہیں کرو گے۔ اور
اجازت بھی دو گے۔

مگر تم نے تو اجازت طلب کرنے سے پہلے یہ کام کر لیا ہے۔

وجہ بھی تو بتا دی ہے۔ میری مجبوری بھی تو سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں تمہاری ریٹائرمنٹ سے پہلے گھر
مکمل کروا کے وہاں شفٹ ہونا چاہتی ہوں۔

زلیخا: تمہاری بہت سی باتیں سمجھنے کا اہل نہیں ہوں۔ ایک ہی بات تسلی کو کافی ہے کہ میں کبھی تمہاری
نیت پر شک نہیں کر سکتا۔ تم نے آج تک کوئی غلط بات نہیں سوچی _____ اس لئے میں اس
معاملے میں خاموش ہو جاؤں گا۔

"تھینک یو _____ یوفو _____ تھینک یو ویری مچ"

نہر کنارے دو انتہائی خوشنما اور نو تعمیر شدہ بنگلے اردگرد کے ماحول کو ایک طرفہ حسن عطا کر رہے
دونوں بنگلوں کے اردگرد بالکونیوں میں خوشنما پھول اس طرح لٹک رہے تھے۔ جیسے شوخ و چنچل بچے
پر لٹک رہے ہوں۔ اگر کوئی شخص جرمنی سے ہو کر آئے تو اسے فوراً احساس ہوگا۔ پاکستان کی زمین پر
گھر بنے ہوئے ہیں۔ ہر راہ گیر ایک بار تو سر اٹھا کر ان بنگلوں کو ضرور دیکھتا تھا۔ لوگ انہیں جڑواں بنگلے
لگ گئے تھے۔ دونوں کے گیٹ بھی ساتھ ساتھ تھے۔ ایک کے گیٹ پر درج تھا۔ توشہ لیلیٰ۔

اور دوسرے بنگلے کے گیٹ پر لکھا تھا، یوسف زلیخا _____ اپنی ساخت کی طرح ان
بھی انوکھے نرالے تھے۔

مگر آج تو سماں ہی کچھ اور تھا۔ اندر ایک جشن منایا جا رہا تھا۔ سوئمنگ پول کے کنارے
روشنیوں کے آبشار گر رہے تھے۔ ''باربی کیو'' کے لان سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ کر اس رنگین فضا کو
رومانٹک بنا رہا تھا۔ یوسف ترمذی اور زلیخا ترمذی نے شہر کی ایلیٹ کلاس کو اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔ آج
کے ہاں ہاؤس وارمنگ ڈنر تھا۔ قہقہے تھے، شور تھا _____

توشہ اور لیلیٰ نے بھی اپنی سہیلیوں کو بلایا ہوا تھا۔ وہ اپنے جھولے والے لان میں دوڑتی، غل
پھر رہی تھیں _____ گھر کے اندر سے ہلکی ہلکی موسیقی کا شور آ رہا تھا _____

ترمذی صاحب اور زلیخا لوگوں کی مبارکبادیں وصول کر کر کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ ہر کو
کے گھر کی خوبصورتی، فن تعمیر اور اندرونی و بیرونی آرائش میں رطب اللسان تھا۔ ترمذی صاحب
دیانت داری سے سب زلیخا کے کھاتے میں ڈالتے جا رہے تھے _____ آج تو مردوں کے
عورتیں بھی زلیخا کے ذوقِ جمال اور محنت شاقہ کی قائل ہو گئی تھیں۔ زلیخا بہت خوش تھی۔ اس کی ایک
تمنا پوری ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کا مستقبل محفوظ کر دیا ہے _____
رات گئے جب کھانا کھا کے مہمانوں رخصت ہو گئے۔ تو وہ سٹڈی میں آ گئے۔ وہاں دوستوں کی طرف
سے دیئے گئے تحفوں اور پھولوں کا ایک ڈھیر پڑا تھا _____

رات کافی گزر گئی تھی۔ زلیخا نے پوچھا _____
یوفو _____ یہ گفٹ ابھی کھول کر دیکھیں۔ یا صبح کو دیکھ لیں _____
ارے ابھی تو صرف بارہ بجے ہیں۔ خوشی کا موقع ہے۔ ہم تو ابھی دیکھیں گے۔

وہ بولی۔
میں ذرا توشہ اور لیلیٰ کو دیکھ آؤں _____ میں نے ان کی آیا کو سمجھا یا دیا تھا کہ کپڑے بدل
کر سلا دے۔ مگر ذرا ایک نظر دیکھ تو لوں _____؟
ہاں تب تک میں بھی کپڑے بدل کر ذرا ریلیکس ہو جاؤں گا۔
جب تک زلیخا رات کا گاؤن پہنے سٹڈی میں داخل ہوئی۔ ترمذی صاحب کئی پیکٹ کھول کر دیکھ
چکے تھے _____
دونوں کافی دیر تک تحفوں کے بارے میں تبصرہ کرنے لگے _____
پھر اپنے بیڈروم کی طرف چلے _____
تو ترمذی صاحب نے کہا _____
زلیخا: اس بات پہ مجھے بڑی حیرت ہے۔ کہ تم نے توشہ اور لیلیٰ کو ایک بیڈروم دیا ہے۔ حالانکہ تم
نے چار بیڈروم بنائے ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ کمرہ کیوں نہیں دیا _____
وہ اپنے بیڈروم میں پہنچ گئے، زلیخا بستر پر بیٹھ گئی۔ اور رسان سے بولی مجھے معلوم تھا تم یہ سوال ضرور
کرو گے۔

سنو یوفو: میں نے ہمیشہ بچوں کی نفسیات پر غور کیا ہے۔ خصوصیت سے جب سے یہاں آئی
ہوں۔ غریب بچوں اور امیر بچوں کے Attitude میں نمایاں فرق دیکھا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ
لگایا ہے کہ ہم جیسے صاحب حیثیت لوگ پیدا ہوتے ہی بچوں کو ہر قسم کی نعمتیں اور مراعات دینے لگتے
ہیں۔ مثلاً گھر میں ہر بچے کا کمرہ علیحدہ ہوتا ہے۔ غسل خانہ علیحدہ اک اک چیز علیحدہ۔ اس طرح وہ خود
سر ہو جاتا ہے۔ جب وہ آپس میں لڑتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ خبردار میرے کمرے میں قدم نہ رکھنا۔ تم
نے میری چیز کیوں اٹھائی _____ میں تمہارے کمرے میں نہیں سوؤں گا _____ میرے
تکیہ پہ کوئی نہ بیٹھے ۔۔۔۔ اس طرح اسے میرا میرا کہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ شروع ہی سے میرا تیرا
کرنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ غریب لوگ چونکہ سب کے سب ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں۔

اس لئے وہ فاقوں میں بھی روٹی بانٹ کے کھاتے ہیں۔ ہر چیز میں ایک دوسرے کا حصہ رکھتے ہیں نے توشہ اور لیلیٰ کا بیڈ روم جان بوجھ کر ایک ہی بنایا ہے۔ انہیں چیزیں اور خوشیاں Share کر عادت پڑ جائے گی۔ ایک غسل خانہ ہونے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو باری دیں گی۔ اور ان پیدا ہوگا۔ ہر روز لڑیں گی۔ ہر روز قربت بڑھے گی۔ ایک کے بغیر دوسری کو نیند نہیں آئے گی ہیں۔ کل کلاں کو انہیں دوسرے گھر جانا ہے _____ وہاں انہیں سب کے ساتھ مل کر عادت پڑ جائے گی۔

ترمذی صاحب حیرت سے زلیخا کا تھکا ہوا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

پتہ ہے یوفو مجھے یہ خیال کیوں آیا شکور کی بیوی ہے نا روزینہ میں نے اسے بہت قریب سے ہے۔ اس کی ماں نے بچپن میں ہی ہر بچے کی ہر چیز علیحدہ کر دی تھی۔ روزینہ بڑی Possessive گئی ہے۔ چیزیں تو کیا وہ تو شکور کے منہ سے ماں کا لفظ بھی نہیں سننا چاہتی اس نے شکور کی Miserable کر دی ہے _____

میں اپنی بچیوں میں انسانیت کی بہترین عادتیں ڈالنا چاہتی ہوں _____ ورنہ تم جا یہ ساری جائیداد ہی ان کی ہے _____

کرسٹل: بہت دیر بعد ترمذی صاحب بولے _____ دنیا مجھے ایک بہت بڑا جج سمجھتی ہے _____ مگر میرا خیال ہے۔ سوچ اور عمل میں، میں کبھی تم سے نہیں جیت سکتا۔ بعض اوقات تم ایسی کہتی ہو۔ میں سکتے میں آ جاتا ہوں۔

یوفو: یہ میری دنیا ہے۔ گھر کے اندر کی دنیا عورت کی ہوتی ہے۔ مجھے اس کا زیادہ پتہ ہے۔ گھ باہر کی دنیا تمہاری دنیا ہے۔ تم اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

نہیں کرسٹل _____ تمہارے پاس کوئی ماورائی قوت ہے _____ تم ہر بات تک پہنچ جاتی ہو۔

وہ زور زور سے ہنسنے لگی۔ پھر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

کرسٹل: تم نے آج شکور اور اس کی بیوی کو نہیں بلایا تھا۔

بلایا تھا۔ خود فون کیا تھا۔ مگر کہنے لگی چھوٹی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں نہیں آؤں گی۔ میں شکور کو بھیج دینا۔ بولی۔ میں نے اس کیا باندھ کے رکھا ہوا ہے۔ جانا چاہے تو چلا جائے۔

کتنے بچے ہو گئے اب شکور کے _____؟

انہوں نے پوچھا _____

تین لڑکیاں _____؟

چار سال میں تین بچے _____ زیادتی ہے۔ خود اس کا حال بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ جن خالہ ٹھیک کہتی تھیں۔ یہ لڑکی میرے بیٹے کو تباہ کر دے گی۔

یوفو: یہ سب اس کی ماں کی تربیت ہے۔ وہ اسے کبھی نہ کہتی کہ اپنے شوہر کے گھر جاؤ۔ یا اپنے سسرالی رشتہ داروں سے ملو وہ اس کے شوہر کو اپنا غلام بنا کے اپنے گھر رکھنا چاہتی ہے۔

میں نے تو اسے الگ پریکٹس کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اور علیحدہ دفتر بھی لے کر دے دیا ہے۔ اگر چاہتا تو اس گھر میں میرے ساتھ آ کر رہ سکتا تھا۔

شکور کی ایک نہیں چلتی رہنے دو _____

واہ جی _____ اتنی اچھی دعوت کے بعد ہم کیا فضول قصہ لے بیٹھے _____ چھوڑو _____

ہاں کافی رات ہو گئی ہے۔

زلیخا نے بٹن دبا کے بتی بجھا دی۔ اور ہلکا نیلا بلب روشن کر دیا۔

شام ڈھل رہی تھی۔ کافی کی پیالیاں پکڑے جب زلیخا سٹڈی میں داخل ہوئی تو ترمذی صاحب ابھی تک کاغذوں پر جھکے ہوئے تھے۔ اس نے گرم کافی میز پر رکھی۔ اور آگے بڑھ کر پردے ہٹا دیے۔

ترمذی صاحب نے سر اٹھایا باہر دیکھا _____

ارے اتنی دیر ہوگئی۔ اور ہاتھ بڑھا کر کافی کی پیالی اٹھالی۔

زلیخا ان کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔

انہوں نے دیکھا، زلیخا کا چہرہ تھکا تھکا اور زرد لگ رہا تھا۔ اور وہ سوچنے کے انداز میں کافی پی رہی تھی

کوئی خاص بات ہے، زلیخا _____

ہاں۔ وہ آہستہ سے بولی۔ میری طبیعت کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں ہے _____

یہ میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ اب تو خیر سے گھر مکمل ہوگیا ہے۔ تم نے زبردستی مجھے شفٹ کرادیا ہے۔ اب تم آرام کرو۔

میں چاہتی تھی تمہاری ریٹائرمنٹ سے پہلے تم اپنے پورے کروفر کے ساتھ اس گھر میں آجاؤ اس لئے سب جلدی جلدی کیا _____

مگر تم جانتی ہو مجھے بوجوہ ایکسٹینشن مل گئی ہے _____

ہاں میں جانتی ہوں۔ اسی لئے تو تمہیں بتانے آئی ہوں کہ مجھے یوں لگتا ہے میں کچھ ٹھیک نہ ہوں یہاں آرام نہ کرسکوں گی۔ کچھ دنوں کے لئے ایس لنگ جانا چاہتی ہوں _____

ہاں بھئی _____ یہ زیادتی ہوئی۔ پچھلے چار سال تم گھر بنوانے میں مگن رہیں۔ جرمنی نہ جاسکیں بس میری عادت ہے، جب ایک کام شروع کر لیتی ہوں۔ تو اس کی لگن لگ جاتی ہے۔ وہاں جا بھی مجھے چین نہیں آتا تھا _____ میں خود ہی نہیں گئی۔ تم نے تو منع کیا تھا۔ تم یوں کرو۔ ترمذی صاحب بولے۔ پہلے کسی اچھے ڈاکٹر کو تو دکھالو۔ ڈاکٹروں سے تمہیں ویسے الرجی ہے۔

نہیں وہ اداسی سے مسکرائی _____ آج کل ڈاکٹر سیلٹزر (Seltzer) جرمنی سے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو دکھایا تھا۔

کیا کہتے ہیں۔

کہتے تھے شاید معدے میں السر ہوگیا ہے۔ انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ میں جرمنی جا کر سارے ٹیسٹ کروالوں۔

جاناں: چار سال تم نے یہاں کی مٹی اور ریت پھانکی ہے۔ اگر تمہیں السر نہ ہوتا تو مجھے تعجب ہوتا _____

میں چاہتی ہوں۔ زلیخا بولی۔ ایک دو ماہ کے لئے ایس لنگ چلی جاؤں۔ وہاں آرام کروں پھر اپنے سارے ٹیسٹ کروالوں۔ ویسے مجھے یقین ہے میں وہاں جاتے ہی ٹھیک ہوجاؤں گی۔ یہاں میری طبیعت گری گری رہتی ہے۔

تمہیں معلوم ہے زلیخا: ہماری مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ اگر آدمی بیمار ہوجائے اور تشخیص بھی نہ ہوسکے۔ تو اسے اس مقام پر چلے جانا چاہیے۔ جہاں وہ پیدا ہوا تھا اپنی آبائی آب وہوا میں جاتے ہی وہ ٹھیک ہوجاتا ہے۔

یہی تو میں تمہیں کہنا چاہ رہی ہوں _____

مگر جاناں _____ کچھ دن ٹھہر جاؤ اکٹھے چلے گے۔ اتنے خوبصورت گھر میں مجھے تنہا چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔

نہیں تو شہ اور لیلیٰ تمہارے پاس ہوں گی۔

ہاں ان کے بھی سکول کھلنے والے ہیں _____

یوفو: میں نے تم سے کہا تھا نا؟ جب کبھی میرا جرمنی جانے کو دل چاہے مجھے نہ روکنا _____ اور تم نے وعدہ کیا تھا _____

ہاں میں نے وعدہ کیا تھا۔ اور میں وعدے پر قائم ہوں۔ میں تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ میری مجبوری بھی سمجھو _____ تمہیں پتہ ہے نا پچھلے انتخابات میں اتنی دھاندلیاں ہوئی تھیں کہ ساری سیاسی پارٹیوں نے انہیں مسترد کر دیا تھا۔ اب انہوں نے مجھے ایکس ٹینشن دی ہے۔ کہ میں اکتوبر میں نئے سرے سے صاف اور شفاف انتخاب کرا کے جاؤں۔ اور میں نے حامی بھر لی ہے۔

کوئی بات نہیں یوفو: تم انتخابات کروا کے آجانا۔ بچیوں کو بھی ساتھ لے آنا۔ تب تک میں بھی ٹھیک ہوجاؤں گی۔ مگر اب میں ذہنی طور پر تیار ہوگئی ہوں۔ مجھے روکنا مت _____

تم آج مجھے ہمیشہ سے زیادہ کمزور لگ رہی ہو _____ تمہاری آنکھیں بھی دھنس گئی

ہیں۔۔۔۔

میں تو فکرمند ہو رہا ہوں_____

فکرمت کرو۔بس مجھے اسی مہینے جانے کی اجازت دو۔

اسی مہینے_____

ہاں یہ ستمبر کا مہینہ ہے۔یاد ہے میں ستمبر میں پاکستان آئی تھی۔

اس وقت یاد دلانے کا کونسا مقصد ہے جاناں_____

ویسے ہی تمہیں پتہ ہے نا؟ میں دنوں اور مہینوں کا حساب رکھا کرتی ہوں_____

اگست میں میری شادی ہوئی تھی۔اسی لئے اگست میں میں نئے گھر میں آ گئی۔اور ستمبر کا مہینہ اس
اچھا لگتا ہے کہ اس مہینے میں پہلی مرتبہ پاکستان آئی تھی۔

اسی مہینے جانا چاہتی ہوں۔

یہ کیا کہہ رہی ہو_____ کرسٹل_____

بس میرا دل چاہ رہا ہے جانے کو_____ وہ روہانسی ہوگئی۔

رونا مت میں انتظام کر دیتا ہوں۔تم نے بچیوں سے بات کر لی ہے۔

ہاں میں انہیں پچھلے ایک مہینے سے ذہنی طور پر تیار کر رہی ہوں۔

اور مجھے آج اچانک بتایا_____

یوفو_____ یہاں آتے ہی الیکشن کے بکھیڑے شروع ہوگئے۔اور روزانہ تمہارے
اتنے لوگ آتے ہیں۔کہ تم بس سونے کے لئے ہی اندر آتے ہو_____

جانتی ہو جتنے لوگ آتے ہی اس سٹڈی کی کتنی تعریف کرتے ہیں۔یہ اتنی خوبصورت اور
ہے۔کہ مجھے جنت کا تختہ معلوم ہوتی ہے۔بڑے مزے سے میں سارا دن یہاں بیٹھا رہتا ہوں
دفتری کام بھی یہاں کرتا ہوں۔تم نے میری زندگی میں کتنی خوبصورتیاں بھر دی ہیں۔دل ہی دل میں
کا شکر ادا کرتا ہوں۔پھر ڈر بھی جاتا ہوں۔میں نے تو دنیا میں کوئی ایسی نیکی نہیں کی۔جس کا صلہ تمہاری
جیسی بیوی کی صورت میں مجھے ملتا_____

اچھا اب جذباتی باتیں نہ کرو_____ تم نے مجھے اجازت دے دی ہے۔میں کل ٹکٹ
سیٹ کنفرم کرواؤں گی۔

پندرہ دن میں زلیخا نے تین بار ٹیلی فون کیا تھا۔ترمذی صاحب نے اسے اپنا مکمل پروگرام بتا بھی
دیا تھا۔مگر وہ ہر بار ان کا کنفرمڈ پروگرام ضرور پوچھتی_____ جیسے اسے کوئی بے یقینی ہو۔کوئی بے
چینی ہو_____

توشہ اور لیلیٰ کے امتحان دسمبر کے پہلے ہفتے میں ختم ہوگئے تھے۔لڑکیاں بڑی زور و شور سے جرمنی
جانے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔15 دسمبر ان کے جانے کی تاریخ مقرر ہوئی تھی۔اور یکم سے لے کر 15
تک زلیخا نے تین بار ان کا پروگرام پوچھنے کے لئے فون کیا تھا_____ جیسے کہ اسے ان کے آنے
کا یقین نہ ہو_____ بار بار جمن خالہ کو ہدایات دیتی۔لڑکیوں کو کورین آیا روما کو ساتھ لانے کا کہتی
گھر کی اک اک چیز کے بارے میں پوچھتی۔

زلیخا کو جرمنی گئے تین ماہ ہو چکے تھے۔وہاں جا کر وہ ایک ہسپتال میں داخل ہوگئی تھی۔ہر ہفتے
ترمذی صاحب فون کر کے اس کا حال معلوم کر لیتے۔اکتوبر میں انتخابات بخیر و عافیت ہوگئے تھے۔نئی
حکومتیں نومبر میں تشکیل پا گئی تھیں۔یکم دسمبر کو ترمذی صاحب باقاعدہ ریٹائر ہوگئے تھے۔تب انہوں نے
زلیخا کو فون کیا تھا کہ بچیوں کے دسمبر ٹیسٹ ختم ہوتے ہی وہ جرمنی آ جائیں گے۔خود انہیں بھی جرمنی جانے
کی جلدی تھی۔دل کے اندر ایک وسوسہ سا بیٹھ گیا تھا۔کہ زلیخا ان سے اپنی بیماری چھپا رہی ہے۔بارہ
سال پہلے وہ ان کی زندگی میں داخل ہوئی تھی۔ان بارہ سالوں میں ان کی زندگی ہر طرح سے مکمل اور
خوبصورت ہوگئی تھی۔وہ اپنی گزری زندگی کی ہر محرومی بھول گئے تھے_____ اس کے آنے کے
ساتھ ہی زندگی کی خوشیاں اور کامرانیاں دامن میں آ بیٹھی تھیں۔اس کے بغیر وہ جینے کا تصور بھی نہیں کر
سکتے تھے۔بمشکل انہوں نے یہ تین مہینے گزارے تھے۔گو سارا گھر زلیخا جمن خالہ کے سپرد کر گئی تھی۔اور
اپنی سلجھی ہوئی طبیعت کے مطابق چھ مہینے تک کا بندوبست کر گئی تھی۔ہر بات لکھ کر رکھ گئی تھی۔حتیٰ کہ
ادویات خانے کا سارا سودا بھی چھ ماہ کے حساب سے لے کر رکھ گئی تھی۔اس بات سے ترمذی صاحب کو
کوفت ہوئی تھی۔ادھر ان کے آنے کے دن جس قدر قریب آ رہے تھے۔زلیخا اتنی ہی بے تابی سے

فون کر رہی تھی۔ جیسے کہ اسے ان کے آنے کا یقین نہ ہو۔ اس نے پہلے سے کہہ دیا تھا۔ کہ ان سے پہلے وہ ایک ماہ کی چھٹی لے کر ہسپتال سے گھر آ جائے گی۔ اور ان سب کا استقبال ایس لنگ گھر میں کرلے گی۔

جس روز ترمذی صاحب اور بچیاں ایس لنگ پہنچیں دوپہر ڈھل چکی تھی۔ زلیخا اپنے گھر دروازے میں کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ لیلیٰ اور توشہ دوڑ کر اپنی ماں سے لپٹ گئیں۔۔۔۔ ترمذی صاحب دور کھڑے ماں بیٹیوں کے والہانہ پن کو دیکھتے رہے۔

اس سے پہلے بیٹیوں کو پیار کرنے میں زلیخا نے ایسا جذباتی پن کبھی نہیں دکھایا تھا۔ بیٹیوں کو طرح پیار کر کے جب وہ ترمذی صاحب کی طرف مڑی تو انہوں نے بھی بے تابی سے اسے گلے لگا لگاتے ہی ترمذی صاحب کو محسوس ہوا _____ کہ زلیخا پہلے سے بہت زیادہ کمزور ہو گئی ہے۔ نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر سامنے کھڑا کر لیا۔ اس نے سفید براق کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مگر چہرہ گلابی ہو رہا تھا۔ گلابی رنگ کی لپسٹک لگا رکھی تھی۔ بال بھی قرینے سے بنے ہوئے تھے _____

جاناں: تم بڑی سمارٹ ہو گئی ہو _____ دیکھو تو کتنی پتلی کمر نکل آئی ہے۔ تمہاری؟

انہوں نے اس کی کمر میں بازو ڈال کر کہا۔

یوفو: میں تمہیں کہتی تھی نا کہ میں ایس لنگ جا کر بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی۔

مگر مجھے کیا پتہ تھا۔ کہ تم جوان بھی ہو جاؤ گی۔ اور پہلے کی طرح خوبصورت بھی ہو جا

_____

ہے نا؟ _____ وہ ہنس کر بولی۔۔۔۔ اب تمہیں یقین آیا نا میں بالکل ٹھیک ہوں _____

لیکن وزن اتنا کم _____

زلیخا نے ترمذی صاحب کی بات کاٹی۔ پچھلے چار سالوں میں میرا وزن بہت بڑھ گیا تھا۔ بھدی لگتی تھی میں _____ میں نے خود تیس پاؤنڈ کم کیا ہے۔

تیس پاؤنڈ _____ ترمذی صاحب حیران رہ گئے۔

اچھا چھوڑو یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی، کافی پیو گے _____

ہاں وہی۔۔۔۔ انہوں نے ایک آنکھ بند کر کے کہا۔ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

وہ باورچی خانے کو چلی تو ترمذی صاحب نے کہا۔ تمہاری مدد کو ہم روما کو ساتھ لائے ہیں۔

آؤ روما _____ میں تمہیں چولہے کا سسٹم سمجھا دوں۔

وہ روما کو لے کر کچن میں چلی گئی، بچیاں ڈائننگ روم میں اپنا سامان کھولنے لگیں ترمذی صاحب نے گھر میں گھوم پھر کر دیکھا _____ سارے گھر کی سیٹنگ نئی ہو رہی تھی۔ اک اک چیز منہ سے بو ل رہی تھی۔ لگتا نہیں تھا کہ یہ گھر چار سال بند رہا ہے۔ باہر پنجرے میں چڑیاں بھی چہچہا رہی تھیں۔ ۔۔۔۔ صوفے کے پاس ایک معصوم سی بلی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ اک اک چیز کو گھوم پھر کر دیکھ رہے تھے۔

زلیخا کافی کی پیالیاں پکڑے آ گئی۔۔۔۔ تمہارے لئے میں نے اسی Italian ریستوران سے رات کا کھانا منگوایا ہے _____

کرسٹل _____ تم کبھی نہیں بدل سکتیں۔ تم خوبصورت روایات کر برقرار رکھنے کے لئے اپنے آپ پر بوجھ ڈالتی رہتی ہو _____

تم اسے بوجھ سمجھ لو یوفو: میں تو اسے اپنی زندگی کا تسلسل کہتی ہوں۔ اب مجھے زیادہ نصیحتیں نہ کرنا میں تم سب کے لئے بہت اداس ہو گئی تھی _____

ٹھیک ہے _____ آؤ بچو _____ سامان کھولو _____ اور ماما کو اس کے تحفے دو _____

رات گئے تک وہ چاروں ڈائننگ روم کے قالین پر بیٹھے رہے۔ ایک طویل عرصے بعد ان کے آنگن میں خوشیوں بھری رات اتری تھی۔ بیچ بیچ میں ترمذی صاحب اسے پاکستان کے حالات بھی بتاتے جاتے۔ توشہ اور لیلیٰ بھی اپنی اپنی باتیں بتانے لگیں _____ ہوٹل سے کھانا آ گیا _____ انہوں نے وہیں رومال بچھا کر قالین پر کھانا کھایا۔ روما نے برتن اٹھا لئے۔ اور کچن کا سارا چارج سنبھال لیا _____ ہنستے کھیلتے رات کے بارہ بج گئے۔ توشہ اور لیلیٰ نیند سے بے دم ہو گئیں۔ زلیخا نے تین میٹریس منگوا چھوڑے تھے۔ ڈائننگ روم میں تین بستر لگا دیئے _____ روما بھی وہیں بچیوں کے ساتھ سو گئی۔ زلیخا اور ترمذی صاحب اپنے بیڈروم میں آ گئے ترمذی صاحب بیڈروم میں آ نے کے لئے بہت بے تاب تھے۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا، زلیخا کے چہرے کا گلابی میک اپ اتر رہا تھا۔ اندر سے اس کے چہرے کی زرد رنگت اور ابھری ہوئی ہڈیاں نمایاں ہو رہی تھیں۔ بیٹیوں کے سامنے انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں پوچھی تھی۔

جب زلیخا اپنی نائٹی بدل کر آئی۔ تو انہیں محسوس ہوا وہ ہر اندازے سے زیادہ دبلی ہو
ہے_____

کرسٹل: تم نے اپنے آپ کو تھکایا ہے۔ یہ گھر بھی نئے سرے سے ٹھیک کیا ہے۔

ارے نہیں_____ وہ ہنسی۔۔۔۔۔ یہ میں نے نہیں کیا۔ میں تو آتے ہی ہسپتال
ایڈمٹ ہوگئی تھی۔ جب سارے ٹیسٹ مکمل ہوگئے۔ ذرا طبیعت سنبھلی تو میں نے وہیں سے متعلقہ کمپنی
کو فون کر کے بلایا۔ اور کہا کہ اس گھر کو نیا پینٹ کر دیں۔ صوفوں کے کپڑے بدل دیں پردے
دیں۔ نئے سرے سے ڈیکوریٹ کر دیں_____ سو تم لوگوں کے آنے سے پہلے انہوں نے اس گھ
سجا دیا، اچھا لگ رہا ہے نا؟

ہاں بہت اچھا لگ رہا ہے۔ سب کچھ بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔ یہ گھر تو ویسے بھی مجھے اچھا
ہے۔ کیونکہ یہاں سے میری نئی زندگی کی ابتدا ہوئی تھی، مگر مجھے یوں لگ رہا ہے۔ تم اپنی بیماری مجھ
چھپا رہی ہو۔ السر کے علاوہ بھی تمہیں کوئی تکلیف ہے۔

کیوں چھپاؤں گی یوفو_____ بلکہ تمہیں ڈاکٹر سے ملواؤں گی، بیماری کو چھپانا اچھی
نہیں ہوتی۔ وہ تو اچھا ہوا میں بروقت یہاں چلی آئی اور تم نے کتنا پیار جتایا کہ اتنی ڈھیر رقم دے کر
یہاں بھیج دیا۔

اچھا بتاؤ نا_____ ترمذی صاحب بستر پر بیٹھ گئے۔ وہ بھی بیٹھ گئی۔

میں بہت تھک گئی ہوں یوفو اور تم بھی تو تھکے ہوئے لگ رہے ہو آج سو جائیں اچھے بچوں کی طر
صبح سب بتاؤں گی۔

ترمذی صاحب مسکرا دیئے_____ گھڑی دیکھی رات کے دو بج رہے تھے۔ بولے_____

کرسٹل_____ ذرا گھڑی دیکھو_____

اس نے نظر اٹھا کے دیکھا۔ پھر ترمذی صاحب کو دیکھا۔ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیئے دونوں
چہروں پر وصل کی راتوں کا اجالا چھا گیا۔

آج صبح زلیخا نے اپنی ایک ہمسائی کو آمادہ کیا تھا۔ کہ توشہ اور لیلیٰ کو سنٹ گارٹ لے جائے۔
روہاں کا مشہور زمانہ چڑیا گھر دکھا لائے۔ یوں بھی سارا ہفتہ گھومتے دیکھتے شور مچاتے اور خرید و فروخت
رتے گزرا تھا۔ زلیخا ہر روز توشہ اور لیلیٰ کی فرمائش پر انہیں باہر لے جاتی۔ وہ لڑکیوں کو فضول چیزیں
فالتو کپڑے دلوانے کے خلاف تھی۔ مگر اب وہ جس چیز پر ہاتھ رکھ دیتیں۔ خرید کر لے دیتی۔ ڈھیروں
ملونے، بے شمار کپڑے_____ یوں لگتا کہ وہ اپنی اک اک سانس ان پر وار دینا چاہتی ہے۔
ذی صاحب سمجھ رہے تھے کہ بیماری کی وجہ سے رقیق القلب ہوگئی ہے۔ اور پھر تین ماہ کی دوری نے
ے ایسا بنا دیا ہے_____ اب جب وہ بچیوں کو تیار کرنے اور کھانا اور کھلانے میں بہت مصروف
فون کی گھنٹی بجی_____ تو زلیخا نے زور سے کہا_____

یوفو پلیز ذرا فون دیکھ لینا_____ مگر بیڈ روم سے_____

وہ دوڑ کر بیڈ روم میں گئے، فون اٹھایا۔ ادھر سے آواز آئی_____

مسز ترمذی ہیں۔

جی، آپ کون_____

میں ان کا ڈاکٹر ہوں۔ ہسپتال سے بول رہا ہوں۔

ہیلو ڈاکٹر_____ میں ان کا شوہر بول رہا ہوں۔ یوسف ترمذی:

ہیلو_____ آپ کب آئے؟ میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔

اور میں بھی آپ سے ملنے کو بے تاب تھا_____

تو پہلے میں آپ کو بتا دوں، ڈاکٹر بولا_____

مسز ترمذی کی بیماری خطرناک حد تک سیریس ہے۔ شاید انہوں نے آپ کو اس طرح نہ بتایا ہو۔
نکہ وہ اپنی بیماری کے متعلق بہت لاپرواہی_____ (ترمذی صاحب سانس روکے مزید سننے کو
ہے) آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ انہیں جگر کا کینسر ہے۔ انہوں نے تشخیص میں دیر کر دی۔ جگر سارا ختم

ہو چکا ہے۔ بلکہ معاملہ بڑی آنت تک پہنچ گیا ہے۔اب آپریشن بھی نہیں ہوسکتا_____

ترمذی صاحب کو یوں لگا پورا آسمان ان کے سر پر آن گرا ہے_____

ڈاکٹر پھر کیا ہوگا_____؟انہوں نے مری ہوئی آواز میں پوچھا۔

ان کو مسلسل ہسپتال میں رکھنا ہوگا۔دوائیوں کے سہارے کچھ عمر بڑھائی جاسکتی ہے بیماری کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں۔اب یہی دیکھئے مجھ سے منت کر کے انہوں نے ایک ہ مانگی تھی۔وہ کہہ رہی تھیں۔ایک ہفتہ اپنے شوہر اور بیٹیوں کے ساتھ رہ کر واپس آجائیں باقاعدہ کھاتی رہیں گی۔کوئی مسئلہ ہوگا تو مجھ سے رابطہ کریں گی۔اصولاً انہیں کل واپس آنا ہے یاددہانی کے طور پر فون کیا ہے۔

کیسی ہیں وہ_____؟

مگر ترمذی صاحب اپنے وجود میں کہاں تھے؟_____ریزہ ریزہ ہو رہے تھے۔

بڑی مشکل سے جواب دے پائے۔

شکریہ ڈاکٹر آپ نے یاددہانی کرادی اب تک کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

وہ بظاہر ٹھیک جا رہی ہیں۔مگر میں کل انہیں ہسپتال لے کر آجاؤں گا۔پھر ہم آئندہ تفصیلی بات کریں گے۔

ٹھیک ہے۔کہہ کر ڈاکٹر نے فون بند کر دیا۔

ترمذی صاحب کی شریانوں میں دوڑتا ہوا خون سر کی طرف جمع ہونا شروع ہوگیا۔ا دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور شور کرتے ہوئے اپنے خون کی آوازیں سننے لگے۔

یوں بھی ہوسکتا ہے خوبی قسمت بدنصیبی میں بھی بدل سکتی ہے۔

انہیں سب کچھ یاد آنے لگا کیوں وہ جلدی سے پاکستان چھوڑ آئی کیوں اپنی بیماری کا بچیوں کو ساتھ لانے کا اصرار اب بچیوں کے ساتھ بے تحاشا پیار،_____یہ لگن یہ _____بار بار کے تقاضے کے باوجود اپنی بیماری کو صرف السر کہہ کر ٹالتے جانا_____

دوسرے کمرے میں سناٹا ہوگیا تھا۔شاید وہ بچیوں کو چھوڑنے باہر چلی گئی تھی_____

دھواں دھار آندھی سی ذہن میں اٹھ رہی تھی۔پھر اس کے بعد آنسوؤں کا مینہ برسنا شروع ہوا بسی کے ساتھ، بڑی بے چارگی کے ساتھ ترمذی صاحب چلا چلا کر رونے لگے اپنے آپ پر

ایک طغیانی سی آگئی اور اپنی اس کیفیت کو زلیخا کے آنے سے پہلے ٹھیک بھی کرنا تھا ہچکیاں کم ہوئیں مگر آنسو تھے کہ بندھے چلے آتے تھے۔

پتہ نہیں کس وقت وہ دبے پاؤں کمرے میں آگئی تھی۔ترمذی صاحب کو پتہ ہی نہ چلا کھڑی حیرت سے انہیں دیکھتی رہی۔پھر پلنگ کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ترمذی صاحب کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کے ان کا سر اونچا کیا۔اور لرزتی ہوئی آواز میں بولی_____

یوفو_____کس کا فون تھا_____؟

ترمذی صاحب نے اپنی سرخ آنکھوں سے اس کا زرد ہوتا ہوا چہرہ دیکھا اور آنسوؤں کی قطار میں دیکھتے ہی رہے_____پھر آواز کھینچ کر بولے_____

کرسٹل: میں کبھی بھی اتنا بہادر نہیں تھا میں بہت ہی کمزور سا انسان ہوں۔

یہ تم نے کیا کیا_____؟

فون کس کا تھا یوفو_____وہ پھر بولی۔

تمہارے ڈاکٹر کا تھا_____یہ کہہ کر ترمذی صاحب نے زلیخا کو گلے سے لگا لیا۔پھر اس قدر روئے جس طرح کوئی کسی بچھڑ جانے والے کے گلے لگ کر روتا ہے_____

اس صورت حال نے زلیخا کے صبر کا بندھ بھی توڑ دیا دونوں روتے رہے پھر زلیخا نے بڑے سلیقے سے اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔۔۔اور گلے سے لگے لگے، آواز خوشگوار بنا کے بولی۔

یوفو: کتنا اچھا لگ رہا ہے۔تمہیں روتا ہوا دیکھنا بڑی خوش قسمتی ہے۔اپنی زندگی میں اپنی موت پر کی کو روتا ہوا دیکھنا۔ورنہ مجھے حسرت ہی رہتی کہ پتہ نہیں میرے جانے کے بعد تم کیسے رو گے_____؟

کرسٹل: ترمذی صاحب نے اسے اپنے کندھے سے الگ کیا۔

تم اتنی ظالم بھی ہوسکتی ہو مجھے اندازہ نہیں تھا تم نے اپنی بیماری کا مجھے بھی نہیں بتایا۔

"جب میں جرمنی میں آئی تو بیماری حد سے گزر چکی تھی، ڈاکٹروں کا کیا ہے۔وہ تو آخر دم تک علاج کرتے ہیں۔اور امید دلاتے ہیں۔مگر مجھے اندر سے خبر مل گئی ہے اب دنیا میں میرا کام ختم ہوگیا ہے_____

ایسا نہ کہو کرسٹل میں کیسے جیئوں گا۔بچیوں کو کون سنبھالے گا_____

میں نے تم سے کہا تھا نا؟ کہ ہم دونوں میں سے ایک کو اس کام کے لئے جینا ہوگا۔ اب یہ کا
کرو گے _____

نہیں نہیں۔۔۔۔۔نہیں کرسٹل _____

یوفو: میں سمجھتی تھی تم بہت ہی بردبار اور دانا و بینا شخص ہو زندگی اور موت کو سمجھتے ہو۔

دیکھو نا؟ ہم نے اس تھوڑی سی رفاقت میں کتنا زیادہ پالیا ہے۔ جو عام جوڑے برسوں کی رفا
میں نہیں پا سکتے۔ بے وقت ہم نے شادی کی بے وقت ہمیں اولاد نصیب ہوئی۔ تم نے اپنے کیریئر کی
دیکھ لی میں نے اپنے گھر کی خوبصورتیاں دیکھ لیں۔ جب تم یہ سوچو گے کہ میں نے بارہ سال میں
اچھے کام کئے ہیں۔ تمہیں بڑا سکون ملے گا _____

نہیں میں کچھ نہیں سنوں گا۔ تمہیں ہسپتال جانا ہوگا۔ تمہیں علاج مستقل کرنا ہوگا۔ میں مست
تمہارے ساتھ رہوں گا۔ بچیاں بھی یہاں داخل ہو جائیں گی _____

وہاں میرا کون ہے _____ میں کس کے پاس جاؤں۔ ہم سب آج سے جرمنی میں ہی رہے گے

اچھا _____ زلیخا کھڑی ہوگئی۔ میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔ اب ماتمی چہرہ ٹھیک کرو
دھو کر کپڑے بدلو _____ اور شام کو جب بچیاں واپس آئیں تو تمہاری کسی بات سے میری بیما
ظاہر نہ ہو _____

مگر ترمذی صاحب شام تک اپنا چہرہ اور موڈ ٹھیک نہ کر سکے وہ جس وقت زلیخا کی طرف دیکھتے
کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھوڑی دیر کے لئے وہ گھر سے باہر بھی نکل گئے جب اندر آئے تو ز
کپڑے بدل کر بڑی سکون کی نیند سو رہی تھی _____

وہ ڈائننگ روم میں بیٹھ کر اس کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگے _____

وہ اٹھ کر سیدھا ان کے پاس آئی کھانا تیار کیا۔ انہیں میز پر بلایا _____ پھر آہستہ آہ
بولنے لگی _____

یوفو: میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔ میں کل ہوسپٹل چلی جاؤں گی۔ تم بچیوں کے ساتھ یہیں رہو گے
میں اپنا باقاعدہ علاج کرواؤں گی مگر تم بھی میری ایک بات مانو۔

ایک بات _____؟ ترمذی صاحب نے بھاری گلے سے کہا _____

سانس رک جائے اگر تم سے محبت نہ کروں!

زلیخا ہنسنے لگی۔ شکر ہے اب مجھے شعروں کا مطلب سمجھنا آ گیا ہے _____

یوفو: زندگی کی قدر اس وقت آتی ہے _____ جب وہ قریب الاختتام ہوتی ہے، اس سے
پہلے تو ہم اسے کرایے کا مکان سمجھتے ہیں۔ اور بہت Misuse کرتے ہیں۔

میری سنو: ضد نہ کرو _____ مجھے گھر میں رہنے دو۔ اور جتنا وقت باقی بچا ہے۔ آؤ پیار
کرنے میں گزار دیں _____ ہم دونوں ایک ساتھ اپنی بیٹیوں کے پاس رہیں _____
ان کو اپنی محبت کی خوبصورتیاں دیں۔ اگر میں ہوسپٹل چلی گئی۔ تو ہر شے پر اداسیوں کی نحوست چھا جائے
گی _____

میں تمہارا فلسفہ نہیں مانتا _____ مجھے تمہاری زندگی کی ضرورت ہے۔ اور تمہیں میرے لئے
ہسپتال جانا ہوگا۔ میں خدا سے تمہاری زندگی مانگوں گا۔ اس کے عوض خواہ مجھے اپنا جیون دینا پڑے۔

زلیخا بے اختیار ہنسنے لگی _____

تمہارا خیال ہے اس معاملے میں خدا سودا کرتا ہے؟ سب محبت کرنے والے پاگل ہوتے ہیں۔
بولی اور محبتیں بھی ظالم ہوتی ہیں۔ سکون سے مرنے نہیں دیتیں۔"

خبردار جو مرنے کا نام لیا ترمذی صاحب گرجے مرنے کی میری عمر ہے۔

تمہاری نہیں _____

اچھا دیکھ لیتے ہیں خدا کس کی مانتا ہے۔

"چلو کھانا کھانے کے بعد تم ہسپتال کے لئے اپنا سامان پیک کرو۔"

دونوں نے کھانا ختم کر لیا۔ تو ترمذی صاحب اس کی چیزیں اکٹھی کرنے لگے۔ اور ساتھ ساتھ اس
تلقین بھی کرتے جاتے کہ اگر علاج کی سہولتیں بھی موجود ہوں اور آدمی علاج نہ کرے تو خدا پر اس کا
یقین کامل نہیں ہوتا۔ اگر ایمان کامل ہو۔ تو معجزے رونما ہو جاتے ہیں۔ الماریاں کھولتے اور بند کرتے
ہوئے ان کی نظر ان الماریوں پر چلی گئی۔ جن میں کسی زمانے میں زلیخا نے میشائل اور ہولگا کے کپڑے
بند کر کے رکھے تھے۔

انہوں نے الماریوں کے کنڈے باری باری کھینچ کر دیکھے۔ اور پھر بولے۔

کرسٹل: میشائل اور ہولگا کی الماریاں اسی طرح بند رکھی ہیں۔

میں نے انہیں اچھی طرح سے صاف کر کے بند کیا تھا، جس روز میں ہوسپٹل سے آئی تھی۔ اس

روز بھی دیکھی تھیں، چیزیں تو بالکل ویسی رکھی ہیں۔

اب فرق صرف اتنا پڑا ہے۔ کہ اس نے میشائل اور ہولگا کی تصویریں بھی ان کی الماریوں میں
کر دی تھیں۔ ڈائننگ روم اور بیڈ روم میں ترمذی صاحب توشہ لیلیٰ اور اپنی بے شمار تصویریں لگا دی تھیں

شام کو بچیاں بہت تھک کر آئی تھیں۔ اور انہوں نے آتے ہی بتانا شروع کیا کہ آج انہوں نے
بہت انجوائے کیا۔ چونکہ محکمہ موسمیات نے دوپہر کو اطلاع دی تھی کہ آج سرِ شام برفباری ہوگی۔ اس
لئے انہیں پروگرام ختم کر کے جلد آنا پڑا۔

رات کے کھانے کے بعد _____ ترمذی صاحب نے زلیخا سے اجازت لے کر اپنی
بیٹیوں کو ماں کی بیماری کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ صبح دس بجے زلیخا ہسپتال داخل
ہو جائے گی۔ اور اس کے ٹھیک ہونے تک وہ سب یہیں رہیں گے۔ حتیٰ کہ انہوں نے آیا روما کو بھی سمجھا
دیا کہ بیٹیوں کا کس طرح خیال رکھنا ہے۔ اور گھر کو کس طرح چلانا ہے _____ جس وقت ترمذی
صاحب اپنا فرض ادا کر کے چلے گئے۔ تو پھر زلیخا _____ اپنی بیٹیوں کو شب بخیر کہنے آئی
_____ کافی دیر انہیں نصیحتیں کرتی رہی۔ پھر لپٹا لپٹا کر پیار کرتی رہی۔ بچیاں اس قدر تھک کے
آئیں تھیں۔ اور نیند سے بے حال ہو رہی تھیں۔ اس لئے باپ اور ماں کی اس کیفیت کو سمجھ نہیں پا رہی
تھیں۔ جب تک دونوں سو نہیں گئیں۔ زلیخا بار بار ان کو گلے لگاتی رہی، ماتھا چومتی رہی _____
اور ساتھ لپٹا کر تھپکتی رہی۔

علی الصبح زلیخا کراہی۔ تو ترمذی صاحب تڑپ کر اٹھ گئے۔

کیا بات ہے؟ _____ کرسٹل وہ اس پر جھکے _____

تم نے کتنے دنوں بعد مجھے کرسٹل کہا ہے _____

یوفو: ذرا یہ سامنے والے پردے ہٹا دو۔

ترمذی صاحب نے اٹھ کر پردے ہٹا دیئے۔۔۔۔۔ باہر صاف برف باری ہو رہی تھی _____
روئی کا ایک قافلہ تھا۔ جو آسمان سے زمین پر اتر رہا تھا۔ زمین کے اوپر جیسے جھاگ جھنیں سی بچھتی جا
رہی تھیں _____

ترمذی صاحب باہر کا منظر حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

آؤ یوفو: یہاں میرے پاس بیٹھو _____ دیکھو گرتی ہوئی برف کتنی اچھی لگتی ہے۔

زلیخا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ترمذی صاحب اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

یوفو: تھوڑے سے عرصے میں تم نے مجھے بہت سے ناموں سے پکارا ہے۔ کبھی کرسٹل کبھی میشا
_____ کبھی زلیخا _____ کبھی جاناں _____ اس سے مجھے اندازہ ہوتا رہا کہ
تمہارے دل میں میرے لئے کتنی محبت ہے اور اس محبت کو تم ہر انداز سے مجھ تک پہنچانے میں کوشاں
رہے۔

کرسٹل اس کا کریڈٹ بھی تمہیں جاتا ہے تم محبت کے خمیر سے گوندھ کر بنائی گئی ہو۔۔۔۔۔
تمہارے وجود میں اتنی خوبصورتیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئیں ہیں۔ کہ جو تمہارے قریب میں رہے گا تم
سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائے گا اس میں میری کوئی خوبی نہیں۔

زلیخا نے اپنا سر ترمذی صاحب کے کندھے پر ٹکا دیا۔ اور بولی _____

میں تمہارے کندھے پر سر رکھ کر برفباری دیکھنا چاہتی ہوں۔

ترمذی صاحب نے دوسرے بازو سے اسے قریب سمیٹ لیا۔ وہ بولی۔

یوفو: مجھے علاج معالجے سے، انجکشنوں سے، بجلی کے جھٹکوں سے اور ہوسپٹل کی بدبو سے نفرت ہے_____

ترمذی صاحب خاموش رہے، ان کو معلوم تھا، وہ ہوسپٹل سے فرار کے راستے تلاش کر رہی ہے_____ اور پھر۔۔۔۔۔۔اس کی آواز اور بھی نحیف ہوگئی۔

اگر مرنے کے لئے چوائس ملے۔تو آدمی اپنے گھر میں۔۔۔۔۔اپنے بستر پر۔۔۔۔۔ محبوب کے کندھوں پر سر رکھ کر مرنا چاہیے_____

کرسٹل: ترمذی صاحب کو جیسے کرنٹ لگا۔انہوں نے کندھے سے اس کا سر پرے کیا۔اس کو دیکھ کر بولے_____

میشا۔۔۔۔۔کرسٹل۔۔۔۔۔میرے ساتھ وہ نہ کرنا جو میشائل نے تمہارے ساتھ کیا_____ پلیز، پلیز_____

کرسٹل کے ہونٹ خشک ہونے لگے_____ بولی

''وہ نہ کہو جس پر پچھتانا پڑے_____''

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے کرسٹل_____ تمہارے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔جوس_____ نہیں_____ جوس نہیں_____ مجھے کافی پلاؤ_____ تم خود بنا کے لاؤ_____ کھڑے ہوگئے_____

ویسی جیسی میں نے تمہیں اس گھر میں بنانی سکھائی تھی_____

ویسی ہی بنا کے لاؤں گا_____ مگر تم ذرا ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ_____ میرے آنے تک بیٹھی رہنا_____

انہوں نے کپڑے کے ساتھ دو تین تکیے لگا کر اسے بٹھا دیا_____

دروازے میں پہنچ کر پھر مڑ کر دیکھا_____ میرے آنے تک ایسی ہی بیٹھی رہنا_____ اور پٹ آیا انہوں نے چٹکی بجائی۔

زلیخا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا_____ اور پھر شیشے کے باہر برف باری کو دیکھنے لگی_____

ترمذی صاحب اپنی دانست میں چار منٹ کے اندر کافی بنا کے لے آئے۔اس بار خلاف معمول انہوں نے ایک پیالی ہی بنائی تھی۔کمرے میں داخل ہوئے تو میشائل کی الماری کا ایک پٹ کھلا تھا۔

ارے اسے کس نے کھولا_____ وہ حیران ہوئے۔کافی کی پیالی میز پر رکھی زلیخا کی طرف

دیکھا زلیخا ویسے ہی بیٹھی تھی۔آنکھیں بند تھیں۔ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی_____ مگر_____

کرسٹل۔۔۔کرسٹل۔۔۔۔۔میشا_____ انہوں نے پاس بیٹھ کر رخسار تھپتھپایا۔اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا_____

کرسٹل۔۔۔۔۔ترمذی صاحب نے اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔جس کے پنجرے میں چہچہانے والا پنچھی ابھی ابھی رہا ہوا تھا_____ پنجرے کی گرمی سلاخوں میں تھی۔ابھی ابھی یہ تن سے خالی ہوا تھا_____ ابھی یہ محبت کے گہر لٹانے والی زبان خاموش ہوئی تھی۔ابھی_____ جذبوں کے شہر سے چلنے والے آنکھوں کے دو دیپ اپنے پٹ موند نے بے جان ہوگئے تھے۔۔۔۔۔

گرم پانی میں سے دھواں اٹھ رہا تھا_____

باہر برف باری ہو رہی تھی_____

اور ترمذی صاحب آنسوؤں کے طوفان میں ڈوبے ہوئے تھے_____

یوں نہیں کرتے کرسٹل_____ یوں نہیں کرتے کرسٹل_____

میں نے تو صرف ہوسپٹل لے جانے کی ضد کی تھی۔۔۔۔۔تم دنیا سے کیوں چلی گئیں_____ اور پھر جس طرح جانا چاہیے تھا۔اس طرح تو جاؤ_____

اپنی مرضی کے مطابق جاؤ_____ میں جبر نہیں کروں گا۔بس ایک بار اٹھو۔میرے کندھے پر سر ٹکاؤ_____ میرے کندھے کو سرخرو کرو_____ بس ایک بار میشا_____

بس ایک بار کرسٹل_____

بس ایک بار میری دوست_____ میری چارہ گر_____ میری ہمسفر_____

بس ایک بار_____

ایک گھنٹہ وہ اسے چھو چھو کر روتے رہے_____ پھر نظر الماری کے کھلے پٹ پر گئی کھڑے ہوگئے_____

یار: میشائل تم اسے اتنی جلدی لے گئے۔۔۔۔انہوں نے آگے بڑھ کر پٹ بند کر دیا۔اور پھر بند الماری کے پٹ پر سر ٹکا کر روتے رہے_____

میشائل: اس کا دھیان رکھنا_____ وہ ساری دنیا کا دھیان رکھتی تھی۔اپنی ذات سے بے پروا تھی۔اپنی ذات سے کسی کو دکھ نہیں دیا_____ ایک تنکے جتنا بوجھ بھی کسی پر نہیں ڈالا

_____ اپنی بیماری کا کرب اپنی ذات میں اٹھایا _____ دور چلی گئی _____

میشائل ان اس کا دھیان رکھنا _____

روتے روتے ترمذی صاحب کو خیال آیا۔ ڈاکٹر کو فون کر دیں۔ رات ہی انہوں نے زلیخا کے ڈاکٹر کا فون نمبر لے کر ٹیلی فون کے قریب رکھا تھا۔ وہ چٹ اٹھانے کو جھکے تو وہاں ایک نیلے رنگ کا پرچہ بھی پڑا تھا۔ یہ اس سے پہلے یہاں نہیں تھا۔ یقیناً ان کے کچن میں جانے کے بعد اس نے رکھا ہوگا۔ انہوں نے اٹھا کر پڑھا _____ لکھا تھا _____ یوفو!

میں نے تم سے کل رات وعدہ لیا تھا۔

برا نہ ماننا

میں نے بھی اللہ سے وعدہ لیا تھا کہ مجھے تمہارے کندھے پر سر رکھ کے مرنے کی مہلت دے یہ مہلت مل گئی۔

اب تم یوں کرنا کہ مجھے یہیں ایس لنگ میں پاپا کے پہلو میں دفن کر دینا۔

پاکستان لے جانے کی زحمت نہ کرنا _____

میں نے اپنی وصیت لکھ کر اسلامک سینٹر کے مولانا کو دے دی ہے _____

اور ادائیگی بھی کر دی ہے _____

وہ میری تجہیز و تکفین کا اہتمام خود کریں گے۔

بس ان کو فون پر اطلاع کر دینا۔

_____

ترمذی صاحب نے اس پرچے کو آنکھوں سے لگایا اور ڈائننگ روم آ گئے۔

جو عورت اتنی پلاننگ کے ساتھ مر سکتی ہے۔ اس سے کون جیت سکتا ہے۔

انہوں نے آ کر توشہ اور لیلیٰ کو جگایا۔ ان کا منہ دھلایا۔ ایک ایک کپ چائے کا پلایا۔ اور پھر انتہائی بڑے رسان سے ان کی ماں کی موت کی خبر سنائی اور کہا _____

''جاؤ اندر جا کر اپنی ماں سے مل لو _____''

سہمی ہوئی دونوں بیٹیاں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے بیڈ روم میں داخل ہوئیں _____

اور پلنگ کے قریب آ کر کھڑی ہو گئیں _____

سفید نائٹی میں ملبوس ایک خاموش پیکر اور سوئے ہوئے نورانی چہرے کو دیکھتی رہیں _____

لیلیٰ ہاتھ چھڑا کر دوسری طرف آ گئی _____

دونوں ایک ساتھ پلنگ پر بیٹھیں _____ اور دونوں نے ایک ساتھ چلا کر کہا _____

ماما _____ ماما _____

اور دونوں ایک ساتھ اس کے پہلوؤں سے چمٹ کر رونے لگیں _____

چیخ چیخ کر روئیں ۔۔۔۔۔ چلا چلا کے روئیں ۔۔۔۔۔ ماں کو بلا بلا کے روئیں _____

دوسرے کمرے میں ترمذی صاحب ان کی چیخ پکار سن رہے تھے _____ روما کچن کے ٹھنڈے ٹائل پر دوزانو بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔

بچیاں بلکتے بلکتے تھک گئیں _____ پھر اٹھ کر بیٹھ گئیں _____

ماں کے ماتھے کو چھو کر دیکھا _____ اس کے کپڑے درست کئے _____ اور ایک ہفتے سے جو باتیں چپکے چپکے ۔۔۔۔۔ باتوں باتوں میں اس سانحہ کے لئے تیار کر رہی تھی _____ وہ سب یاد آنے لگا۔

دونوں نے ماں کی پیشانی کو باری باری بوسہ دیا۔

لیلیٰ نے ماں کے ہاتھ کو چوما۔ پلنگ سے اتر کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اور بولی۔

ماما: میں وعدہ کرتی ہوں۔ اچھی بچی بن کر رہوں گی۔ خوب تعلیم حاصل کروں گی۔

پاپا کو تنگ نہیں کروں گی۔ اور کبھی نہیں روؤں گی _____ یہ کہتے کہتے وہ رو دی۔

توشہ بھی لیلیٰ کی تقلید میں بستر سے اتر گئی۔ ماں کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور سیدھی کھڑی ہو کر بولی _____

ماما _____ میں ضد نہیں کروں گی۔ پاپا کو تنگ نہیں کروں گی، خوب تعلیم حاصل کروں گی

_____ لیلیٰ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں گی _____ مگر ماما _____ میں کبھی کبھی تمہیں یاد کر کے رو لوں گی ۔۔۔۔۔

دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا _____

دونوں کی آنکھوں میں بے بسی کی انتہا تھی _____

دونوں دوڑ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئیں ۔۔۔۔۔ ان کے لبوں سے صرف ماما ۔۔ ماما کی آواز نکل رہی تھی _____ شیشے کے اس پار گرتی برف نے یہ منظر دیکھا اور سن ہو گئی ۔

THIRD PHASE

کیا نام رہے تمہارا
کس نام سے پکاروں
کس طرح تجھ کو جیتوں
کس دل سے تجھ کو ہاروں
کس موڑ پر ملے ہو؟

ترمذی صاحب اپنی پر فضا اور ماحول انگیز سٹڈی میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا معمول بن گیا تھا۔ جب سے ریٹائر ہوئے تھے۔ زیادہ وقت سٹڈی میں ہی گزارتے تھے۔ مگر سٹڈی تھی بھی اتنی دلکش _____ تین دیواروں پر کتابوں کے ریک لگے تھے۔ جو سنہری اور سیاہ حروف والی کتابوں سے بھرے ہوئے تھے۔ چوتھی دیوار پورے شیشے کی تھی۔ باہر کی طرف ایک چھوٹی سی آبشار گرتی تھی۔ جس کے اردگرد سرسبز اور رنگا رنگ پھولوں کے موسم ہمہ وقت کھڑے رہتے تھے، زلیخا نے چن چن کر وہ پودے اور پھول لگائے تھے۔ جو سارا سال ہرے بھرے رہنے والے تھے۔ ان کے درمیان پانی ایک عجیب وغریب نغمہ گنگناتا گزرتا رہتا _____ اگر ترمذی صاحب بازو والی کھڑکی کھول دیتے۔ پانی کی یہ مدھ بھری آواز اندر بھی آنے لگتی _____ اس کے قطرے شیشوں پر موتی بناتے گزرتے _____ نیلا آسمان بھی اس کھڑکی کی زد میں آتا تھا۔ اور بیرونی گیٹ سے لے کر سرسبز لان کے آخری کنارے تک اندر بیٹھے سب کچھ نظر آتا تھا۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں یہ اتنا جانفزا نظارہ اس نے کس طرح آرکی ٹیکٹ کو تباہ کر کنکریٹ میں ڈیزائن کروالیا تھا۔ خود اس کو یہاں بیٹھ کر سارے موسموں سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر ترمذی صاحب کو یہاں بیٹھ کر اس زمین اور اس ماحول سے باتیں کرتے بیس سال ہو گئے تھے۔ بیس طویل سال _____ جو انہوں نے زلیخا کے بغیر اس گھر میں گزار دیئے تھے۔ بس انہوں نے ایک اضافہ کیا تھا۔ نماز کی ایک چوکی بھی ایک کونے میں رکھوالی تھی _____ زلیخا کی دور اندیشی نے ایک دیوان تو پہلے ہی رکھوا دیا تھا _____ جب وہ کہتے تھے یہ دو صوفے کافی ہیں۔ دیوان کو اٹھواؤ یہاں سے خواہ مخواہ اسے دیکھ کر بیڈ روم کا تصور ذہن میں آ جاتا ہے۔ تو وہ ہنس کر کہتی _____

یوفو: جب تمہارا بڑھاپا آئے گا نا؟ تب تم مجھے یاد کرو گے _____ کیونکہ تب تم نیم دراز ہو کر اپنی ضخیم کتابیں پڑھ سکو گے _____

اب وہ اسے یاد کرتے تھے۔ نیم دراز ہوتے وقت نہیں پل پل گھڑی گھڑی۔۔۔۔۔۔ سارا گھر

اور ساری باتیں گویا اس نے سو سال کے لئے پلان کر دی تھیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے تجربات اور مشاہدات پر مشتمل کتابیں لکھی تھیں ۔ قانون کے طلباء کے لئے بہت سی نئی کتابیں بھی لکھیں _____ اور آج کل قانون شریعت کی تشریحات لکھ رہے تھے ۔ یہ سب کتابیں انہوں نے انگریزی میں لکھی تھیں ۔علی الصبح اپنے بیڈروم سے اٹھ کر یہاں آ جاتے ۔تو شہ اور لیلیٰ ان کا ناشتہ یہاں بھیج دیتیں ۔لیلیٰ جانے سے پہلے باقاعدہ انہیں دوائی دینے کے لئے آتی ۔یہیں دونوں بیٹیاں انہیں خدا حافظ کہہ کر پڑھنے چلی جاتیں _____ وہ جب تھک جاتے تو اٹھ کر باہر لان میں ٹہلنے لگتے ۔فون بھی یہیں اٹینڈ کرتے _____ کوئی دوست ملنے آ جاتا ۔تو یہیں گپ شپ ہوتی رہتی ۔زلیخا ٹھیک کہتی تھی _____ ان کی زندگی سٹڈی تک ہی محدود ہو گئی تھی _____ اس کمرے میں انکی ہمیشہ زلیخا کے ہونے کا احساس ہوتا _____ اس نے سامنے کی دیوار پر اپنی اور ترمذی صاحب کی قد آدم تصویریں لگا رکھی تھیں ۔اپنی وہ تصویر لگائی تھی ۔جس روز پہلے پہل وہ گاؤں آئی تھی ۔اور اس نے رنگ برنگا دولہن کا لباس پہنا تھا ۔اپنی یہ تصویر اسے بہت پسند تھی ۔

ترمذی صاحب اس تصویر کے سامنے آ کے بیٹھ جاتے ۔ پہلے زلیخا سے دو چار باتیں کرتے _____ اور پھر کام شروع کر دیتے _____ دوپہر کا کھانا وہ برائے نام ہی کھاتے تھے کیونکہ لڑکیاں تو یونیورسٹی میں ہوتی تھیں ۔البتہ رات کے کھانے پر خوب اہتمام ہوتا _____ سب مل کر کھانا کھاتے ۔کبھی کبھی کوئی دوست یا عزیز بھی کھانے میں شریک ہو جاتا ۔۔۔۔زندگی کو زلیخا جس طرح پٹڑی پر ڈال گئی تھی ۔زندگی اسی طرح سرپٹ بھاگی جا رہی تھی _____ خود زندگی میں یہ جرات نہیں پیدا ہو رہی تھی کہ وہ اپنی پٹڑی بدل دے _____

لکھتے لکھتے ترمذی صاحب تھک گئے _____ تو ٹانگیں لمبی کر کے کرسی پر ہی دراز ہو گئے _____ اسی وقت انہوں نے دیکھا ۔لیلیٰ اکیلی گھر میں داخل ہوئی ۔اور تیز تیز ڈگ بھرتی سٹڈی کے آگے سے گزر گئی _____

ترمذی صاحب حیران ہوئے ۔پھر کلاک کی طرف دیکھا ۔ساڑھے تین بج رہے تھے ۔ایسا کبھی نہیں ہوا تھا ۔کہ لیلیٰ یا تو شہ دونوں میں سے کوئی اکیلی آ جائے ۔ جب سے یونیورسٹی جا رہی تھیں _____ اکٹھے جاتیں _____ اکٹھے آتیں _____ موٹر تو دونوں ہی چلا لیتی تھیں اگر ایک کو دیر ہوتی ۔تو دوسری وہیں رک کر انتظار کر لیتی _____ یہ ترمذی صاحب کو پتہ تھا ۔اور

پہلے سٹڈی میں آ کر باپ سے گپ شپ کرتیں _____ یا سلام کر کے پھر اپنے کمروں میں ۔آج لیلیٰ نہ صرف یہ کہ اکیلی آئی تھی ۔ بلکہ انہیں سلام کئے بغیر باہر ہی باہر سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی _____

حیرت کی بات تھی کچھ انہونی سی ہوئی لگتی تھی ۔ چہرہ بھی اس کا پھولا ہوا تھا ۔ترمذی صاحب فکر مند ہو کر بیٹھ گئے ۔اور زلیخا کی تصویر کو دیکھ کر بولے ۔

کرسٹل: اولاد کو پروان چڑھانا بڑا مشکل کام ہے ۔اور یہ مشکل ترین کام تم میرے سپرد کر کے چلی گئیں میں اس قابل نہیں تھا ۔کوشش کرتا کرتا تھک گیا ہوں اور یہ دونوں لڑکیاں ہیں ڈرتا ہوں میں کوئی غلطی ہی نہ کر بیٹھوں تم میری مدد کرنا ؟

وہ چاہتے تھے پاس پڑا انٹر کام اٹھا کر لیلیٰ سے تنہا آنے اور انہیں ملے بغیر آگے سے گزر جانے کی وجہ پوچھیں _____

کہ لیلیٰ سٹڈی کا دروزہ کھول کر اندر داخل ہوئی ہے ۔سلام کیا ۔

کیا بات ہے لیلیٰ آج تو شہ تمہارے ساتھ نہیں ہے _____

آپ کی لاڈلی آئے گی تو اس سے پوچھ لیجئے گا ۔

تنی تنی لیلیٰ نے جواب دیا ۔

جو کی لاڈلی آ چکی ہے اس سے تو پوچھ لوں _____

نہیں پاپا _____ اس کا جواب تو وہی دے گی ۔ میں معذرت کرنے آئی تھی ۔خلاف توقع آپ کو ملے بغیر کمرے میں چلی گئی ۔موڈ بہت خراب تھا ۔

موڈ تو اب بھی خراب لگتا ہے گڑیا _____

گڑیا پاپا _____ بس جلدی سے آ گئی کہ آپ اپنی طبیعت پر بوجھ نہ ڈالیں ۔

یہ بوجھ ڈالنے والا تھا ۔اچھا ہوا تم آ گئیں اب جاؤ ٹھنڈے پانی سے غسل لو ۔موڈ ٹھیک کرو ۔پھر آ کر میرے ساتھ چائے پیو تب تک دوسری لاڈلی بھی آ جائے گی ۔

ٹھیک ہے پاپا تھینک یو پاپا ۔

لیلیٰ باہر نکل گئی ترمذی صاحب نے انٹر کام پر خانسامے کو پندرہ منٹ بعد چائے لانے کا کہہ دیا ۔

اتنے میں سامنے پورچ میں ایک موٹر آ کر رکی _____ ہاں وہ تو شہ ہی تھی ۔اس کے ساتھ

ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ توشہ باہر نکلی وہ نوجوان دوسری طرف سے باہر نکلا دونوں میں تھوڑی ہوئی۔ نوجوان جھک رہا تھا۔ اور توشہ اسے قائل کر رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی پاپا نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ اب ان سے مل کر جاؤ۔

اور وہ کہہ رہا تھا۔ ذہنی طور پر تیار ہو کر نہیں آیا۔

تاہم توشہ نے اسے جلدی قائل کر لیا تھا۔

وہ دونوں دروازے پر آئے۔ توشہ نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر پوچھا۔

پاپا ہم اندر آ جائیں_____

آ جاؤ بیٹا_____ ترمذی صاحب نے شفقت سے کہا۔

وہ دونوں اندر آ گئے۔۔۔۔۔

پاپا یہ مستعان احمد ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا تھا نا؟ کہ الیکٹرانک میڈیا کے شعبے میں ہو کلاس فیلو بھی ہیں۔ اور بہت کچھ کر رہے ہیں۔ جو یہ خود بتائیں گے۔

ترمذی صاحب نے کھڑے ہو کر نوجوان سے ہاتھ ملایا_____

پھر کرسی کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھو_____

توشہ بولی_____

پاپا آج لیلیٰ خفا ہو کر جلدی آ گئی_____ ملی ہے آپ سے_____ میں بتاؤں کیا ہوا_____

مجھے نہ بتاؤ پہلے جا کر اسے مناؤ۔ جاؤ اسے ساتھ لے کر آؤ پھر آ کر وجہ بتانا_____

توشہ باہر نکل گئی_____

ہاں تو مستعان احمد_____ کیا مشاغل ہیں تمہارے بیٹا،

سر: پہلے میں نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے۔ اور اب الیکٹرانک میڈیا میں ڈپلوما کر رہا اور ساتھ ساتھ اپنی ایک پرائیویٹ پروڈکشن کی کمپنی بھی بنا رہا ہوں۔ کیونکہ اب جو دور آ ہے_____ وہ محض الیکٹرانک میڈیا کا ہوگا۔

یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔

اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی ایڈورٹائیزنگ کی کمپنی بھی چلا رہا ہوں_____ میرا

ایک دوست پارٹنر ہے۔

یہ تو بہت اچھا ہے_____ ترمذی صاحب بولے۔ تعلیم کے ساتھ کام بھی کرتے ہو_____

غالباً اسی کمپنی میں کام کرنے کے لئے توشہ مجھ سے اجازت طلب کر رہی تھی۔

جی_____ اسی خاطر مجھے آپ سے ملوانے بھی لائی ہے۔ مستعان نے کہا آپ کے والد کیا کرتے ہیں؟ ترمذی صاحب نے پوچھا۔

جی_____ کسی زمانے میں پنجاب کے چیف سیکریٹری تھے۔ اب تو ریٹائر ہو چکے ہیں۔

کیا نام ہے؟_____

فیضان احمد۔۔۔۔۔

ارے وہی جو تھوڑی بہت شاعری بھی کرتے ہیں۔

جی ہاں جی ہاں_____

اور غالباً فیضی تخلص کرتے ہیں۔

جی ہاں سر: اب تو ان کی ایک کتاب بھی آ چکی ہے۔

بھئی ان سے تو بڑی خوبصورت ملاقاتیں رہی ہیں۔

وہ بھی آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

کسی دن لاؤ بھئی ان کو ذرا گپ شپ ہو جائے۔

ضرور لاؤں گا جی۔

ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ توشہ لیلیٰ کا ہاتھ تھامے ہوئے اندر آ گئی_____

ہاں جی ہو گئی صلح_____

ترمذی صاحب بولے آج کیا بات ہو گئی دونوں الگ الگ آئیں۔

پاپا_____ اس کی وجہ یہ حضرت ہیں۔ توشہ نے مستعان کی طرف اشارہ کیا۔ میں ان سے کہہ رہی تھی کہ لیلیٰ ہوسٹل سے نکل کر میری راہ دیکھ رہی ہوگی مگر یہ اپنا سٹوڈیو دکھانے میں دیر لگاتے ہیں_____

ہاں یہ میرا قصور ہے۔ مستعان شرمندگی سے بولا_____ میں لیلیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ جب سے توشہ نے مستعان صاحب کے ساتھ کام کرنا شروع کیا ہے میری پروا نہیں کرتی، ہر روز

مجھے لینے میں دیر کر دیتی ہے۔ میں گھنٹوں انتظار کرتی ہوں۔ صرف اس لئے کہ اگر اکیلی گئی تو
تشویش ہوگی۔ مگر آج میں نے انہیں سبق سکھانے کی ٹھانی۔

ہاں توشہ جی اپنی صفائی میں کچھ کہیئے ترمذی صاحب نے ہنستے ہوئے توشہ کی طرف رخ کیا۔

پاپا جی ۔۔۔۔۔ جی جی بات یہ ہے کہ کچھ بے پروائی میری طرف سے بھی ہوئی ہے۔
وقت پر لیلیٰ کو پک کرنا چاہیے تھا۔ مگر میں نے آپ کو بتایا تھا نا؟ کہ میں مستعان کے ساتھ کام کر
ہوں۔ ان کا سٹوڈیو بہت دور ہے وہاں سے آنے جانے میں ہمیشہ تاخیر ہوتی رہی آئندہ ایسا ہر
ہوگا توشہ نے کان پکڑ لئے۔

یہ بات نہیں پاپا _____ توشہ آپا ۔۔ کو میری کمپنی کی ضرورت نہیں رہی ان
دلچسپیاں _____

ارے _____ توشہ نے ایک دم اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

گدھی _____ ۔۔۔۔ پھر زور زور سے ہنسنے لگی۔ ترمذی صاحب کی طرف دیکھ کر بولی۔

پاپا جی اب کے معافی _____ میری توبہ آئندہ اسے ہمیشہ ساتھ رکھوں گی۔

ٹھیک ہے۔ میں آج رات تم دونوں کا کیس پھر اوپن کروں گا۔

سب ہنسنے لگے۔

مستعان نے کھڑے ہو کر اجازت مانگی۔ اور باہر نکل گیا۔

تھیں تو وہ جڑواں بہنیں مگر ان کی طبیعتوں میں بڑا بُعد تھا۔ توشہ کی شکل و شباحت جسم اور قامت
کل اپنی ماں پر تھا۔ وہی گوری چٹی رنگت کھلتا ہوا سا چہرہ سیاہ ہرنی جیسی آنکھیں سیاہ بال اس لئے
ترمذی صاحب اس پر غصہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی طرف دیکھتے تو اپنی مرحومہ بیوی یاد آ جاتی لیلیٰ کے
قش و نگار اپنے باپ پر تھے۔ رنگ بھی سنہرا سانولہ تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ چہرے پر بڑا وقار تھا۔
لب بات یہ تھی کہ سانولی رنگت پر اس کے بال اور آنکھیں براؤن رنگ کے تھے۔ سانولے رنگ
ر بھوری آنکھوں کا امتزاج اسے بہت ہی پرکشش بنا دیتا تھا۔ پھر اس کے ہلکے براؤن بال کمر تک لمبے
ھے کھول دیتی تو اور بھی اچھی لگتی۔ ایسے لگتا جیسے شام کے چہرے پر سورج چمک رہا ہے۔ ہاتھ پاؤں لیلیٰ
نے اپنی ماں کے لئے تھے۔ جب کہ توشہ کے ہاتھ اور پاؤں اپنے باپ کی طرح تھے _____

شکل و صورت میں دونوں بہنوں نے ماں اور باپ سے حصہ لیا تھا۔ لیکن طبیعتوں جدا جدا تھیں
شہ کی عادتیں اپنے باپ پر تھیں۔ وہی طبیعت میں بے پروائی اور لاابالی پن مگر لیلیٰ تو بنی بنائی ماں تھی۔
ر ایک کا خیال رکھتی وقت سے پہلے ہر چیز تیار رکھتی۔ ذہن میں باقاعدہ پروگرام بنائے رکھتی۔ گھر بھر کی
یکھ بھال کرتی مہینے کا سودا سلف لاتی۔

کبھی کبھی ترمذی صاحب زلیخا کی تصویر کو دیکھ کر کہا کرتے _____

کرسٹل: تم سے شکوہ بھی نہیں کر سکتا ۔۔۔۔۔ اپنے وجود کی دو صورتیں مجھے دے گئی ہو اب ایک
کی جگہ دو کرسٹل نظر آتی ہیں۔

بچپن میں دونوں بہنیں کہا کرتی تھیں۔ کہ وہ ڈاکٹر بنیں گی سوئے اتفاق کہ ایف ایس سی میں توشہ
کے نمبر بہت کم آئے۔ لیلیٰ کو تو میڈیکل کالج میں فوراً داخلہ مل گیا مگر توشہ سے ترمذی صاحب نے کہا۔ وہ
دوبارہ ایف ایس سی کا امتحان دے لے۔ کافی دن سوچنے کے بعد توشہ نے آ کر باپ سے صاف کہہ دیا
کہ

پاپا مجھے میڈیکل سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو لیلیٰ کی دیکھا دیکھی ڈاکٹری ڈاکٹری کا شور مچا

رہی تھی۔

سوچ لو بیٹی _____ اور سوچ لو _____

نہیں پاپا اگر میں نے ایف ایس سی اچھے نمبر لے کر داخلہ بھی لیا۔ تو اگلی کلاس میں بیٹھی رہ جاؤں میں نے اپنے دل کو خوب ٹٹولا ہے۔ میں ڈاکٹر نہیں بن سکتی۔

پھر تم کیا کرو گی _____ ؟

میں فائن آرٹ کروں گی ابھی ابھی مجھے اندازہ ہوا ہے۔ مجھے فائن آرٹ سے بہت دلچسپی ہے

ترمذی صاحب ہنسنے لگے۔

بیٹا اس دلچسپی کو قائم رکھنا _____

توشہ نے فوراً فائن آرٹس میں داخلہ لیا۔

البتہ لیلیٰ بڑے اعلیٰ طریقے سے میڈیکل کے سارے امتحان پاس کر کے ڈاکٹر بن گئی تھی۔ اور آ کل ہاؤس جاب کر رہی تھی۔

توشہ نے فائن آرٹس میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد ڈیزائننگ کا شعبہ جائن کر لیا۔ انہی دنو اسے معلوم ہوا کہ یونیورسٹی میں ماس کمیونی کیشن اور الیکٹرانک میڈیا کی کلاسوں کا اجراء ہوا ڈیزائننگ کو چھوڑ کے اس کو جائن کر لیا۔ اس کی طبیعت سیمابی تھی۔ وہیں ماس میڈیا کی کلاس میں اس ملاقات مستعان احمد سے ہوگئی۔ اصل میں اس کلاس کی خوبی یہ تھی کہ اس میں اس میں زیادہ تر وہ لڑکے ئے تھے۔ جو کہیں نہ کہیں جاب کرتے تھے۔ کوئی ریڈیو میں تھا۔ کوئی ٹی۔ وی میں کام کرتا۔ کوئی پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھا۔ کچھ لڑکے ایسے بھی تھے۔ جو اپنا ذاتی کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن میں مستعان احمد سب کو بتا رہا تھا کہ اس نے قدرت اللہ سے مل کر ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی بنائی ہے کلاس کے جو لڑکے اور لڑکیاں اس کام میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ وہ انہیں جاب دینے کے لئے تیار توشہ نے فوراً پاپا سے اجازت لی۔ اور مستعان احمد کو کام کرنے کا عندیہ دے دیا۔ اب کلاس ختم ہو کے بعد وہ اس کے ساتھ اس کے دفتر میں چلی جاتی تھی۔ جہاں اشتہاری فلمیں بنانے کے لئے سٹوڈیو بھی تھا _____ سٹوڈیو کے ضمن میں توشہ نے مستعان احمد کو اتنے اچھے مشورے دیئے اس کا قائل ہوگیا۔ پھر یونیورسٹی میں وہ اکٹھے نظر آنے لگے۔

لیلیٰ نے ہاؤس جاب تو شروع کر دیا تھا۔ مگر ہسپتال سے فارغ ہو کر وہ تھوڑی دیر کے لئے ایک

یونیورسٹی میں چلی جاتی تھی۔ جو یونیورسٹی کے قریب تھی۔ وہاں دو چار ڈاکٹروں نے مل کر ملازمین کے لئے ہوئی آبادی کے مکینوں کے لئے ایک میڈیکل سنٹر کھولا تھا۔ یہ سب ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز رضا کارانہ طور پر وہاں تھوڑا وقت لگاتے تھے _____

وہاں سے فارغ ہو کر لیلیٰ، توشہ کے ڈیپارٹمنٹ میں آ جاتی تھی۔ یہاں اکثر توشہ اس کا انتظار کرتی ہوئی مل جاتی _____

ایک بار توشہ کے ساتھ مستعان احمد بھی تھا۔ توشہ نے اس کا تعارف بھی کرا دیا تھا۔ مگر لیلیٰ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ پچھلے چھ ماہ سے وہ دونوں اکٹھے نظر آتے۔ کبھی تو کیفے ٹیریا میں بیٹھے ہوتے۔ کبھی لان میں ٹہلتے نظر آتے، سب سے زیادہ کوفت لیلیٰ کو اس روز ہوئی جب مستعان احمد کی موجودگی میں توشہ نے لیلیٰ کو بالکل نظر انداز کرنا شروع کر دیا _____

ہمیشہ سے دونوں اکٹھی آتیں۔ اکٹھی جاتیں۔ گو ان کے کالجز مختلف ہو گئے تھے مگر وہ دونوں ہر لیلیٰ ترمذی سسٹرز کے نام سے مشہور تھیں ان دونوں کا آنا اور جانا ایک ساتھ ہی رہا بازار بھی اکٹھے ہی تھیں، حقیقت میں ان کا آپس میں مثالی پیار تھا۔ اس بات سے ترمذی صاحب بہت مطمئن تھے۔ جس دن توشہ نے مستعان احمد سے ملنا جلنا شروع کر دیا۔ تو لیلیٰ کو دل ہی دل میں بہت حسد محسوس ہوا حسد نہیں اسے مستعان احمد ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ بات بات میں وہ لڑ پڑتی۔ اس کا موڈ چڑچڑا ہو جاتا۔ اس روز بھی لیلیٰ میڈیکل سنٹر سے آ کر توشہ کا انتظار کرتی رہی۔ ایک گھنٹے تک لیلیٰ نہ آئی تو اسے ڈیپارٹمنٹ کے کلرک نے بتایا کہ وہ تو ڈیپارٹمنٹ میں آ کر دوبارہ مستعان احمد کے ساتھ چلی گئی تھی لیلیٰ کو اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا تھا۔ اسی لئے وہ ٹیکسی لے کر گھر آ گئی تھی۔

پاپا نے توشہ کو سمجھایا تھا۔ کہ آئندہ وہ ایسی حرکت نہ کرے _____ توشہ نے اس کا تعارف مستعان احمد سے کرا دیا تھا۔ اور اسے دعوت بھی دے دی تھی کہ وہ چل کر اس کا سٹوڈیو دیکھے۔ مگر لیلیٰ نے یہ کہہ کر انکار کر دیتی۔ وہ کہتی اسے بس اپنے پیشے ہی سے دلچسپی ہے۔ وہ اسی میں مگن رہنا چاہتی ہے۔ لیکن توشہ کی نظری کج فہمی کے باعث لیلیٰ ان دونوں کی دوستی پر غور ضرور کرنے لگی تھی۔

ایک روز جب دونوں ایک کمرے میں بیٹھی تھیں _____ لیلیٰ نے اچانک پوچھا _____

توشہ تم مستعان احمد کو پسند کرتی ہو۔

ہاں، اس کے ساتھ کام کرنا اچھا لگتا ہے۔ وہ بڑی دلچسپ باتیں کرتا ہے۔ پتہ ہے اس کے پاس

ہمیشہ بڑے خوبصورت آئیڈیاز ہوتے ہیں۔تو شہ نے جواب دیا۔

کہا تمہیں اس کے ساتھ گھومنا پھرنا اچھا لگتا ہے۔؟

اچھا تو لگتا ہے۔تو شہ نے کہا۔

خیر وہ تو میں بھی جانتی ہوں۔لیلیٰ نے تلخی سے کہا۔اگر بیک وقت تمہیں انتخاب کرنا پڑے اور مستعان میں _____ تو تم گھومنے پھرنے کے لئے اسے ہی ترجیح دو گی۔

ہیں _____ تو شہ چونکی لیلیٰ یہ تم نے کیا کہہ دیا کیا میں نے کوئی ایسا موقع دیا ہے۔

سن میری آپا: لیلیٰ بولی جب تو مستعان احمد کا ذکر کرتی ہے نا؟ تو تیری آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی ہے۔اور چہرہ گلاب بن جاتا ہے۔

اچھا _____؟ تو شہ نے حیران ہو کر کہا۔

ذرا سوچو: کیا تم اس کے ساتھ شادی کر سکتی ہو؟

شادی _____؟

کیا تمہیں اس کے ساتھ محبت ہو گئی ہے۔

محبت _____؟

ہاں ہاں _____ لیلیٰ بولی _____ ذرا سوچ کے دیکھو۔محسوس کر کے دیکھو۔ایک سال سے تم لوگ اکٹھے کام کر رہے ہو۔اکٹھے گھوم رہے ہو سچی بات تو یہ ہے کہ لیلیٰ ذرا سا رکی۔تم دونوں ایک ساتھ آتے جاتے ہوئے اچھے بھی لگتے ہو۔۔۔۔۔یعنی۔۔۔۔۔یعنی۔۔۔۔بظاہر۔۔۔۔۔

ارے یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔تو شہ کی آنکھیں ابھی تک حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ایسا ہو جاتی ہے محبت _____؟

تو اور کیسے ہوتی ہو گی، دنیا و مافیہا سے بے پروا ہو گئی ہو۔بس سارا دن مستعان کی باتیں _____ مستعان کا سٹوڈیو _____ مستعان کے لطیفے _____ تو یہ میرے تو کان پک گئے ہے۔فیصلہ کرو۔اور چلتی بنو _____ میں کب تک تمہاری ڈھال بنی رہوں گی۔

لیلیٰ _____ تو شہ نے لہجہ بدل کے کہا _____ تو کتنی جلدی کسی نتیجے پر پہنچ جاتی ہے۔

یہ جلدی ہے کیا _____؟ ایک سال کا مشاہدہ ہے۔

یار۔۔۔۔ میں نے تو کبھی اپنی شادی کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔تو نے کیسے سوچ لیا۔

ابھی آگے بڑھنا ہے۔تم جلدی اپنا گھر بسالو پاپا کا بوجھ ہلکا کرو۔

مگر۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔ مجھے ذرا ان خطوط پر سوچنے دو ایسے تو میں نے مستعان کے لئے سوچا ہی نہیں۔۔۔۔میں تو _____

ایک دم ترمذی صاحب کمرے کے اندر آ گئے۔شاید انہوں نے دروازے کے باہر دونوں بہنوں کی گفتگو سن لی تھی ان کو دیکھ کر دونوں کھڑی ہو گئیں _____

آیئے پاپا _____!

کب آئے آپ _____؟

بس ابھی ابھی آیا ہوں۔آپ لوگوں کی زیادہ باتیں نہیں سنیں۔صرف آخری فقرے سنے ہیں۔

دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسری کی طرف دیکھا۔

ہاں تو شہ بیٹی _____ جب تم سوچ لو تو مجھے بھی بتا دینا۔

پاپا _____ تو شہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

ابھی ابھی جو لیلیٰ پوچھ رہی تھی نا؟ فیصلہ کر لو تو مجھے بھی بتا دینا آج بیٹی لیلیٰ نے ایک بار پھر ماں والا کردار ادا کیا ہے۔

پاپا _____ یہ تو پاگل ہے۔اپنے پاس سے اندازے لگاتی رہتی ہے۔

نہیں بیٹی: یہ پاگل نہیں ہے _____ دن رات تمہارے ساتھ رہتی ہے۔تمہاری دوست ہے تمہیں بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تم مستعان احمد کے ساتھ کام کرتی ہو۔اس کے ساتھ آنا جانا ہوتا ہے۔وہ اچھے خاندان کا لڑکا ہے۔میں اس کے والد کو جانتا ہوں۔اگر تم کوئی فیصلہ کر لو۔تو میں تمہاری بات کر لوں ورنہ اور بھی کئی رشتے آئے ہیں۔میں کہیں اور تمہاری بات پکی کر دوں۔بیٹا یہ پاکستان ہے تم تو جانتی ہو یہاں کچھ روایات ہیں۔وغیرہ وغیرہ ویسے تو مجھے اپنی دونوں بیٹیوں پر فخر ہے۔مگر شادی تو بہرحال تم لوگوں کی مرضی سے ہو گی نا؟ _____

یہ کہہ کر ترمذی صاحب باہر کو مڑے _____ پھر رک گئے۔

جلدی نہیں ہے۔مگر جب بھی فیصلہ کرو۔لیلیٰ کو بتا دینا لیلیٰ مجھے بتا دے گی۔

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے۔

ایک ہفتہ ہوا مستعان احمد کے والد فیضان احمد، ترمذی صاحب سے مل کر گئے تھے۔ وہ دونوں اپنی ملازمت کے دوران ہونیوالے واقعات یاد کر کر کے بہت ہنستے رہے بلکہ دونوں نے طے کیا کہ علی الصبح اکٹھے نہر کنارے سیر کو جایا کریں گے۔

اس روز مستعان گھر آیا تو فیضان احمد نے پوچھا۔

مستی کیسا چل رہا ہے تمہارا کام۔

ابو جی بہت اچھا چل رہا ہے کئی نئے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

اور ترمذی صاحب کی بیٹی بھی تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے۔

جی ابو جی اس کی وجہ سے دو اور لڑکیاں بھی کمپنی میں آ گئی ہیں۔ توشہ ہماری سکرپٹ رائٹر ہے۔

ابو جی وہ کمال کا سکرپٹ لکھتی ہے۔

فیضان احمد نے دیکھا۔ توشہ کا ذکر کرتے ہوئے۔ مستعان کا لہجہ اور چہرہ بدل گیا تھا۔

فیضان احمد قریب آئے اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور بولے۔

کیسی لگتی ہے تمہیں توشہ۔

بہت اچھی بے اختیار کہنے کے بعد وہ کچھ گھبرایا۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں ابو _____

میں نہیں پوچھنا چاہتا تمہارا چہرہ کچھ بتانا چاہتا ہے۔

مستعان احمد نے فوراً اپنے رخساروں کو چھوا۔

اندر سے اس کی امی آ گئیں۔

کیوں میرے بیٹے کو پریشان کر رہے ہو۔ اسے سیدھی طرح بتا کیوں نہیں دیتے۔ کہ جب سے آپ ترمذی صاحب سے مل کر آئے ہیں۔ انہی کے گن گا رہے ہیں۔ اور دنیا جہان کی خوبیاں آپ کو ان کی بیٹی میں نظر آنے لگیں ہیں۔

لو اور سنو یہ خالص زنانہ واردات ہے۔ میں کچھ پوچھ رہا ہوں وہ کچھ کہہ رہی ہے۔

مستعان گھبرا گیا۔

بیٹا: میں تمہاری پریشانی دور کرتی ہوں تمہارے والد تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ جب سے توشہ کو دیکھا ہے۔ یہ شوق اور بھی بھڑک اٹھا ہے۔ تم سے پوچھنا چاہتے ہیں۔

کیا _____؟ مستعان ابھی تک حیران کھڑا تھا۔

کیا تم توشہ کو پسند کرتے ہو _____؟

پسند تو میں کرتا ہوں امی! _____ مگر میں نے شادی کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں۔

تو اب سوچ کر دیکھ لو۔۔۔۔ فیضان احمد بولے سوچنے میں کتنی دیر لگتی ہے _____

ابو _____ ابھی تو میں نے کام شروع کیا ہے میں تو ابھی شادی نہیں کر سکتا۔

میں نے یہ نہیں پوچھا۔ کہ تم کب شادی کر سکتے ہو۔ میں نے صرف اتنا پوچھا ہے۔ کہ توشہ کو شادی کے لئے پسند کرتے ہو _____؟

مستعان گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔

فیضان احمد بولے _____ بیٹا جی، وہ ایک بھلے گھر کی لڑکی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کی ماں یورپین تھی۔ مگر ان کا ماحول مشرقی ہے۔ ترمذی صاحب نے اسے تمہارے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن۔۔۔۔۔ پھر بھی تمہیں اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ تمہارا اس کے ساتھ آنا جانا، گھومنا پھرنا کس نظر سے دیکھا جائے گا اور کب تک دیکھا جائے گا یا تو تمہاری ملاقات صرف دفتری امور تک محدود رہے۔ مگر تم لوگ بہت سی جگہوں پر ایک ساتھ نظر بھی آتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ خاندانی لوگ ہیں اور پھر لڑکیوں کے سر پر ماں بھی نہیں ہے _____

اچھا اچھا _____ بات کو لمبا نہ کرو۔ اس کی امی بولیں _____ میرا بیٹا سمجھ گیا ہے۔

بیٹا دراصل ہمیں توشہ بہت پسند آئی ہے۔۔۔۔۔ اگر تم اسے شادی کی نظر سے دیکھتے ہو تو دیکھ لو۔ کم از کم ہم تم دونوں کی منگنی کر دیں پھر تم لوگ جب تک چاہے کام کرتے رہنا۔

ماں ماں مستعان بولا اف اف۔

مجھے سوچنے دیں پلیز _____

توبہ آج کل کے والدین کتنے ہوشیار ہوتے ہیں، جس بات کا میرے ذہن میں وہم و گمان نہیں تھا انہوں نے کتنی جلدی سوچ لی۔

کمرے کے اندر جا کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تھی۔ اور توشہ ابھی تک کروٹیں بدل رہی تھی۔۔۔۔۔ لیلیٰ
بجے تک سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی پڑھتی رہی تھی۔ پھر وہ بھی سو گئی۔ کئی بار توشہ کا دل چاہا۔ اٹھ کر لیلیٰ کو بتا
کہ اسے بے چینی سی ہو رہی ہے۔ نیند بھی نہیں آ رہی _____ دل بھی دھڑک رہا ہے۔ یہ
کیا ہے _____

جب گجر نے باہر دو بجائے۔ تو توشہ چپکے سے اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ باہر پچھلی رات
کا تھکا ہوا چاند آسمان پر نمایاں نظر آ رہا تھا۔ وہ لان میں نکل آئی۔ اور پھر تالاب کے کنارے آ
۔۔۔۔۔ آج کل سوئمنگ پول میں پانی تھا۔ کیونکہ وہ سب تیراکی کرتے تھے _____

وہ تھوڑی دیر تالاب کے اندر چاند کا عکس دیکھتی رہی، عجیب منظر تھا۔ ایک چاند پانی میں
آسمان کے اوپر _____ دور تک سناٹا۔۔۔۔۔ صرف کبھی کبھی مینڈکوں کے ٹرانے کی آواز آ
رہی تھیں۔ وہ سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھ گئی۔ اور پھر اس نے اپنے پاؤں تالاب کے ٹھنڈے پانی
اندر لٹکا دیئے۔

بہت اچھا لگا پانی _____ نرم نرم ٹھنڈا ٹھنڈا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی حالت کا تجزیہ کیا۔ تو اسے احساس ہوا کہ وہ تو مستعان احمد کی محبت میں بری
گرفتار ہو چکی ہے۔ اچھا اسے محبت کہتے ہیں۔ جب وہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔ تو سب سے
مستعان احمد نے اسے متاثر کیا تھا۔ وہ بہت ہی مہذب اور شائستہ لڑکا تھا۔ اس کے ہر انداز میں
تھا۔ بڑا خوش لباس تھا۔ اور ساری کلاس میں سب سے زیادہ خوش شکل تھا۔ چھ فٹ کا قد، گندمی
خوبصورت نقش و نگار _____

وہ جب اسے دیکھتی وہ اسے اچھا لگتا۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کرنے لگی۔ تو اس کی
ورانہ صلاحیتوں کی قائل ہو گئی۔ وہ اسے فنکارانہ مشورے دینے لگی۔ اور مستعان اس کے مشوروں
کرنے لگ گیا۔ کام شروع ہوا تو وہ اسے بہتر سے بہتر بنانے پر تل گئے۔ اب شاید اسے اس کی

قربت پر غور کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ کیونکہ کلاس سے نکل کے وہ اس کے سٹوڈیو میں چلی جاتی۔۔
دونوں گھنٹوں کسی نکتے پر بحث کرتے۔ سکرپٹ زیر غور آتا _____ اکٹھے چائے بھی
مگر وہ ساری کاروباری باتیں تھیں۔ نہ تو مستعان نے کبھی اشارۃً عندیہ دیا۔ نہ اس کے دل میں
خیال جاگے۔ لیلیٰ کا مشاہدہ کتنا عمیق تھا۔ اس نے اس کے دل کی چوری پکڑ لی تھی _____
ن سے وہ سوچ رہی تھی۔ اگر لیلیٰ احساس نہ دلاتی۔ تو غالباً اس پر ابھی اپنی ذات کا عرفان نہ ہوتا۔"

وہاں بیٹھ کر اس نے اپنی گذشتہ ایک سالہ زندگی کا ورق ورق اکٹھا کیا _____
ہر اس وقت اور لمحے کو یاد کیا۔ جو اس نے مستعان کے ساتھ گزارا تھا _____
ہر لمحے اور ہر ملاقات میں ایک سرخوشی اور سرشاری چھپی ہوئی ملی _____
بے قراری سے ایک دوسرے کا انتظار کرنا۔ دیر سے آنے پر معذرت کرنا _____
نہ مل سکنے پر بے قرار ہونا؟
محبت نہیں تو کیا ہے _____؟

وہ کتنی پگلی تھی۔ آنکھیں بند کر کے سرپٹ بھاگی چلی جا رہی تھی۔ کوئی آنکھیں بند کر کے کبھی
تا ہے؟ اگر اندھیرے میں گر پڑے تو کیا ہو؟

اور مستعان اس کے آئیڈیاز کو کتنا سراہتا رہا۔ وہ اس کے فقروں اور اس کی تحریروں میں نقص نکالتی
تھی۔ مستعان نے تو کبھی کوئی نقص نہیں نکالا تھا۔ ہمیشہ اس کے نئے آئیڈیاز پر کام شروع کر دیتا تھا۔
توشہ کو ایسے محسوس ہوا جیسے مستعان کا نام لیتے ہی اس کے جسم میں ننھے ننھے جگنو چمکنے لگے ہیں۔
ہلکی ہلکی پیاری پیاری کیفیت سی دل میں اٹھ رہی ہے _____
چہرہ اس کیفیت میں جل سا رہا ہے _____ آنکھوں میں ایک کیف سا آ رہا ہے۔ اس کے
سے میں سوچنا اچھا لگ رہا ہے _____
اس کے آگے بھی خواب دیکھنے کو جی چاہ رہا ہے _____
خواب جو قافلے کی طرح گھنٹیاں بجاتے تخیل کی وادی سے گزر رہے تھے۔۔۔۔۔
اب چاند بھی تھک گیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اپنی منزل کی طرف رواں ہو گیا تھا _____
ہوا کے جھونکے نئی خوشبو کے ساتھ آ رہے تھے _____
سارا منظر اس نے آنکھوں میں جذب کیا _____

اور پانی سے پاؤں نکال کر گھاس پر کھڑی ہوگئی_____

پھر اس نے دونوں جوتے ہاتھ میں پکڑ لئے_____ اور دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی ہوئی چل کر اندر آ گئی۔

صبح دیر سے آنکھ کھلی_____ لیلیٰ ناشتہ کر چکی تھی۔ اسے بھی آج دیر سے جانا تھا۔

توشہ جب منہ ہاتھ دھو کر اس کے پاس آئی۔ تو اس نے اس کا چہرہ دیکھ کر کہا۔

تمہاری آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں توشہ_____؟

ہاں_____ میں رات بھر نہیں سو سکی۔

کوئی پریشانی تھی_____؟

نہیں_____ حیرانی تھی_____؟

کس بات کی_____؟

کہ جو بات میں نہیں جان سکی۔ وہ تمہاری سمجھ میں کیسے آ گئی؟

لیلیٰ نے غور سے توشہ کا چہرہ دیکھا۔ پھر اس کی بات سمجھ کر زور زور سے ہنسنے لگی۔

اب تو سمجھ گئی ہو نا؟۔۔۔۔۔ اب تو وہ بات تمہارے چہرے پر لکھی ہے۔

واقعی لیلیٰ میں رات بھر جاگی ہوں۔ اور مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ میں تو مستعان کی محبت میں مبتلا ہو چکی ہوں۔ خوف زدہ بھی ہوتی رہی؟

خوفزدہ کیوں_____؟

اگر مستعان مجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔ تو کیا ہوگا_____؟

پگلی، یہ جذبے دونوں طرف سے شروع ہوتے ہیں_____

پھر بھی_____

پھر بھی کیا آج جا کر اس سے پوچھ لو۔

اچھا_____ مجھے ایسا گرا ہوا سمجھا ہے۔ جا کر پوچھوں کہ حضرت مجھ سے محبت کرتے ہیں نہیں۔

نہیں نہیں_____ پوچھنے کے یا اگلوانے کے ہزاروں طریقے ہیں۔

مجھے نہیں سوجھ رہا کوئی طریقہ لیلیٰ اور سنو۔ آج میں دفتر بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

کیوں_____؟

میں ابھی اس کا سامنا نہیں کر سکتی ابھی ذرا ڈرتی ہوں۔۔۔۔ بس شرم بھی آتی ہے۔ کہ وہ میرا چہرہ پڑھ لے۔

جانی: اب کچھ نہیں ہو سکتا،

لیلیٰ: میری اچھی بہن، تو ذرا مستعان کو فون کر کے کہہ دینا، آج میں دفتر نہیں آ سکوں گی۔ میری طبیعت خراب ہے۔

لیلیٰ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ توشہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کے کہا۔

تمہیں میری قسم_____"

مستعان کمرے کے اندر چلا تو گیا۔ اور کپڑے بدل کے لیٹ بھی گیا۔ مگر اسے یوں محسوس ہو
جیسے یکا یک پہلو کی طرف کوئی کھڑکی کھل گئی ہے _____ وہ جس طرف کروٹ بدلتا اسے وہاں
توشہ کھڑی نظر آتی _____ توشہ سے ملتے ہوئے اسے ایک سال ہو گیا تھا۔ وہ ایک دوسرے
متاثر کر چکے تھے۔ ایک دوسرے کی صلاحیتوں کی تعریف کر چکے تھے۔ گھنٹوں تنہائی میں بیٹھ کر کام کیا تھا
موٹر میں بھی اکٹھے گھوما کرتے تھے۔ مگر ہر وقت کوئی نہ کوئی پروجیکٹ ان کے پیش نظر ہوتا تھا۔

مگر یہ آج کیسے ہوا کہ _____

ابو نے اس کا ذکر چھیڑ دیا _____ اور جیسے دل کے جلترنگ کے سارے تار بج اٹھے۔

وہ شروع سے ہر بات یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا _____

ہاں جس روز پہلی مرتبہ توشہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔ تو وہ اس کا چہرہ دیکھ کر چونک گیا تھا۔ بہت
روشن بہت معصوم چہرہ تھا اس کا _____ اور ایک موہوم سی مسکراہٹ ہمہ وقت اس کے چہرے
ہالہ کیے رہتی _____

وہ ایسا چہرہ تھا، جسے کبھی کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں ایک خاص تمکنت تھی۔ کلاس میں
بھی بہت سے دل پھینک قسم کے لڑکے تھے ۔ وہ ان جیسا نہیں تھا۔ بلکہ اگر کوئی اس کے سامنے توشہ
کسی لڑکی کی بات کرتا تو اسے جھڑک دیا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ اپنی کلاس فیلو لڑکیوں کی عزت کرنی چاہیے
وہ ہم پر اعتماد کر کے ہمارے ساتھ پڑھنے کے لئے آتی ہیں۔ ہمارے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہیں۔ کلاس ایک
فیملی کی طرح ہوتی ہے۔

یہ نہیں کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ کلاس کے اندر خوب بحث مباحثہ بھی ہوتا تھا۔
وہ توشہ سے بحث مباحثہ بھی کر لیتا تھا۔ مگر نہ جانے کیوں یہ لڑکی ہمیشہ کسی نہ کسی وجہ سے اسے
کر لیتی تھی۔

پھر ایک دن جب اس نے بتایا کہ وہ اپنے پاپا سے اجازت لے آئی ہے۔ اس کے ساتھ

ی تو وہ بہت خوش ہوا تھا _____

اے میاں: وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔ اس کے آنے سے تمہیں ایسے نہیں لگا کہ تمہارے سٹوڈیو
یاریں اتر آئی ہیں۔ تم اس کی ہر تجویز بلا کم و کاست مان لیتے ہو۔ جب تک وہ تمہارے ساتھ رہتی
تمہیں وقت کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اور محبت کسے کہتے ہیں؟

یہ تو اس کی شانِ بے نیازی ہے کہ تمہیں ایسا محسوس کرنے کی جرات نہیں ہو سکی۔

اگر وہ ایک عام سی لڑکی ہوتی۔ تو از خود تمہیں احساس دلا چکی ہوتی۔

یا پھر روایتی دوری بیچ میں حائل ہو جاتی تو تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت پڑتی۔

وہ لڑکی تمہارے احساس میں شامل ہو چکی ہے بہت خاموشی سے۔

بہت غیر محسوس طریقے سے تمہاری زندگی میں شامل ہو چکی ہے۔

ذرا سوچو: وہ تمہاری زندگی سے نکل جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔

مستعان کو کسی پہلو چین نہیں آ رہا تھا۔ کبھی اس کا دل چاہتا۔ ابھی اسی وقت توشہ کو فون کر دے اور
ے بتا دے کہ اس پر کیا بیت رہی ہے _____

پھر خود ہی اپنی نفی کر دیتا۔ کہ یہ بھی کوئی وقت ہے فون کرنے کا آدھی سے زیادہ رات بیت چکی
ہے۔ وہ کیا سوچے گی؟

کبھی وہ میوزک لگا کے بیٹھ جاتا۔ اور سوطرح سے سوچتا کہ صبح جاتے ہی وہ اظہار محبت کر دے گا۔

مگر یہ سوچ کر گھبرا جاتا کہ اگر اس کے دل میں یہ جذبات نہ ہوئے تو کیا ہو گا؟

جب تک دل میں خیال نہیں جاگے تھے۔ سب ٹھیک لگ رہا تھا _____

اور اب سوطرح کے وہم اور وسوسے پیدا ہو رہے تھے _____ دل دھڑک رہا تھا امید بھی
تھی بھی تھا بے چینی بھی تھی _____ اضطراب بھی تھا۔

ساری رات سوتے جاگتے گزر گئی _____

صبح ایک نئے جذبے کے ساتھ وہ دفتر پہنچا۔۔۔۔ دل میں ہزاروں ارمان تھے۔ فوراً توشہ کو ملنے
ا چاہ رہا تھا _____

کہ اچانک لیلیٰ کا فون آ گیا _____

توشہ کی طبیعت خراب ہے۔ وہ آج دفتر نہ آ سکے گی۔

کیوں خراب ہوئی اس کی طبیعت کیا اسے اس کی نیت کا علم ہو گیا ہے۔ کیا اس نے جان بوجھ کر
بنایا ہے وہ کیوں نہیں آئی وہ کیوں نہیں آئی _____

دل چاہتا کہ فوراً اس کے گھر جائے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے۔ وہ بیمار ہے یا محض ا
کترا رہی ہے _____

پتہ نہیں ایسا کیوں ہوا۔ جس روز اسے آنا چاہیے تھا۔ اس روز اس نے آنے سے انکار کر
توہمات کا اک گرداب تھا۔ جس میں مستعان پھنس گیا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا کہ وہ توشہ کو فون کر
اس کا حال پوچھے لیکن اسے اپنی آواز پہ اختیار نہیں تھا۔ پتہ نہیں یہ آواز کیا گل کھلائے کہنا کچھ ہو کہ
دے کہیں کچھ قبل از وقت نہ ہو جائے _____ شدت جذبات میں کچھ غلط نہ ہو جائے۔

وہ تو ایسا نہیں تھا۔ اسے تو ہر بات کہنے کا سلیقہ آتا تھا۔ وہ تو بہت ہی متوازن طبیعت کا آدمی تھا
مگر آج اسے خود اپنی طبیعت سے ڈر لگ رہا تھا۔

آج کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

آج سارا دفتر پھیکا پھیکا اور سوگوار لگ رہا تھا۔

رنگ اور خوشبو کا کہیں امتزاج نظر نہیں آ رہا تھا _____

موٹر لے کر وہ دفتر سے باہر نکل گیا۔ سڑکوں پر گھومتا رہا۔ اور خود اپنے آپ پر حیران ہو
رہا _____

کہ آج اسے ساری دنیا بدلی بدلی نظر آ رہی تھی۔ آج توشہ نظر نہیں آئی تھی۔ تو ساری دنیا بے
اور بے کیف لگ رہی تھی۔

دوسرے دن وہ دفتر پہنچا سامنے فون رکھا کہ آج میں بھی توشہ آئے گی یا نہیں۔ اس کا دل چاہ رہا
تھا۔ توشہ کا حال پوچھنے کے بہانے اسے فون کر دے لیکن ابھی تو صرف نو بجے تھے۔ کیا خبر وہ دفتر آنے
کے لئے تیار ہو رہی ہو۔ کبھی ریسیور اٹھاتا۔ کبھی رکھ دیتا۔ دفتر سے باہر جاتا پھر دوڑ کر اندر آ جاتا۔ ایسا نہ
ہو گھنٹی بجے اور وہ موجود نہ ہو۔ فون کے پاس آنے میں دیر کر دے۔ پھر اس نے خود ہی فیصلہ کیا۔ کہ اگر وہ
آج بھی نہ آئی۔ یا لیلیٰ کا فون آ گیا۔ تو وہ خود اسے پوچھنے آ جائے گا اس کے گھر جائے گا اور وہاں سلیقے
سے بات چھیڑ دے گا۔ خواب بنتے اور خیال دھنتے اسے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ پورا ایک گھنٹہ وہ محض
فون کرنے کے لئے ہمت مجتمع نہیں کر سکا تھا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی گھنٹی تھی یا بھونچال _____ اس کو جھٹکا سا لگا۔ پھر اس نے ریسیور
اٹھایا _____

ہیلو مستعان کیسے ہو _____ ؟

وہ واقعی توشی تھی _____

توشہ ـــــ توشہ ـــــ واقعی تم ہو۔ وہ ہکلانے لگا۔

کیوں مستعان کیا ہوا ہے؟

کچھ نہیں ـــــ کچھ ـــــ میں تو تمہارا انتظار کر رہا تھا _____

کیوں؟ توشہ نے کہا پھر جلدی سے بولی۔

مستعان مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنا ہے _____

مجھے بھی _____ مستعان نے جواب دیا _____ میں کل سے تمہارا انتظار کر رہا
تھا۔ تم آئیں نہیں _____

اچھا تو بتاؤ کیا بات ہے توشہ نے کہا۔

نہیں پہلے تم بتاؤ۔

میں تو آ کر بتاؤں گی_____

تو جلدی سے آ جاؤ نا؟_____

دفتر میں نہیں_____

تو کہاں_____؟

کہیں اور بیٹھ کر بات کرنا چاہتی ہوں۔

تم تجویز کرو۔

وہ ائیر پورٹ کی بغل میں ایک کافی ہاؤس ہے نا؟ وہاں آ سکتے ہو۔

وہ '' Lover's Inn ''جس کے نام پر اکثر ہم ہنسا کرتے ہیں۔

ہاں وہی_____

وہاں آ جاؤ_____

کب_____؟

ابھی_____ جیسے توشہ کو اپنے آپ پر اعتبار نہ ہو۔

ٹائم بتاؤ۔۔۔۔ٹائم_____ مستعان نے گڑبڑا کر کہا۔

گیارہ بجے۔۔۔ٹھیک گیارہ بجے میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔

ٹھیک گیارہ بجے مستعان وہاں بیٹھا تھا۔اسی کونے والی ٹیبل پر۔۔۔۔۔۔جس جگہ بیٹھ کر
جہازوں کے آنے اور جانے کا نظارہ کرتے تھے۔اور نئے آئیڈیاز ڈسکس کرتے تھے۔

پتہ نہیں توشہ نے کیوں بلایا ہے_____

وہ بیٹھتے ہی سوچنے لگا۔اسے کوئی نیا آئیڈیا سوجھا ہے۔

مگر صاف کہہ دیتی کہ ایسا ہے ۔

اس کے پاپا نے ایک ساتھ کام کرنے سے منع کر دیا ہے۔

وہ میری کمپنی چھوڑنا چاہتی ہے۔یا_____

اس کی بات کہیں طے ہوگئی ہے۔نہیں نہیں اتنی جلدی نہیں_____

اتنی جلدی کیسے ہو سکتی ہے_____

احمق تم نے سوچنے میں دیر لگا دی تو یہ تمہارا قصور ہے_____ نہیں میں اسے قائل کروں گا

ہم ذوق ساتھی ہی زندگی کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

مستعان کے ہونٹ بار بار خشک ہو رہے تھے۔

اس نے بیرے سے ٹھنڈا پانی منگوایا_____ پیا_____ کچھ اوسان بجا ہوئے تو
نے فیصلہ کیا کہ وہ بغیر توقف کے اپنا مدعا بیان کر دے گا۔وہ توشہ کو معذرت کرنے کی مہلت ہی نہیں
ے گا اس کی سنے گا ہی نہیں خود بولنے لگے گا۔اب یہی ایک طریقہ چلے گا۔اگر اس نے آ کر اپنی
جبوریوں کی داستان بیان کرنا شروع کر دی تو اس کی زندگی کے سارے جذبے ان کہے رہ جائیں گے۔

یہ سوچ کر اس نے بیرے سے دو افراد کی چائے منگوائی_____

وہ جب چائے لے آیا۔تو اسے ہدایات دی کہ جب تک وہ نہ بلائے اس میز کے قریب نہ آئے
ڑھے گیارہ ہو گئے تھے اب صبر نہیں ہو سکتا تھا۔گھبراہٹ بڑھ رہی تھی۔اس نے اپنے لئے چائے کی
یالی بنائی ابھی ہونٹوں تک نہیں لے گیا تھا۔کہ سامنے سے توشہ آتی نظر آئی اس نے سفید لباس پہنا ہوا
ائنگل سے پریشان نظر آ رہی تھی۔

اس نے ہال کے اندر چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔اس وقت مستعان کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا
وہ اس کی میز کی طرف بڑھی_____ آ کر اس نے سامنے بیٹھ گئی۔

آج پل پر کوئی ایکسی ڈنٹ ہو گیا تھا۔بڑا رش تھا۔مجھے تھوڑی سی دیر ہو گئی۔

کوئی بات نہیں مستعان بولا۔میں تو گیارہ بجے سے تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

اچھا_____ توشہ نے اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔اور بولی_____

تم کیا کہنا چاہتے تھے_____؟

(یہی موقع ہے۔۔۔یہی۔۔۔۔یہی۔۔۔۔۔یہی۔۔۔۔۔)

مستعان کا دل دھک دھک بولنے لگا_____

پتہ ہے توشہ، پرسوں رات کیا ہوا مجھے اچانک احساس ہوا کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔

توشہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔اور پھر اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔

توشہ اس کو مذاق نہ سمجھو_____

مستعان نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے ہٹا دیئے_____

پرسوں شام جب میں گھر گیا۔تو مجھے ابو سے ڈانٹ پڑی_____ اس کے بعد اس نے

اپنے والدین کے ساتھ ہونے والی ساری گفتگو توشہ کو بتائی _____

توشہ جب تک انہوں نے تمہارا نام نہیں لیا تھا۔ مجھے کچھ اندازہ ہی نہیں تھا _____

جب میں اپنے کمرے میں تنہا ہوا _____ تو تم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔۔۔۔

ایک پل نہ سو سکا۔۔۔۔۔ایک پل مجھے قرار نہ آیا۔۔۔۔۔میں حیران تھا۔ کیا محبت اس طرح

ہے۔ راتوں رات بدل کے رکھ دیتی ہے _____ دبے پاؤں سانسوں میں شامل ہو جاتی

_____ پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔۔۔اچانک۔۔۔۔۔ایک دن۔۔۔۔۔ہلچل مچا کے رکھ

ہے۔۔۔۔۔

توشہ نے زور زور سے ہنسنا شروع کر دیا۔

ابھی تک توشہ کے ہاتھ مستعان کے ہاتھوں میں تھے۔

مستعان نے سب کچھ جلدی جلدی اس لئے کہہ دیا تھا۔ کہ توشہ کو عذر تراشنے کا موقع نہ مل سکے

اور اس کے دل میں کوئی پچھتاوا نہ رہ جائے _____

کیوں ہنس رہی ہو _____ اس نے توشہ کے ہاتھوں پر دباؤ ڈال کے پوچھا۔ توشہ

اپنے ہاتھ چھڑائے نہیں بارش کی پہلی پھوار کی طرح اس کی ہنسی پھیلتی رہی۔

بولو نا؟ _____ بولو نا؟ _____

مستعان نے اس کے ہاتھوں کو پھر جھٹکا دیا۔

توشہ نے ہنستے ہنستے آنکھیں بند کر لیں۔

کتنی پریشان تھی وہ _____ کہ کیونکر اظہار محبت کا آغاز کرے گی _____ اس

دل کا حال کیسے جانے گی _____؟ کتنے سوالوں میں اس ایک سوال کا جواب حاصل کرے گی

جو اس کی حاصل زندگی بن گیا ہے _____

عورت ہوتے ہوئے شروعات کہاں سے کرے گی _____؟

اسی لئے تو اس نے اس دور دراز ریستوران کا انتخاب کیا تھا۔ اس نیم تاریک ہال میں ہجوم بھی نہ

ہوتا۔۔۔۔۔یا تو دل شکستہ لوگ یہاں آتے ہیں یا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔

توشہ؟ اب مستعان کو الجھن ہو رہی تھی یہ الجھن نہ صرف اس کے لہجے میں تھی۔ اس کے ہاتھوں کی

گرفت میں بھی تھی اور اس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ میں بھی _____

توشہ نے آنکھیں کھول دیں _____

دھیرے سے ہاتھ چھڑائے _____

میز پر کہنیاں ٹکا کر بولی _____

مستعان احمد _____ یہی تو میں تمہیں بتانا چاہتی تھی _____

کیا۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔

کہ پرسوں یکا یک _____ میرے دل کے اندر جیسے ایک کھڑکی سی کھل گئی۔ اور مجھے پہلی بار

ہوا۔ میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ یعنی _____ چاہنے لگی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ _____

_____ دھت _____

مستعان نے میز پر زور سے مکا مارا۔ پیالی میں اس کی چائے چھلک گئی۔ بیرا دوڑا آیا۔

اس وقت بیرے کا آنا مستعان کو بہت برا لگا۔

لیس سر: وہ آ کر کھڑا ہو گیا۔

میز صاف کرو۔ وہ غصے سے بولا _____

کچھ کھاؤ گی _____ اس نے توشہ سے پوچھا۔۔۔۔۔

کل سے کچھ نہیں کھایا۔ ابھی ابھی سخت بھوک کا احساس ہوا ہے _____

ناشتہ مل سکتا ہے۔ اس نے بیرے سے پوچھا _____

جی سر:

تو فرسٹ کلاس ناشتہ بنا کر لاؤ _____

بیرا چلا گیا۔ توشہ اسے لیلیٰ اور پاپا کے مکالمے سنانے لگی۔ دونوں کے ساتھ ایک ہی اتفاق ہوا تھا۔

ناشتے کے دوران انہوں نے دنیا جہان کی باتیں کر لیں _____

صرف ایک جست صرف ایک جست ہی تو تھی۔

جب لگائی تو فاصلے سمٹ گئے بادل چھٹ گئے روشنی کے روزن کھل گئے۔ دونوں کو یوں لگ رہا تھا

جنم سے ایک ساتھ چل رہے ہیں۔ من و تو کا کبھی فرق رہا نہیں وہ بے خودی میں بیٹھے اپنی آئندہ

زندگی کا لائحہ عمل بناتے رہے۔

ایک بج گیا _____ لوگ لنچ کے لئے آنا شروع ہو گئے۔

اٹھنے سے پہلے، توشہ نے کہا_____

مستعان میں تم سے ایک اور بات بھی کہنا چاہتی ہوں_____

جاناں: اب اتنی خوشیاں دے کر کوئی اداس کرنے والی بات نہ کر دینا۔

ایسی کوئی بات نہیں_____ تم لیلیٰ کو اچھی طرح سے نہیں جانتے۔ لیلیٰ بہت پیاری لڑکی ہے۔ اس کی خوبیاں آہستہ آہستہ کھلتی ہیں۔ اور اس کو اپنا آپ ظاہر کرنے کی عادت بھی نہیں ہے۔ جب میں نے تمہارے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ تو اسے نظر انداز کرنے لگی تھی۔ یہ بات اسے اچھی نہیں لگی تھی۔ اور وہ تمہارے نام سے چڑنے لگی تھی مگر اس کی ذہانت کی داد دو کہ میری زندگی میں اس نے تمہیں دریافت کیا۔ اگر وہ یہ قصہ نہ چھیڑتی تو ہم یونہی احمقوں کی طرح ملتے رہتے۔

دونوں نے قہقہہ لگایا۔

یہ درست ہے۔ مستعان نے کہا۔

اب تمہیں ایک بہت اہم رول ادا کرنا ہے_____ لیلیٰ ہم سے دور جانے کی بجائے ہمارے قریب آ جائے کیونکہ ہم دونوں کا ساتھ ہمیشہ رہا اب اسے اکیلے پن کا احساس نہیں ہونا چاہیے۔

تم فکر نہ کرو۔ توشہ مستعان نے کہا کچھ دنوں میں تو وہ سالی آدھے گھر والی بن ہی جائے گی۔

دونوں ہنسنے لگے۔

وہ مجھ سے زیادہ ذہین ہے۔ وہ معاملات کو بڑی خوبصورتی سے سمجھتی ہے۔ اس کو ٹرخایا نہیں جا سکتا۔

تم نے بتا دیا_____ باقی مجھ پر چھوڑو۔

دونوں کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔۔

سبحان اللہ۔ مستعان کی امی نے کہا۔ کل تک تو کہہ رہا تھا کہ ابھی مجھے شادی کی ضرورت نہیں ابھی بہت کام ہیں۔ کاروبار کو بڑھانا ہے۔ اور اب ہم نے بات چلائی تو شادی کی تاریخ مانگنے لگا_____

ماں۔۔۔۔ ماں_____ تم سمجھو نا؟ مستعان نے مچلتے ہوئے کہا یہ بات تو میں نے پچھلے مہینے کہی تھی۔ اس وقت میری منگنی بھی نہیں ہوئی تھی۔ اب ہاں ہو گئی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں۔ جلدی سے شادی کر لوں۔

جاؤ اپنے باپ سے بات کرو۔ جو کہہ آیا ہے۔ ہم اگلے سال شادی کریں گے۔

نہیں ماں میں باپ سے بات نہیں کروں گا۔ تم سے بات کروں گا تم جاؤ اور ترمذی انکل سے مل کر شادی کی تاریخ لے آؤ۔

ابھی وہ ماں سے جھگڑا کر رہا تھا کہ باہر سے فیضان صاحب آ گئے۔

آئیں جی_____ اس کا فیصلہ کریں۔ ماں نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

ماں_____ تم بات کرو گی۔ میں تو چلا_____

باپ کو دیکھتے ہی مستعان باہر نکل آیا۔

دونوں میاں بیوی اس کی باتیں کر کے ہنسنے لگے_____

فیضان صاحب بولے۔ کوئی حرج نہیں۔ ہم چل کر ترمذی صاحب سے بات کر لیتے ہیں۔ اگر وہ دونوں راضی ہیں تو ہماری کون سی مجبوریاں ہیں۔ سادگی سے شادی کر لیں گے۔

ٹھیک ہے کل چلیں گے۔

مستعان سیدھا دفتر پہنچا اور وہاں سے اس نے لیلیٰ کو فون کیا_____

ہاں بھئی: وہ سست خاتون کہاں ہے۔

وہ تو جی ابھی تک باتھ روم میں گنگنا رہی ہے_____

تمہیں معلوم ہے لیلیٰ آج میں تھیٹر کے ٹکٹ لایا ہوں۔ پہلے ڈرامہ دیکھیں گے۔ پھر کھانا کھائیں گے۔
مستعان بھائی مجھے تھوڑا سا کام کرنا ہے۔
کر لینا تب تک میں لینے آ جاؤں گا۔
بھیا: آج آپ دونوں چلے جاؤ۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم ہمارے ساتھ جاؤ گی۔ یا پھر ہم سب نہیں جائیں گے۔
اوہو: مستعان بھائی یہ بھی کوئی ضد ہے۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔
مستعان جب بار بار لیلیٰ سے ملا _____ تو اسے لیلیٰ کی طبیعت بہت اچھی لگی۔ وہ ایک
ہوئی لڑکی تھی۔ زیادہ باتیں نہیں کرتی تھی۔ زیادہ سنتی تھی۔ کبھی کبھی مشورہ دیتی۔ جو بہت کارآمد ہوتا۔
ایک دن مستعان نے کہا _____
لیلیٰ: ہم دونوں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتے اس لئے ہم نے سوچا ہے۔ ہم تمہیں شادی سے پہلے
(Adopt) کر لیں گے۔
مگر کیوں _____؟ میں کوئی بچی ہوں۔
نہیں تم ہماری بچی بن کر ہمارے ساتھ رہو گی۔
لیلیٰ زور زور سے ہنسنے لگی۔
توشہ انہیں سمجھاؤ، کہ ماں بیٹی کی ایک عمر نہیں ہوتی۔
بھئی ایڈاپٹ تو میں کر رہا ہوں۔ یہ تو تمہاری بہن ہی رہے گی۔
گویا آپ کو سالی کا رشتہ پسند نہیں _____
سالی بن کر تم زور آور ہو جاؤ گی۔ تمہاری ہر بات ماننی پڑے گی۔ جب میری بیٹی بن جاؤ گی تو
حکم چلا سکوں گا۔ اور تم ہمیشہ میرے حق میں بولا کرو گی _____
واہ کیا فلسفہ ہے _____ اور میں آپ کو کیا بلاؤں گی _____
پاپا۔۔۔ نہیں پاپا نہیں _____ تم صرف مجھے "پوپ" (pop) بلایا کرو۔ یہ پاپا
مخفف ہوتا ہے۔
میں پاپا کو بتاؤں گی۔
بتا دینا۔۔۔ وہ بھی بڑے خوش ہوں گے _____ کہ میں نے دو دو ذمہ داریاں اٹھالی ہیں

وہ تینوں جب بھی ملتے خوب ہنسی مذاق کیا کرتے۔ رفتہ رفتہ لیلیٰ مستعان سے بہت مانوس ہو گئی۔
یلیٰ وہ اپنی بہن کی خوشی پر بہت خوش تھی۔ اس کو آہستہ آہستہ محسوس ہونے لگا تھا۔ کہ مستعان واقعی
اچھا انسان ہے۔ اور توشہ کے لئے انتہائی موزوں بھی _____ تبھی وہ مذاق مذاق میں اسے
کہہ دیا کرتی تھی۔
مستعان نے اپنے والدین سے تو کہہ دیا تھا۔ کہ شادی کی تاریخ مانگ لیں۔ اس ضمن میں بھی اس
یلیٰ ہی کا سہارا لیا _____ اور اس کو اپنے حق میں ہموار کر لیا۔ تاکہ وہ ترمذی صاحب کو قائل کر
آنے والے چند مہینوں میں وہ توشہ کی شادی کر دیں۔
ترمذی صاحب کو بظاہر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ تو دل سے چاہتے تھے کہ دونوں بچیوں کے بیاہ
ہو جائیں۔ جب جانبین سے دباؤ بڑھا۔ تو انہوں نے تاریخ دے دی _____ اس شادی
صرف ایک شخص ناخوش تھا۔ اور وہ مستعان کا جگری دوست قدرت اللہ تھا۔ قدرت اللہ گاؤں سے
کر یونیورسٹی تک مستعان کلاس فیلو رہا تھا ہوسٹل کے ایک کمرے میں رہتے تھے قدرت اللہ بہت
چھیل لڑکا تھا۔
ایڈورٹائزنگ کمپنی بنانے کا آئیڈیا بھی قدرت اللہ کا تھا۔ دونوں نے مل کر کمپنی بنائی۔ اور کام
کا کر دیا۔ بعد میں توشہ اور چند کلاس فیلوز بھی ان کے ساتھ آ گئے۔ اب تک انہوں نے اخبارات اور
ن کے لئے چھوٹے چھوٹے اشتہار بنائے تھے۔ جو بہت پسند کئے گئے تھے _____
قدرت اللہ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ عورت ذات سے نفرت کرتا ہے۔ کلاس میں بھی لڑکیوں
ساتھ اس کا رویہ بڑا ہتک آمیز ہوتا تھا۔
شروع شروع میں جب قدرت اللہ نے توشہ اور مستعان کو ایک ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا تو
ستہ شروع کر دی۔ اور ہمیشہ کہتا _____
یار کیا اس گنگا جمنی لڑکی کو لٹکائے پھرتے ہو۔ جلدی فارغ کرو اس کو _____
کیا مطلب ہے تمہارا _____؟ مستعان حیران ہو کر پوچھتا۔
تو وہ کہتا _____ یہ لڑکیاں عذاب ہوتی ہیں۔ لڑکوں کو خراب کرتی ہیں، زندگی بھر کون ان کو
نبھائے۔ جو تمہارا مقصد ہے تم بھی پورا کر لو۔
قدرت: ہر وقت بکواس نہ کیا کرو۔ مستعان کہتا۔ تم گھوڑے اور خچر میں فرق کرنا سیکھو۔ وہ بڑی

خاندانی لڑکی ہے _____ مجھ پہ اعتماد کرتی ہے۔خبردار جو تم نے اس کے بارے میں کچھ
ہودہ بات کہی _____

میں جانتا ہوں بہت سی خاندانی لڑکیوں کو گھر سے ایم اے کرنے آتی ہیں۔اور یہاں
زادوں کی موٹروں میں جلوے دکھاتی پھرتی ہیں۔

اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو مگر خبردار جو توشہ جیسی لڑکی کے بارے میں کوئی بے ہودہ بات کی ہو۔
اچھا اتنا جاننے لگے ہو اسے۔

میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔

''اللہ خیر کرے ایسا لب ولہجہ پہلے تو نہ تھا تمہارا _____''

اس طرح ان کی کئی بار پہلے بھی جھڑپ ہو چکی تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ توشہ کے آنے سے
مستعان قدرت کے آئیڈیاز بہت پسند کرتا تھا۔حقیقت میں قدرت کے پاس ہمیشہ بے شمار
انوکھے آئیڈیاز ہوتے تھے۔ بڑی دور کی کوڑی لاتا تھا _____ مشکل مشکل
_____ انوکھی انوکھی تجاویز ہوتی تھیں۔لیکن مستعان کی جب سے توشہ سے ملاقات ہوئی تھی
توشہ کے خیالات کا مداح ہو گیا تھا۔ اور قدرت اللہ کو یہ بات بالکل اچھی نہیں لگتی تھی۔

پہلے بھی کئی بار وہ توشہ کی مخالفت میں فضول باتیں کر چکا تھا۔مگر اب جو یک بیک شادی کا
پے سے باہر ہو گیا۔اور مستعان کو سمجھانے لگا کہ وہ اتنی جلدی شادی نہ کرے۔اس لڑکی کے بار
اتنی جلدی سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔مستعان نے بھی اسے دوٹوک کہہ دیا تھا۔کہ یہ اس
کا فیصلہ ہے۔اگر اس نے مزید کچھ کہا تو ان کی دوستی میں دراڑ آ جائے گی۔

قدرت اللہ ایک پسماندہ گاؤں سے تعلق رکھتا تھا۔اس کا باپ کوئی معمولی سا کام کرتا تھا
اس کے گھر میں کوئی بھی تعلیم یافتہ نہیں تھا۔اس لئے وہ مستقل شہر میں رہتا تھا۔اور شہر کے اندر
مستعان جیسے ایک دوست کی ضرورت رہتی تھی۔اس لئے وہ مستعان کو مشورہ تو دے سکتا تھا مگر
نہیں کر سکتا تھا۔

جب خالہ ہانپتی کانپتی گٹھڑی بنی اندر آئیں تو بہت نڈھال لگ رہی تھیں لیلیٰ نے آگے ہو کر ان کو
بازوؤں سے تھام لیا۔

ارے جمن خالہ: خود ہی آ گئیں۔ہم تو آپ کو ڈرائیور بھیجنے والے تھے۔

تم لوگ میرا مردہ خراب کرو گے۔

صوفے پر بیٹھ گئیں دم لینے لگیں لیلیٰ نے نوکر کو آواز دی کہ پہلے ان کے لئے پانی لے آئے۔

سف میری کب سنتا ہے۔وہ پانی پی کر پھر بولنے لگیں۔

تے میں ترمذی صاحب بھی آ گئے _____

ا میری خالہ آ گئیں آ گئیں نا؟

آ کر ان کے قدموں میں بیٹھے سر پر ہاتھ پھیروایا۔پھر صوفے پر بیٹھ گئے۔

بئی مبارک ہو یوسف میاں _____ بیٹی کی شادی مبارک ہو۔نصیبوں والی ہو۔اللہ تمہیں
ک اولاد دکھائے۔ ماشاء اللہ کب رشتہ طے ہوا۔

ہی رشتہ تو خالہ اللہ کی طرف سے ہی فوری طے ہو گیا۔

لیکن میری عمر پر رحم کھاؤ۔میری عمر کے تو درخت بھی سوکھ گئے ہیں۔بس دعا کرو۔اب اللہ مجھے
_____

جمن خالہ جی ترمذی صاحب ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے _____ اب میں اس عمر
کروں کہ اللہ میری خالہ کو اٹھا لے اللہ تو کہے گا۔میاں میرے کام میں دخل اندازی کرنے لگے
بنیا میں کوئی کام نہیں رہا۔تو تم خود ہی آ جاؤ۔

ے اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے تمہارے منہ میں خاک میاں میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرو
نے کی بھی تاب نہیں اللہ تمہیں اور تمہاری بچیوں کو ہزاری عمر دے بخت اور بلند کرے۔

چا اب گھر کو سنبھالو، اور بچی کو رخصت کرو یہ کہہ کر ترمذی صاحب باہر چلے گئے۔

لیلیٰ پاس آ کر بیٹھ گئی۔کہاں طے ہوئی ہے،شادی بیٹا_____

لیلیٰ ان کو ساری تفصیل بتانے لگی۔۔۔۔اک اک بات سن کر جن خالہ دعائیں دیتی تھیں۔اور ساتھ ساتھ روتی بھی جاتیں_____یہ کہہ کر_____کہ کاش آج میری زندہ ہوتی؟

دیکھو بیٹا اللہ کتنا بے نیاز ہے۔میرے جیسوں کی عمر دراز کرتا چلا جاتا ہے۔جن کی دنیا کو ضرورت نہیں جو محض زمین کا بوجھ ہیں۔مگر تمہاری ماں کو بے وقت بلا لیا۔

کیسے کیسے نہ ارمان تھے اس کے دل میں_____

لفافوں سے لدی ہوئی توشہ دروازے میں نمودار ہوئی۔

آپا جن خالہ آ گئیں کہہ کر لفافے اس نے قالین پر پھینکے اور آ کر ان سے لپٹ گئیں۔

ماں کے مرنے کے بعد جس طرح جن خالہ نے دونوں بچیوں کو سنبھالا تھا۔دونوں ان پر چھڑکتی تھیں۔ترمذی صاحب نے انہیں ایک اور حج کروایا تھا_____

اب کچھ عرصہ سے جن خالہ گاؤں میں چلی گئیں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔کہتی تھیں۔۔۔۔شہر میں کا دم گھٹتا ہے۔

توشہ نے محسوس کیا کہ جن خالہ صرف ہڈیوں کا پنجرہ رہ گئی ہیں۔

جن خالہ توشہ کو لپٹا کر دعائیں دینے لگیں۔

جگ جگ جیو،سدا سہاگن رہو گھر آنگن کا بخت دیکھو بچوں کا پیار دیکھو ٹھنڈی چھاؤں میں رہو

بس بس جن خالہ ذرا دعائیں مختصر کر دیں۔مجھے آپ سے بہت باتیں کرنا ہیں۔

جن خالہ ہنسنے لگیں_____

اس کی وہی عادت رہی اری تیرا دولہا بھی بنس مکھ ہے کہ نہیں۔

بڑا بنس مکھ ہے جن خالہ لیلیٰ بولی آپ دیکھیں گی آپ کو بہت پسند آئے گا۔

مجھے کب دکھتا ہے بچی_____بس آواز سے پہچانتی ہوں۔

اور وہ جو عینک بنوا کے دی تھی لیلیٰ بولی۔

عینک سے میرا جی گھبراتا ہے۔

لیلیٰ اب خالہ کو لینز نہ لگوا دیں۔

نہیں مارچ میں خالہ کا آپریشن کروا دیں گے۔اب ان کا موتیا پک گیا ہے۔

اری بچو:بس دعا کرو میں۔۔۔۔۔

چپ کرو خالہ ابھی تم نے لیلیٰ کی شادی بھی دیکھنی ہے۔

میرے اللہ میرے اللہ۔

توشہ بولی۔

جن خالہ:سنا ہے پچھلے دنوں آپ کی بہو آئی ہوئی تھیں۔آپ کو ملیں۔

یہ سنتے ہی جن خالہ خاموش ہو گئیں بلکہ ان کی آنکھوں سے بے رنگ سے آنسو گرنے لگے۔

جن خالہ کی بہو نے انہیں کبھی دل سے قبول نہیں کیا تھا۔وہ کہتی تھی میں ایک اعلیٰ خاندان کی لڑکی ہوں۔اور اس عورت کے چہرے پر لکھا ہے کہ یہ گجری ہے۔یہ کم ذات ہے۔

عبدالشکور بیوی کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکا تھا۔اوپر تلے تین بیٹیاں ہو گئیں۔تو اور بھی مجبور ہو گیا۔جب ترمذی صاحب نے بھی اسے سمجھانا شروع کر دیا۔تو اس کی بیوی کو بہت برا لگا۔وہ اپنے باپ کا اثر ورسوخ استعمال کر کے اسے لیبیا لے گئی تھی۔وہ عرصہ دراز سے پاکستان نہیں آیا تھا۔نہ ماں سے اس کا کوئی رابطہ تھا۔جن خالہ اس کی اور اس کے بچوں کی صورت دیکھنے کو ترستی رہتی تھیں پچھلے دنوں وہ پاکستان آئی ہوئی تھی۔اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا۔جن خالہ بے حد خوش ہوئیں۔پوتے کی صورت دیکھنے اس کے ماں باپ کے گھر پہنچ گئیں انہوں نے بہو اور پوتے کو چھپا لیا۔اور ان سے کہہ دیا کہ وہ تو چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔بہو کہتی تھی۔میں اپنے بیٹے پر اس عورت کی پرچھائیں نہیں ڈالنا چاہتی۔لگتی ہے،مجھے یہ عورت۔

جب جن خالہ نے یہ ساری باتیں لیلیٰ اور توشہ کو بتائیں تو دونوں آزردہ ہو گئیں_____

پھر توشہ بولی۔

چھوڑو خالہ:ہم جو آپ کی بیٹیاں ہیں۔

ہاں تم تو ہو مگر اپنے کوکھ کے جنے کو کیسے بھول جاؤں؟

کتنی عجیب بات ہے جن خالہ لیلیٰ بولی آپ سے وہ شدید نفرت کرتی ہے۔آپ کو وہ کم ذات کہتی ہے تو آپ کے بیٹے پر کس حساب میں قبضہ کیا ہوا ہے۔؟اسے کس کھاتے میں اپنی جاگیر بنا رکھا ہے؟

بس بیٹی رہنے دو کیا پڑا ہے ان باتوں میں جتنی بار کریں گے۔اتنی بار دکھ ہو گا۔

پھر بات بدل کر بولیں۔

ارے کیا لائی ہو بازار سے بتاؤ تو سہی دکھاؤ تو سہی۔

جمن خالہ زیورات لائی ہوں۔آئیں آپ کو دکھادوں۔

توشہ ڈبے کھول کھول کر جمن خالہ کو دکھانے لگی۔

جمن خالہ کو ٹھیک طرح سے نظر نہیں آتا تھا اس لئے وہ ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھتیں جاتیں اور دیتی جاتیں۔

لیلیٰ اٹھ کے کھانا لگوانے چلی گئی_____

لیلیٰ فون کی گھنٹی بجی۔تو کام کرتی لیلیٰ نے لپک کر اٹھالیا۔

ارے مستعان بھائی_____ سنایئے خیریت ہے_____

ذرا توشہ کو فون پر بلاؤ۔مستعان بولا۔

شادی میں ایک ہفتہ باقی ہے۔اب ذرا صبر سے کام لے کر دیکھیں۔

لیلیٰ ایک بہت ضروری بات کہنا ہے اس سے_____

کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔اب شادی کے بعد بات کریں۔

لیلیٰ میری پتری بات کروادے نا؟

مستعان خوشامد کرنے لگا۔قسم سے اشد ضروری_____ اشد ضروری بات ہے_____

نو پپ_____ لیلیٰ بولی۔آج بات نہیں ہوسکتی۔

لیلیٰ۔۔۔۔۔وہ خوشامد سے بولا۔صرف ایک منٹ بات کروں گا۔پیاری بہن بلادے نا؟

توشہ غسل خانے سے باہر نکل آئی_____ اسے دیکھتے ہی لیلیٰ ہنسنے لگی۔

کس کا فون ہے_____؟ توشہ نے پوچھا۔

لیجئے آگئی ہے آپ کی محبوبہ_____؟ یہ کہہ کر لیلیٰ نے توشہ کو فون دے دیا۔

ہیلو_____ ہاں_____ مستی کیا بات ہے۔؟

توشہ تم سے ملنا بہت ضروری ہے۔

مجھ تو خدا کا خوف کرو۔اب میں نہیں مل سکتی۔

ایک بہت ضروری بات رہ گئی ہے۔

پھر بتالینا۔

نہیں شادی سے پہلے بتانا ضروری تھی۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔شادی کی رات بتادینا۔

اچھا_____ اس رات کو میں ایسی باتوں میں ضائع کروں گا_____؟

کیسی بات ہے بھئی؟ توشہ حیران ہوئی۔

سنو میں کچھ ضروری باتیں اپنے بارے میں بتانا چاہتا ہوں اپنے دل کے بارے میں؟

دل کے بارے میں؟

یہ کیا کہہ رہے ہو_____

دیکھو توشہ، تم سے ملنے کے بعد مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ بچپن میں میں

ہو گیا تھا۔

پھر کیا ہوا۔ بچپن میں اکثر لوگ بیمار ہو جاتے ہیں۔

یہ اس طرح سے نہیں ہے توشہ، تبھی تو میں مل کر تمہیں تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔ اپنی

بارے میں_____؟

مجھے تمہاری صحت کے بارے میں کوئی تشویش نہیں ہے۔ مجھے تو تم بالکل چاق و چوبند لگ

پلیز توشہ: اگر تمہیں نہیں بتاؤں گا تو دل پر بوجھ رہ جائے گا۔

اچھا فون پر بتا دو_____

نہیں میں مل کر بتانا چاہتا ہوں۔

نہیں اب میں تمہیں ملنے نہیں آ سکتی۔ گھر والے کیا کہیں گے کہ چند دن صبر بھی نہیں ہو سکتا

پتہ ہے توشہ مجھے دل کی ایک تکلیف ہے۔ جو پیدائشی ہے۔ میں تمہیں اس کے بارے

چاہتا ہوں۔

کوئی بات نہیں جیسا بھی ہے تمہارا دل بیمار یا صحت مند میں اسے قبول کر چکی ہوں۔

نہیں توشہ یہ بات بتانا بہت ضروری ہے۔

ایسی کوئی فضول بات میں نہیں سنوں گی اور ایسی باتوں کو بھول جانا چاہیے۔ سنو مستی مجھے

بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ پاپا ادھر آ رہے ہیں۔ میں بند کرتی ہوں۔

ریسیور رکھ دیا۔

جس رات توشہ کی رسم مہندی تھی۔ خوب رونق تھی۔ سارا گھر روشنیوں اور رنگوں میں نہایا

جب رسم مہندی ہو چکی اور مہمان کھانا کھانے چلے گئے۔ تو مسز فیضان اپنے کپڑے سمیٹتی ہوئی

کمرے میں آ گئیں۔ لیلیٰ ان کے پیچھے بھاگ آئی۔

خالہ جان کھانا کھا لیں نا پہلے_____؟

وہ بولیں، مجھے توشہ بیٹی سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہے۔ میرا کھانا اس کمرے میں ہی بھیج دو۔

توشہ دل ہی دل میں کچھ پریشان سی ہوئی۔

مسز فیضان اس کے قریب بیٹھ گئیں_____ ادھر ادھر کی باتیں کر کے بولیں۔

بیٹی توشہ: مجھے آج مستعان نے قسم دے کر بھیجا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں۔ اس کے دل میں ایک

پیدائشی نقص ہے۔

اس سے کیا ہوتا ہے امی_____ توشہ بولی۔

کچھ نہیں ہوتا۔ مگر وہ پگلا ہے۔ مجھے کئی بار کہہ چکا ہے کہ شادی سے پہلے میں اسے نہیں بتا سکا۔ مگر

کا تقاضا ہے۔ میں یہ سارا قصہ تمہیں سناؤں۔

مجھے بھی وہ بتانا چاہتے تھے۔ مگر میں نے تو سننے سے انکار کر دیا۔

سنو بیٹی_____ سننے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔۔۔

توشہ نے احتراماً سر جھکا لیا۔ اور ساری بات سنتی رہی_____

مستعان میرے پیٹ میں تھا۔ جب مجھے بجلی کا زبردست کرنٹ لگا_____ اور میں چوبیس

گھنٹے بے ہوش رہی۔ اللہ کے کرم سے بچہ ٹھیک ٹھاک پیدا ہو گیا مگر جب سکول داخل کرایا تو حیرت انگیز

اتفاقات ہونے لگے۔ کھیل کے میدان میں دوڑتے دوڑتے بے ہوش ہو جاتا۔ یا یونہی گھر میں باتیں

کرتے یا کام کرتے بے ہوش ہو جاتا۔ ہم لوگ فکر مند رہتے تھے۔۔۔۔۔ ہر وقت ڈاکٹروں کے پیچھے

بھاگا کرتے۔ ایک ہی بیٹا تھا۔ آنکھوں کا تارا تھا ذرا بڑا ہوا تو ہم نے اس کے لئے ایک ہیلتھ انشورنس

پالیسی خریدنا چاہی۔ اس کمپنی نے اس کے سارے بدنی ٹیسٹ کرائے۔ تو اس کے دل کے نقص کا پتہ چلا

اس وقت تک اس کی بے ہوش ہونے والی کیفیت ختم ہو چکی تھی، پھر ہم اسے امریکہ لے گئے

۔۔۔۔۔ ہارٹ سپیشلسٹ کو دکھایا اس نے بتایا۔ اس کے دل میں ایک پیدائشی نقص ہے

_____ مگر جب تک یہ نارمل زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا آپریشن ممکن نہیں۔ یوں بھی آج سے

پہلے سرجری اتنی ایڈوانس نہیں ہوئی تھی۔ تاہم دو چار سال کے بعد اسے باہر لے جاتے

کالج جانے کے بعد اسے کسی قسم کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا_____ ڈاکٹر بھی یہی کہتے ہیں۔

کہ جب تک مسئلہ پیدا نہ ہو اس کے دل کو چھیڑا نہ جائے۔

پھر۔۔۔۔۔۔تو شہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا اس میں عجیب بات کیا تھی۔جس مسئلے کو بتانے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا۔

بس بیٹی یہ اس کی اپنی سوچ ہے۔اس کا خیال تھا تمہیں یہ کیفیت بتائی جائے۔

پاگل ہے وہ تو امی جان میں ڈر گئی میں نے سمجھا پتہ نہیں کیا بات ہے؟

وہ تو میری جان کھا گیا تھا۔نہ بتاتی تو گھر میں گھسنے نہیں دینا تھا۔اچھا بیٹی اب میں چلتی ہوں۔باہر لوگ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

وہ کھڑی ہو گئیں۔تو شہ بھی دوپٹہ ٹھیک کر کے کھڑی ہو گئی۔انہوں نے تو شہ کی پیشانی چومی دوپٹہ سر پر ٹکایا اور بولیں۔

سدا سہاگن رہو۔سدا خوش رہو بچوں کی خوشیاں دیکھو اور باہر نکل گئیں۔تو شہ نے اسی وقت نمبر ڈائل کیا۔دوسری طرف سے مستعان نے اٹھا لیا۔

میرا اندازہ تھا یہ تمہارا فون ہو گا۔انتظار کر رہا تھا۔

ہاں جی: میں نے وہ ضروری بات سن لی ہے۔اس میں ایمرجنسی کہاں تھی؟

یار: میں نے تو تمہیں For Sympathy Sake اطلاع دی کہ میرا دل بے چارا ادھورا ہے۔اس کا خیال رکھنا۔

اچھا اچھا تو شہ اچھا کو لمبا کرتے ہوئے بولی تو یہ ڈرامہ ہمدردیاں وصول کرنے کے لئے رچایا جا رہا ہے۔

مستعان قہقہے لگانے لگا_____

مستی: تو شہ نے ذرا سنجیدہ لہجہ بنا کر کہا_____

یہ ادھورا دل میں اپنے قبضے میں کر چکی ہوں۔اب اس کو درست رکھنا میرا کام ہے تم فکر ہی نہ کرو مجھے تو بس اس بات سے خوشی ہو رہی ہے کہ تمہاری زندگی میں کسی اور کو دل دینے کی گنجائش ہی نہیں رہنے دی اتنا سا دل ہے۔اس میں تو بس ایک عورت ہی رہ سکتی ہے_____

Thats it مستعان نے زور سے نعرہ لگایا۔

اتنے میں لڑکیوں کا ایک غول اندر داخل ہوا_____

مستی: میری فرینڈز آ رہی ہیں۔۔۔۔۔بند کرتی ہوں۔۔۔۔۔یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ

بوجی: یہ ایک رات پہلے ہی بے تابی کا اظہار کیا جا رہا ہے_____

سب مل کر اسے تنگ کرنے لگیں۔

توشہ گھر سے رخصت ہوگئی۔تو دو دن گھر میں سناٹا سا رہا۔ترمذی صاحب بہت اداس تھے
کہتے نہ تھے۔لیلیٰ بہت دل گرفتہ تھی۔وہ تو جب سے پیدا ہوئی تھیں۔ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو
تھیں۔اسی لئے ترمذی صاحب نے جمن خالہ کو روک لیا تھا۔صاف کہہ دیا تھا، کہ وہ شہر میں ان کے پا
رہا کریں۔وہ بہتیرا کہتی رہیں کہ

میاں: میں تو اب کاغذ کا ایک لفافہ ہوں۔تیز ہوا کی منتظر رہتی ہوں۔تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا
میں اڑ جاؤں گی۔

مگر ترمذی صاحب نے ان کی ایک نہ سنی وہ کہتے تھے گھر کی نفری پوری ہونی چاہیے۔

شام کو سب لان میں آ بیٹھے۔۔۔۔۔تو ترمذی صاحب نے اپنے گھر پر نظر ڈال کے کہا۔

جمن خالہ: جب سے توشہ اس گھر سے گئی ہے۔میرا یہاں دل نہیں لگتا۔بیٹیاں اتنی پیاری کیو
ہوتی ہیں؟

بس میاں روز یہی قصہ لے بیٹھتے ہو۔اللہ کا شکر ادا کرو۔فرض ادا ہوا۔اب دوسری کے لئے ہا
میں تو کہتی ہوں۔بھلا سا رشتہ دیکھ کر لیلیٰ کو بھی رخصت کرو۔

لیلیٰ ہنسنے لگی۔پھر بولی _____

جمن خالہ: مجھے ابھی آگے پڑھنا ہے۔

اے کتنا پڑھے گی تو ڈاکٹرنی تو بن گئی۔

اچھی ڈاکٹرنی بننے کے لئے ابھی اور پڑھنا پڑے گا جمن خالہ۔

چھوڑ اس پڑھائی کو _____

پاپا _____ جیسے لیلیٰ کو کوئی بات یاد آ گئی۔

شادی کے ہنگاموں میں مجھے آپ کو بتانا یاد ہی نہیں رہا۔پچھلے ہفتے ڈاکٹر فلپ آئے تھے۔

''اچھا اچھا _____''

ڈاکٹر فلپ کینسر کے سپیشلسٹ تھے۔ہر تیسرے ماہ پاکستان آتے۔اور مختلف ہسپتالوں کے سنجیدہ
یضوں کے آپریشن کرتے تھے۔ہمیشہ لیلیٰ ان کو اسسٹ کرتی تھی۔لیلیٰ بھی کینسر سرجری میں سپیشلائز
رنا چاہتی تھی۔اس لئے آج کل ایک کینسر ہسپتال میں جاب کر رہی تھی۔

ہاں پاپا _____ میں نے ان کی معرفت اپنے داخلے کے فارم بھیج دیئے ہیں۔وہ کہہ رہے
ہ ایک سال سے پہلے داخلہ ملنا مشکل ہے۔اتنی دیر تک میں اسی ہسپتال میں کام کرتی رہوں۔

یہ تو بہت اچھی بات ہوئی۔

اگر میں یہ دو سالہ کورس امریکہ میں کرلوں۔تو مجھے بہت اچھی ملازمت مل جائے گی۔

ملازمت کی بات ابھی نہ کرو _____ ابھی صرف امتحان پاس کرنے کا سوچو _____

جی پاپا _____ میں یہ کورس کرنے ضرور جاؤں گی۔

ضرور جاؤ بیٹی _____ مگر میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔یہاں اکیلے گھر میں میرا دل
یں لگے گا _____

یہ تو اور بھی اچھا ہے پاپا _____ آپ میرے ساتھ ہوں گے۔تو میں بھی وہاں خوش رہوں
ا چھٹی کے دن ہم خوب سیریں کیا کریں گے۔

لو اور سنو: میاں تم تو خود بچہ بن گئے _____ تم بھی چلے جاؤ گے تو یہ گھر کون سنبھالے گا۔
میری جمن خالہ جو ہے _____

اوئی اللہ _____ کیا میں قیامت کی نشانی بنی رہ جاؤں گی۔۔۔۔۔بس اب
ذ مجھے اٹھا لے۔

توبہ توبہ _____

چھ ماہ ہو گئے تھے۔تو شہ کی شادی کو _____ روز رات کو میاں بیوی ترمذی صاحب آتے تھے۔تھوڑی دیر سٹڈی میں بیٹھتے گپ شپ لگاتے اور چلے جاتے اگر کسی روز تو شہ نہیں آتی ترمذی صاحب کئی بار لیلیٰ سے کہتے ،فون کر کے بہن کا پتہ لو۔

پچھلے ہفتے جب تو شہ آئی تھی۔تو بڑی کمزور لگ رہی تھی۔مگر خوش بہت تھی۔لیلیٰ نے پوچھا تو نے بتایا کہ اس کا بچہ ہونے والا ہے۔اس کا جی اچھا نہیں رہتا اور ڈاکٹر نے زیادہ تر آرام کرنے کا دیا ہے لیلیٰ نے بھی اسے یہی کہا تھا۔

رات جب لیلیٰ معمول کے مطابق ترمذی صاحب کا بی پی چیک کرنے گئی تو ترمذی صاحب ہمیشہ سے زیادہ کمزور اور مضمحل نظر آئے۔بی پی بہت لو تھا۔

کیا بات ہے پاپا _____ ؟لیلیٰ بولی _____ کس بات کا فکر کر رہے آپ؟ _____

نہیں تو۔۔۔۔وہ۔۔۔۔تو شہ بیٹی نہ جانے کیوں نہیں آ رہی۔

اوہو۔۔۔۔پاپا۔۔۔۔۔۔میں تو آپ کو بتانا ہی بھول گئی ڈاکٹر نے اسے کچھ دن آرام کر کے لئے کہا ہے۔

کیوں کیوں ترمذی صاحب گھبرا گئے۔

پاپا۔۔۔۔۔ایسی فکر کی بات نہیں _____ پھر وہ سوچنے لگی۔کہ ایسے موقعوں پر ماں کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ایسی بڑی بڑی باتیں ماں کتنی رسان سے باپ کو بتا دیتی ہے اب کیسے بتائے بولو نا؟ میری تو شہ کو کیا ہوا ہے _____

پاپا اب آپ بچوں کی طرح ہو گئے ہیں۔لیلیٰ بولی۔ذرا بھی حوصلہ نہیں آپ میں۔ کی بات تو نہیں بلکہ خوشی کی بات ہے _____

ترمذی صاحب بے بس سا چہرہ اٹھا کر لیلیٰ کو دیکھنے لگے۔

لیلیٰ سوچ میں پڑ گئی _____ ہاں ایسے موقعوں پر انگریزی زبان کام آتی ہے۔اس زبان میں کوئی بھی بات بلا جھجک کہی جا سکتی ہے۔

She is Pregnant _____ پاپا

اوہ۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔ترمذی صاحب کچھ شرمندہ اور کچھ خوش دکھائی دیئے۔

ویسے وہ بالکل ٹھیک تو ہے نا؟ _____

ہاں ہاں میں نے خود اس کو دیکھا ہے۔ٹھیک بھی ہے۔اور خوش بھی ہے۔

ترمذی صاحب کا ذہن پھلانگتا ہوا سالوں پیچھے چلا گیا۔۔۔۔اچانک بالکل اچانک، جب انہوں نے کرسٹل کو یہی مژدہ سنایا تھا۔ان کے چہرے پر عجیب سے سائے ابھرنے ڈوبنے لگے ایسے میں لیلیٰ ب بخیر کہہ کر باہر نکل گئی _____

لیلیٰ کا یہ معمول تھا۔پہلے جمن خالہ کے کمرے میں جاتی۔ان کو دوا کھلاتی اور بی پی چیک کرتی _____ وہ دہائی مچاتی رہتیں کہ مجھے ٹوٹیاں نہ لگاؤ۔میں جاتے وقت بتا کر جاؤں گی۔مگر وہ کہاں سنتی تھی۔جمن خالہ کو سلا کے وہ پاپا کے کمرے میں جاتی۔ان کا بی پی چیک کرتی _____ انہیں دوا کی ضرورت ہوتی۔۔۔۔تو کھلا دیتی _____ تھوڑی سی گپ شپ لگاتی۔پھر اپنے کمرے میں آ جاتی۔

لیلیٰ اپنے کمرے میں آئی تو بہت بے چین تھی۔پاپا کا چہرہ عجیب ہو رہا تھا۔کئی دنوں سے وہ دیکھ رہی تھی کہ پاپا کا چہرہ بجھتا جا رہا تھا۔ان کی کمر جھکتی جا رہی تھی _____ وہ ایک طرف دیکھتے تو پھر اسی مرکز پر ان کی نظر مرکوز ہو جاتی۔وہ نظر کی ڈوری پکڑ کر کس دریائے بے خودی میں ڈوب جاتے۔کئی بار لیلیٰ انہیں اس استغراق سے نکال کر ان کی طبیعت پوچھ چکی تھی۔پتہ نہیں پاپا ایسے گم صم کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

رات سوتے میں اس نے ایک مرتبہ انہیں جا کر دیکھا بھی تھا _____

صبح اٹھ کر اس نے معمول کے کام کئے ،جمن خالہ تہجد گذار تھیں۔اس لئے بہت صبح اٹھ جاتی تھیں۔ان کے کمرے سے ہو کر ہو ہمیشہ ترمذی صاحب کے کمرے میں جاتی تھی،ان کو وہیں ناشتہ کھلاتی تھی۔دو چار باتیں کر کے پھر اپنے ہسپتال چلی جاتی تھی _____

وہ ترمذی صاحب کے کمرے میں گئی۔

وہ جاگ رہے تھے۔بلکہ صبح کا اخبار پڑھ رہے تھے۔یہ دیکھ کر لیلیٰ کو بہت تسلی ہوئی۔

اس نے بی پی دیکھا _____ رات سے بھی زیادہ گر چکا تھا۔

لیلیٰ بہت حیران ہوئی۔

کیا بات ہے پاپا_____ آپ کچھ زیادہ سوچ رہے ہیں؟ بی پی ٹھیک نہیں آ رہا۔

بیٹی_____ یہ عمر کا تقاضا ہے۔ اس عمر میں سارے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔

نہیں پاپا_____ اچھا آپ اخبار پڑھیئے میں آپ کے لئے ابلا ہوا انڈہ اور گرم گرم چا
لاتی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جب لیلیٰ ابلا ہوا انڈہ اور گرم گرم چائے لے کر آئی۔ تو وہ اپنے کمرے میں نہ
تھے۔ آوازیں دیتی نکلی_____ وہ سٹڈی میں آ چکے تھے۔ اور اپنی پسندیدہ ایزی چیئر پر بیٹھے تھے۔

پاپا آپ یہاں آ گئے۔ ابھی آپ کو آرام کرنا تھا۔

آرام ہی کرنا ہے بیٹا اب_____ انہوں نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا_____

لیلیٰ نے ان کے آگے چائے رکھی اور انڈہ چھیلنے لگی۔

وہ کرسٹل کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بولے_____ رات بھر تمہاری ماں نے مجھے سونے نہیں دیا_____

کیوں_____؟ لیلیٰ نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا_____

بس یہی کہتی رہی_____ اپنا دھیان رکھو_____ اپنا دھیان رکھو_____

اچھا دھیان رکھ رہے ہیں آپ_____ بی پی اتنا لو کر لیا۔

یہی پوچھنے تو میں یہاں آ بیٹھا ہوں۔ یہی تو میں اسے کہنے آیا ہوں کہ بیس برس ہو گئے مجھے اپنا
اور سب کا دھیان رکھتے ہوئے اب میں تھک گیا ہوں_____

اب اپنی ذمہ داری تم سنبھالو کرسٹل_____ انہوں نے یہ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں۔

پاپا: انڈہ لیجئے_____

نمک۔۔۔۔ انہوں نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں_____

لاتی ہوں۔۔۔۔ لیلیٰ دوڑ کر باہر نکل گئی۔

نمک لے کر بھاگی آئی_____ وہ آنکھیں موندے کرسی کی پشت پر سر ٹکائے سکون سے پڑے
تھے۔ لیلیٰ نے آوازیں دیں_____ ہلایا جلایا_____ نبض پر ہاتھ رکھا_____

پھر زمین پر بیٹھ کر اپنا سر ان گھٹنوں پر رکھ دیا۔

پاپا: آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے نمک لینے بھیج دیا۔ اور خود ماما کے ساتھ چلے گئے_____

جتنا رو سکتی تھی روئی_____

پھر فون اٹھایا۔ توشہ کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔

آپی_____ اس کی آواز سن کر اس نے ہمت کی_____ جب کبھی وہ ٹوٹ
جاتی تھی توشہ کو آپا یا آپی کہتی تھی جس سے توشہ اس کے دل کی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش
کرتی تھی_____

آپی_____

لیل۔۔۔۔ بولو نا؟

رات ماما آئی تھیں۔ پاپا کو ساتھ لے گئیں۔۔۔۔۔

کیا_____؟

توشہ چیخی_____

پاپا ماما کے ساتھ چلے گئے_____ لیلیٰ نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔

لیلیٰ۔۔۔۔ لیلیٰ۔۔۔۔۔ تو جو کہہ رہی ہے_____ اس کا وہی مطلب ہے_____

ہاں توشہ: پاپا بھی ہمیں چھوڑ گئے ہیں۔ یہی کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ ابھی۔۔۔۔ ابھی دس منٹ
ئے_____ یہاں سٹڈی میں، میں ان کے پاس کھڑی ہوں کہ شاید انہیں کوئی ضروری بات یاد
جائے۔ اور وہ مجھے پکاریں۔۔۔۔۔

یہ کہتے ہی وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ ریسیور اس کے ہاتھ سے گر گیا_____ نوکر چاکر
گے آئے_____ ایک قیامت بپا ہو گئی۔۔۔۔۔

توشہ بستر میں سو رہی تھی۔۔۔۔ اور مستعان غسل خانے میں تھا۔ جب لیلیٰ کا فون آ گیا
_____ پہلے تو توشہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا_____ پھر جب اس نے لیلیٰ کی چیخیں سنیں
_____ تو ساری بات اس کی سمجھ میں آئی_____ ایک جھٹکے سے اٹھی_____ زور سے
ماپڑی_____ دوبارہ اٹھی_____ دوبارہ گری_____

پاپا کا جنازہ اٹھنے کے بعد اسے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔

اس کا اسقاط ہو گیا تھا۔

ترمذی ہاؤس میں عجیب سوگواری اتری تھی۔ایک ہفتہ ہسپتال میں رہ کر توشہ پاپا کے گھر آ گئی
ابھی تک افسوس کرنے والے لوگ آ رہے تھے۔اسے لیلیٰ کی تنہائی کا بہت احساس تھا۔یوں بھی ف
صاحب اور مسز فیضان نے خود توشہ کو سمجھایا تھا_____ کہ ابھی وہ لیلیٰ کے ساتھ ہی رہے۔خود
طبیعت اچھی طرح نہیں سنبھلی تھی۔بہت کمزور ہوگئی_____ ایک تو جسمانی اذیت اٹھائی۔اس پر
صدمے اٹھائے_____ پہلا بچہ ضائع ہوگیا۔مسز فیضان اسے بہت تسلی دیتی تھیں۔اسی لئے تو
نے اسے پاپا کے گھر میں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔کبھی کبھی وہ دونوں بھی شام کو آ جاتے۔
سب لوگ پاپا کی سٹڈی میں بیٹھ کے پاپا کی باتیں کرتے رہتے،ان باتوں میں ماما کا ذکر بہت کم
کیونکہ ماما کے بارے میں تو سب کچھ پاپا ہی جانتے تھے۔وہی بتایا کرتے تھے۔اب کبھی کبھی۔۔۔
ہانپتی کانپتی جمن خالہ اگر پاس آ بیٹھتیں تو وہ ماما کی ایسی باتیں بتانے لگتیں۔جن کا پاپا کو بھی علم نہ تھا۔

دنیا ایک کہانی ہے_____

جس کو بیان کرنے کے لئے لوگ آتے ہیں۔

بیان کر کے چلے جاتے ہیں۔

توشہ لیٹی لیٹی سوچا کرتی_____

اس کے دفتر کے لوگ بھی اس کی مزاج پرسی کو آ جاتے تھے۔

ایک بات معمول سے ہٹ کر ہونے لگی۔قدرت اللہ کئی بار اس کی مزاج پرسی کو آیا تھا۔گھنٹہ
بیٹھا رہتا۔اور بہت اچھی اچھی باتیں کرتا۔کبھی کبھی لیلیٰ بھی آ کر ان کے ساتھ شامل ہو جاتی۔

توشہ کو معلوم تھا کہ اس نے اس کی شادی کی مخالفت کی تھی۔وہ دل میں سمجھتی تھی کہ شاید وہ
پسند نہیں کرتا۔اب جو وہ مسلسل آنے لگا۔تو توشہ کی غلط فہمی دور ہوگئی۔بلکہ اس کا دل بالکل صاف
رفتہ رفتہ اسے محسوس ہونے لگا کہ قدرت اللہ بہت خوبصورت باتیں کرتا ہے۔اس کی باتوں میں
بھی ہوتی اور مزاح بھی_____ اس کی صحبت میں ذرا بھی بوریت نہ ہوتی۔جب بھی وہ

لگتا۔وہ ہمیشہ کہتی_____

قدرت بھائی تھوڑی دیر اور بیٹھیں نا؟

کبھی وہ مستعان کے ساتھ آتا تھا۔کبھی کبھی اس کی عدم موجودگی میں بھی آ جاتا تھا۔

لیلیٰ صبح کو دو ہسپتالوں میں ڈیوٹی دیتی تھی۔مگر شام کو گھر آ جاتی تھی۔اسے معلوم تھا ابھی تک لوگ
کے لئے آ رہے ہیں۔اور توشہ کی صحت ایسی نہیں کہ سب سے مل سکے_____ ایک روز
قدرت اللہ گلاب کے بہت خوبصورت پھول اٹھائے گھر میں داخل ہوا۔تو لیلیٰ اور توشہ لان میں کرسیاں
پر چائے پی رہی تھیں۔

آیئے قدرت بھائی: کیسے ہیں توشہ بولی_____ دو دن کہاں غائب رہے۔

ذرا گاؤں چلا گیا تھا۔اس نے پھول توشہ کو پکڑا دیئے۔

یہ گاؤں کے پھول ہیں_____؟ کتنے خوبصورت اور خوش رنگ ہیں۔

نہیں یہ شہر کے پھول ہیں۔تبھی اتنے خوش رنگ اور خوبصورت ہیں۔یہ بات اس نے لیلیٰ کی
دیکھ کر کہی۔

توشہ ہنسنے لگی_____ آپ کہاں سے لے آئے ہیں ایسے پھول_____

ایک دوست کے گھر گیا۔لگے ہوئے تھے_____ بے اختیار مانگ لئے۔۔۔۔

لیلیٰ کھڑی ہوگئی،چائے پئیں گے۔

ضرور پئیوں گا۔

لیلیٰ صاف پیالی لینے چلی گئی۔

توشہ نے پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ قدرت اللہ لیلیٰ کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔اور جب وہ پیالی
لے کر آئی۔تب بھی اس کے ایک ایک انداز کو دیکھ رہا تھا۔

لیلیٰ نے چائے بنا کر قدرت کو پکڑائی_____

آپ کو پھول پسند نہیں ہیں_____ قدرت نے ہچکچاتے ہوئے لیلیٰ سے پوچھا_____

پھول تو ایسی چیز ہیں۔جو سب کو پسند ہوتے ہیں۔مگر میں ان کی دیوانی نہیں ہوں۔بس شاخ پہ
کھلتے ہیں۔لیلیٰ نے جواب دیا۔

اس معاملے میں لیلیٰ بور ہے۔قدرت بھائی توشہ نے کہا۔

اسے بوریت نہ کہئے۔ یہ پھولوں کی ہم سب سے زیادہ قدر دان ہیں۔ کیونکہ یہ انہیں شاخوں
دیکھنا چاہتی ہیں۔
شاخ پر سے بھی تو پھول نے مرجھا کر گرنا ہوتا ہے۔ پہلے کیوں نہ توڑ لیا جائے، توشہ بولی۔
لیکن اس کا جیون اگر اپنی شاخ پر ہی تمام ہو۔۔۔۔ قدرت نے کہا۔
لو بھئی میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی۔ اور آپ لوگوں کو موضوع سخن مل گیا۔
لیلیٰ ہنسنے لگی۔ ہماری بوٹنی کی کلاس میں ایسی بہت بحثیں ہوا کرتی تھیں ، بحث برائے بحث کا
فائدہ نہیں ہوتا۔
اتنے میں مستعان سامنے نمودار ہوا_____
ارے قدرت_____ اس نے آگے آ کر قدرت سے ہاتھ ملایا_____
بھئی گاؤں چلا گیا تھا_____ اسی لئے تو سیدھا گھر آ گیا ہوں۔ تا کہ تمہیں بتا سکوں نا
اچانک جانا پڑا۔
یار: تو ہمیشہ گاؤں۔۔۔۔ اچانک کیوں جاتا ہے_____ وہاں کچھ "اچانک"
نہیں_____
مستعان نے ایک آنکھ بند کر کے کہا_____
سب ہنسنے لگے۔
اصل میں وہاں سے کوئی پیغام آئے تو میں ٹالتا رہتا ہوں۔ اس حد تک کہ پھر ایک دن اٹھ کے
پڑتا ہے_____
آپ مستی کی بات ٹال رہے ہیں قدرت بھائی_____ "اچانک" کا جواب ہی نہیں
قدرت نے بے اختیار لیلیٰ کی طرف دیکھا_____ جو مستعان کے لئے چائے بنا رہی تھی
"اچانک" تو شہر میں بھی ہو سکتا ہے_____ اس کے لئے گاؤں جانے کی کیا ضرورت ہے
قدرت نے جھینپ کر کہا۔
مستعان چائے پیتے ہوئے بولا_____
توشی: یہ اپنا قدرت کچھ کچھ مہذب نہیں ہو گیا_____
کیا مطلب توشہ بولی_____

کچھ دھیما دھیما۔۔۔ کچھ آہستہ آہستہ۔۔۔ کچھ۔۔۔ کچھ۔۔۔
اچھا بھئی اب میں چلتا ہوں۔ کیونکہ اب میرے بخیئے ادھیڑے جائیں گے۔ یہ کہہ کر قدرت کھڑا
ہوا۔
بیٹھیں نہ قدرت بھائی: توشہ نے اصرار کیا۔ اتنا مزہ آ رہا تھا آپ کی کمپنی میں، مستی ہمیشہ گڑبڑ کر
دیتا ہے۔
لیلیٰ برتن اٹھا کر اندر کو چل دی، بولی_____
مجھے کچھ تھوڑا سا کام کرنا ہے_____
وہ چلی گئی۔ تو مستعان بھی قدرت کو روکتا رہا_____ قدرت رکا ہی نہیں_____ چلا گیا
_____
مستی اب وہ سیدھا ہو گیا ہے۔ تو تم اسے تنگ کرنے لگے ہو۔ بچارا میرا بہت خیال کرتا ہے کئی بار
بچایا ہے۔
یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ غور کرو۔ وہ کیوں مسلسل آ رہا ہے وہ ایسا بندہ نہیں ہے۔ جانے بھی دو مستی
_____
ہاں پہلے میں بھی یہی سمجھ رہا تھا۔۔۔۔ کہ وہ تمہاری ہمدردی میں آ رہا ہے مگر۔
مگر کیا_____؟ توشہ جلدی سے بولی۔
سنو_____ کل صبح مجھے ایک کاغذ کی ضرورت تھی۔ میں قدرت کی میز کی درازیں دیکھنے
لگا۔ اس کی ایک دراز میں سے پتہ ہے مجھے کیا ملا_____؟
کیا ملا_____؟ توشہ نے پوری آنکھیں کھول کر پوچھا۔
لیلیٰ کی تصویریں_____؟
لیلیٰ کی تصویریں۔۔۔۔ یعنی اپنی لیلیٰ کی تصویریں۔۔۔۔ یعنی لیلیٰ کی تصویریں۔
ہاں ہاں_____ لیلیٰ ترمذی کی تصویریں۔۔۔ ہر پوز میں، ہر سائز میں_____
مگر اس نے وہ تصویریں اتاریں کیسے؟
اب یہ تم اپنی بہن سے پوچھو یا قدرت سے پوچھو_____
اپنی بہن کو تو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ کل قدرت آیا تو اس سے خود ہی پوچھ لوں گی۔

اری اونادان _____ تصویریں میری اور تمہاری شادی پر بنائی گئی ہیں _____

اوہو مجھے خواہ مخواہ فکرمند کر دیا۔ پھر کیا ہوا _____

پھر یہ ہوا کہ _____ صرف لیلیٰ کی تقریباً دوسو تصویریں تھیں۔ گویا ہر فنکشن میں قدرت میاں صرف لیلیٰ ہی کو دیکھتے رہے ہیں۔ اس کی طرف متوجہ رہے ہیں۔ آتے ہوئے جاتے ہوئے مسکراتے ہوئے، مہمانوں سے ملتے ہوئے وغیرہ وغیرہ وغیرہ _____

یہ بڑے بڑے پورٹریٹ۔۔۔۔۔۔۔ مستعان نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

بڑی پیاری ہوں گی، ہے نا؟ مجھے بھی دکھاؤ نا؟ _____

لو اور سنو _____ خداوندا: وہ سر پکڑ کر بولا میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ بیگم صاحبہ کچھ اور سمجھ رہی ہیں۔ سوال گندم جواب چنا۔۔۔۔ بھئی تم خود ہی بتا دو مستی، کیوں بات کو الجھا رہے ہو۔

مجھے تو کچھ دال میں کالا کالا دکھائی دیتا ہے _____

کس کی طرف سے _____؟

قدرت اللہ صاحب کی طرف سے _____

ہیں _____

جب مستعان دفتر میں داخل ہوا۔ تو قدرت اللہ بڑا سراسیمہ سا بیٹھا تھا، آگے بے شمار کاغذ ئے تھے۔ کبھی ایک دراز کھول کر اسے اچھی طرح دیکھتا پھر دوسری دراز کھول کر خوب جھاڑ پونچھ کر ں نے مستعان کے آنے کا نوٹس بھی نہ لیا۔۔۔۔ پہلے تو مستعان اسے دزدیدہ نظروں سے ا تھوڑی دیر بعد گلا کھنکار کر بولا _____

ے میاں: کیا پریشانی ہے۔ نادانی میں کچھ کھو بیٹھے ہو _____؟

دُرت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ درازیں دیکھتا رہا _____

کچھ توقف کے بعد مستعان بولا۔

کوئی شے گم ہو گئی ہے۔

ہاں _____ قدرت جلدی سے بولا۔ دو دن باہر رہا ہوں۔ پتہ نہیں کون میری درازوں کی تا رہا ہے۔

چیز کا نام بتاؤ۔ ابھی سب دفتر والوں سے پوچھ لیتے ہیں۔

ام بتانے کی ضرورت نہیں میں خود تلاش کر لوں گا _____

گھنٹہ بھر ساری الماریاں اور درازیں دیکھنے کے بعد قدرت اللہ اپنا چھوڑا ہوا کام کرنے لگا۔

ستعان نے ایک بڑا سا خالی لفافہ اٹھایا۔ اور اس کے آگے رکھ کر پوچھا _____

تم یہ لفافہ تو نہیں ڈھونڈھ رہے تھے _____؟

دُرت نے لپک کر وہ لفافہ پکڑا۔ اندر جھانک کر دیکھا _____ اور خفگی سے بولا، یہ تمہیں ا _____؟

کل میں اپنا مسودہ ڈھونڈھ رہا تھا۔ تمہاری دراز سے مل گیا۔

دُرت نے لفافہ پکڑ کے اندر رکھنا چاہا۔ مستعان نے اس کے ہاتھ سے چھین کر میز پر الٹ دیا۔

ے لیلیٰ کی ساری تصویریں نکل کر میز پر بکھر گئیں _____

دُرت انہیں سمیٹنے لگا _____

یہ کیا ہے قدرت _____؟
تصویریں ہیں دیکھ نہیں رہے _____
مگر ساری لیلیٰ کی _____
ہاں قدرت غصے سے بولا، میں نے اتاری ہیں تمہاری شادی کے موقع پر۔
مگر کیوں _____؟
اس کا فیس فوٹو جینک ہے، اس لئے _____
بس _____
ہاں اور کیا _____
پھر اس کو دی کیوں نہیں، میں نے تو لفافے میں اس لئے ڈال لی تھیں، کہ تم سے پوچھ کر پیسے دے دوں گا۔
تم کیوں دو گے۔ کیا میں خود نہیں دے سکتا _____
یہ کہتے وقت قدرت کا لہجہ بھی اور تھا۔ اور صورت بھی بہت مختلف لگ رہی تھی۔
قدرت میاں اگر تو کہیں کوئی ضرب آ گئی ہے تو میں مدد کر سکتا ہوں۔
فضول انداز سے نہ لگاؤ مستعان یہ تو یونہی تصویریں بن گئیں۔
اتنے شاندار پرنٹ _____ یہ پوسٹر سائز کی تصویریں یونہی بن جاتی ہیں۔
تم جانتے ہو فوٹو گرافی میرا مشغلہ بھی ہے اور پیشہ بھی _____
تو کسی نمائش میں رکھو گے ان کو _____
کیا ضروری ہے کہ تمہاری ہر بات کا جواب دیا جائے۔ قدرت اللہ نے چڑ کر کہا _____
جی نہیں _____ میری کسی بھی بات کا جواب دینا قطعاً ضروری نہیں اور وہ مسئلہ جو پہلے مرحلے میں حل کرا سکتا ہوں۔ اس کے لئے میری مدد لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں _____ میں جانتا ہوں تم ہر معاملے میں خود کفیل ہو۔
یہ کہہ کر مستعان کھڑا ہوا۔ اور سٹوڈیو کی طرف چلا گیا۔ آج ایک اشتہاری فلم کا سیٹ لگا ہوا اور پوری کاسٹ اس کا انتظار کر رہی تھی ۔۔۔۔۔ تین گھنٹوں میں سارا کام خوش اسلوبی سے مستعان نے کاسٹ کو چائے پلا کر رخصت کر دیا تو اسی وقت قدرت اللہ سٹوڈیو میں داخل ہوا۔

کچھ سراسیمہ _____ کچھ خجل سا _____ اور ڈرتا ہوا _____
"کام ہو گیا _____"
ہاں مستعان نے کہا کافی دنوں سے اٹکا ہوا تھا۔ آج کے شارٹ بہت عمدہ ہوئے دکھاؤں تمہیں۔
نہیں قدرت بولا _____ میں کسی اور غرض سے تمہارے پاس آیا ہوں۔
غرض کے بندے _____ جلد بتا!
یار تو ہی تو ایک میرا دوست ہے۔ قدرت اللہ بولا۔ تو میرا مذاق نہ اڑانا،
اگر مذاق اڑانے والی بات ہوئی تو ضرور اڑاؤں گا کیونکہ تو نے مجھے کبھی نہیں بخشا۔
ہاں تو پھوٹ _____
قدرت اللہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا _____
مستعان تو نے ٹھیک کہا تھا۔ اس معاملے میں مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے؟
کس معاملے میں _____ صاف صاف بتاؤ۔ پہیلیاں بوجھنے کا میرے پاس وقت نہیں
مستعان نے جان بوجھ کر سنجیدہ چہرہ بنا کے کہا۔
یار وہ جو تصویروں والی بات تم نے کہی تھی _____
ٹوٹے نہیں چلیں گے _____ بات کھول کر بیان کی جائے گی۔ میری سمجھ میں نہ آئی تو کوئی فیصلہ نہیں کر سکوں گا _____
قدرت نے اسے ایک دھپ مارا _____ بدلہ لے رہا ہے یار، میں نے بھی تمہیں بہت ستایا تھا۔
ہاں بدلے تو میں گن گن کے لوں گا۔ مگر اعتراف کھلم کھلا اور واضح ہونا چاہیے۔
شادی کے دنوں میں تو شہ بھابی کی بہن لیلیٰ کو میں نے قریب سے دیکھا۔۔۔۔ قدرت اللہ نے ۔۔۔ کے بتانا شروع کیا _____ مستعان درمیان میں نہیں بولا _____
وہ۔۔۔۔۔ تو ایک انوکھی لڑکی ہے _____ یار: میں اس کے آگے دل ہار گیا ہوں لا ہاتھ ملا ہاتھ پہ ہاتھ مار کے مستعان نے قہقہہ لگایا۔
میں نے جس دن دراز میں لیلیٰ کی تصویریں دیکھی تھیں۔ میرا ماتھا ٹھنکا تھا۔ اس زاویے سے، اتنی اچھی تصویریں تو کوئی عاشق ہی کھینچ سکتا ہے۔ ہم تو کیمرے کے لوگ ہیں۔ جانتے ہیں لینز کے اندر کیا ہوتا ہے۔

یار: میں تمہیں ناحق سمجھایا کرتا تھا۔اب اپنا حال نا قابل بیان ہے۔

میری سالی ذرا مختلف خاتون ہے، مستعان نے کہا۔

جانتا ہوں۔اسی لئے تو پریشان ہوں۔

عشق و محبت سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اس کو پٹانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔کوشش کر

دیکھ لو مستعان نے بے نیازی سے کہا۔

یار: تو کس دن کام آئے گا۔

جتنا تو نے میرا ساتھ دیا تھا۔میں اتنا ہی ساتھ دے سکتا ہوں۔

مستی مستی یار: تیرے منہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

اور دیکھ قدرت: تیرے منہ سے بھی پیار محبت کا تذکرہ اچھا نہیں لگتا تو تو محبت کرنے والوں کو

کے احمق ترین بندے کہا کرتا تھا۔

کہا کرتا تھا مگر اب یہی جذبہ دنیا کا خوبصورت ترین جذبہ لگنے لگا ہے۔وہ لڑکی اپنی تمام

انفرادیت اور اپنی شخصیت کی خوبصورتیوں کے ساتھ میرے وجود میں سما گئی ہے میں نے بہت کوشش

کہ اس کے خیال کو جھٹک دوں مگر جتنی کوشش کی یہ اتنا وبال جان ہوا نصیحت نہ کر نا یار: نصیحت نہ کر نا

جھک میں نے ماری تھی۔اب میری سمجھ میں آیا ہے کہ محبت میں نصیحت کا اثر الٹا ہوتا ہے_____

ہماری بات اور تھی مستعان بولا آگ دونوں طرف تھی۔اور ظالم سماج تمہارے علاوہ کوئی نہ

تمہاری بات اور ہے۔یک طرفہ آگ ہے۔اور دوسری پارٹی لاعلم ہے۔

یہی غم مجھے کھائے جا رہا ہے_____

خیر کوشش تو کر کے دیکھ، مستعان نے کہا۔

مستی: میں زندگی بھر تیرا احسان نہیں بھولوں گا۔کوئی وسیلہ بنا دے_____ کوئی

ڈھونڈھ_____

سوچوں گا۔وہ کھڑا ہو گیا۔

یار پاؤں کو ہاتھ لگوا لے_____ ناک رگڑ والے_____

دیکھ: مستعان بولا_____ وہاں آنا جانا جاری رکھو۔۔۔۔۔میں ذرا توشہ سے مشورہ کر

لوں پھر آگے کوئی ترکیب بتائیں گے۔

سنی ہو جان تمنا: مستعان نے آتے ہی شور مچا دیا_____ اس شہر میں ایک حادثہ ہو گیا ہے۔

اف اللہ کیا ہوا ہے؟ توشہ بال سمیٹتی دوڑی آئی۔۔۔۔۔

حادثہ_____ دھماکا_____

دھماکا_____ کیا بم پھٹا ہے، وہ گھبرا گئی۔

یار اتنی جلدی سنجیدہ نہ ہو جایا کر مزاح اور خوف میں تمیز کیا کر فرق، فرق سمجھتی ہے۔

مستی_____ کسی دن تم مجھے مار ڈالو گے۔مذاق کرنے کا بھی کوئی انداز ہونا چاہیے۔

اور کیسے تمہیں بتاؤں کہ ایک بڑا ہی سنگین واقعہ ہو گیا ہے_____

نہ بتاؤ اب میں چپ رہوں گی۔توشہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

ایک شخص۔۔۔۔تمہاری بہن کے عشق میں مبتلا ہو کر جان سے جا رہا ہے؟

مستی_____ ؟ توشہ اتنے زور سے چیخی کہ مستعان ہنسنے لگا۔

لگا ہے نا؟ حادثہ اور کلیجے میں لگا ہے۔

مستی تم کیا کہہ رہے ہو۔یعنی لیلیٰ کا ذکر کر رہے ہو۔

ہاں ابھی ابھی دفتر سے آ رہا ہوں۔دشت سے نہیں آ رہا۔وہ کوئی صحرائی باشندہ نہیں شہر کا رہنے والا

ہے۔کہانیوں والا قیس نہیں۔۔۔۔۔عام سا ہیرو ہے۔

کوئی لیلیٰ کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے۔

ہاں_____

آہستہ بولو۔لیلیٰ سن لے گی تو ہم پر بگڑے گی۔

اب بگڑنے سے بگڑی نہیں بنے گی۔

مگر وہ ہے کون_____ ؟

اصل بات پوچھنے کا اب خیال آیا ہے۔اچھا پہلے چائے پلاؤ پھر بتاؤں گا۔

مستی تمہاری یہ عادت بری لگتی ہے۔ زہر لگتی ہے _____ وہ تم نے اپنے دل کی من گھڑ
تکلیف کا نہ بتایا ہوتا۔ تو میں بھی تمہیں خوب ستایا کرتی _____

توشہ نے یہ سب اس انداز میں کہا۔ کہ مستعان کو بے اختیار اس پر پیار آ گیا۔ آگے بڑھ کے
نے روٹھی روٹھی توشہ کو بانہوں میں لے لیا _____

یار تو اتنی معصوم ہے کہ تجھے زیادہ دیر ستایا بھی نہیں جا سکتا۔

پتہ ہے قدرت اللہ تمہاری بہن کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہے گھٹنے گھٹنے ڈوب گیا ہے۔

سچ _____ سچ _____ توشہ نے فرطِ حیرت سے اپنے آپ کو چھڑایا۔ اور کرسی
بیٹھ گئی۔

مستعان اس کے قریب بیٹھ گیا اور تصویروں سے لے کر سٹوڈیو کی گفتگو تک سب کچھ توشہ کو بتا دیا

مگر لیلیٰ تو ان باتوں سے بے خبر ہے، بلکہ بے زار ہے _____ ؟

ہاں یہی تو مسئلہ ہے، اور اس کو حل کرنا ہے۔

تبھی مستی _____ میں بہت حیران ہوتی رہی ہوں۔ جب سے پاپا گزرے ہیں اور
میں بیمار پڑی ہوں قدرت بھائی باقاعدہ آتے رہے ہیں۔ تمہاری عدم موجودگی میں بھی آتے رہے
پورے تین مہینے انہوں نے عندیہ نہیں دیا۔

عندیہ مجھے نہیں دیا اس ''گھنے'' نے ۔۔۔۔ وہ تو میں تو تصویروں تک جا پہنچا تھا۔ تب یہ بھید
کھلا۔

اب کیا ہو گا مستی _____ ؟

اب ہو گا کہ تم اپنے سلیقۂ محبت سے رفتہ رفتہ لیلیٰ کو قدرت کی طرف مائل کرو گی۔

میں _____ نہیں نہیں مجھ سے یہ نہ ہو گا۔ لیلیٰ کے سامنے میں بہت کم زور ہوں اس کے
پاس قائل کرنے کی حیرت انگیز قوت ہے۔ وہ تو منٹوں میں ہر ایک کو قائل کر لیتی ہے۔ اسے کوئی نہیں
قائل کر سکتا۔

بھئی میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔

مگر یہ بتاؤ مستی قدرت کیسا آدمی ہے۔ اس کے اہل ہے یا نہیں توش _____ میں اس
شجرہ نسب نہیں جانتا۔ اتنا جانتا ہوں۔ وہ ایک غریب کسان کا بیٹا ہے۔ اس کے آدرش بہت اونچے

پڑھا پڑھا کر اس نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی ہے۔ بہت ذہین و فطین ہے۔ اور پچھلے دس
سے میرے ساتھ ہے۔ غریب ہونا تو کوئی جرم نہیں _____

نہیں _____ توشہ نے کہا۔ اس کے پاس تو ٹیلنٹ بھی ہے۔

اس شہر میں دو چار ہی اس جتنے ذہین لوگ ہوں گے۔ جس دن اسے کوئی چانس مل گیا۔ وہ سب
اونچی پوزیشن پر آ جائے گا۔

ہاں _____ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن لیلیٰ کے ایجنڈے میں شادی تو ہے نہیں تم بھی
جانتی ہو پاپا ہر وقت کہتے رہتے تھے۔ کہ اس کی شادی کرنا ہمارا فرض ہے۔

ہاں مجھے یاد ہے مستی _____ ہم نے تو ابھی یہ کام بھی کرنا ہے۔

یاد ہے ایک دن پاپا نے کیا کہا تھا انہوں نے کہا تھا، کوشش کرنا اس کے امریکہ جانے سے پہلے اس
کی شادی ہو جائے۔

ہاں ہاں مستی مگر ہم زبردستی نہیں کر سکتے۔ شرط یہ ہے کہ وہ بھی قدرت کو پسند کرے۔

اس کا موقع تم اسے دو۔

وہ کیسے؟

میں قدرت کی تربیت کرتا ہوں۔ اور تم لیلیٰ کو تنہائی میں قدرت سے ملنے کا موقع دو۔ ویسے
قدرت بڑا کاریگر ہے۔ وہ خود لیلیٰ کو منا لے گا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ توشہ خوش ہو گئی۔ لیکن مستی اومستوا اگر اسے اس سازش کا پتہ چل گیا، میرا تو قیمہ
بنا دے گی۔

نہیں پتہ چلے گا آؤ میں تمہیں پروگرام سمجھاؤں۔

دونوں بیٹھ کے آئندہ آنے والے دنوں کا پروگرام بنانے لگے۔

موسم میں بڑی خوشگوار تبدیلی آ رہی تھی۔ ہوا میں ہلکی ہلکی بہاروں کی خوشبو تھی۔ لیلیٰ نے آج باہر لان میں کرسیاں لگا دی تھیں۔۔۔۔۔ چائے بنوا رہی تھی کہ توشہ اور مستعان تیار ہو کر باہر آ گئے کدھر جا رہے ہو آپ لوگ میں تو چائے بنوانے لگی تھی۔ لیلیٰ نے کہا۔

بس دس منٹ کے لئے ایک دوست کو دیکھنے جا رہے ہیں۔ ہم چائے آ کر پئیں گے توشہ نے ہاں لیلیٰ وہ آئے گا قدرت اس کو ذرا بیٹھا لینا۔ میں نے اسے کچھ ضروری کاغذات دینے ہیں۔ یہ کہہ کر لوگ باہر نکل گئے۔

لیلیٰ نے کرسی پر ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں آج بھی وہ ہسپتال سے تھک کر آئی تھی۔ باہر بیل ہوئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ نوکر بھاگا جا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں پھر موند لیں۔ تھوڑی دیر بعد قریب آہٹ ہوئی، آنکھیں کھول کر دیکھا تو قدرت اللہ چلا آ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں پھر موند لیں۔ ایک ہاتھ میں بڑا سا خاکی لفافہ تھا، اور دوسرے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔

آیئے آیئے _____

لیلیٰ سیدھی ہو کر بیٹھ ہو گئی۔

توشہ اور مستعان بھائی بس دس منٹ کے لئے گئے ہیں۔ ابھی آ جائیں گے۔

قدرت سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

ان کو معلوم تھا آپ نے آنا ہے، بس وہ بھی آتے ہوں گے۔

میرے یہاں بیٹھنے سے آپ کو زحمت تو نہیں ہو گی۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ میں بھی تو ان کا انتظار کر رہی تھی۔

لیلیٰ نے نوکر کو آواز دے کر چائے لانے کا کہہ دیا۔

قدرت اللہ جھجکتے ہوئے اور رکتے ہوئے بولا _____

آپ کی امانتیں تھیں میرے پاس _____ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو دے دوں

میری امانتیں _____؟

لیلیٰ حیران ہوئی _____

جی یہ کہہ کر قدرت اللہ نے بریف کیس کھولا۔ اور ایک البم نکال کر لیلیٰ کی طرف بڑھایا۔

حیرت زدہ لیلیٰ نے البم پکڑ لیا، اور صفحے الٹنے لگی۔

ارے یہ سب تو میری تصویریں ہیں۔ کیسے آئیں آپ کے پاس؟

جی یہ میں نے شادی کے دنوں میں اتاری تھیں آپ کی اجازت کے بغیر۔

اتنی زیادہ تصویریں؟ لیلیٰ ایک ایک صفحہ الٹ کے تصویروں کو غور سے دیکھتی جاتی اور بولتی جاتی۔

بس جی ساری تقریب کو میں کور کر رہا تھا تو آپ کی یہ تصویریں بن گئیں۔

ہاں مجھے توشہ نے بتایا تھا کہ آپ بڑے اچھے فوٹو گرافر ہیں۔

بس جی شوق ہے، ہابی سی ہے۔ کبھی کبھی اچھے منظر یا اچھے چہروں کو تصویریں اتار لیتا ہوں۔

بہت اچھی تصویریں ہیں واقعی آپ نے تو کوئی زاویہ چھوڑا ہی نہیں۔

لیلیٰ نے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں تو ڈر رہا تھا۔ کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں کہ بغیر اجازت کے بنا لیں۔

ہاں اصولاً تو آپ کو مجھ سے اجازت لینا چاہیے تھی۔ ویسے اچھا ہوا آپ نے اجازت نہیں لی۔ انکار کر دیتی۔ مجھے تصویروں وغیرہ کا کوئی شوق نہیں۔ شاید میری زندگی میں اتنی زیادہ تصویریں آپ نے بنائی ہیں۔

یہ تو بہت اچھا ہوا کہ میں نے اجازت لینے کی جرات نہیں کی۔

لیلیٰ نے البم بند کر کے میز پر رکھ دیا۔

بہت شکریہ قدرت صاحب!

ایک اور چیز بھی دکھانا ہے۔ اس نے خاکی لفافہ کھولا۔ اس میں سے گول کیا ہوا ایک بنڈل نکالا، اسے کھول کے لیلیٰ کے آگے کر دیا۔

اف یہ میری تصویر ہے اتنی بڑی اتنا بڑا پوسٹر بنا ڈالا آپ نے؟

اٹھ کھڑا ہو گیا بولا میں دکھاتا ہوں آپ کو۔

کچھ دور کھڑے ہو کر اس نے پوسٹر پورا کھولا اور اپنے سامنے لگا کر اسے دکھانے لگا۔

اسے اتنے فاصلے سے دیکھئے۔

لیلیٰ اپنی اتنی بڑی اور خوبصورت تصویر کو دیکھ کر حیران رہ گئی تصویر بھی عجیب زاویئے کی تھی

_____

شامیانے کی اوٹ سے ڈوبتے سورج کی آخری شعاع لیلیٰ کی آنکھ پر پڑ رہی تھی اور اس کی روشنی کا زاویہ اس کے لمبے بالوں کو شعلہ بنا رہا تھا_____ یہ سائیڈ پوز تھا۔ لیلیٰ کی آنکھوں کی چمک اور ہونٹوں کی مسکراہٹ نے اسے ایک الوہی حسن بخش دیا تھا۔ ایک لمحہ تھا، حیرت اور سرخوشی کا لمحہ قدرت نے اپنے کیمرے میں محفوظ کر لیا تھا۔ اسے انلارج کر کے اور بھی خوبصورت بنا دیا تھا۔

لیلیٰ حیرت سے دیکھتی رہی، اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔ کہ وہ اتنی خوبصورت لگ سکتی ہے۔ وہ اپنی صورت اور اپنے آپ سے بڑی بے نیاز تھی۔

قدرت نے تصویر کو پھر گول گول لپیٹا_____ اور آ کر لیلیٰ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

بہت خوبصورت تصویر بنائی ہے آپ نے لیلیٰ نے متاثر ہو کر کہا۔

میں نے نہیں خدا نے بنائی ہے قدرت بولا۔

خدا نے لیلیٰ حیران ہوئی۔

ہاں آپ کی صورت تو خدا نے بنائی ہے۔ میں نے تو صرف اس کا عکس اتارا ہے۔ عکس صورت سے بہتر نہیں ہوتا۔

لیلیٰ کی کسی نے اس طرح پہلی بار تعریف کی تھی۔ وہ جھینپ گئی۔ شکر ہے اسی وقت ملازم چائے لے آیا۔ اور اس نے اپنے آپ کو چائے کے برتن لگانے میں مصروف کر لیا۔

وہ چائے پیالیوں میں انڈیلنے لگی۔۔۔۔۔

قدرت بولا_____

آپ نے غور کیا ہے۔۔۔۔ کہ آپ کے بالوں کا آپ کی آنکھوں سے ایک گہرا رشتہ ہے_____

لیلیٰ ہنسنے لگی۔

قدرت صاحب: میں اس معاملے میں بالکل پیدل ہوں۔ سمجھتی نہیں ایسی شاعرانہ باتیں_____ ایسا ذوق صرف توشہ میں ہے_____

میں کسی دن آپ کے بالوں کی تصویر بناؤں گا۔

نہیں نہیں مجھے شوق نہیں ہے۔ تصویریں بنوانے کا_____

ہر کام اپنے شوق کے لئے نہیں کرتے۔ کبھی کبھی دوسرے کے شوق کے لئے بھی اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیے_____

لیلیٰ نے دانستہ گھڑی دیکھی_____ اور بولی_____

اوہ: دس منٹ کا کہہ کر گئے تھے وہ لوگ_____ ایک گھنٹہ ہو گیا ابھی_____ اتنے بڑے پورچ میں گاڑی رکی_____

لیجئے_____ آپ نے نام لیا۔ اور وہ لوگ آ گئے۔

ارے قدرت بھائی_____ سوری بھائی ہمیں کچھ زیادہ دیر ہو گئی۔

زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا میرے چاند: مستعان نے آگے آ کر کہا_____

مجھے تو وقت گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلا ابھی ابھی لیلیٰ کہہ رہی تھیں کہ مجھے آئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے_____

اوہو: میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ میں نے تو آپ لوگوں کے لئے کہا تھا۔ آپ دس منٹ کا کہہ کر گئے تھے نا؟

لیلیٰ نے زچ ہو کر کہا۔

اچھا تو اب تمہارا وہ حال ہے_____ کہ مستعان قدرت سے ہاتھ ملا کر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ کہتے ہیں نا

اپنی حالت کا کچھ احساس نہیں ہے مجھ کو
میں نے اوروں سے سنا ہے کہ پریشان ہوں میں

پاپا_____ قدرت، مستعان اور توشہ ہنسنے لگے۔۔۔۔

لیلیٰ کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

یہ تصویریں قدرت بھائی_____ توشہ نے موڈ بدلا_____ آہا یہ تو لیلیٰ کی تصویریں ہیں۔ کتنی خوبصورت ہیں_____ آپ کی بھی لایا ہوں_____ اس نے شادی کا البم اٹھا کر توشہ کر پکڑا دیا توشہ نے دیکھا مستعان نے دیکھا۔ پھر لیلیٰ دیکھنے لگی۔

میاں قدرت_____ تم نے ایک سال سوچا ہے۔ یہ البم دینے سے پہلے تو ذرا اور صبر کر

لیتے ہمارا بچہ پیدا ہو جاتا۔اسے بھی اس میں شامل کر لیتے مستعان نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

سوچا تو میں نے یہی تھا مگر تم لوگوں نے _____

فضول باتیں چھوڑو مستی، توشہ بات کاٹ کر بولی دیکھو تصویریں کتنی خوبصورت ہیں۔

قدرت بھائی میری دو چار تصویریں انلارج کر دیں پلیز۔

ضرور کر دوں گا۔

یہ کیا ہے۔توشہ نے پوسٹر اٹھالیا۔پھر اسے کھول کر دیکھا۔

اللہ _____ غضب۔۔۔غضب۔۔۔۔ کیا تصویر ہے _____ زبردست۔

ذرا دور سے دیکھیں _____

لو جی ہم نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ ہماری لیلیٰ اتنی خوبصورت ہے۔

تصویر کا تعلق خوبصورتی سے نہیں ہوتا _____ لیلیٰ نے چڑ کر کہا _____

قدرت بھائی آپ نے تو کمال کر دیا۔اس پوسٹر کو فریم کروالاتے۔ہم لیلیٰ کے کمرے میں لگا دیتے۔

مجھے کمرے میں تصویریں لگانا پسند نہیں ہیں۔کبھی میرے کمرے میں کوئی تصویر دیکھی ہے۔؟ نے کہا۔

کوئی بات نہیں توشہ بولی _____ میں اسے فریم کرا کے سٹڈی میں لگا دوں گی۔

پلیز مجھے اشتہار نہ بنائیں۔لیلیٰ نے کہا۔

لیلیٰ پتری _____ یہ تصویر دیکھ کر مجھے خیال آ گیا کہ کاش تم ماڈلنگ میں ہوتیں۔

آپ سب کو کیا ہو گیا ہے۔سب ہی بہکی بہکی باتیں کرنے لگے ہیں۔

یہ قدرت کی نگاہ کا جادو ہے _____ تصویریں کیا بنائیں کہ ہم سب پٹڑی سے اترنے لگے۔

یہی لگتا ہے۔کہہ کر لیلیٰ کھڑی ہو گئی۔

میں آپ کے لئے فریش چائے بنواتی ہوں _____ جھوٹے برتن اٹھا کر وہ اندر کو چلی۔

جب وہ دور چلی گئی۔تو مستعان نے آواز آہستہ کر کے پوچھا۔

کوئی بات بنی کہ نہیں _____ ؟

تم نے موڈ دیکھ لیا ہے۔قدرت نے آہستہ سے کہا۔

خیر۔۔۔۔کوشش کرتے رہو۔پتھر کو بھی جونک لگ سکتی ہے۔

لیلیٰ تیار ہو کر باہر نکلی۔ابھی گاڑی نہیں آئی تھی۔وہ پورچ کے پاس ٹہلنے لگی گیٹ کھلا اور قدرت کی گاڑی اندر آ گئی۔اس وقت صبح کے دس بجے تھے۔مستعان اور توشہ اپنے دفتر کے لئے نکل چکے تھے۔اور ان نے کہا تھا۔دس بجے تک وہ لیلیٰ کے لئے گاڑی بھیج دیں گے۔قدرت اللہ گاڑی سے باہر نکل آیا۔

مستعان کا پوچھا _____

وہ تو جی دفتر چلے گئے ہیں۔

اچھا _____ ایک ضروری کاغذ لینا تھا اس سے۔۔۔۔۔۔آپ کیا کسی کا انتظار کر رہی ہیں۔

توشہ نے کہا تھا وہ گاڑی لے کر ابھی آ جائے گی۔مجھے ہسپتال جانا ہے۔

میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔

نہیں نہیں _____ ابھی وہ آ جائے گی۔

تکلف نہ کیجئے میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں۔پلیز

لیلیٰ نے گھڑی دیکھی۔مریض اس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔وہ کیا کرے۔

آ جائیے تکلف کی کیا بات ہے۔اگر راستہ میں ان کی گاڑی مل گئی۔تو اس میں سوار ہو جائیے گا۔

ٹھیک ہے۔لیلیٰ نے پرس اٹھایا۔اور آ گئی _____ آ کر بیٹھنے لگی۔

آگے بیٹھنا پسند کیجئے گا۔

بیٹھ جاؤں گی۔

قدرت نے دروازہ کھولا اور وہ بیٹھ گئی۔

دوسری طرف سے قدرت آ کے بیٹھ گیا _____ لیلیٰ نے دیکھا قدرت کو گاڑی چلانے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔۔۔۔۔۔بولی۔۔۔۔

گاڑی تو ٹھیک ہے۔

گاڑی ٹھیک ہے۔وہ نروس ہوتا ہوا بولا _____ دراصل آپ پہلی بار بیٹھی ہیں نا؟ تو میں

ذرا گھبرا گیا ہوں۔

میں سمجھی نہیں_____

وہ ہنسنے لگا۔اصل میں میری موٹر میں اس سے پہلے کبھی کوئی خوبصورت لڑکی نہیں بیٹھی۔

آپ مرد لوگ لڑکی کے ساتھ خاصیت کیوں لگا لیتے ہے۔

کیسی خاصیت_____؟

مثلاً خوبصورت لڑکی_____ صرف لڑکی بھی تو کہہ سکتے ہیں۔

ہاں اس پر ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں_____

پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔

آپ ایسی کیوں ہیں لیلیٰ_____ قدرت ہمت کر کے بولا۔

کیسی_____؟

کھردری۔۔۔۔کھردری اور۔۔۔۔۔

سٹریٹ فارورڈ۔۔۔۔یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ_____ میں جس پیشے میں داخل ہو چکی ہوں۔وہاں اس طرح رہنا پڑتا ہے۔

یہ تو ٹھیک ہے۔مگر کل کلاں کو آپ کی شادی ہو جائے گی۔بچے ہوں گے۔آپ کو اپنا رویہ بدلنا پڑے گا_____

شادی فی الحال میرے ایجنڈے میں نہیں ہے_____ اور میں کبھی اچھی بیوی نہیں بن سکتی۔

خیر یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے۔یہ ہو سکتا ہے دوسروں کا یہ خیال نہ ہو۔

لیلیٰ چپ رہی_____

ابھی نہ سہی_____ کبھی نہ کبھی تو شادی کرنی پڑے گی۔قدرت پھر بولا_____

''جب حشر کا وقت آ جائے گا اس وقت دیکھا جائے گا_____'' لیلیٰ نے بے اختیار کہا۔

ارے آپ تو کہہ رہی تھیں آپ کو شعر و شاعری سے شغف نہیں، ذوق نہیں وغیرہ وغیرہ مگر آپ نے موزوں مصرع جڑ دیا ہے۔قدرت نے ذرا خوشامندانہ لہجے میں کہا۔

یونہی سنتے سناتے کوئی چیز ذہن میں رہ جاتی ہے_____

اس کا مطلب ہے ایسا ذہن رکھتی ہیں آپ پھر بولا میں آپ کو کچھ اچھی غزلوں کے کیسٹ دوں

مجھے کہاں فرصت کہ سنوں؟

آخر کچھ تو آپ کو بھی پسند ہو گا۔؟

بالکل کوری ہوں_____

اگر کوئی آپ کی ادا کو بھی پسند کرے تو_____؟

احمق ہو گا وہ یہ کہتے ہی لیلیٰ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ایک دم جیسے اس کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔قدرت کا وقت بے وقت گھر آ جانا عین اسی وقت مستعان اور توشہ کا گھر نہ ہونا جب موٹر کی ضرورت ہو۔بوتل کے جن کی طرح نمودار ہو جانا تصویریں اتارتے رہنا یہ لب و لہجہ کہیں اس کے ساتھ کو سازش تو نہیں ہو رہی وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

جوں جوں کڑی سے کڑی ملاتی جاتی۔موڈ آف ہوتا جاتا۔۔۔۔ اتنے میں سامنے ہسپتال کا گیٹ آ گیا۔لیلیٰ نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔بہت بہت شکریہ قدرت صاحب! آج واقعی میں نے آپ کو زحمت دی_____

کاش آپ اسے زحمت نہ کہتیں میں تو ان لمحوں کو اپنی زندگی کے بہترین لمحوں میں شمار کروں گا۔

خدا حافظ کہہ کر وہ چلا گیا_____

سارا دن لیلیٰ کھولتی رہی_____

شام کو گھر آئی۔تو مستعان اور توشہ اپنی محفل جمائے بیٹھے تھے۔وہ ان کے پاس سے منہ بنائے گزر گئی۔

توشی_____ مستعان نے کہا۔آج لیلیٰ کا منہ کچھ سوجھا ہوا نہیں تھا؟

تھا_____ توشی بولی۔

راز تو نہیں فاش ہو گیا۔

میں نے تم سے کہا تھا۔اتنی جلد بازی نہ کرو۔وہ بڑی ذہین ہے۔بڑی جلدی بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔اب بس میری شامت آئے گی تم مزے سے دیکھتے رہنا۔

اچھا۔۔۔ذرا انتظار تو کرو، ہمارا اندازہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے_____

بہر حال انتظار کرنا پڑے گا۔

رات جب لیلیٰ کھانے کے کمرے میں نہیں آئی۔اور اس نے کہلوا دیا کہ اس کی طبیعت خراب ہے ،وہ کھانا نہیں کھائے گی۔تو مستعان اور توشہ دونوں اس کے کمرے میں آ گئے۔کیا بات ہے لیل تو نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔کیا ہوا ہے طبیعت کو۔

آپ دونوں نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے وہ جل کر بولی۔

اس پر دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔انہیں امید نہیں تھی کہ لیلیٰ ایک دم اپنے ردعمل کا اظہار کر دے گی۔

دونوں مسکین شکل بنائے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

توشہ لیلیٰ نے براہ راست اپنی بہن کو مخاطب کیا۔تم تو میری طبیعت سے واقف ہو پھر تم نے وہ بندہ میرے پیچھے کیوں لگا دیا۔بہت کھٹکتی ہوں۔میں تمہیں میرے داخلے کے کاغذات آ گئے تو میں یہاں سے دفعان ہو جاؤں گی۔مجھے بوجھ نہ سمجھو یہ کہہ کر لیلیٰ رونے لگی۔

تب مستعان آگے آیا اس نے لیلیٰ کا سر اپنے کندھے سے لگایا اسے پچکارا اور پیار سے بولا۔

میری لیلیٰ پتری_____ خدا کی قسم ہماری محبت میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔اگر تم اپنے آپ کو سنبھالو تو ہم صحیح صورت حال تمہارے آگے رکھ دیں۔

ہاں لیل میری جان: اپنی بہن کی نیت پر شک نہ کرو قدرت نے ہمیں بتایا کہ وہ تمہارے عشق میں مبتلا ہو چکا ہے۔اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ہم نے اسے موقع دیا کہ وہ تمہارا۔۔۔۔۔۔

چپ کرو توشہ،۔۔۔۔۔۔مستعان بولا_____ تمہیں تو بات بھی نہیں کرنی آتی۔

دیکھو لیلیٰ_____ میں گذشتہ دس سالوں سے قدرت کو جانتا ہوں۔بہت ہی ٹیلنٹڈ لڑکا ہے۔محنتی ہے۔ہاں اس کی بیک گراؤنڈ دیہات کی ہے۔وہ ایسا دل پھینک آدمی نہیں ہے۔وہ تو لڑکیوں سے میلوں دور رہا کرتا تھا شادی کے دنوں میں تمہیں دیکھا اور پسند کرنے لگا ہم نے دانستہ تمہیں موقع دیا کہ تم اسے جانچ لو۔

مگر مجھے شادی کرنی نہیں لیلیٰ چیخ کر بولی۔

یاد کرو لیلیٰ_____ ایک روز پاپا نے ہمارے سامنے تم سے وعدہ لیا تھا نا؟ کہ تم شادی ضرور کرو گی؟

ہاں مجھے یاد ہے مگر ابھی نہیں ابھی بالکل نہیں_____

تو ہم کونسا ابھی پرزور دے رہے ہیں۔تو کہو گی تو قدرت انتظار کر لے گا۔

میں اسے انتظار میں کیوں رکھوں؟ میرے دل میں کوئی ایسی بات نہیں۔

ہو سکتا ہے تب تک بات پیدا ہو جائے توشہ بولی۔

نہیں ہو سکتی۔اور آپ مجھے بے سکون نہ کریں۔

اچھا یہ بتاؤ۔مستعان بولا قدرت تمہیں پسند نہیں ہے۔

میں نے کبھی اس نظر سے اسے دیکھا ہی نہیں_____

تو اس نظر سے دیکھ کر بتا دو توشہ بولی۔

توش "بونگیاں" نہ مارو۔۔۔۔۔اچھا پتری۔۔۔۔۔ہم تمہیں تنگ نہیں کریں گے۔اور قدرت کو بھلا دیں گے۔تم پرسکون ہو جاؤ۔اس گھر میں کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف نہیں ہو گی۔اب بچوں کی طرح آؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھا لو۔

فون کی گھنٹی بجی تو لیلیٰ نے لپک کر ریسیور اٹھالیا۔

دوسری طرف سے آواز آئی _____

لیلیٰ میں قدرت بول رہا ہوں۔

لیلیٰ چپ رہی _____

اور میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔

آپ کو پھر کسی نے بتادیا کہ آج گھر میں، میں اکیلی ہوں۔

نہیں محترمہ ضروری نہیں کہ آج آپ وقت دیں جب آپ مناسب سمجھیں۔

ہمیشہ تو آپ ''چانس'' لیا کرتے ہیں۔ آج وقت مانگ رہے ہیں۔

شاید اسی لئے وقت مانگ رہا ہوں کہ چانس کا تاثر زائل کرسکوں۔

دیکھیں: مجھ سے مل کر آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

فائدے کے لئے کون ملتا ہے۔ بعض لوگ تو محض نقصان کے لئے ملتے ہیں۔

دیکھئے قدرت صاحب: مجھے آپ کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں ۔

اسی لئے تو ایک آخری کوشش کر رہا ہوں۔ تاکہ اپنی بات آپ کو سمجھا سکوں۔

ابھی تو کچھ دن بہت مصروف ہوں _____

کوئی مضائقہ نہیں _____ کچھ دن کے بعد کا وقت دیجئے۔

کیا مصیبت ہے۔ لیلیٰ نے دل میں سوچا _____ پھر ایک دم اسے خیال آیا کہ مل لینے میں کیا حرج ہے۔ وہی بات وہ کہے گا جو آج کل توشہ اور مستعان کہہ رہے ہیں۔ تو وہ اسے اپنا موقف اچھی طرح سمجھا سکے گی۔ اور بہتر ہے کہ یہ بات جلدی ہوجائے ۔۔۔۔ جتنی جلدی ہوجائے اچھا _____

سوچ کر بولی _____

ہوں تو میرا سارا ہفتہ بہت مصروف ہے۔ لیکن آج ابھی ایک گھنٹے بعد میں اپنا کام مکمل کرلوں گی۔

سکتے ہیں۔ تو آجائیں؟

ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے بعد حاضر ہوجاؤں گا۔

لیلیٰ نے قدرت کو وقت دے دیا۔۔۔۔ لیکن اس کے دل میں گھبراہٹ سی ہونے لگی پتہ نہیں اسے خوف سا آنے لگا _____ وہ کچھ بے سکون ہوگئی اس نے بہت چاہا کہ اپنا کام ختم لے مگر اس سے کام ہو ہی نہیں سکا اگر وہ ہر بات صاف صاف کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی۔ پھر بھی وہ جانتی نہیں پتہ نہیں وہ کیا کہے گا اور پتہ نہیں وہ کیا ردعمل ظاہر کردے گی۔

ادھر توشہ اور مستعان نے قدرت کا معاملہ اس کے سپرد کردیا تھا۔ جب لیلیٰ نے دوٹوک جواب دیا تو مستعان نے جاکے قدرت سے کہا۔

یار اپنا مسئلہ اگر تم خود حل کرسکتے ہو تو کرلو ہمیں بیچ میں نہ ڈالو۔ ہماری پوزیشن پہلے ہی خراب ہوگئی

توشہ نے بھی یہی کہا تھا _____ کہ

قدرت بھائی _____ لیلیٰ بڑی پیاری طبیعت کی لڑکی ہے۔ ہر بات میں سوچ بچار کرتی بری طرح نہیں ہے۔ اگر آپ خود اس کے قریب جائیں گے۔ اور خود بات کریں گے۔ تو بات

کئی مہینوں سے یہ بات ایک ہی جگہ اٹکی ہوئی تھی۔ اسی لئے قدرت نے فیصلہ کیا کہ وہ خود آگے جاکر گتھی کو سلجھائے گا۔

لیلیٰ ابھی اپنے ذہن کی کشمکش کو ٹھیک طرح سلجھا نہیں پائی تھی۔ کہ قدرت اللہ آگیا۔ نوکر نے آکر اسے کہا۔ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ، اور چائے لاؤ میں آتی ہوں۔ لیلیٰ نے اٹھ کر آئینے میں چہرہ دیکھا اس کے لمبے بال الجھے ہوئے تھے صبح سے وہ ایک فائل میں الجھی ہوئی تھی۔ کپڑے بھی ٹھیک نہیں پہنے ہوئے تھے اور چہرہ بھی کیسا اڑا اڑا لگ رہا تھا۔

اس نے سوچا _____ منہ دھولے _____ بالوں پر کنگھی پھیر لے _____

پھر جائے پھر خیال آیا، چھوڑ دو پرے، وہ کہے گا میں خاص طور پر تیار ہو کے آئی ہوں دوپٹہ اٹھایا اور ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔

قدرت کھڑا ہو گیا، اس نے ہاتھ میں بہت سے خوبصورت گلاب کے پھول پکڑے ہوئے
پھول اس نے لیلیٰ کی طرف بڑھائے _____

اس نے شکریہ کہہ کر لے لئے۔ اور میز کے ایک کونے پر رکھ دیئے۔

دونوں بیٹھ گئے _____

مجھے معلوم ہے میرا آنا آپ کو اچھا نہیں لگا۔ مجھے معلوم ہے آپ اس تھکے تھکے حلیے میں کر آ گئی ہیں تا کہ اپنی بے زاری مجھ پر ظاہر کر سکیں لیکن میں بھی کیا کرتا مجھے تو جو کچھ کہنا تھا آپ سے کہنا تھا۔

دل میں لیلیٰ نے قدرت کی اس بات کی داد دی۔ نوکر چائے رکھ کر چلا گیا۔ لیلیٰ کچھ کہے بغیر چائے بنانے لگی۔

پیالی پکڑتے ہی قدرت کہنے لگا _____

جس طرح آدمی کسی کو یہ نہیں بتا سکتا، کہ اسے اس سے محبت کیوں ہوئی اسی طرح وہ دوسرے کو پوچھ بھی نہیں سکتا کہ اسے محبت کیوں پسند نہیں ہے ہر بندے کا معاملہ اپنا ہوتا ہے۔

وہ بہت کم ظرف ہوتا ہے۔ جو دل کی بات نہ کہہ سکے۔

پہلے میں نے مستعان اور توشہ کو بیچ میں ڈالا تھا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ وہ آپ کے معاملات میں دخل اندازی کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ پھر میں نے سوچا میں خود ہی آپ سے بات کر لوں میں نے کوئی ڈاکہ تو ڈالا نہیں نہ ہی کوئی دہشت گردی والا جرم کیا ہے۔

چائے پینے لگا۔۔۔۔۔ گھونٹ گھونٹ۔۔۔۔۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔

بس آپ کو دیکھا آپ اچھی لگیں دل میں اتر گئیں آخر شادی تو آپ کو بھی کرنا ہے، نہ کیجئے شادی کر لیجئے مجھ سے _____

اس پر لیلیٰ کو بے اختیار ہنسی آ گئی _____

شکر ہے آپ مسکرائیں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں جب آپ بے ساختہ ہنستی ہیں تو لگتا ہے رات میں بارش ہو رہی ہے _____

قدرت صاحب: مجھے مستعان بھائی نے کئی بار بتایا تھا۔ کہ آپ بڑی خوبصورت باتیں کرنے والے آدمی ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ قدرت باتوں کا جال بچھاتا ہے۔ اور میں کلائنٹ پھنسانے

بے اختیار ہنس دی۔ کہ میں نے پہلی بار آپ کو جال بچھاتے دیکھا۔

اب قدرت ہنسنے لگا، نہیں نہیں _____ وہ تو کاروباری معاملات کی بات ہوتی ہے وہ اور مجبوری ہوتی ہے آپ کے سامنے میں دل کی بات کر رہا ہوں۔

خدا کی قسم میں دل کی بات کر رہا ہوں۔

بھلا یہ بتائیں بغیر محبت کے شادی ہو سکتی ہے _____ لیلیٰ بولی۔

کیوں نہیں، ہمارے ملک میں پہلے شادی ہوتی ہے، بعد میں محبت ہوتی ہے _____ بلکہ اکثر تو ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں ہوتا۔

قدرت صاحب: میں بھی آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں کہ میری زندگی کا ایک مشن ہے کینسر کی ایک کامیاب ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔ ابھی تک میری نگاہوں میں میری ماں کے مرنے کا منظر ابھرا ہوا ہے۔ میں اتنی دیر تک مریضوں کے آپریشن کرتی رہنا چاہتی ہوں۔ جب تک میری بینائی ساتھ دے سے وہ سارا سین ہٹ نہ جائے۔

تو اس سے کون آپ کو منع کرتا ہے _____؟

ابھی مجھے مزید مطالعہ کرنا ہے۔ دو سال کا ایک سپیشل کورس کرنے امریکہ جانا ہے۔ ابھی میری منزل دور ہے جب تک میں ایک کامیاب سرجن نہ بن جاؤں میں شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں۔

نہ کریں _____ لیکن شادی کا وعدہ تو کر سکتی ہیں۔

نہیں ایسا فضول وعدہ میں نہیں کر سکتی _____

کسی کو انتظار کرنے کے لئے کہہ تو سکتی ہیں؟

کیا بھروسہ ہے قدرت صاحب،

سمجھئے آپ ڈاکٹر ہیں۔ اور ایسی باتیں کرتی ہیں۔

مجھے ایسی باتیں کرنی چاہئیں۔ یہ وعدے اور قسمیں سب فلمی باتیں ہیں۔ اور پھر میرا پیشہ ایسا ہے کہ کسی کو خوش نہ رکھ سکوں۔

اس پیشے کی وجہ سے اگر کوئی آپ کو زندگی بھر خوش رکھنا چاہے تو۔

تو غیر قدرتی سی بات لگتی ہے۔ لیلیٰ نے کہا۔

اتنی بدگمان کیوں ہیں؟ کسی پر اعتبار کیوں نہیں آتا اتنی روکھی باتیں کیوں کرتی ہیں؟
بس اسی طرح کی باتیں مجھے کرنا آتی ہیں۔
میں نہیں مانتا جس قسم کی شخصیت اللہ نے آپ کو دی ہے۔ وہ تو ایک انعام لگتا ہے۔
اس انعام کی قدر کیجئے۔
یہ زندگی میں اللہ کے بندوں کے نام لگانا چاہتی ہوں۔
تھوڑی سی اللہ کے ایک بندے کے نام لگا دیجئے؟
قدرت صاحب آپ مجھے بار بار شرمندہ نہ کریں۔
آپ کو معلوم ہے کہ انسان کے نفس کے حقوق بھی ہوتے ہیں۔
بس _____ اب زیادہ پریشان نہ کیجئے گا۔ آپ یہی سمجھیں کہ میں شادی کی اہل نہیں ہوں۔
ارے میں نے یہ تو کبھی سوچا ہی نہیں۔ کہیں کوئی تو آپ کے دل میں برا جمان نہیں۔
نہیں نہیں لیلیٰ ایک دم بولی ایسا توہم بھی دل میں نہ لائیے گا میں ایک مانو ٹریک عورت ہوں۔
اپنے مشن کے راستے پر ہی چل رہی ہوں اتنے میں باہر سے آواز آئی کسی نے اندر جھانکا یہ مستعان
_____ آؤ آؤ مستی بھائی، لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔
ارے قدرت مستعان چلایا دوڑ کر آؤ تو شہ اللہ کی قدرت، مین کیا دیکھ رہا ہوں۔
تو شہ بھاگ کر اندر آئی _____
قدرت بھائی _____ لیلیٰ _____ دونوں کو دیکھ کر بولی، کب آئے _____ کیسے
آئے۔ اور کس نتیجے پر پہنچے _____
قدرت نے اٹھ کر ہاتھ ملایا _____
میں نے آج لیلیٰ سے وقت مانگا تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے ازرہ کرم آج ہی وقت دے دیا۔
یار من: اب ہمیں پوچھتے نہیں ہو بالا ہی بالا سب کام کرتے پھرتے ہو،
لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئی۔ تاکہ ساری صورت حال اسے بتا سکے۔
کیوں تو شہ کا ہاتھ میاں قدرت _____؟ کہاں تک پہنچے۔۔۔۔۔
یار برف پگھلنے کے کچھ آثار تو ہوئے ہیں _____
دونوں ہنسنے لگے۔

تو شہ تو شہ _____ لیلیٰ بھاگتی ہوئی اندر آئی خوشخبری خوشخبری۔
ارے تو شہ دوسری طرف سے آ گئی۔ خوشخبری تو میرے پاس بھی ہے اچھا پہلے تم بتاؤ۔
نہیں تو شہ پہلے تم بتاؤ۔
پتہ ہے لیلیٰ مجھے نا؟ مجھے مجھے پھر یعنی کہ۔۔۔۔ میرا رزلٹ پوزیٹو آ گیا ہے۔
یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر تمہیں پتہ ہے نا کہ اس مرتبہ حمل کے دوران تم نے بہت احتیاط کرنی ہے۔
کروں گی بھئی کروں گی اچھا اب تم سناؤ تمہاری کیا خوشخبری ہے۔؟
امریکہ سے کال آ گئی۔ انہوں نے لکھا ہے۔ تین مہینے بعد آ کر جوائن کر لو آج میں بہت خوش
ہوں تو شہ؟
لیلیٰ تمہیں پتہ ہے۔ مستعان کے امی ابو یورپ جا رہے ہیں۔
کیوں؟ بس ایسے ہی سیر کی غرض سے ابو جی کے ایک دوست اوسلو میں رہتے ہیں۔ ہر سال ان
ہاں جانے کا پروگرام بناتے ہے۔ بنا نہیں پاتے تھے۔ اب ہم دونوں چونکہ تمہارے پاس رہتے ہیں
انہوں نے کہا ہے وہ گرمیاں وہاں گزار آئیں دونوں خاندان مل کے پورے یورپ کی سیاحت کریں
گے۔
واہ اچھا پروگرام ہے لیلیٰ بولی _____
میں آج کل ان کی تیاری کروا رہی ہوں۔ تو شہ بولی _____
تو شہ جی _____ اب تم بازاروں میں گھومنا بند کرو۔ ورنہ مجھے خود خالہ جان سے کہنا پڑے گا۔
چپ رہو، آج تو جا کر انہیں خوشخبری سناؤں گی۔ ابھی کچھ نہ کہنا۔
شام کو جب تو شہ اپنی ساس کے گھر گئی اور انہیں اپنے حاملہ ہونے کی خوشخبری سنائی تو وہ بے حد
خوش ہوئیں۔
بھئی اب تو ہم اتنی لمبی سیر کر کے آئیں گے جب تک تمہارا بیٹا پوتی ہو چکا ہوگا۔

توشہ شرمانے لگی۔

پھر اس نے لیلیٰ کے بارے میں بتایا کہ تین مہینے بعد وہ امریکہ چلی جائے گی۔

امی نے کہا کتنا اچھا ہوتا۔ اس کی شادی ہو جاتی۔ اور وہ شادی کے بعد جاتی _____

اسی وقت توشہ کو خیال آ گیا کہ اس سلسلے میں امی کی خدمات لی جائیں۔ رات کو مستعان اور توشہ نے انہیں صورت حال سمجھا دی۔ کہ اگر وہ اپنا بزرگانہ دباؤ ڈالیں تو یہ ناممکن کام ممکن ہو سکتا ہے۔

اگلے دن وہ لیلیٰ کے گھر آئیں اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بہت دعائیں دیں پھر کہا بیٹی تم تو بڑی سعادت مند اور قابل فخر بیٹی ہو لیکن ہمارا جو فرض ہے وہ ادا کرنے دو۔

میں سمجھی نہیں خالہ جان۔

بیٹا تمہارے پاپا دل میں تمہاری شادی کی خلش لے کر گئے ہیں، تم ان کی خواہش کو پورا کرو۔

لیلیٰ نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے مستعان اور توشہ کو دیکھا۔ اور اسے ساری بات سمجھ میں آ گئی۔۔۔۔۔

بیٹا قدرت بڑا اچھا لڑکا ہے۔ یوں سمجھو کہ وہ تو میرے گھر میں ہی پلا ہے۔ اگر میری ایک آنکھ مستعان تھا۔ تو دوسری قدرت تھا۔ گھر کا لڑکا ہے۔ دیکھا بھالا ہے _____ دونوں بہنیں بیٹے ساتھ رہو گی ایک دوسرے کے دکھ درد میں شامل رہو گی تمہی تو ایک دوسرے کا سہارا ہو۔

یہ سن کر لیلیٰ نے سر جھکا لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔ کسی کو اس کے دل کا درد سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ہر ایک کو اس کی شادی کی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہمت کر کے کہا۔

خالہ جان میری پڑھائی میں ابھی دو سال باقی ہیں۔ میں کوئی جنجال گلے میں ڈال کر پڑھائی نہیں کر سکتی _____

ہاں ہمیں اس بات کا خیال ہے۔ وہ بولیں، امریکہ جانے سے پہلے ہم تمہارا نکاح کر دیتے ہیں شادی دو سال بعد ہو جائے گی۔ ہم قدرت کو سمجھا دیں گے۔

نکاح کے بعد کوئی نہیں سمجھتا خالہ جان وہ بولی۔

بھئی میں جو ہوں میں گارنٹی دیتی ہوں۔ میرے سامنے وہ چوں چرا نہیں کر سکتا۔

خالہ جان مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ لیلیٰ نے گلوگیر آواز میں کہا۔

مستعان نے ماں کو اشارہ دیا کہ بس اتنا ہی کافی ہے۔

ٹھیک ہے میری بچی۔ تم اچھی طرح سوچ لو۔ ہم زبردستی نہیں کریں گے۔ مگر تم بھی ہماری مجبوری کو سمجھو۔ ایک اچھا رشتہ گھر میں ہے۔

وہ کھڑی ہو گئیں آؤ مستعان مجھے چھوڑ آؤ۔

کوشش کرنا میرے جانے سے پہلے لیلیٰ کی بات پکی ہو جائے _____

وہ باہر چلی گئیں _____

لیلیٰ توشہ کے پیچھے پڑ گئی۔ کہ آپ لوگ مجھے اپنی مرضی سے جینے نہیں دیتے۔ توشہ اسے پیار سے سمجھانے لگی۔ کہ جب قدرت سے لے کر امی جان تک ہر کوئی تمہاری شرط ماننے کو تیار ہے۔ پھر تمہیں کس بات کا ڈر ہے _____

لیلیٰ نے کہا یہ سب نکاح سے پہلے کی باتیں ہوتی ہیں۔ بعد میں وہ زور آور ہو جاتے ہیں اور ہم کمزور ہو جاتے ہیں۔

ایسا نہیں ہو گا _____

اگلے دن مستعان اور توشہ قدرت کو پکڑ کر گھر لے آئے _____ اور لیلیٰ سے بات کروا دی۔

وہ بولا _____

مجھے لیلیٰ کی ہر شرط منظور ہے۔ یہ اگر دس سال تک انتظار کرنے کو کہے تو میں کروں گا۔ اس کے نہیں آؤں گا۔ مگر میری بھی ایک شرط ہے۔ کہ پھر نکاح کر دیا جائے۔ یعنی کوئی تو استحقاق ہو۔ جس کے سہارے میں یہ سارا عرصہ کاٹ لوں _____"

طے یہ ہوا کہ اپریل میں نکاح کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اپریل کے آخر میں فیضان صاحب اور مسز فیضان واپس جا رہے تھے۔ اور جون میں لیلیٰ نے امریکہ جانا تھا _____

سو بہت دنوں سے اداسیوں میں ڈوبے ہوئے گھر میں ہلچل سی ہوئی _____ اور بڑی خاموشی کے ساتھ لیلیٰ کا قدرت سے نکاح ہو گیا۔ نکاح کے روز بھی لیلیٰ بڑی اداس تھی۔ توشہ سے کہتی تھی۔

سب نے مل کر مجھے شکست دے لی _____

البتہ قدرت بہت خوش تھا۔ ہر ایک سے کہتا تھا۔ جذبے صادق ہوں تو بار آور ہوتے ہیں _____

فیضان صاحب کا ایک جگری دوست عرصہ دراز سے اوسلو میں رہتا تھا۔ ان کے بھی بال بچے بیاہے گئے تھے۔ اس لئے وہ پاکستان صرف فیضان فیملی کے لئے آیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پروگرام بنایا کرتے کہ گرمیوں میں موٹر کاروان لے کر سڑک کے ذریعے پورے یورپ کی سیر کو جائیں۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے اوب گئے ہیں۔ ذرا بڑھاپے میں بھی انجوائے کرنا سیکھیں اب دیکھیں دنیا کیسی لگتی ہے

چونکہ مستعان اب مستقلاً توشہ اور لیلیٰ کے پاس رہتا تھا۔ اس لئے اس نے بھی خوشی سے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

لیلیٰ حیرت زدہ تھی، اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ کہ اس کی زندگی میں ایک ایسا موڑ آئے گا چاہت کی چاندنیاں ہمہ وقت اس کے آنگن میں اترا کریں گی وہ کسی کی نظروں کا مرکز بن کے قوس قزح کا ہولا جھولے گی۔۔۔۔۔ صبحوں اور راتوں کے رنگ بدل جائیں گے زندگی میں سب کچھ بدل گیا تھا۔

نکاح کے بعد قدرت کا ایک اور روپ سامنے آیا تھا۔ جہاں لیلیٰ قدم رکھتی۔ وہاں وہ ہتھیلی رکھ دیتا اس کے چہرے کا اک اک نقش لیلیٰ کے احکام کا منتظر رہتا۔

اچھا اسے محبت کہتے ہیں۔

لیلیٰ دل میں سوچا کرتی پھر اسے خوشی ہوتی کہ اس نے یہ تجربہ کر کے دیکھ لیا یوں تو ہر لڑکی کا منشور یہی ہوتا ہے۔ ایک چاہنے والا شوہر، چند بچے، ایک پرسکون گھر لیکن اس منشور کے اندر اگر کیریئر یا آدرش کی خلش بھی لگ جائے تو زندگی اپنے آپ پر اترانے لگتی ہے۔

مستعان کے والدین یورپ جا چکے تھے۔ وہاں سے ان کا اگلا پروگرام بھی آ گیا تھا، جس میں انہوں نے سڑک کے ذریعے سارے یورپ کی سیر کرنے کا شیڈیول اور نقشہ بھی بھیجا تھا۔

لیلیٰ نے اپنے ہسپتال سے چھٹی لے لی تھی۔ آج کل وہ امریکہ کی تیاریوں میں لگی رہتی یا پھر مستعان اور قدرت سیر سپاٹے کے پروگرام ترتیب دیا کرتے۔ اور وہ چاروں مل کر زیادہ وقت ہنسنے بولنے میں گزارتے۔

کبھی کبھی لیلیٰ سوچتی یہ خواب کی کیفیت ہے۔۔۔۔۔۔ نیند کھلنے پر کہیں ٹوٹ نہ جائے بھلا یوں کسی ہتھیلی پر رکھ کے خوشیاں پیش کرتا ہے۔

وہ اس کا اظہار قدرت سے بھی کر دیتی وہ کہتا۔

جان آرزو: دیر تم نے لگائی ہے۔ میں نے تو جس دن تمہیں دیکھا تھا۔ اسی دن تمہیں اپنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اگر تم جلدی حامی بھر لیتیں تو یہ سب بہت پہلے ہونے لگتا۔

ہر چیز کا وقت مقرر ہوتا ہے قدرت _____ وہ کہتی۔

مگر دیکھو نا: تمہاری ضدی طبیعت کے آگے میں کیسے ڈٹا رہا۔ مجھے اپنے جذبے پر یقین تھا۔ اب مجھے یقین نہیں آ رہا۔ کہ زندگی اتنی خوبصورت بھی ہو سکتی ہے۔ لیلیٰ کہتی میں تو ازلوں سے اپنے آپ سے بے پروا تھی۔ اور ایسی باتوں سے منہ موڑ رکھا تھا۔

میں نے تمہیں چاہا ہے۔ تمہیں محبت کرنا بھی سکھاؤں گا۔ لیلیٰ زور زور سے ہنسنے لگتی۔

پہلے مجھے اپنے دو سال مکمل کرنے دو _____ وہ کہتی ۔۔۔۔۔

یہ دو سال تو تم نے اپنے زور پر مکمل کرنے ہیں ۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا _____ ؟

بھئی دو سال تم نے مکمل کرنے ہیں۔ میں نے نہیں _____

کیا کہہ رہے ہو _____ ؟

کہہ رہا ہوں کہ تم نے دو سالہ کورس مکمل کرنا ہے۔ میں نے تو یہاں رہنا ہے مجھے ان دو سالوں میں کیوں شامل کر رہی ہو _____

اچھا اچھا وہ ہنسنے لگتی ۔۔۔۔۔

لیلیٰ: سچی بات یہ ہے۔ اب میں یہاں تمہارے بنا کیسے رہوں گا۔ یہ سوچ کر مجھے ہول اٹھتے ہیں۔

پلیز ایسی باتیں اب شادی کے بعد کرنا _____

شادی کے بعد پتہ ہے میں کیا کروں گا میں نے کچھ اور پروگرام بنا رکھے ہیں۔

کیا کرو گے _____ ؟

لیلیٰ: میں نے سوچا ہے۔ میں ایک شیشے کا گھر بناؤں گا۔

شیشے کا گھر، پاگل ہے تو _____

نہیں نہیں میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ میرے گھر میں بیڈ روم ہو گا نا؟ اس کی ساری دیواریں شیشے کی ہوں گی۔

اچھا تاکہ ساری دنیا اندر جھانکتی رہے _____

ارے نہیں پگلی _____ باؤنڈری لائن تو پتھر کی ہو گی۔ صرف بیڈ روم کی دیوار شیشے کی ہو گی تاکہ تم گھر میں جو کرتی رہو۔ مجھے نظر آتا رہے۔ اپنے کمرے میں لیٹا ہوا میں تمہیں دیکھتا رہوں ایک منٹ کے لئے تمہیں اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔

قدرت خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ مجھے ایسی باتوں سے ڈر آتا ہے لیلیٰ آنکھیں بند کر لیتی۔

تمہارا کیا ہے تمہیں ہر چیز سے ڈر آتا ہے۔ مجھ سے، میری محبت سے اور اب میرے جنون سے ڈر آنے لگا ہے۔

یہ سب اَن نیچرل سا لگتا ہے۔

اس دنیا میں جو کچھ ہوتا رہا ہے۔ وہ پہلے پہل ان نیچرل ہی لگتا تھا۔ کیا قیس کو کبھی معلوم تھا۔ کہ دنیا اسے مجنوں کے نام سے جانے گی اور اب ہر تیسرا آدمی مجنوں بن جاتا ہے۔ سنو لیلیٰ جب سے تم مجھے ملی ہو میرا دل چاہتا ہے۔ میں اپنا تخلص قیس رکھ لوں۔

خدا کے لئے ایسا نہ کرنا قدرت بڑے احمق لگو گے۔

اچھا خیر تم جاؤ تو سہی تمہاری جدائی میں شاعری شروع کر دوں گا۔ پھر قیس تخلص کر لوں گا۔

وہ دونوں خوب ہنستے _____

تو شہ لیلیٰ کا چمکتا ہوا اور ہر دم مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر سوچا کرتی۔ کہ اس کی بہن کی زندگی بن گئی ہے۔ وہ تو ہمیشہ سنجیدہ اور خاموش رہتی تھی۔ اب بات بات میں ہنستی حتیٰ کہ اس کے پہناوے میں فرق آ گیا تھا۔ سفید لبادہ چھوڑ کے اس نے گلرنگ کپڑے پہننا شروع کر دیئے تھے۔ ہلکا ہلکا سنگھار بھی کرنے لگی تھی جس سے اس کی شخصیت میں مزید نکھار آ گیا تھا۔

یہ ایک مہینہ ایسے اڑ گیا۔ جیسے اگر بتی خوشبو لٹاتے ہی راکھ ہو جاتی ہے۔

جس دن لیلیٰ نے جانا تھا وہ بھی اداس تھی _____

رات سونے سے پہلے اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا تھا۔ کہ اگر وہ امریکہ نہ بھی جاتی تو کیا فرق پڑ جاتا۔ یہاں ملازمت بھی ہے۔ محبت بھی ہے۔ گھر بھی ہے پہلے کی بات اور تھی تب دل میں نرم گرم شعلے نہیں جاگے تھے۔

پھر اس نے اپنے خیالات کو جھٹک دیا۔

مستعان نے قدرت اور تو شہ سے کہہ دیا تھا۔ کہ خبردار اگر کسی نے ائیر پورٹ پر اداس کرنے والی کوئی بات کہی تو _____

پھر بھی قدرت ائیر پورٹ پر لیلیٰ کا ہاتھ تھام کر اسے دور کونے میں لے گیا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔

FOURTH PHASE

لیلیٰ میں اس شہر میں کیسے رہوں گا۔تم مجھے ہر موڑ پر نظر آؤ گی۔
دو سال کا بن باس کیسے کاٹوں گا۔
مگر لیلیٰ چپ تھی۔ بار بار اس کی بھی پلکوں کے کنارے بھیگ جاتے تھے۔
مگر اس نے دل پر قابو رکھا_____
خط لکھتی رہنا_____ فون کرتی رہنا_____ ٹھیک ہے۔
ٹھیک ہے، وہ کہتی_____
ورنہ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔
نہیں قدرت_____ تم اپنا وعدہ نبھاؤ گے۔ پھر انشاء اللہ ہم ایک خوبصورت زندگی کی ابتدا کریں گے۔
لیلیٰ چلی گئی۔ تو گھر بھر پر اداسی طاری ہوگئی۔ تین دن تک توشہ بستر سے نہ اٹھ سکی قدرت چند دنوں کے لئے اپنے گاؤں چلا گیا۔
اس روز دفتر کا سارا کام اٹھا کر مستعان گھر لے آیا۔ اس نے گھر میں بھی ایک کمرے کو دفتر بنالیا تھا۔ توشہ سے بولا_____
توش: میں اپنے کمرے میں ہوں۔ ضروری کام نمٹانا ہے کوئی فون آئے تو تم سن لینا توشہ پڑھتے پڑھتے گہری نیند سوگئی تھی۔
جب فون کی گھنٹی بجنے لگی بجتی گئی بجتی چلی گئی توشہ ہڑبڑا کے اٹھی، دوڑ کر ریسیور تک گئی مندی آنکھوں سے ریسیور اٹھایا۔ اور کھینچ کر آواز نکالی۔
ہیلو۔۔ہیلو۔۔۔۔
دوسری طرف کوئی انگریزی میں بول رہا تھا اور پیغام دے رہا تھا کہ مسٹر اور مسز فیضان جو کاروان کے ساتھ سیاحت کو نکلے تھے، اس کو حادثہ پیش آ گیا ہے اور وہ دونوں جان بحق ہوگئے ہیں_____
توشہ نے اتنی زور سے چیخ ماری کہ مستعان کمرے سے دوڑتا ہوا آیا اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا۔ مگر وہ تیورا کر زور سے فرش پر گری_____ اسے ہوش ہسپتال میں ہی جا کر آیا دوسرا حادثہ اس کی زندگی کی دوسری خوشی لے گیا تھا۔

دروازہ کیسے کھولوں
دستک نہ دو خدارا _ _
یہ قفل _ _ _ _ قیدِ ہستی
قسمت پہ کس کو یارا
کس موڑ پر ملے ہو ؟

رات بھیگ رہی تھی ۔ مستعان اپنا سکرپٹ لکھنے میں محو تھا ۔ کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے لپک کر
ہیلو اٹھایا۔
ہیلو مستی! کیسے ہو _____ ؟
ابھی تک تو مست ہوں _____ بلکہ مست خرام ہوں۔
یعنی لکھ رہے ہو _____
لکھ رہا ہوں۔
سکرپٹ کب تک مکمل ہوگا۔ اور کب تک آؤ گے۔
بس آخری حصہ لکھ رہا ہوں۔ اور اس کے انجام سے اداس بھی ہو رہا ہوں۔
اپنی لکھی ہوئی چیزوں کا اثر مت لیا کرو۔ تم تو جانتے ہو۔ وہ سب جھوٹ ہوتا ہے۔
اچھا اب اپنی رائے اپنے پاس رکھو _____
میں تمہیں ایک خوشخبری سنانا چاہتی تھی _____
سناؤ نا؟ _____
میں نے تمہارے سیریل کی ہیروئن تلاش کر لی ہے _____ لمبے بالوں والی ، خوبصورت آنکھوں

ہوئے تمہیں خنجر اب گئے ۔ اور تم نے ہیروئن بھی تلاش کر لی ہے کہیں کوئی کالاش دوشیزہ تو نہیں پسند آ
میری ہیروئن تو اعلیٰ تعلیم یافتہ _____
_____ توشہ نے اس کی بات کاٹی اعلیٰ تعلیم یافتہ امریکہ پلٹ فر فر انگریزی بولنے والی
ایسے بال جیسے واقعی گھٹائیں تمہارے سیریل کا نام ہے نا ''جھیل اور گھٹائیں'' سبحان اللہ
سبحان اللہ مستی کیا وہ لڑکی ہے جھیل سی آنکھیں اور گھٹاؤں سے بال جیسے فطرت نے اسے
لئے یعنی تمہارے سیریل کے لئے بطور خاص بنا کر بھیجا ہے _____

توشہ: تم اس وقت ہوش میں ہو کچھ الٹ سلٹ کھا تو نہیں لیا بالکل مردوں کی طرح لڑکی
بارے میں اظہار کر رہی ہو۔

توشہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔ جل گئے ہو نا؟

بھئی وہ کوئی مرد ہے کہ میں جلوں۔

نہیں نہیں تمہارا دل چاہ رہا ہے۔ تم اسے دیکھتے اور پھر چٹخارے لے لے کر مجھ سے اس کا ذکر کرتے

اچھا چھوڑو بتاؤ وہ لڑکی تمہیں ملی کہاں سے۔

ائیر پورٹ سے۔

ائیر پورٹ پر لڑکیاں ملتی ہیں۔

توشہ پھر ہنسنے لگی۔ مستی یہ بہت لمبا قصہ ہے۔ فون پر بتا نہیں سکتی۔ کال بھی لمبی ہو رہی ہے _____
تم بند کرو میں فون ملاتا ہوں۔

نہیں جان _____ اب میں سونے لگی ہوں۔ آئینہ بھی سو گئی ہے۔ آج میں نے ا
انتظامات کئے ہیں۔ کہ تھک کر چور ہو گئی ہوں۔ محض خوشخبری سنانے کو فون کیا ہے۔

_____ اور مجھے یونہی لٹکائے رکھو گی۔ اتنا تو بتاؤ کون ہے۔ کہاں سے آئی ہے؟

مستی: تم ابھی اپنی اکلوتی بیوی کی صلاحیتوں کے قائل نہیں ہوئے۔ میرے ایڈونچر کی داستان
گے تو ایک دم قائل ہو جاؤ گے۔

سو بار ہو چکا ہوں قائل بھی ۔۔۔۔۔ اور گھائل بھی _____ اور اب گھائل نہ کرو بتا بھی
بس اس کو سسپینس میں رہنے دو میں تم سے زیادہ داد لینا چاہتی ہوں اب اپنا کام جلد مکمل کرو اور آ جاؤ۔

انشاء اللہ میں اگلے ہفتے آ جاؤں گا آئینہ کیسی ہے؟

آئینہ یہاں آ کر بہت خوش ہے۔ انڈونیشی آیا سے بہت مانوس ہو گئی ہے ابھی ابھی خوب کھیل
سوئی ہے۔ میں بتی بجھا کر تم سے بات کر رہی ہوں زیادہ دیر بولتی رہی تو وہ اٹھ جائے گی۔ اور پھر سا
رات مجھے جگائے گی، او کے مستی!

اچھا بچو: مستی بولا جس طرح تم نے آج مجھے ستایا ہے۔ اس کا بدلہ لوں گا ____
ضرور لینا _____ اگر تمہیں لڑکی پسند نہ آئی تو _____

توشہ بس تمہاری یہ عادت مجھے بہت بری لگتی ہے۔ سسپینس پیدا کرنا۔ اور تنگ کرنا۔

آپ مجھے تو یاد ہی نہ رہا تمہیں بتانا ایک اور دھماکہ کیا ہے میں نے۔

ہاں بھئی تم دھماکہ کر سکتی ہو کر سکتی ہو مستعان نے چڑ کر کہا۔

وہ جو شیمپو کا کمرشل بنانا تھا میں نے انہیں فون کر دیا ہے مصنوعی بال لانے کی ضرورت نہیں اصل
بال والی لڑکی مل گئی ہے۔

توشہ یہ تم نے کیسے کہہ دیا اگر وہ لڑکی کمرشل میں کام کرنے پر راضی نہ ہوئی تو۔

تو کیا _____ توشہ بولی۔ بھئی اس کے بال تو دکھا سکتے ہیں نا؟

اچھی توشہ مستعان بولا کمال کی عورت ہو تم _____

عورت نہیں بیوی توشہ نے ہنس کر کہا۔

جو حسن عورت میں ہے وہ بیوی میں کہاں؟

مستعان نے چبا کر کہا۔

اچھا اچھا توشہ ہنسنے لگی۔ اب مجھے چڑانا چاہتے ہو۔ آج تمہارا کوئی ہربہ کارگر نہیں ہوگا۔ میں نے
کہا ہے۔ ہفتے بعد جب تم آؤ گے میں تمہیں تمہاری زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز دوں گی۔

اچھا جی _____ اب آگے کچھ نہ کہنا۔

شب بخیر _____

بڑی دلی سے شب بخیر کہہ کر مستعان نے فون بند کر دیا۔

انتظامات کرنے کی صلاحیت توشہ نے اپنی ماں سے پائی تھی۔ اسی لئے مستعان نے اسے ایک
پہلے بھیج دیا تھا۔ تاکہ وہ خود رہائش کا بندوبست کر کے لوکیشن بھی منتخب کر لے۔ توشہ نے ساری معلو
لاہور میں بیٹھ کر اکٹھی کر لی تھیں۔ پوری ٹیم کو اس نے بذریعہ کوچ بھیج دیا تھا۔ خود آئینہ اور اس کی آ
کو لے کر جہاز کے ذریعے اسلام آبا آ گئی تھی _____ اسلام آباد ائیر پورٹ سے کوچ نے
ساتھ بٹھانا تھا۔ اور کچھ مزید سامان توشہ سے لینا تھا۔ اور پھر ساری ٹیم نے بذریعہ سڑک خنجراب اور
روانہ ہو جانا تھا۔ توشہ نے دو دن یہاں رک کے بذریعہ ہوائی جہاز بعد میں جانا تھا۔ وہ آئینہ کا ہاتھ تھا
ہوئے لاؤنج سے باہر آئی ۔۔۔۔۔ سڑک پر ادھر ادھر دیکھا۔ ابھی کوچ نہیں آئی تھی _____
واپس اندر جانے کو مڑی تو اسے یوں محسوس ہوا کہ سیاہ بادلوں کا ایک سایا زن سے اس کے قریب سے
گیا ہے وہ گھومی مڑی سیدھی ہوئی اور پھر اسی طرف دیکھتی گئی جدھر بادلوں کا سایا گیا تھا وہ لمبے قد کی
لڑکی تھی۔ جس کے سیاہ بال اس کے ٹخنوں کو چھو رہے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دوسرے لاؤنج کی طرف
رہی تھی۔ توشہ نے اتنی لمبی لڑکی اتنے لمبے بالوں کے ساتھ کبھی نہیں دیکھی تھی یکا یک اس کے دل
خواہش جاگی کہ وہ اس لڑکی کا چہرہ دیکھے۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے چلی پیشتر اس کے کہ وہ ٹرانزٹ لاؤنج کے اندر داخل
جائے۔ توشہ نے اسے جالیا _____

ایکسکیوزمی اتنے زور سے کہا کہ وہ مڑی _____ اور ننھی آئینہ سے ٹکرا گئی۔ آئینہ گر گئی
گھبرا کر اسے اٹھانے لگی۔ تو اس کے بالوں نے آئینہ کو ڈھک دیا۔ اور آئینہ مارے خوف کے چلا
رونے لگی۔

آئی ایم سوری آئی ایم ٹیرے بلی سوری Terribly کہتے کہتے وہ سیدھی ہو گئی توشہ نے
ہوئی آئینہ کو اٹھا لیا اور بھاگ کر آگے آتی۔ آیا کے ہاتھ میں تھما دیا وہ لڑکی منتظر تھی۔

توشہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھیں خوبصورت تھیں۔ جتنا کہ مبالغہ ہو سکتا ہے۔

پلکیں _____ ایسے لگتا کہ اس کی آنکھوں کا اس کے بالوں سے گہرا رشتہ ہے۔ ایسا
پہلی بار دیکھا تھا _____

کہنے لگی _____

بہت ناشائستہ بات ہے۔ کسی کے پیچھے لپکنا اور اسے آواز دے کر بلانا۔ جب کہ کہیں جان
ی نہ ہو۔ لڑکی بس مسکراتی رہی _____ میں نے آپ کو پیچھے سے دیکھا۔ اتنے
اتنے لمبے بال میں نے اپنے ہوش میں کسی کے نہیں دیکھے۔ بس دل چاہا آپ کا چہرہ بھی

لڑکی سنجیدہ ہو گئی۔

چہرے میں کیا رکھا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ اتنے لمبے بال بدقسمتی کا موجب بنتے ہیں۔ وہ اداسی

نہیں نہیں کسی نے آپ سے غلط کہہ دیا ہے لگتا ہے کہ آپ کو ان بالوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ مگر
اپنا تعارف کرانا چاہیے تھا۔ میرا نام توشہ احمد ہے میں لاہور میں رہتی ہوں۔ یہ میری بیٹی ہے۔
۔۔۔۔ کچھ اپنے بارے میں بتائیں گی۔

میں آج ابھی نیویارک سے آئی ہوں۔ وہ بولی ابھی ہماری فلائٹ پہنچی ہے _____ شام
سے ہمیں لاہور جانا ہے۔ میرے ساتھ تو میری امی بھی ہیں۔ ان کی طبیعت راستے میں خراب
۔۔۔۔۔ وہ لاؤنج سے باہر جانا چاہتی ہیں۔ میں بھی باہر سے کھانا کھانا چاہتی ہوں۔ میں ذرا
کا بندوبست کرنے باہر آ گئی تھی۔

آپ کا نام _____ توشہ نے پوچھا۔

_____ میرا نام آئینہ ہے _____

آئینہ _____ ؟

توشہ زور سے چیخی ۔۔۔۔۔ یعنی آئینہ ۔۔۔۔ آئینہ؟

توشہ نے اتنی دفعہ کہا کہ وہ لڑکی گھبرا گئی ۔۔۔۔۔ پھر بولی آئینہ جمال ہے میرا پورا نام۔

دیکھو میری بیٹی توشہ نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا نام بھی آئینہ ہے۔

آئینہ احمد۔

اب حیران ہونے کی باری اس لڑکی کی تھی_____

اچھا۔۔۔۔۔میں سمجھتی تھی شاید صرف میرا ہی یہ نام ہے اور کسی کا نہ ہوگا۔

کس نے رکھا ہے آپ کی بیٹی کا نام_____؟

میرے شوہر نے_____اس کے ابو نے۔

میرا نام بھی میرے ابو نے رکھا ہے۔

اچھا_____سنو آئینہ_____! توشہ بولی۔ پتہ نہیں کیوں پہلی جھلک میں مجھے بہت اچھی لگی ہو مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ چلو اپنی امی کو بھی ساتھ کسی ہوٹل میں بیٹھ کے کھانا کھاتے ہیں۔ باتیں کریں گے پھر میں تمہیں واپس ائیر پورٹ تک چھ جاؤں گی۔

مگر جائیں گے کیسے_____

ارے ہاں۔۔۔۔۔میرے پاس گاڑی ہے نا۔

آئیں اندر امی سے بات کرتے ہیں۔

آئینہ توشہ کو لاؤنج کے اندر لے گئی۔ تھوڑے سے تعارف کے بعد اس کی امی راضی ہوگئیں۔ لوگ باہر آئے تو کوچ آ چکی تھی۔ سب اس میں بیٹھ کر ایک فائیو سٹار ہوٹل میں پہنچے تھوڑی دیر بیٹھے شپ لگائی فریش ہوئے کھانا کھایا اور بہت سی باتیں کیں تب توشہ کو ایک دم مستعان کے سیریل کا خیا آ گیا۔

اس نے آئینہ کو بتایا، کہ انہوں نے ایک انوکھا نرالا سیریل بنانے کا سوچا ہے۔ جس میں لڑکی بال اتنے لمبے ہوں گے جتنے کہ اس کے ہیں۔ کیا اس نے کبھی ڈرامے میں کام کرنے کے بارے سوچا ہے؟

آئینہ ہنسنے لگی_____

اس کی ممی بولیں۔ کسی زمانے میں اسے ٹی۔ وی ڈراموں میں کام کرنے کا کریز تھا۔ شروع ایک اردو ڈرامے میں کام بھی کیا تھا مگر اب اسے شوق نہیں رہا۔

توشہ آپی: مجھے اپنے بالوں سے شدید نفرت ہوگئی ہے پتہ نہیں کیوں؟

سنو ان بالوں کے صدقے میں ایک سیریل میں ضرور کام کرلو۔

پھر توشہ جلدی جلدی انہیں سیریل کا مرکزی خیال بتانے لگی۔ اپنے شوہر کے آئیڈیالزم کا ذکر بھی کیا کے خیالوں میں بالکل ایسی لڑکی پھنسی ہے۔ جیسی آئینہ ہے۔ ایسے ہی بال ایسی ہی آنکھیں ہیں انہوں نے تمہیں ہی دیکھ کر یہ کہانی لکھی ہو۔

نہیں مجھے Exposure سے نفرت ہے۔ آئینہ نے کہا۔ اور خاص طور سے شوبز کی لائم لائٹ کو بالکل پسند نہیں کرتی۔

آئینہ پلیز میری اچھی بہن ایک بار میرے شوہر سے مل تو لو ماما آپ اسے سمجھائیں نا؟

میں کیا سمجھاؤں اس کی امی بولیں۔ میں تو چاہتی ہوں یہ اپنے آپ کو مصروف کرلے مگر بس ماما چپ رہیں۔ آئینہ نے اٹھ کر چھوٹی آئینہ کو اٹھایا، اور لابی میں چلی گئی۔

ماما: آپ میری مدد کریں۔ بس ایک بار آئینہ کو اجازت دیں۔

اصل میں آئینہ کے ساتھ ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہو چکی ہے ایک بار اس نے خودکشی کی کوشش بھی ایک سال میں کہیں اس کی طبیعت سنبھلی ہے۔ اور میں اسے لے کر پاکستان آ گئی ہوں اس کی تعلیم کی ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ اب یہ اپنا دل کسی کام میں لگائے کوئی شغل اختیار کرے۔ کوئی اچھی سی ن کرلے دوستی ہی نہیں۔ اور میں مجبور بھی نہیں کرتی مبادا پھر بیمار ہو جائے۔

اچھا ماما آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اسے قائل کرون گی_____ خواہ دن میں دس فون کرنے پڑیں۔

ماما: ہاں بیٹی تم ضرور کوشش کرو_____ میری طرف سے اجازت ہے۔

ماما: ہم ساری ٹیم کو لے کر ایک ماہ کے لئے خنجراب اور گلگت جا رہے ہیں۔ میں وہاں جا کر رہائش بندوبست کروں گی۔ اور سیریل کے لئے لوکیشن تلاش کروں گی کچھ لڑکیاں بعد میں میرے شوہر کے پاس آئیں گی۔ اگر اگلے ہفتے آئینہ خنجراب آ جائے تو میں اس کی بکنگ ابھی سے کروا جاؤں آپ فکر نہ کریں مجھے اس کی بڑی بہن سمجھیں۔ یہ میرے ساتھ ہی رہے گی۔

اتنے میں آئینہ جمال چھوٹی آئینہ کو اٹھائے واپس آ گئی۔ اس کو آتے دیکھ کر ماما نے سرگوشی میں کہا کہ نہ ہونے پائے کہ میں اس کے بارے میں تم سے گفتگو کی ہے۔

لگتا ہے یہ کہہ کر توشہ انہیں اپنے والدین کے بارے میں بتانے لگی۔ اپنی امی کے بارے میں بتایا۔ اور لیلیٰ کا ذکر بھی کر دیا۔

آئینہ جمال قریب آ کر بیٹھ گئی تھی۔اوران کی باتیں غور سے سننے لگی تھی بات ختم کر کے توشہ

_____

آئینہ۔۔۔۔۔میری بیٹی کا نام بھی آئینہ ہے۔اورتم مجھے اپنی بیٹی کی طرح پیاری لگی ہو۔اگر میری محبت میں تاثیر ہوئی تو میں تمہیں منالوں گی_____ سیرئیل کے لئے خنجراب بلالوں گی

کہاں جارہی ہیں آپ_____ ؟دوبارہ آئینہ جمال نے اس طرح پوچھا جیسے اب پہلے توشہ کی کوئی بات نہیں سنی تھی۔

خنجراب اور گلگت میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔مستی نے جو سیرئیل لکھا ہے۔اس کا نام ہے۔"جھیل اور گھٹائیں_____" اس کے لئے میں وہاں جا کر جھیل کنارے کی کوئی لوکیشن دیکھوں وہاں سرمئی بادل بھی ہوتے ہیں۔یہی موسم ہے وہاں شوٹنگ کرنے کا۔ایک مہینے میں ہم سارا آؤٹ ڈور کرلیں گے۔باقی ریکارڈنگ لاہور واپس آ کر کریں گے۔

تو ابھی تک آپ کو لمبے بالوں والی لڑکی نہیں ملی_____ ؟آئینہ جمال نے بے دلی سے پوچھا

ہم نے اخبار میں اشتہار دیا تھا۔بہت سی لڑکیاں انٹرویو کے لئے آئی تھیں۔

عجیب بات ہوئی۔جس کے بال لمبے تھے اس کی آنکھیں خوبصورت نہ تھیں جس کا چہرہ دلکش تھا اس کے بال لمبے نہیں تھے اور لمبے قد کی لڑکیاں تو جیسے ناپید ہوگئی ہیں یہ تو ٹھیک ہے کہ میک اپ کے ذریعے چہرے کو خوبصورت بنایا جا سکتا ہے مگر نقش و نگار میں بھی تو کوئی بات ہو توشہ نے خود ہی وضاحت بھی کردی۔

اگر حسبِ منشا لڑکی نہ ملی تو کیا کریں گے۔آئینہ جمال نے پوچھا_____

بس مصنوعی بال لگا کے کام تو چلالیں گے مگر آئینہ تمہیں دیکھنے کے بعد میرے دل میں خلش رہ جائے گی کہ کاش تم ہمارے سیرئیل کی ہیروئن ہوتیں۔

ماما آئینہ جمال جیسے خواب سے چونکی ایئر پورٹ نہ چلیں۔ٹائم ہوگیا ہے۔

ماما اور توشہ نے اپنی اپنی کلائی کی گھڑی دیکھی_____

چلئیے توشہ کھڑی ہوگئی میں آپ کو ایئر پورٹ چھوڑوں گی۔۔۔۔۔میرا "کرد" بھی میرے انتظار کر رہا ہوگا۔انہیں بھی آج شام روانہ کرنا ہے_____

وہ سب آ کر کوچ میں بیٹھ گئیں۔اور کوچ ایئر پورٹ کی جانب روانہ ہوگئی۔۔۔۔

توشہ مایوس سی ہوگئی۔اسے یہ لڑکی بہت پسند آئی تھی معلوم نہیں کیوں اس نے اتنی جلدی فیصلہ کرلیا کہ وہ اسے اپنے سیرئیل کی ہیروئن بنا سکتی ہے پتہ نہیں کیوں اس کا دل چاہتا کہ اس لڑکی کے ساتھ کوئی رشتہ بن جائے۔۔۔۔۔کوئی واسطہ ہو_____ کوئی دوستی ہو۔پتہ نہیں ایسے کیوں ہوتا ہے کسی اجنبی انجانے موڑ پر کوئی ایسی شخصیت مل جاتی ہے جسے دیکھ کر گھنی چھاؤں کا احساس ہونے لگتا ہے۔

چلتی موٹر میں توشہ نے گردن گھما کر آئینہ جمال کو دیکھا کھوئی کھوئی لڑکی۔۔۔۔۔جس کی آنکھوں کے گہرے کنویں میں اداسی اتری ہوئی تھی جس کے بالوں کے اندر زندگی کی ساری مستی تھی اللہ کرے کوئی اسے یہ سدا سکھی رہے۔

اس کی نظروں کی تپش پا کر آئینہ جمال نے بھی منہ پھیر کر توشہ کی طرف دیکھا_____

توشہ یونہی مسکرادی۔

آئینہ جمال نے توشہ کا ہاتھ پکڑلیا،اور بولی۔

توشہ آپی پتہ نہیں کیوں آپ مجھے پہلی ملاقات میں ہی اچھی لگی ہیں ایسے جیسے جیسے۔۔۔۔۔

نے آنکھیں بند کرلیں پچھلے جنم میں آپ سے کوئی ناطہ ہو_____

توشہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی اور اسے بے اختیار گلے سے لگالیا۔

آپی_____ پتہ ہے میں نے کیا سوچا ہے؟

توشہ نے صرف نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔

میں ایک بار وہاں جاؤں گی ضرور جاؤں گی توشہ استفہامیہ نظروں سے بس دیکھتی رہی_____

میں گلگت جاؤں گی خنجراب بھی جاؤں گی۔۔۔۔میں ایک بار وہاں ضرور جاؤں گی۔

توشہ نے اسے لپٹالیا۔یہ دیکھے بغیر کہ اس کی خوبصورت سیاہ آنکھیں دل کے کنویں میں سے نمکین پانی کشید کرلائی تھی۔

ایک ہفتے کی دوڑ دھوپ کے بعد توشہ نے بڑی خوبصورت جھیل دریافت کر لی تھی۔ پہاڑ کی دو چوٹیوں کے درمیان یہ ایک چھوٹی سی قدرتی جھیل تھی برسات کے دنوں میں پہاڑوں سے جو پانی آتا اس سے بھر جاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔ چونکہ ذرا اندر کر کے تھی۔ یہاں سیاح زیادہ نہیں آتے تھے۔ اس لئے پرسکون جگہ تھی اور فلم کی شوٹنگ کے لئے تو آئیڈیل تھی۔ سب سے خوبصورت بات یہ ہوئی کہ آدھے فرلانگ پر ایک جاگیردار نے بہت عالیشان بنگلہ بنا رکھا تھا بنگلہ تو مکمل ہو گیا تھا مگر اس میں بوجوہ ابھی رہائش اختیار نہیں کی گئی تھی۔ توشہ نے کوشش کر کے اس جاگیردار کا پتہ تلاش کیا اور اسے ملنے خود گئی۔ سارے معاملات کھول کر بتا دیئے اور اس سے درخواست کی کہ اگر وہ ایک ماہ کے لئے یہ بنگلہ ان کو کرائے پر دے دے۔ تو وہ زندگی بھر ممنون احسان رہیں گے۔ اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ پورا عملہ اور اداکار ایک ہی جگہ قیام کر کے کام جلدی مکمل کروا دیں گے جاگیردار توشہ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس نے اجازت دے دی توشہ نے ایک لوکل خانساماں تلاش کر لیا۔ اشیائے ضرورت لے آئی۔ رفتہ رفتہ سب لوگ یہاں پہنچ گئے تھے۔ اور ہر ایک نے اس بنگلے کو پسند کیا تھا۔ سب نے مل کر اس کا نام ''مست بنگلہ'' رکھ دیا تھا۔ رات ہی مستعان بھی اپنا کام مکمل کر کے یہاں پہنچا تھا۔ اس نے نام سنا تو بے تحاشا ہنسنے لگا۔ بھئی یہ کس کی شرارت ہے _____؟ اور یہاں مستی کیا ہوتی ہے؟

سب لڑکیوں نے توشہ کی طرف دیکھا توشہ بولی۔

جہاں مستی ہو گا۔؟ وہاں سارا ماحول مست ہی رہے گا نا؟ سارے کے سارے ہنسنے لگے۔

وہ سب لوگ تیار ہو رہے تھے۔ کیمرہ گلے میں لٹکائے مستعان باہر نکل گیا۔ تاکہ چل پھر کر دیکھ سکے کہ واقعی یہ جگہ ایسی ہے جیسی توشہ نے فون پر بتائی تھی۔

چلتے چلتے وہ ان دو پہاڑوں کے قریب پہنچا۔ اس نے دیکھا ایک لمبے بالوں والی لڑکی پشت کئے جھیل کے کنارے کھڑی ہے آسمان پر اس وقت سیاہ گھٹائیں امنڈ امنڈ کے آ رہی تھیں بڑا خوابناک ماحول ہو رہا تھا پہلے تو مستعان اپنے کمرے سے تصویر بنانے لگا پھر کیمرے کا خیال چھوڑ کر بے تحاشا

اور دوڑ کر اس لڑکی سے لپٹ گیا لڑکی نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری۔ طاقت لگا کر اپنے آپ کو اس کے بازوؤں سے چھڑا لیا اور دھم سے جھیل میں جا گری۔ اس کے لمبے گیسو جھیل کے پانی پر پھیل گئے وہ چلائی ۔۔۔۔۔ بچاؤ ۔۔۔۔۔ بچاؤ ۔۔۔۔۔ مستعان حیرت سے اس کے پھیلتے ہوئے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بچاؤ بچاؤ پر توجہ نہ دے رہا تھا کیا ہوا مستی کیا ہوا چیختی چلاتی توشہ اس کے پیچھے آئی آئی باقی کچھ لوگ بھی آ گئے ایک دو نے جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ اور آئینہ جمال کو اٹھا کر باہر لے آئے _____

آئینہ بے ہوش ہو چکی تھی، اسے بنگلہ میں لایا گیا اتفاق سے ان اداکاروں اور صداکاروں میں ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ وہ اپنی چھوٹی سی ڈسپنسری بھی ساتھ لے آیا تھا۔۔۔۔۔ جلدی جلدی آئینہ کو ہوش دلانے کی کوشش کی گئی۔

مستی تم نے آئینہ کو دھکا دیا تھا _____ توشہ نے پوچھا۔

نہیں توشہ _____ میں نے تو صرف اس کے بالوں کو چھوا تھا۔ اس کی شکل دیکھی تک نہیں تھی _____ پتہ نہیں وہ جھیل میں کیسے گر گئی۔

بھلا تم اکیلے باہر کیوں نکل آئے ابھی میں نے آئینہ جمال سے تمہارا تعارف کروانا تھا۔

بھئی اب تعارف کرا دو۔

پہلے اسے ہوش تو آ لے وہ تو روز جھیل کے کنارے جاتی تھی۔ آج نہ جانے کیسے پھسل گئی یہ کہہ کر توشہ اس کے کمرے میں چلی گئی۔

آئینہ کو ہوش آ گیا تھا، مگر اس کے اوسان ابھی بحال نہیں ہوئے تھے۔

توشہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے ٹھنڈے ہاتھ سہلانے لگی۔ رفتہ رفتہ اس نے آنکھیں کھول لیں _____

آئینہ _____ آئینہ _____ تم ٹھیک ہو نا؟ تمہیں کیا ہوا تھا _____؟

آئینہ نے خوفزدہ آنکھیں کمرے میں چاروں طرف گھمائیں پھر ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔

مجھے ایسے لگا جیسے کوئی روح مجھ سے لپٹ گئی ہے _____

ارے نہیں توشہ تولیے سے اس کے گیلے بال خشک کرنے لگی۔ وہ مستعان تھے۔ رات گئے آئے تھے میں نے ان سے تمہارا تعارف کرانا تھا۔

نہیں آئینہ نے خوف سے آنکھیں بند کرلیں۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ۔۔۔۔وہ پھر آ گیا۔

کون بھئی توشہ اس پر جھک گئی ۔یہاں کون آ سکتا ہے یہ تو بڑا محفوظ علاقہ ہے اور میں نے آئی جی سے سیکورٹی پولیس بھی تو مانگ رکھی ہے_____

اس کا اندازہ ویسا ہی تھا ویسا ہی تھا اف میرے خدا۔۔۔۔یہ کہہ کر آئینہ رونے لگی۔

اتنے میں ڈاکٹر شفاعت کافی لے آیا۔ساتھ اس نے ایک گولی بھی دی اور بولا۔توشہ آپا اسے گولی کھلا کر تھوڑا سا سلا دو یہ خوفزدہ ہوگئی ہے۔تھوڑا سا آرام کرلے گی تو نارمل ہو جائے گی۔

ٹھیک ہے۔توشہ نے ڈاکٹر کے ہاتھ سے کافی کی پیالی اور گولی پکڑ لی۔بڑے پیار سے آئینہ کو گولی کھلائی کافی پلائی۔اور جب وہ سو گئی۔۔۔۔۔۔تو توشہ باہر نکل گئی۔

رات کھانے کی میز پر جب سب اکٹھے ہوئے۔تو آئینہ بھی آ گئی۔اس وقت اس کی طبیعت بالکل ٹھیک تھی اُسے دیکھتے ہی توشہ کھڑی ہوگئی۔اس کا بازو پکڑ کر مستعان کے قریب لائی۔اور تعارف کروادیا۔

یہ مستعان احمد ہیں میرے شوہر جن کے بارے میں تمہیں بہت کچھ بتا چکی ہوں۔

اور مستی، یہ آئینہ ہے۔آئینہ جمال صبح تم نے اسے ڈرادیا تھا۔

نہیں مستعان سادگی سے بولا میں نے انہیں پہلے دیکھا ہی نہیں۔

لو اور سنو: توشہ بولی اب وہ ڈر جائے گی۔کہ واقعی صبح کوئی بھوت تھا۔وہ تو کوئی لمبے بالوں والی لڑکی وہاں بیٹھی تھی۔

یہی تھی وہ لڑکی۔۔۔۔۔شاید تم نے صورت نہیں دیکھی تھی۔توشہ بولی۔

اچھا اچھا یہ ہے وہ لڑکی لمبے بالوں والی صبح مجھے عجیب طرح لگا۔جیسے نا؟ لمبے بالوں والی کوئی پری جھیل میں نہا رہی ہو میں نے اس کو چھوا وہ گر گئی۔

مستی بھیا: خدا کے واسطے ایسی مافوق الفطرت باتیں نہ کریں۔ہم جب سے آئے ہیں۔اس بنگلے میں عجیب وغریب واقعات ہو رہے ہیں۔کامل بولا۔

کچھ بھی نہیں ہو رہا کامل_____ توشہ بولی۔تم لوگوں نے ایک مفروضہ بنالیا ہے چونکہ یہ گھر ایک سال سے خالی پڑا تھا۔اس لئے۔۔۔۔۔

ہاں جی_____ کل رات خمار بھی تو ڈر گئی تھی_____

خمار کو میں نے ڈرایا تھا۔ثوبیہ بولی۔

دیکھا مستی: یہ لوگ یہاں آ کر کس قدر شریر ہو گئے ہیں۔

موسم کا اثر ہے۔مستی بولا_____ یہاں آج کل موسم بڑا خوبصورت ہے۔مگر توشہ! تم نے بھی کیسا زبردست انتظام کر رکھا ہے یار واقعی میں اپنی اکلوتی بیوی کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں۔اس پر سب لوگ قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔

جلدی سے کھانا کھالو_____ آؤ آئینہ تم کیوں کھڑی ہو یہاں بیٹھ جاؤ۔۔۔۔کھانے کے بعد سب لوگ ہال میں اکٹھے ہو جائیں۔مستی سب کو کل کا پروگرام سمجھائیں گے۔کیونکہ ہماری بکنگ کل صبح سے شروع ہو جائیں گی توشہ نے بلند آواز سے کہا_____ سب لوگ کھانے کی میز کے گرد بیٹھ گئے۔اور خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

جھیل کے کنارے پہلی ریکارڈنگ بہت کامیاب ہوئی تھی۔ خاص طور سے ہر کوئی آئینہ جمال کی پرفارمینس کو سراہ رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے واقعی یہ کردار اسے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ دوپہر کا کھانا وہیں سائٹ پر تقسیم کیا گیا۔ ہر کوئی کھانا لے کر گھوم پھر کر کھا رہا تھا۔ آئینہ سینڈوچ لے کر ایک کونے میں دوسری طرف منہ پھیرے کھڑی کھا رہی تھی۔ مستی اسے ڈھونڈتا ہوا آیا۔ اور ایک دم بولا۔

آنو _____

آنو سنتے ہی وہ لرز کر مڑی اور سینڈوچ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

اوہو _____ آنو _____ تمہارا سینڈوچ گر گیا _____ میں اور لا دیتا ہوں۔

مستعان دوڑ کر گیا۔ اور پلیٹ میں دو تین سینڈوچ لے کر آ گیا _____

اس نے پلیٹ آئینہ کی طرف بڑھائی مگر وہ تو آنکھوں میں بڑے بڑے آنسو بھرے کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی لگ رہی تھی۔

تم رو رہی ہو، کیا ہوا آنو _____ ؟

آپ نے مجھے آنو کہا۔ وہ لرزتی ہوئی بولی _____

ہاں _____ ہاں _____

کیوں کہا _____ کیوں کہا _____ ؟

وہ اتنی زور سے چیخی _____ کہ سب نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس صورت حال میں توشہ دوڑی آئی _____

کیا ہوا _____ مستی۔

کیا ہوا آئینہ _____ ؟

آئینہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ مستعان وہاں سے ٹل گیا۔

توشہ آپی: انہوں نے مجھے آنو کہا ہے۔ ان سے پوچھیں انہوں نے مجھے آنو کیوں کہا ہے۔ ان

سے پوچھیں۔ یہ میرے نام بلا بلا کر مجھے تنگ کیوں کرتے ہیں۔

اچھا اب تم چپ کر جاؤ۔ سب ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔ اور پھر دوسرا شارٹ بھی تیار ہے۔ اس کے بعد ہم نے پیک اپ کرنا ہے۔ شاباش، اپنا منہ درست کر لو جاؤ سارہ سے کہو تمہارا میک اپ درست کر

رات کو جب تھکی ہاری توشہ بیڈ روم میں داخل ہوئی۔ تو اس نے مستعان سے پوچھا۔

مستی: تم نے آئینہ کو آنو کہہ کر بلایا تھا۔

نہیں تو وہ ایک دم حیران ہو کر بولا _____ مجھے معلوم ہے۔ اس کا نام آئینہ ہے، میں نے آنو کیوں کہوں گا _____ ؟

مگر وہ تو کہہ رہی تھی۔ تم نے اسے چڑانے کی خاطر دو تین بار اسی نام سے پکارا ہے۔ بالکل نہیں میں سامنے بات کر لیتا ہوں۔

مستی: میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ وہ بڑی Sensitive لڑکی ہے۔ بالکل ہتھیلی کے چھالے کی طرح اس کی امی نے مجھے سمجھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔ کہ اس کے ساتھ بہت محتاط رویہ رکھنا ہے۔

تو جانو: میں نے کیا کہا ہے۔ اس کا دھیان رکھتا ہوں۔ اس کی عزت کرتا ہوں، ممکن ہے میں نے غلطی سے اس طرح آئینہ کہا ہو۔ کہ اسے آنو لگا ہو۔

ہاں یہ ممکن ہو سکتا ہے _____ بعض دفعہ مغالطہ ہو جاتا ہے۔

تم کہو تو میں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں۔

نہیں نہیں اس قدر بات بڑھانے کی ضرورت نہیں میں اسے خود سمجھا دوں گی۔

ٹھک ٹھک _____ ٹھک ٹھک _____ ٹھک ٹھک _____

تیسری بار کھڑکی پر دستک ہوئی۔ تو آئینہ چونکی۔ اس نے سر اٹھایا۔ اور بند کھڑکی کی طرف دیکھا۔ کل رات سے دھواں دھار بارش ہو رہی تھی _____ اس لئے آج کی ساری ریکارڈنگ ملتوی ہو چکی تھی۔ یوں بھی مسلسل دس دن کام کرنے سے ساری کاسٹ اور عملہ تھک گیا تھا۔ ہر کوئی اپنے کمرے میں بیٹھا تھکن اتار رہا تھا۔ یا بارش کا نظارہ کر رہا تھا۔ آئینہ کی عادت تھی خالی وقت میں کتابیں پڑھتی تھی اس وقت وہ ایک انگلش ناول کے انتہائی دلچسپ حصے میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے کھڑکی پر دستک سنائی دی وہ اسے اپنا واہمہ یا بارش کی آواز سمجھتی رہی۔ لیکن جب تیسری بار دستک ہوئی تو اسے احساس ہوا کہ دوسری طرف کوئی ہے یہاں صبح و شام ساری کاسٹ یونہی دستک دے دے کر ایک دوسرے کے کمرے میں جاتی تھی۔ یا ایک دوسرے کو بلا لیتی تھی۔

آئینہ نے کتاب پر نشان لگا کے، کتاب کو ایک طرف رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑکی کھول دی بارش کی پھوہار میں باہر مستعان کھڑا تھا۔ اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس لئے اس کا ہاتھ کھڑکی تک پہنچ گیا تھا آئینہ چونکی۔ اس کے چہرے پر ایک ناگوار سی لہر ابھری پیشتر اس کے وہ اس کے یہاں آنے کا مقصد پوچھے۔

وہ ہنس کر بولا آج رائیڈنگ کے لئے نہیں چلو گی؟ تمہارا گھوڑا تیار کھڑا ہے۔

کہاں ہے میرا گھوڑا وہ زور سے چلائی۔

مستعان نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور بولا۔

اچھا آؤ میرے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں تمہارے گھوڑے تک پہنچا دوں گا نہیں نہیں _____ نہیں آئینہ اتنے زور سے چلائی کہ مستعان وہاں سے چلا گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی _____ اس نے اپنی کتاب پھاڑ ڈالی اسے آج تک مستعان کے رویے کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ ویسے وہ بڑا مہذب تھا۔ بڑا شائستہ تھا مگر اندر سے اس کا کوئی پکا دشمن لگتا تھا۔ کتنی مجبوری تھی کہ اس نے

اپنی بڑی بہن مان کر اس کے کنٹریکٹ پر دستخط کر دیئے تھے۔

اور اب وہ سیریل مکمل کروانے پر مجبور سی ہو گئی تھی _____ کاش وہ یہاں نہ آئی ہوتی۔ کاش پہلے سے نہ ملی ہوتی کے دل میں مستعان کے لئے زہریلی سی نفرت جمع ہونا شروع ہوئی۔ پتہ نہیں وہ جب اس کی طرف دیکھتی اس کا دل چاہتا اس کا منہ نوچ لے کیوں؟ اس نے اپنے دل سے بار بار پوچھا۔

رو رو کر اس کے دل کا غبار نکل گیا تھا خالی ذہن کے ساتھ بستر پر بیٹھی تھی۔ کہ اچانک توشہ اندر

ہیلو آئینہ _____ ؟ ارے _____ تمہارے چہرے پر بھی کیا بارش ہوئی ہے۔؟ روئی ہو؟

آئینہ پھر رونے لگی۔

کیا ہوا _____ بتاؤ تو _____

آئینہ نے سارا قصہ بتا دیا۔

اچھا تو مستعان نے کھڑکی کھٹکھٹا کے تمہیں رائیڈنگ کی دعوت دی۔

ہاں وہ روتے ہوئے بولی _____

آئینہ میں تمہیں بتانا بھول گئی تھی۔ مستعان کو رائیڈنگ کا بہت شوق ہے۔ وہ جب سے یہاں آیا روزانہ علی الصبح گھڑسواری کے لئے جاتا ہے ایک سائیس کو مقرر کیا ہوا ہے۔ جو روزانہ اس کے لئے لے کر آتا ہے اور میں ازلی ڈرپوک ہوں۔ مجھے گھڑسواری سے بچپن ہی سے ڈر لگتا ہے۔ ایک مار گر گئی تھی اور ہاں مستعان ہر روز ہر کمرے کی کھڑکی پر دستک دے کر اس کمرے کے مکین کو دعوت ہے۔ اور پھر مجھے آ کر ہر روز کی واردات بتاتا بھی ہے آج تمہاری کھڑکی کی باری ہو گی۔ اس لئے نے تمہیں پوچھ لیا۔

مگر _____ مگر _____ ان کا انداز _____ وہ فقرہ _____ ویسا ہی _____ آئینہ کا سفید پھیکا ہو گیا۔

ہاں ہاں _____ بڑا ڈرامہ باز ہے۔ مستعان _____ ہر کھڑکی کے باہر نیا ہوتا ہے۔ لوگ تو بہت انجوائے کرتے ہیں _____

نہیں آپی _____ نہیں _____ مجھے وہ خاص طور پر ٹیز کرتے ہیں _____

ارے نہیں _____ چلو آؤ باہر چلتے ہیں، میں تمہیں بلانے آئی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے بارش رکی ہے _____ اور سب لوگ باہر برآمدے میں ناشتہ کرنا چاہتے ہیں۔

نہیں میں باہر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ آئینہ کا چہرہ بجھ سا گیا۔

چلو۔۔۔۔۔ میں تمہیں سب سے پوچھواتی ہوں۔ وہ تمہیں بتائیں گے مستعان کے بارے میں _____

نہیں آپی _____

اوہو۔۔۔۔ توشہ نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا۔ اور باہر لے گئی۔

رات کا کوئی پہر تھا۔ بارش اپنا جلترنگ بجا کر ابھی خاموش ہوئی تھی۔۔۔۔۔ برسے ہوئے میں تھکی ہوئی بجلیاں اب بھی کبھی کبھی چمک رہی تھیں یہ تو پہاڑوں کا خاصہ ہے۔ وہاں موسموں لے جلدی جلدی بدلتے ہیں۔

سناٹا ہوتے ہی آوازیں آنے لگیں۔

سنو آئینہ۔۔۔۔۔ سنو آئینہ۔۔۔۔۔ آئینہ۔۔۔۔۔ میں تمہیں اس طرح جانے نہیں دوں رے علاوہ تم سے کوئی شادی نہیں کرے گا۔

سنا تم نے اور اگر ایسا ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا _____

قتل کر دوں گا!

توشہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔۔۔۔۔ بستر سے نکل کر خوفزدہ سی سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔ مستعان نیند بڑبڑا رہا تھا _____

پہلے اس کی یہ عادت نہیں تھی۔ پچھلے ایک سال سے وہ نیند میں بولنے لگا تھا۔ بلکہ بہت لمبے لمبے اگ بولتا تھا۔ توشہ نے شکایت کی تو پہلے وہ خود حیران ہوا۔ اس نے یہ بات مانی ہی نہیں اور کہنے لگا۔ بھی میں نیند میں بڑا بڑاؤں تم مجھے جگا دیا کرنا۔

توشہ نے اتنی مرتبہ اسے جگایا کہ اسے یقین ہو گیا کہ واقعی وہ بولتا ہے اور کافی دیر تک بولتا رہتا ہے نے خود بھی اس نئی عادت کی توجیح معلوم کرنے کی کوشش کی تو اسے بہت جلد پتہ لگ گیا۔ اس نے بھی قائل کر لیا، کہنے لگا۔

سنو توشی: سرجری کے بعد میں مسلسل اتنی دوائیں کھا رہا ہوں۔ ذرا سوچو اتنی دوائیں کھانے سے تو ن کی کیمسٹری بدل جاتی ہے۔ اسی لئے نیند میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ فکر نہ کرو۔ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جائے گا۔

توشہ کو یہ بات قرین قیاس معلوم ہوئی۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔۔۔۔۔ جوں جوں دوائیاں کم ہوتی گئیں اس کا بڑبڑانا بھی کم ہوتا گیا بلکہ دو چار مہینوں سے تو بالکل سکون کی نیند سو رہا تھا جب سے وہ

لوگ گلگت آئے تھے، اور مستعان نے آئینہ کو دیکھا تھا۔ وہ پھر نیند میں چیخنے چلانے لگا تھا۔

یہاں اتنی مصروفیات رہتیں۔ کہ صبح تک تو شہ کو یاد ہی نہ رہتا۔ کہ رات کو کیا ہوا تھا۔ ایک ماہ کی آدھا سیئریل بنانا تھا۔ روز لوکیشن بدلنا پڑتی تھی۔ سب لوگ ہمہ وقت کام میں ہی جتے رہتے تقریباً کام ختم ہو گیا تھا۔ آج سب لوگ گھوڑے بیچ کر سوئے تھے۔ کچھ لوگ واپس چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ آئینہ کا کام بھی مکمل ہو گیا تھا وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ لاہور چلی گئی تھی۔ کچھ تھوڑے سے لوگ اور ساز و سامان یہاں رہ گیا تھا _____ ان سب لوگوں نے تین دن کے بعد سارا ساز و سامان لے کر براستہ سڑک جانا تھا۔ پورے عملے اور کاسٹ کو ایک ہفتے کی چھٹی دی گئی تھی۔ تا کہ وہ گھر جا کر آرام کریں۔

تو شہ بھی آج خوب گہری نیند سوئی تھی۔ شروع میں دو چار بار بجلی چمکی۔ تو اس کی چمک شیشوں کے اندر سے بستر تک آئی تھی۔ مگر وہ ایسی بے سدھ پڑی تھی۔ کہ اسے ہمیشہ والا خوف بھی نہیں آیا تھا۔ مگر اب جو مستعان زور زور سے چیخا تو جاگ اٹھی جاگتے ہی اس کی نیند ہوا ہو گئی _____

مستعان کا بار بار آئینہ کو پکارنا۔۔۔۔۔۔ اور پھر قتل کی دھمکی۔

وہ صوفے پر بیٹھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مستعان کو دیکھ رہی تھی۔ شب کے اس سناٹے میں اس کے ذہن میں خدشات کے پھنیر ناگ سر اٹھا رہے تھے۔ آج وہ خوفزدہ ہو رہی تھی، یوں لگتا جیسے وہ ایک لمبی نیند سو رہی تھی۔ آج ہی اس کی آنکھ کھلی ہے۔

کیا واقعی وہ سو رہی تھی _____؟

اس نے کئی بار اپنے آپ سے پوچھا _____

ایک مہینے کے تیس دنوں میں کئی عجیب و غریب واقعات تواتر کے ساتھ اس کے سامنے ہوتے رہے۔ اور وہ انہیں محض ایک اتفاق کہہ کر نظر انداز کرتی رہی یہاں مستعان کا ہر انداز نیا اور غیر مانوس تھا۔ مستعان ہمیشہ سے بہت سنجیدہ اور لیئے دیئے میں رہنے والا مرد تھا یہی ادا اس کی تو شہ کو بہت بھلی لگی تھی یہاں آ کر اس نے محسوس کیا کہ مستعان بالکل کھلنڈرا سا ہو گیا تھا صحیح معنوں میں اسے پلے بوائے نہیں کہا جا سکتا۔ مگر اس کی حرکتیں ایسی ضرور ہو گئی تھیں۔ خصوصیت سے جب وہ آئینہ کو تنہا دیکھ لیتا، تو کوئی غیر متوقع قسم کی حرکت ضرور کرتا۔

آخری ہفتے میں انہیں آؤٹ ڈور کے لئے ہنزہ ویلی جانا پڑا۔ راستے میں جتنے بھی چھوٹے چھوٹے شہر اور خوبصورت مقامات آئے۔ وہ لوگ وہاں ٹھہر جاتے کیمپ لگاتے۔ شوٹنگ کرتے اور پھر

_____ کریم آباد میں ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے انہوں نے کیمپ لگائے تھے۔ اس جھیل کنارے انہوں نے شیمپو کا اشتہار بنانا تھا _____ جس کے لئے تو شہ نے راضی کر لیا تھا۔ سکرپٹ اس قسم کا تھا۔ کہ اس سپیشل برانڈ کا شیمپو استعمال کرنے والی دوشیزہ نہانے کے لئے جھیل میں اترتی ہے۔ تو جھیل کی سطح پر اس کے لمبے بال اس طرح پھیل جاتے ہیں _____ کہ تقریباً پوری جھیل کی سطح ڈھک جاتی ہے _____ دور سے ایک گھوڑا سوار آتا دکھائی دیتا ہے _____ وہ دوشیزہ کے بال دیکھ کر ٹھٹک جاتا ہے۔ گھوڑے سے اترتا ہے۔ اور بلاگ بولتا ہے _____

کیمرے کی ٹرک سے آئینہ کے بالوں کو پھیلتا ہوا دکھانا تھا۔ جب بھی شارٹ تیار ہوتا مستعان جھیل میں کود جاتا، اور آئینہ کے قریب جا کر پوچھتا _____

آئینہ تم ٹھیک ہو نا؟ _____ ڈوب تو نہیں گئیں _____؟

آخر میں آئینہ نے چلانا شروع کر دیا۔ کہ یا تو آپ شارٹ مکمل کریں، یا پھر مجھے جھیل سے باہر نکلنے کی اجازت دیں۔

ایک بار ایسا بھی ہوا کہ مستعان نے ضد کی کہ اس ایڈ میں وہ گھوڑا سوار بنے گا۔

کیوں _____؟ سب پوچھنے لگے۔ اب تک تو اسے کبھی کسی ڈرامے میں ایکٹنگ کرنے کی نہیں ہوا تھا _____

کیونکہ میں نہیں چاہتا کوئی دوسرا ہیرو آئینہ کو بازوؤں میں اٹھا کر باہر نکالے _____

دوسرے ہیرو سے تمہارا کیا مطلب ہے مستعان _____؟ تو شہ چڑ کر پوچھتی۔

تم نے خود ہی اس ایڈ کے لئے کامل کو منتخب کیا ہے _____

مگر میں نہیں چاہتا کامل آئینہ کو چھوئے _____

مستعان تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اڑچن ڈالتے رہے۔ تو ہو چکا کام _____

آئینہ الگ بیزار ہوئی بیٹھی تھی۔ اس کو مستعان کی یہ دخل اندازی ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی۔ اس کا بس چلتا اس کام کو چھوڑ دے تو شہ نے اسے بڑی مشکل سے قائل کیا تھا۔ یہ ایک غیر ملکی فرم کا شیمپو تھا اور اس اشتہاری فلم سے خاصی رقم حاصل ہونے والی تھی۔

رات کو جب لوگ خیمے لگائے، اونچی آواز میں میوزک سن رہے تھے۔ کھا پی رہے تھے، آسمان پر

چودھویں کا چاند روشنی بکھیر رہا تھا مستعان اچانک اٹھا اور آئینہ کے خیمے کا پردہ اٹھا کر بولا۔

آئینہ ذرا باہر آؤ۔

وہ باہر آ گئی۔

بولا _____ تمہیں یاد ہے۔ ایک بار میں نے سوتے ہی تمہارے بال خیمے کی ریسٹ سے باقاعدہ باندھ دیئے تھے _____ ؟

نہیں _____ آئینہ چیخ کر بولی _____ آپ نے نہیں باندھے تھے۔

میں نے ہی باندھے تھے ہنس کر بولا۔ آؤ دوبارہ باندھ کر تمہیں بتاؤں _____

آپ کون ہیں مستعان _____ اور مجھے بلیک میل کیوں کرنا چاہتے ہیں _____

ارے میں بلیک میل کروں گا؟ میں تو کسی اور کو بلیک میل کرتا ہوا دیکھ لوں تو اسے جان سے مار دوں گا _____

توشہ دوڑی آئی _____ اتنی خوبصورت رات میں کس کو جان سے مار رہے ہو۔؟

توشی آپی _____ آئینہ نے توشہ کا بازو پکڑ لیا۔ اور اسے دور لے گئی۔

آپی سچ سچ بتائیں یہ مستعان کون ہیں؟

کون ہیں _____ ؟ بھئی میرے شوہر ہیں۔

وہ تو میں بھی دیکھ رہی ہوں۔ مگر ان کا بچپن کہاں گزرا ہے کہاں سے آئے ہیں۔؟

ان کی بیک گراؤنڈ کیا ہے۔

تم کیوں پوچھتی ہو _____ ؟

آپی _____ یہ مجھے اکثر ایسی باتیں یاد دلاتے ہیں۔ جن کا تعلق میرے بچپن یا میرے ماضی سے ہوتا ہے بس ۔۔۔۔۔ بس ۔۔۔۔۔ میں تو آپ کو بتا نہیں سکتی۔

آئینہ میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا ۔۔۔۔۔ مستعان میں بڑے ٹیلینٹ ہیں۔ وہ قیافہ شناسی سے بہت سی باتیں جان لیتا ہے _____

نہیں قیافہ شناسی سے ایسی باتوں کا سراغ نہیں ملتا _____

اس دن وہ جھیل میں کود کر بار بار کہتے تھے۔ تم ڈوب تو نہیں گئیں اس واقع کا تعلق بھی میرے بچپن سے ہے۔

آئینہ تم میری بات کا یقین کرو۔ مستعان ایک بہت ہی سادہ دل انسان ہے۔ اس کا بچپن اور ماضی ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح میرے سامنے ہے پتہ نہیں اس کا اتنا بڑا امپریشن تم پر کیوں پڑا بہت اچھا انسان ہے۔

آپی آئینہ نے لمبی سانس چھوڑ کر کہا۔ میں آپ کا دل برا نہیں کرنا چاہتی ۔۔۔۔۔ مگر ۔۔۔۔۔ کوئی پراسرار بلکہ خطرناک شخصیت لگتے ہیں۔ ان کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔"

آئینہ کو اچھی طرح سمجھا بجھا کر جب توشہ اپنے خیمے میں آئی۔ تو مستعان اپنی بیٹی آئینہ سے کھیل رہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

مستی تم نے کب آئینہ جمال کے بال خیمے سے باندھے تھے _____ ؟

توشہ نے آتے ہی پوچھا۔

میں نے _____ ؟

نہیں تو _____ ؟

میں تو تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔

پھر تم نے آئینہ سے ایسا کیوں کہا۔

میں نے _____ نہیں میں نے تو ایسا نہیں کہا _____ کہاں ہے بلاؤ اسے۔

بس اب جانے دو۔ پتہ نہیں تم ہر وقت آئینہ جمال کو کیوں تنگ کرتے ہو۔

میں تنگ کرتا ہوں میں تنگ کرتا ہوں۔ اس نے غصے سے کہا کہ وہ ہر وقت مجھے تنگ کرتی رہتی ہے _____

کیا کہتی ہے وہ تمہیں توشہ نے بھی غصے سے پوچھا۔

وہ وہ ۔۔۔۔۔ وہ مجھے یاد دلاتی رہتی ہے

کیا یاد دلاتی ہے _____ ؟

مستعان تھوڑی دیر چپ بیٹھا رہا ۔۔۔۔ سوچتا رہا _____

توشہ واقعی جب میں اسے دیکھتا ہوں۔ تو مجھے کچھ چیزیں کچھ باتیں ۔۔۔۔۔ یاد آنے لگتی ہیں وہ مستعان کر کے اپنے ذہن پر زور دینے لگا۔

ایک خوبصورت سا بنگلہ۔۔۔ایک پھولوں والی سیٹ۔۔۔۔کسی جھیل کا کنارا۔۔۔۔گھڑسواری۔۔۔۔

مستعان توشہ بات کاٹ کر بولی۔میرا خیال ہے۔تم بھی تھک گئے ہو عجیب باتیں کرنے لگے ہو۔

کبھی کبھی مجھے بھی اجنبی لگتے ہو پتہ نہیں ایک مرد کے اندر کتنے روپ ہوتے ہیں۔

اوتوشی کیا ہو گیا ہے تمہیں_____؟

بس جلدی سے کام ختم کرو۔اور پیک اپ کرو۔میں کام کرتے ہوئے کبھی اتنی نہیں تھکی، جتنی آج اس مرتبہ تھک گئی ہوں۔

آنکھوں پر بازو رکھ کے توشہ لیٹ گئی۔

اگلے روز انہیں خنجراب نیشنل پارک میں جانا تھا۔سارا قافلہ روانہ ہوا_____صبح سے ہی سب کا موڈ بہت اچھا تھا_____راستے میں ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی تھی۔۔۔۔جب پہاڑی راستہ شروع ہوا۔تو ایک جگہ انہوں نے خیمے لگا لئے اور سب لوگ شرطیں لگا کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے لگے_____یکا یک مستعان نے آہستہ آہستہ چڑھی ہوئی آئینہ جمال کو نیچے لڑھکا دیا وہ چیختی ہوئی گری۔ابھی زیادہ اونچائی پر نہیں تھی۔اور نیچے بھی نرم گھاس تھی سب اسے پکڑنے کو دوڑے مگر مستعان ہنستا رہا۔

آئینہ کی ایڑی میں چوٹ آئی تھی۔۔۔۔۔وہ گلوریا کا سہارا لے کر ٹینٹ میں واپس آ گئی وحشت زدہ سی لیٹی سوچ رہی تھی کہ مستعان بھی ٹینٹ میں آ گیا اسے دیکھتے ہی اٹھ بیٹھی۔

آپ نے مجھے اس بے دردی سے دھکا کیوں دیا؟

تمہیں یاد ہے ایک بار پہلے بھی میں نے تمہیں اس پہاڑ سے گرایا تھا اس لئے دل چاہا کہ پھر گراؤں۔؟

وہ آپ نہیں تھے میں آپ سے پہلے کبھی نہیں ملی نہ آپ میرے ساتھ کبھی یہاں آئے ہیں_____جھوٹ نہ بولیں_____

اسی وقت توشہ بھی بھاگتی ہوئی اندر آ گئی۔۔۔۔۔اس نے آئینہ کے الفاظ سن لئے تھے_____

کیا ہوا_____آئینہ کو کیا ہوا_____

توشہ آپی میں واپس جانا چاہتی ہوں۔پلیز پلیز مجھے واپس بھیج دیں_____

بس اب تو بالکل تھوڑا کام رہ گیا ہے جانو_____

توشہ اس کے پاس بستر پر بیٹھ گئی۔

بعض اوقات توشہ کو مستعان کی ایسی حرکتوں پر غصہ بھی آتا تھا۔وہ اسے ڈانٹنا چاہتی تھی جھگڑنا چاہتی_____مگر مصلحتاً خاموش ہو جاتی۔کہ کہیں سچ مچ یہ ایک ایشو نہ بن جائے۔اور سب لوگوں کی نظر میں برا نہ آ جائے۔اگر کوئی معاملہ متنازعہ ہو کر لوگوں کی زبان پر آ جائے۔تو اس سے خلفشار کے کچھ نہیں ہوتا_____بدنامیوں کے جواز نکل آتے ہیں۔اس لئے توشہ ہمیشہ معمولی سا واقعہ ٹال دیتی۔زیادہ اہمیت نہ دیتی_____پوچھ تاچھ میں اسے زیادہ طول نہ دیتیں اور چاہتی تھی کہ کوئی بدمزگی ہوئے بغیر یہ ایک مہینے کا عرصہ ختم ہو جائے، اور سیریل کا زیادہ سے کام ہو جائے۔

اس روز جب وہ ہنزہ ویلی میں تھے۔کام ختم کرنے کے بعد سب لوگ زمین پر دسترخوان بچھائے کھا رہے تھے۔مستعان آیا اور بے تکلفی سے توشہ اور آئینہ جمال کے درمیان بیٹھ گیا اور آئینہ کی پلیٹ میں سے چاول اٹھا کے کھانے لگا۔

آئینہ نے چمچ رکھ دیا اور ذرا پرے سرک گئی۔

مستعان پر کوئی اثر نہیں ہوا چاول کھاتا رہا، پھر ہنس کر بولا۔

آئینہ تمہاری سہیلی چندا کا کیا حال ہے_____؟

کون چندا وہ چیخ کر بولی_____

ارے وہی کالی کلوٹی جو تم سے جلتی بہت تھی۔اور مجھ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

آپ پر_____؟اس نے تنک کر پوچھا۔

لگتا ہے تم کیا کہہ رہے ہو_____؟تمہیں پتہ ہے تم کیا اول فول بک رہے ہو۔

ہاں مجھے پتہ ہے میں کیا کہہ رہا ہوں۔؟ مستعان بولا اس سے پوچھو چندا اس کی سہیلی تھی کہ_____

خوفزدہ نظروں سے توشہ نے آئینہ کی طرف دیکھا۔

آئینہ نے اثبات میں سر ہلایا پھر بولی وہ ایک حادثے میں مر گئی تھی۔

اوہو مستعان نے کہا مجھے کیوں نہیں بتایا۔میں کم از کم آنٹی مائدہ کے پاس افسوس کے لئے_____

آنٹی مائدہ کون ہے مستعان توشہ نے حیرت سے پوچھا۔

بھئی وہ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بے پروائی سے بولا۔

مجھے کیا پتہ اور اٹھ کر چلا گیا۔

اس روز توشہ کافی دیر گم صم بیٹھی رہی۔ اور مستعان کے رویے پر غور کرتی رہی۔

آئینہ اسے چپ چاپ دیکھتی رہی۔

پھر قریب آ کر بولی آپی: تمہارا شوہر بہت بڑا فراڈ ہے۔ اور تم اتنی معصوم ہو تمہیں کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔

وہ تو بہتے پانی کی ایک دھارا میں تھی۔ مستقل سفر ہو رہا تھا۔ خیمے لگائے جا رہے تھے۔ خیمے اکھاڑے جا رہے تھے۔۔۔۔ جگہ جگہ رک کر باقاعدہ شوٹنگ ہو رہی تھی۔ گویا کیمرے کاندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ ایسے میں رک کے سوچنا یا کوئی اختلافی بات کرنا بہت نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ مصلحتوں نے اس کی زبان بند کی ہوئی تھی۔

بشام میں تو ایک دن غضب ہی ہو گیا۔ اس نے خلاف معمول آئینہ کا موڈ بہت اچھا تھا۔ اور وہ چھوٹی آئینہ کے ساتھ بھاگ بھاگ کر کھیل رہی تھی۔ توشہ نے اسے دو تین بار بلایا۔ کہ وہ آخری شارٹ مکمل کروا جائے۔ مگر اس کا موڈ ہی نہیں بن رہا تھا۔

مستعان ایک دم کھڑا ہو گیا۔ اور چلا کر بولا _____

آنو _____ جانو _____ میری جان مانو _____

کیا کہہ رہے ہو مستعان توشہ قریب آ گئی۔۔۔۔۔ سب سن رہے ہیں۔

تو سنتے رہیں۔۔۔۔ میں یہی کہہ رہا ہوں۔ آنو، جانو _____ میری بات مانو _____

اس نے دوسری دفعہ اتنے ہی زور سے کہا۔

سارا عملہ ہنسنے لگ گیا۔

آئینہ غصے میں بپھری ہوئی آئی اور غضبناک انداز میں بولی _____

مسٹر مستعان اگر آپ نے آئندہ مجھے اس طرح بلایا۔ تو میں آپ کا سر پھوڑ دوں گی۔

بڑی عجیب صورت حال ہو گئی تھی۔ باقی سارا کام ٹینشن میں ہوا کئی باتیں تھیں۔ جن پر غور کرنے سے توشہ کا دم گھٹنے لگا تھا۔

پرسوں جب آئینہ جمال جا رہی تھی تو کیسی بے تابی سے مستعان دوڑا آیا اور بولا ایسے کیسے جا رہی ہو ملتی جاؤ۔

سب نے مذاق سمجھا۔ مگر توشہ کے گلے میں یہ بات اٹک گئی تھی۔

اور ابھی ابھی وہ نیند میں آئینہ کو والہانہ پکار رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا ایسا تو نہیں کہ مستعان واقعی آئینہ کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہو۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے توشہ کو محسوس ہوا جیسے اس کے پیٹ میں مروڑ اٹھا ہے اس کی ساری حسیات ایک جگہ اکٹھی ہو گئی ہیں۔ بے چینی اس کے اندر متلی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ وہ دوڑ کر غسل خانے میں چلی گئی۔ جب وہ زور زور سے قے کر رہی تھی۔ مستعان کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ توشہ اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ اور چھوٹی آئینہ اپنی کاٹ میں سو رہی تھی مستعان انتظار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد توشہ اپنا منہ تولیے سے پونچھتی ہوئی باہر آئی اور اسی جگہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

توشی کیا ہوا ہے _____ مستعان بستر سے نکل آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے _____ اس نے بتی جلا دی۔

پلیز بتی بجھا دو۔ آئینہ اٹھ جائے گی، توشہ آہستہ سے بولی۔ توشہ کا زرد چہرہ دیکھ کر مستعان نے بتی بجھا دی۔ اور پھر آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ پکڑ لئے _____

تمہارے ہاتھ کس قدر ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ تم تو بالکل ٹھنڈی برف ہو رہی ہو۔ کیا بات ہے کوئی تکلیف ہے _____

نہیں _____ توشہ نے آہستہ سے کہا۔

سر میں درد ہے۔

نہیں _____ وہ پھر بولی۔

تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے۔ بتاؤ نا کیا بات ہے۔؟ میں ڈاکٹر کو بلاؤں۔

ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔ توشہ سرگوشی میں بولی میں نے ایک خواب دیکھا اور ڈر گئی۔۔۔۔۔

اسے توشی میری جان خواب سارے گڑبڑ ہوتے ہیں۔ ان پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

تمہاری تو میں بیٹھی سوچ رہی ہوں۔۔۔۔ یقین کروں یا نہیں۔

اچھا آؤ بستر میں پہلے اپنے آپ کو گرم کرو"

مستعان اسے اٹھا کر لے آیا۔ اسے بستر میں لٹایا۔ اس پر کمبل ڈالا اور دوسری طرف سے آ کر لیٹ گیا۔

یار تم اتنی وہمی تو کبھی نہیں تھیں۔ جب آدمی تھکا ہوا ہوتا ہے۔ عجیب وغریب خوفناک چیزیں دیکھنے لگتا ہے اپنے آپ کو پریشان نہ کرو آج شاید تم زیادہ تھک گئی ہو، توشہ خاموش لیٹی رہی _____ وہ آہستہ آہستہ اس کے ماتھے کو سہلاتا رہا۔

کیا دیکھا تم نے خواب میں مسکرا کر بولا مجھے دیکھا ہوگا، اور ڈر گئی ہوں گی۔

نہیں تمہارے بولنے سے میری نیند اڑ گئی۔

ارے۔۔۔۔ میں پھر نیند میں بولنے لگا ہوں _____

ہاں: تم جب سے یہاں آئے ہو نیند میں بڑبڑانے لگے ہو _____

شاید کام کی زیادتی کی وجہ سے۔۔۔۔ چلو اچھا ہوا میرے بولنے سے تمہارا خواب تو ٹوٹا۔ ورنہ کتنی دیر اس کیفیت میں پڑی رہتیں _____

کاش کہ میرا خواب نہ ٹوٹا ہوتا توشہ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا _____

کاش کہ میں خواب میں ہی رہتی کاش تم نہ بولے ہوتے۔

لو اور سنو کیا ہو گیا ہے تمہیں کیا ڈراؤنے خواب میں رہنا چاہتی ہو ساری عمر _____

پتہ نہیں اس نے بے دلی سے کہا اور منہ موڑ لیا۔

توشہ: مجھے اندازہ ہے۔ یہ جو مجھے نئی بیماری ہوئی ہے نا؟ نیند میں بولنے کی اس سے تمہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اب انشاءاللہ یہ سارا کام مکمل ہو لے امریکہ چلیں گے۔ مجھے سال بعد چیک اپ کے لئے جانا تھا۔ یہ سیئر یل مکمل ہو جائے، پھر دونوں چلیں گے۔ اور میں اپنے ڈاکٹروں سے پوچھوں گا۔ کہ انہوں نے مجھے ایسی دوائیں کیوں دیں۔۔۔۔۔ جن سے میری عادات میں کچھ تبدیلیاں آ گئیں _____

شکر ہے، توشہ بولی تمہیں چیک اپ کا خیال تو آیا اب تو سال ہونے کو آیا ہے _____ لیلیٰ بچاری یاد دہانیاں کرا کے تھک گئی ہے۔

نہیں۔۔۔۔ اب میں بھی تھک سا گیا ہوں توشی مگر کیا کرتا کام اس خوبصورتی سے بنتا جا رہا تھا۔ کہ ادھورا چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہا۔

آؤ تمہیں ایک بہت ہی خوشی کی بات بتاؤں توشہ اس نے اپنے ہاتھ سے توشہ کا چہرہ اپنی طرف [illegible] نہیں پتہ ہے نا؟ میں نے اپنے سیئر یل کے لئے ٹی۔ وی سے ٹائم خرید لیا تھا۔ دو کروڑ روپے میں [illegible] نے سے پہلے ساری پے منٹ کر آیا تھا اور جمشید علی کو اشتہارات پر لگا آیا تھا۔ ہم نے جو اپنا [illegible] بھیجا تھا اسے اشتہاری کمپنیوں نے بہت پسند کیا ہے۔ دھڑا دھڑ اشتہار ملنے لگے ہیں۔ جمشید علی کا [illegible] تا آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اب تک ہمیں ڈھائی کروڑ کے اشتہارات مل چکے ہیں۔ دو کروڑ کا قرضہ تو [illegible] اتر جائے گا اور جب سیئر یل چلے گا تو مزید اشتہار آنے شروع ہوں گے۔ انشاءاللہ بہت اچھا بزنس [illegible]

توشہ چپ رہی _____

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا۔ نہ جانے تم نے اتنی موزوں لڑکی کیسے ڈھونڈھ لی۔ لگتا ہے کہ آئینہ اسی [illegible] ے کے لئے پیدا کی گئی تھی یہ کہتے ہوئے مستعان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

توشہ نے یہ چمک صاف دیکھی، اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

کیا بات ہے _____؟ مستعان بولا۔ تمہیں خوشی نہیں ہوئی _____

میرے سر میں درد ہونے لگا ہے مستی۔

آؤ میں تمہیں سلاؤں۔۔۔۔۔ جیسے سلایا کرتا ہوں وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا _____

سلا دوں نا؟ _____ اس نے شوخی سے پوچھا۔

توشہ حسب عادت نہ مسکرائی نہ حامی بھری بلکہ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور بند آنکھوں سے دو [illegible] اس کے رخساروں پر لڑھک آئے _____

ہیلو۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔۔توشہ آپی کیسی ہو تم؟

توشہ نے کافی عرصے بعد لیلیٰ کی آواز سنی تو اس کا دل بھر آیا۔

لیل_____ لیل تم سناؤ کتنے دنوں کے بعد تم سے بات ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر توشہ رو دی۔

کیا بات ہے توشی_____ وہ تردد سے بولی_____ تم نے تو خود ہی کہا تھا

واپس آ کر فون کرو گی۔ میں فون نہ کروں۔

ہاں ہاں میں نے کہا تھا۔ توشہ اپنی آواز کو سنبھال کر بولی۔

مگر بات کیا ہے_____؟ لیلیٰ نے کہا۔

وہ۔۔۔۔۔لیلیٰ۔۔۔۔۔ ہماری عدم موجودگی میں جمن خالہ فوت ہو گئیں۔ ہم ایسی جگہوں

تھے۔ ہمیں اطلاع نہ ہو سکی۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

اوہو: لیلیٰ نے تاسف سے کہا۔ بچاری جمن خالہ_____ کتنی نیک عورت تھی۔ توشہ وہ

سال کی تو ہو گئی ہوں گی۔

مجھے نہیں معلوم سنا ہے آخر وقت تک اپنے پاؤں پر چلتی رہی ہیں پاپا اور ماما کی ایک ہی تو نشانی تھی

ہمارے پاس وہ بھی نہ رہی۔

ہاں مگر کوئی کب تک جی سکتا ہے توشہ اللہ ان کو جنت نصیب کرے۔ ہمارے ساتھ تو اچھی

گئیں۔

ہاں لیلیٰ_____

مگر تم بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے_____

مجھے کچھ نہیں ہوا لیلیٰ_____

نہیں توشہ_____ مجھے تم کچھ اور طرح پریشان لگ رہی ہو۔

بس تھک بہت گئی ہوں۔ تمہیں پتہ ہے نا مستی دیوانوں کی طرح کام کرتا ہے۔ وہاں اس نے

لی آرام کرنے نہیں دیا۔

اور۔۔۔۔اور بتاؤ۔۔۔۔۔۔

بس یوں لگتا ہے۔ میں تھک سی گئی ہوں۔

نہیں توشہ آپی یہ تھکن والی آواز نہیں ہے تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔

نہیں تو۔۔۔۔۔

تمہیں میری قسم۔۔۔۔

توشہ باقاعدہ رونے لگی جب دل درد سے بھرا ہو۔ اور کوئی محبت کرنے والا رشتہ ذرا چمکارے تو

رے پیمانے چھلک پڑتے ہیں۔

پلیز توشہ مجھے بتاؤ اور پریشان نہ کرو۔ آج تمہاری آواز ٹوٹی ہوئی، بکھری ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔

یں معلوم ہے۔ کئی سالوں سے میں بس تمہاری آواز ہی سن رہی ہوں_____ اس لئے تمہارے

ے کے تاثرات اور تمہاری دلی کیفیات مجھے تمہاری ٹیلی فونک آواز سے معلوم ہوتی ہے تم کچھ پریشان اور

غم زدہ لگ رہی ہو۔

ہاں لیلیٰ میں پریشان بھی اور غم زدہ بھی تمہارا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوا۔

جلدی جلدی سب کچھ صاف صاف بتاؤ ورنہ مجھے اختلاج ہونے لگے گا۔

لیلیٰ مستی بدل گیا ہے؟ توشہ پھر رونے لگی۔

کیسے بدل گیا ہے۔

وہ کسی اور سے محبت کرنے لگا ہے۔

ناممکن؟ لیلیٰ نے وثوق سے کہا۔ توشہ میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گی کہ وہ کون ہے اور نہ تم مجھے بتانا

ئیے بات میں تمہیں بتا دوں_____ مستی بھائی کبھی کسی دوسری عورت سے محبت نہیں کر

ے میں بھی انسانوں کے جنگل میں رہتی ہوں میرا بھی دن رات عورتوں اور مردوں سے واسطہ رہتا ہے

بھائی یا ہر جائی پن مستی بھائی جیسے مردوں کی سرشت میں نہیں ہوتا۔

پہلے میں بھی یہی سمجھی تھی لیلیٰ_____؟

خیر میں اب بھی یہی سمجھتی ہوں۔ ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے_____

کاش میں تمہیں یقین دلا سکوں لیلیٰ_____؟

بس تم مجھے یقین نہ دلاؤ میں خود پتہ لگالوں گی _____ کہ تمہارے دل میں یہ بات آئی کیسے۔؟

لیلیٰ جب تمہیں پتہ چلے گا نا؟ تو تمہیں بھی صدمہ ہوگا _____

جب مجھے یقین ہی نہیں تو صدمہ کیسا ہوگا۔

لیلیٰ، میں سوچ سوچ کر تھک گئی ہوں۔اب مجھے تمہاری ضرورت ہے۔

میں بھی آجاؤں گی _____ ذرا مجھے اپنے طور پر پتہ کر لینے دو۔اب تم سوچ سوچ کے بیمار مت ہو جانا _____

لیلیٰ مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میں بیمار ہوگئی ہوں۔

اچھا میں کل پھر فون کروں گی۔لیلیٰ نے کہا۔کل میں تمہیں اچھے موڈ میں دیکھنا چاہوں گی۔

مستعان رات کو گھر آیا، تو توشہ سے بولا _____

آج لیلیٰ نے فون پر بڑی لمبی بات کی _____

کیا بات کی اداس سی توشہ نے یونہی خالی نظریں اٹھا کر پوچھا۔

ہی تمہیں معلوم ہے۔اس سے میری یاری ہے بڑے مزے کی چیز ہے۔

لیلیٰ، باتوں باتوں میں دل کی بات پوچھ لیتی ہے۔

تو بتادی تم نے دل کی بات؟

اس سے بھلا دل کی بات چھپائی جا سکتی ہے بلکہ اسے دل کی بات بتا کر دل ہلکا پھلکا ہو جاتا

مجھے بھی بتاؤ اپنے دل کی بات توشہ بولی۔

توشی میں تو مذاق کر رہا تھا۔مگر میں نے اسے اپنے سیریل کے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے _____ اور یہ بھی بتادیا ہے کہ پچھلے ہفتے ہماری پہلی قسط چلی ہے۔جسے لوگوں نے بے حد پسند کیا مبارکبادوں کے لاتعداد فون آئے بس اس طرح کی باتیں کیں سیریل کی کہانی کے بارے میں بتایا۔ہماری کاسٹ کا زبانی تعارف بھی کرایا بعض اوقات عجیب باتیں کرتی ہے پوچھنے لگی ہیرو کی عمر بھی بتاؤ مستعان ہنسنے لگا۔پھر کہنے لگی ہیروئن کی عمر اور حلیہ بھی بتاؤ _____ جب میں نے کہنے لگی اس کہانی کا ہیرو تو آپ کو ہونا چاہیے تھا _____ ؟

توشہ ذرا سا مسکرائی لیلیٰ کتنی جلدی حالات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔

پھر آپ نے کیا کہا۔

میں نے کہا آئینہ کو دیکھنے کے بعد دل میرا چاہتا تھا میں ہیرو بن جاؤں۔مگر دماغ میرا منہ چڑاتا تھا، پہلے اپنی صورت دیکھ۔۔۔۔۔اس پر لیلیٰ بے اختیار ہنسنے لگی۔۔۔۔۔کہہ رہی تھی سال بعد تو لاچیک اپ کے لئے آنا تھا۔

وہ تو مجھے بھی یاد دلاتی رہتی ہے _____ ؟

چلیں گے انشاء اللہ ۔۔۔۔۔ مستعان بولا میں نے اسے کہہ دیا ہے۔ بس کچھ ہفتوں کا ہے۔ کہہ رہی تھی اس مرتبہ تم تینوں آنا میں نے وعدہ کرلیا۔۔۔۔۔ اور ہاں توشہ کیا تمہیں یاد ہے نے کاغذات سے بھرا ہوا کوئی بریف کیس تمہیں دیا تھا۔؟

بریف کیس؟

کب _____ ؟

جب میں امریکہ سے واپس آیا تھا۔

نہیں تو۔۔۔۔۔ ایسا تو کوئی بریف کیس تم ساتھ نہیں لائے تھے۔

وہ کہہ رہی تھی آپریشن کے بعد میری ساری کیس ہسٹری اور ضروری نوٹس اس میں لکھے ہوئے چیک اپ کے وقت ان کاغذات کا ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔

اچھا میں فون پر بات کروں گی۔ وہ کن کاغذات کا ذکر کر رہی تھی مستی تم نے اسے بتایا ہے کہ بالکل ٹھیک ہو _____

لو _____ میں نے اسے کہا ہے۔ میرا دل اتنا ٹھیک ہے کہ کوٹھے سے چھلانگیں لگا کرتا ہے _____

یا اللہ _____ مستی اپنی عمر دیکھ کر بات کیا کرو۔

یار: کیا رکھا ہے اس عمر میں _____ جو بیچ راہ کے دغا دی جاتی ہے _____

اچھا اب آگے کچھ مت کہنا _____ توشہ بولی _____ میری پہلے نا طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر کو دکھایا ہے _____ ؟

ہاں دیکھایا ہے۔ اس نے دوائیوں کی ایک فہرست لکھ دی ہے۔ لیکن میں اتنی دوائیں نہیں کھاؤں گی خود ٹھیک ہو جاؤں گی سارا دن میرا جی متلاتا رہتا ہے اور کسی کسی وقت سب کھایا پیا نکل جاتا ہے _____

ارے کہیں کوئی اور گڑبڑ تو نہیں ہوگئی مستعان نے ایک آنکھ بند کر کے کہا۔ اور تمہیں پتہ نہ ہو _____

نہیں ۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے تصدیق کروالی ہے اور ایسی بات اب ہو نہیں سکتی اس نے بے خیالی میں کہہ دیا _____

کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟ _____ ؟

مستعان اس کے پیچھے پڑ گیا۔ کیوں نہیں ہو سکتی ابھی تو ہم نے ایک بیٹا پیدا کرنا ہے

مستی: اب تم بڑے آدمی بن گئے ہو۔ بڑے آدمیوں کی مختصر اولاد ہوتی ہے بس اب اپنی بیٹی کے بارے میں سوچا کرو۔

بیٹی کے بارے میں سوچنے کو تم جو ہو _____ ؟ یہ کہہ کر توشہ باہر نکل گئی

آج ورکنگ ڈے تھا۔اور مستعان نے سارے لوگوں کو سٹوڈیو میں بلایا تھا۔

توشہ اپنی موٹر سے جب اتری تو اس کے آگے آگے آئینہ جمال اور گلوریا جوزف جا رہی تھیں
گلوریا جوزف سیئریل میں آئینہ جمال کی کوسٹار تھی۔اسی دوران دونوں کی دوستی ہوگئی تھی دونوں باتیں
کرتی اور ہنستی ہوئی جا رہی تھیں۔ان کے پیچھے پیچھے توشہ بھی سست قدموں سے چل رہی تھی ایک دم گلوریا
نے آئینہ سے پوچھا۔

آئینہ تمہارے عاشق نامراد کا کیا حال ہے؟

کون عاشق نامراد _____؟

وہی اپنے سر مستعان _____؟

چھوڑ گلوری مجھے اس کے نام سے وحشت ہوتی ہے۔جس طرح وہ میری طرف دیکھتا ہے میرا دل
چاہتا ہے اس کا منہ نوچ لوں۔آنکھیں نکال دوں۔میں تو بس توشہ۔۔۔۔آپی کا سوچ کے خاموش
ہو جاتی ہوں کتنے کمینے ہوتے ہیں یہ مرد اتنی اچھی بیوی کو دھوکا دیتے ہیں۔

مگر آئینہ عشق پر زور نہیں ہوتا دل ہے آ گیا وہ بیچارا کیا کرے؟ ویسے تم بھی تو ایک بار ہوتم نے
دیکھا سیئریل میں کس قدر خوبصورت نظر آتی ہو میں تو جس جگہ گئی تمہارے حسن کے چرچے تھے۔

چھوڑو پرے گلوری _____ عورت کو اتنا حسین نہیں ہونا چاہیے۔

کیوں _____؟ لوگ تم پر رشک کرتے ہیں۔حسن ہمیشہ قسمت کا دھنی نہیں ہوتا ہے۔یا
تو حسن ملتا ہے یا قسمت _____

خیر میں اس بات کو نہیں مانتی۔سانولی سلونی گلوریا نے بنس کر کہا۔

اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں حسن مانگوں گی قسمت نہیں _____

گلوری: تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو احمق ہو تم۔

بس مجھے تو یہ اچھا لگتا ہے۔ساری دنیا تمہیں رشک سے دیکھ رہی ہو اور ہائے وائے کر رہی ہو۔

تم نے غالب کا وہ شعر سنا ہے مجھے اس شعر کی سمجھ کبھی نہ آئی تھی _____ کوئی مجھے سمجھایا کرتا تھا
ایک سال میں آپ ہی سمجھ آ گئی ہے۔

اچھی صورت بھی کیا بری شے ہے؟
جس نے ڈالی بری نظر ڈالی؟

ہاں بڑے مزے کا شعر ہے گلوریا بولی۔
مگر تم نے کبھی غور کیا ہے۔سر مستعان تمہیں کتنی والہانہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔تمہیں دیکھتے
ہی نگاہ میں مستی آ جاتی ہے عجیب رنگ ہو جاتا ہے۔ان کی آنکھوں کا جیسے کوئی خفیہ بلب جل

میں نے کبھی اس شخص کو غور سے دیکھا ہی نہیں _____ آئینہ بولی۔
مگر سب لوگ ان کی آنکھ کی مستی کو نوٹ کرتے ہیں اس تبدیلی کو محسوس کرتے ہے۔جان چھڑکتا
خص تم پر اور تم ہو کہ۔۔۔۔۔

پیچھے آتی ہوئی توشہ رک گئی۔۔۔۔۔اس کے بعد اس سے ایک قدم بھی نہیں چلا گیا۔
وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی آگے نکل گئیں _____

توشہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ لیا اس کے اندر سب کچھ الٹ پلٹ ہونے لگا تھا ایسے لگتا جیسے اندر
آندھی چلنے لگی ہے۔کوئی جھکڑ اٹھ رہے ہیں۔سب کچھ اکٹھا ہو کے حلق کی طرف آ رہا ہے جیسے یہ
حجاج کا قافلہ ہے وہ اسے روکنا چاہتی ہے مگر اس کے روکے رک نہیں رہا۔
وہ اندر جانے کی بجائے دوڑ کر غسل خانے میں چلی گئی _____ اور وہی ہوا اسے زور کی
قے سارا کھایا پیا نکل گیا۔آج کل اس کی خوراک بھی کم ہوگئی تھی۔بھوک اول تو لگتی نہ تھی جو کھاتی وہ
ہضم نہ ہوتا۔

ایسی کیفیت دن میں کئی بار ہوتی تھی۔کوئی دوائی اثر نہ کرتی تھی اور کوئی شے اندر نہ رہتی تھی۔جیسے
اس نے قسم کھالی ہو اندر نہ ٹکنے کی _____

اور یہ کیفیت اس کی اس وقت ہوتی۔جب وہ مستعان کو آئینہ سے بات کرتے یا اس کی طرف

دیکھتے ہوئے دیکھ لیتی یا گھر میں کام کرتے ہوئے اسے مستعان کے والہانہ پن کا خیال آ جاتا۔۔۔۔
تو اس کے اندر جھکڑ چلنے لگتے۔

معدہ، پتہ، گردے، جگر، تلی سب کے سب بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ایک گھونٹ پانی کا اس کے
اندر نہ رہنے دیتے ڈاکٹر لوگ ابھی تک اس کو معدے کی ایک خرابی بتا رہے تھے اور وہ کھل کر کہہ نہ سکتی تھی
۔کہ یہ کیفیت اس کی کس وقت ہوتی ہے۔اور کیوں ہوتی ہے؟

جس وقت گلوریا اور آئینہ جمال اندر داخل ہوئیں سٹوڈیو کا ہال بھرا ہوا تھا تمام اداکار اور صدا
چکے تھے ٹیکنیشن بھی آئے ہوئے تھے نئے اشتہار کی بدولت نئی لڑکیاں اور لڑکے بھی آئے
تھے جونہی آئینہ۔۔۔۔۔۔اندر نمودار ہوئی۔۔۔۔۔۔۔مستعان خوشی سے کھڑا ہو گیا اور
پکار کر بولا۔

لیجئے اس ملیئیم کا شاہکار آ گیا۔سب لوگوں نے مڑ کر آئینہ اور گلوریا کی طرف دیکھا۔آئینہ
رح جھینپ گئی۔اپنی جھینپ مٹانے کے لئے وہ ادھر ادھر دیکھ کر کرسی تلاش کرنے لگی۔اس
پنے سارے بال سمیٹ کر سر پر ایک گنبد سا بنایا ہوا تھا۔اور بغیر میک اپ کے بہت اچھی لگ
ا۔

آگے آیئے جناب آگے آیئے _____ مستعان نے ایک خالی کرسی کی طرف اشارہ کیا
چاہتے ہوئے بھی اس کرسی کی طرف بڑھی۔اور لوگوں کی سوالیہ نظروں سے بچنے کے لئے جلدی
ی پر بیٹھ گئی۔گلوریا کو بھی کرسی مل گئی۔

لیڈیز اینڈ جینٹس: ہم آج کا پروگرام شروع کرتے ہیں۔مستعان سامنے بنے ہوئے ایک
لے سٹیج پر آ گیا اب ہمارا کورم پورا ہو گیا ہے۔

جس وقت اس نے یہ الفاظ کہے اسی وقت توشہ ہال میں داخل ہوئی مگر مستعان نے اسے نہیں
ں کی طبیعت ابھی نہیں سنبھلی تھی پھر اسے خوف تھا کہ اگر کسی بات پر اندر والی کیفیت پھر شروع
تو اسے دوڑ کر غسل خانے میں جانا پڑے گا اس لئے بہتر ہے کہ وہ چپ چاپ پیچھے بیٹھی رہے۔
ا اس کا انتظار کئے بغیر مستعان نے کہہ دیا تھا کہ کورم پورا ہو چکا ہے _____ کسی کو اس کا
نہیں تھا۔

مستعان نے کہنا شروع کیا _____

لیڈیز اینڈ جینٹس: سب سے پہلے میں آپ کو یہ خوش خبری سنانا چاہتا ہوں کہ ہماری کمپنی کا پہلا

سیریل ''جھلیلیں اور گھٹائیں'' کے نام سے پچھلے مہینے شروع ہوا ہے۔ انتہائی کامیاب سیریل ہے نہ صرف کہانی کے طور پر بلکہ بزنس بھی اس نے سپرہٹ کیا ہے۔

میں اس کے لئے آئینہ جمال کا بے حد ممنون ہوں بلکہ ساری کاسٹ کا شکر گزار ہوں ایک دور اور انتہائی خطرناک سفر کی تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے سب لوگوں نے جس لگن اور محنت سے میں کام کیا۔ آج ہم سب کو اس کا صلہ مل رہا ہے۔

سب نے تالیاں بجائیں _____

ہمارے ہیرو کامل کو بھی لوگوں نے بہت پسند کیا ہے مگر آئینہ جمال کی کیا بات ہے وہ تو لوگوں کے دلوں میں اتر گئی ہے یہ کہتے وقت اس نے آئینہ کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں دو بلب روشن ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔ والہانہ پن کی سرخی آئی دور بیٹھی توشہ نے غور سے دیکھا اس کے پیٹ میں مروڑ اٹھا مگر اس نے اسے دبا لیا _____

اسی مستی میں، مستعان پھر بولا _____

آئینہ از دی کوئین آف ملینیم _____ گو ہرائے بگ ہینڈ _____ (give her a big hand) ہپ ہپ ہرے _____

سب نے زور زور سے تالیاں بجائیں، آئینہ نے سر جھکا لیا اسے یہ سب بہت برا لگ رہا تھا اس نے توشہ کو پیچھے بیٹھا دیکھ لیا تھا، اس کی زرد ہوتی رنگت کو بھی دیکھ لیا تھا۔

ایک شخص کیمرے کے پاس کھڑا تھا۔ قریب آ کر بولا _____

صرف آئینہ کے لئے ہی نہیں کامل کے لئے بھی تالیاں بجائیے _____ ڈرامے میں آئینہ کا جوڑ کامل ہی تھا۔ اور اس نے مقابلے کی ایکٹنگ کی ہے _____

سب نے کامل کے لئے تالیاں بجائیں۔

آئینہ نے پاس بیٹھی لڑکی سے پوچھا۔

یہ کون صاحب ہیں۔؟

اس نے سر ہلایا میں نہیں جانتی میں بھی آج پہلی بار آئی ہوں۔

مستعان نے پھر بولنا شروع کیا _____

ہم لوگ انشاء اللہ چند ہفتوں میں سیریل کا کام ختم کر لیں گے اور اشتہاری فلموں کا کام شروع

ہیں گے۔ جس کے لئے میں نے آج آپ سب کو زحمت دی ہے آج ہمارے ہاں کچھ نئے چہرے بھی آئے ہیں۔ دوسری شفٹ میں ہم ان کا آڈیشن بھی لیں گے۔

میں اپنے نوجوان دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اکیسویں صدی میں سب سے زیادہ پاور فل میڈیا الیکٹرانک میڈیا ہی ہوگا _____ دنیا سکڑتی جا رہی ہے۔ اور واقعات و ضروریات بڑھتی جا رہی ہیں _____ مختصر وقت میں لوگ بے شمار معلومات اور ان گنت خوشیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہر صبح اٹھ کر ٹی۔ وی کا کوئی ایسا چینل ڈھونڈتے ہیں۔ جہاں سے صحن چمن ہی نہیں بہار کا منظر بھی دکھائی دے رہا ہو۔ لوگوں کے پاس تہہ در تہہ اخبارات پڑھنے کی فرصت نہیں ہے۔ نہ وہ ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ لے سکتے ہیں۔ ٹی۔ وی چینل ہر روز انہیں بتاتے رہیں _____ کہ سر درد اور کھانسی میں کون سی دوا آزمائی جا سکتی ہے۔ دانت کا درد بعض اوقات ٹوتھ پیسٹ سے بھی دفع ہو سکتا ہے۔ اور آپ کی شخصیت میں نکھار پیدا کرنے والے ملبوسات کون تیار کر رہا ہے _____

انسان ضرورتوں میں گھرا ہوا ہے۔ کچھ لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کا کاروبار کرتے ہیں مگر یہ سب کچھ بے کار ہو۔ اگر اشتہاری کمپنیاں ان دونوں کے درمیان پل کا کام نہ کریں _____

ہمارا کام یہ ہے ۔۔۔۔۔ کہ ہم مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ جاذب توجہ بنا کر پیش کریں اشتہاری فلموں میں جنگل بھی گائے جاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ اور فقرے بھی بوئے جاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ فقرے اور جنگل بھی اتنے ہی خوبصورت ہوں ۔۔۔ جتنے خوبصورت ان کو ادا کرنے والے چہرے ہوتے ہیں ہماری دنیا خوبصورتی کی رسیا ہے حسن ہی توجہ کھینچتا ہے حسن ہی بکتا ہے خواہ مصنوعات میں ہو یا اشتہار میں ہو ہم ہر چیز کو اور ہر چہرے کو ہوش ربا بنا کر پیش کرتے ہیں یہی ہمارا کاروبار ہے۔ اس کاروبار میں مرد اور عورت کی حیثیت مساوی ہوتی ہے یہی وہ اکلوتا پیشہ ہے۔ جس میں دونوں کی اہمیت برابر ہوتی ہے کہہ سکتے ہیں کہ مساویانہ حقوق اور مساویانہ درجہ بندی صرف اسی پیشے میں ہوتی ہے برابری کے مواقع پر انہیں لاتے ہیں۔ اور نوازتے ہیں، یعنی، یعنی کہ ۔۔۔۔۔۔

رہنے دو مستعان _____ ؟ پاس کھڑا ہوا شخص آگے آ کر بولا۔

اچھی خاصی بات کو اب بوجھل بنا رہے ہو یہ لوگ بہت ذہین ہیں ۔۔۔۔۔ تھوڑے لفظوں میں بات سمجھ لیتے ہیں _____

اوہو ۔۔۔۔۔ اوہو مستعان نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور قہقہہ لگا کر بولا۔ میں بھول ہی گیا تھا

میرے دوست کہ تم یہاں موجود ہو اور یہ کہ تم دو منٹ سے زیادہ خاموش نہیں رہ سکے۔۔۔۔۔۔

اب دوسرا شخص بھی قہقہہ لگا کے ہنسا۔۔۔۔۔

مستعان نے ہال پر نظر ڈالی۔ اور بولا۔

دوستو: باقی ساری باتیں یہ آپ کو بتائیں گے مگر روسٹرم ان کو دینے سے پہلے میں آپ سے ان کا تعارف کرادوں۔

یہ ہیں عبدالغفور غافل۔

اس کمپنی کے بہت بڑے ستون دانشور کیمرہ مین ایک کیمرہ ان کی آنکھ میں بھی فٹ ہوتا ہے۔ تصویر بنانے کا فن کوئی ان سے سیکھے لیکن اس سے زیادہ ضروری ہے کوئی ان سے باتوں میں جیت کے دکھائے نہیں نہیں ذرا ان کے سامنے اپنی بات بنا کر دکھائے لیجئے میں آپ کو ان کے حوالے کر کے جا رہا ہوں۔

مستعان آ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبدالغفور غافل۔۔۔۔۔۔ سامنے آئے۔۔۔۔ اور بغیر کسی جھجک کے بولنا شروع کر دیا_____

کہنے لگے_____

نوجوان دوستو: اگرچہ مستعان احمد نے میرے تعارف میں کچھ پھول پتیاں ٹانک دی ہیں اس کے باوجود میں اپنے دوست سے اختلاف کرنے کی جرات کروں گا۔

اجازت ہے، مستعان نے ہنس کر کہا۔

اجازت کی کس کم بخت کو ضرورت ہے_____

"With your permission or with without your permission"

اس پر ہال میں قہقہے گونج اٹھے۔ اور فضا دوستانہ بن گئی۔

دوستو: میرے ساتھی مستعان نے کہا ہے۔ کہ دنیا میں حسن بکتا ہے میں کہتا ہوں دنیا میں صرف عورت بکتی ہے۔

سارے ہال میں سناٹا چھا گیا غافل صاحب۔ اپنے پائپ کا کش لے کر لوگوں کو مزید متجسس ہونے کا موقع دینے لگے۔

تم لوگ ناک دائیں طرف سے پکڑو یا بائیں طرف سے ناک نے تو ناک ہی رہنا ہے۔ لوگ

ہیں بچہ دنیا کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ عورت دنیا کی سب سے بڑی سچائی ہے
ت نہ ہوتی تو یہ دنیا نہ ہوتی ساری تخلیقات میں سب سے خوبصورت تخلیق عورت ہے اس کو کسی بھی
پ میں دیکھ لو ماں کے روپ میں بیٹی کے روپ میں بیوی کے روپ میں بہن کے روپ میں یا محبوبہ
روپ میں میں تو کہتا ہوں کہ طوائف کے روپ میں بھی وہ پرکشش ہے۔ پھر اس نے پائپ کا کش لیا
ہال میں بیٹھی ہوئی تمام لڑکیوں کی آنکھوں میں جو چمک پیدا ہو گئی تھی، اس کا نوٹس لیا۔

عورت نہ ہوتی تو الیکٹرانک میڈیا نہ ہوتا۔

لڑکیوں نے تالیاں بجائیں، لڑکے ہنسنے لگے۔

ہنسیئے نہیں میں ثابت کرتا ہوں۔

ساری دنیا کے چینلز لگا کر باری باری دیکھ لیجئے۔ ہر چینل کے پروگرام میں خوبصورت اور حاوی عورت کا ہو گا_____

اہل مغرب جو ترقی کے آسمان پر پہنچ گئے ہیں عورت کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتے یورپ اور یکہ کی تمام کمپنیاں عورت کی مدد کے بغیر اپنی مصنوعات فروخت نہیں کر سکتیں کسی بھی پروڈکٹ کی ف توجہ دلانے کے لئے انہیں حسین و جمیل عورت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جب تک عورت کے صورت موتیوں جیسے دانت نہ دکھائے جائیں، مرد بھی اس برانڈ کی ٹوتھ پیسٹ کی طرف رجوع ہ کرتے ستم ظریفوں نے مردانہ مصنوعات کے ساتھ بھی عورت کی پخ لگا دی ہے۔

اہل مغرب نے عورت کو اشتہار بنا دیا ہے۔

آزادی اور برابری کی لت لگا کے اس کے لباس کو مختصر کر دیا ہے۔ اس میں عورت کا فائدہ نہیں تھا مردوں کا تھا۔

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ ہنسنے لگے۔۔۔۔۔۔

اس لئے کہ وہ دوسری طرح عورت کی اہمیت کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تھے۔ اب ہم ان کی رمیں اسی راستے پر چل پڑے ہیں۔ ہم سوسائٹی میں تو عورت کو اس کا اصلی مقام نہیں دینا چاہتے۔ مگر ٹانک میڈیا کی دنیا میں ان کی برابری کا ڈھونگ رچانے لگے ہیں۔

مستعان بے تحاشا ہنسنے لگا۔ بولتے رہو یار بولتے رہو_____

عورت کا دوسرا نام حسن ہے اور کسی چیز کو حسین نہیں کہا جا سکتا سوائے عورت کے۔

بس فرق صرف اتنا پڑا ہے کہ پہلے اس کے مجسم حسن کو دیکھا جاتا تھا مگر اب اس کے چہرے کے ایک چھوٹے سے تل کی بھی قیمت لگ جاتی ہے اگر وہ مناسب جگہ پر ہو۔

یوں دیکھئے کہ آنکھیں حسین ہوں تو کاجل کے اشتہار میں کام آتی ہیں ناک حسین ہو تو نزلے کی گولی کے لئے دھرلی جاتی ہے۔ ہونٹ خوبصورت ہوں تو لپ سٹک کے اشتہار میں کام آتے ہیں۔ دانت خوبصورت ہوں تو ٹوتھ پیسٹ والے لے جاتے ہیں۔ گردن خوبصورت ہو تو نیکلس کے اشتہار میں دکھائی جاتی ہے بال لمبے ہوں تو سمجھئے شیمپو والوں کی چاندی ہوگئی۔

ارے ہاں _____ وہ بولتے بولتے رکا _____ ہمارے ہاں جو "کالی گھٹا" شیمپو کا اشتہار بنا ہے۔ کیا لاجواب اشتہار ہے _____ میں اس خاتون کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جو ایسے قیمتی بالوں کی مالک ہے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بے ساختہ آئینہ کی طرف دیکھا _____ غافل نے بھی آئینہ کی طرف رخ پھیرا اس کے بال اس کے سر پر گول جوڑے کی صورت میں بندھے ہوئے تھے تاہم غافل نے رخ پھیر لیا۔

اچھا خیر کہہ کر اس نے اپنی گفتگو کا اگلا حصہ شروع کیا۔

ہماری کمپنی گذشتہ تین سالوں سے بڑے کامیاب اور ہر دلعزیز اشتہارات بنا رہی ہے۔ اور تین سالوں سے ہم بہترین ایڈ کا ایوارڈ بھی لے رہے ہیں۔

سب لڑکوں اور لڑکیوں نے بھرپور طریقے سے تالیاں بجائیں۔

ہم نوجوانوں کے ٹیلنٹ کے قدردان ہیں ٹیلنٹ کا استعمال کرنا جانتے ہیں۔ ہم حسن کی اہمیت سے آگاہ ہیں۔ اور حسن کو چار چاند لگانا جانتے ہیں۔ نئے لوگ جو ہماری کمپنی میں آج آئے ہیں۔۔۔۔۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں نئے لوگوں کا بھی ابھی تھوڑی دیر بعد آڈیشن لیا جائے گا ان کے رتی برابر حسن یا ٹیلنٹ کو بھی کام میں لایا جائے گا۔

دوستو: مجھے احساس ہے میں بہت لمبی بات کر رہا ہوں مگر اب ایک آخری بات کہہ کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔

وہ یہ ہے۔۔۔۔۔ اس نے رک کر دو تین بار پائپ کا کش لیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ سب نے بچپن میں جادوگروں کے قصے سنے ہوں گے جادو کی باتیں سنی یا پڑھی ہوں گی کہ آن کی آن میں جادو

ہے کیا کر دیتا ہے چاہے تو انڈے پہ ہاتھی کھڑا کر دیتا ہے چاہے تو ایک پھونک سے دریا کا پل اڑا دیتا

ہم لوگ یعنی اشتہاری کمپنیاں آج کل جادو کے کمالات دکھانے کا کام کرتی ہیں۔ دیکھنے والوں کو توہمات کے سحر میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

ایک سیکنڈ کے اشتہار میں ایک صدی کا تجربہ ڈال دیتی ہیں آج کل کا انسان اشتہاروں کے اندر سانس لیتا ہے۔ اور اشتہاروں کے غل میں زندگی کو تلاش کرتا ہے اشتہار ہی اس کا اوڑھنا اور بچھونا ہیں حالانکہ ہمیں خود تو ان مصنوعات یا ایجادات کا ذرہ برابر تجربہ نہیں ہوتا ہماری دنیا ملمع سازی کی دنیا ہے اس میں گلیمر بہت زیادہ ہے۔ آپ سب آئے ہیں تو خوش آمدید مگر حقائق کی تہہ میں اترنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ جو جس طرح نظر آئے اسے اسی طرح قبول کریں۔

گلیمر کا نشہ بہت ہے۔ مگر اتارا کوئی نہیں؟

کاروباری خود غرضانہ رویے سے ہٹ کر ذرا انسانی جذبوں کے ساتھ سوچئے دنیا بھر کے بڑے ٹی۔ وی چینل کیا کر رہے ہیں؟

انہیں کیا کرنا چاہیے تھا ذرا ٹی۔ وی آن کیجئے شیمپو کے لاتعداد اشتہار آئیں گے کیا آج دنیا کا مسئلہ صرف لمبے بال ہیں، ٹوتھ پیسٹ کی کئی برانڈ توجہ کھینچیں گی کیا آج پانی کے لئے سسکتے ہوئے انسان کو ٹوتھ پیسٹ کی ضرورت ہے کیا تیسری دنیا کے ملکوں کو پان مصالحہ اور مشروبات ہی درکار ہیں۔۔۔ کیا بلکتی ہوئی انسانیت کا مسئلہ تیل کی کڑاہی کا ابال ہی دیکھنا ہے اکیسویں صدی میں بھی دنیا میں بڑے خطے ہیں۔ جہاں کا انسان چوپاؤں کی طرح کی زندگی بسر کرتا ہے، جہاں۔۔۔۔۔ تعلیم نہیں پہنچی سائنسی ایجادات نہیں پہنچیں، صحت عامہ کا کوئی انتظام نہیں وہاں بجلی تک نہیں مگر یہ الیکٹرانک میڈیا بھی تک صرف زلف و رخسار کی جنت میں الجھا ہوا ہے خوابوں کی باتیں کر رہا ہے۔ اور نئی نسل کو الجھانے پر تلا ہوا ہے۔۔۔۔۔ ایک ایسی سمت میں اشارہ کر رہا ہے۔ جس کے آگے رستہ بند ہوتا ہے اور ہم بھی مغرب کی تقلید میں اس راستے پر چل پڑے ہیں جو کم از کم ہمارا راستہ نہیں ہے۔

بس۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ آج کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس سے زیادہ بولو گے تو پٹڑی سے اتر جاؤ گے۔۔۔۔

مستعان نے آگے بڑھ کر غافل کا بازو پکڑ لیا اور اس کے کان کے قریب منہ کر کے بولا اس

چندرے پینٹ کا ہی کچھ خیال کرو۔

پھر بلند آواز سے بولا _____ سنیئے سنیئے -----

عبدالغفور غافل صاحب کی تقریر کا باقی حصہ آپ کو پھر کسی وقت سنوایا جائے گا۔ فی الحال ان
ہوش اڑا دینے والی باتوں کے لئے بھرپور تالیاں بجایئے _____ سب لوگوں نے کھڑے ہو
خوب تالیاں بجائیں _____

ان تالیوں میں سب سے جوشیلا انداز آئینہ جمال کا تھا۔ وہ واقعی غافل صاحب کی باتوں سے مر
ہوئی تھی اس نے اس سے پہلے ایسی باتیں کسی کے منہ سے نہیں سنی تھیں۔ اور غافل صاحب پائپ
دھوئیں کی اوٹ بنا کر آئینہ جمال کا سرخ چہرہ دیکھ رہے تھے۔

پلیز ----- پلیز ----- مستعان نے ہاتھ بلند کر کے کہا، ایک اعلان سن لیجئے -----
لوگ سٹوڈیو کے اندر آ جائیں کل دو بجے نئی ریکارڈنگ شروع ہوگی۔

یہ اعلان کرنے کے بعد مستعان نے مڑ کر آئینہ جمال کی طرف دیکھا اور پھر بے اختیار اس
قریب آ گیا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

کل دو بجے ضرور آ جانا اور ذرا کالا تلک لگا کے رہنا۔ آج کل شہر میں تمہارے حسن کا بہت چرچہ ہے

آئینہ نے کندھے اچکائے اور اپنے آپ کو چھڑا لیا _____

دور کھڑی ہوئی توشہ نے یہ منظر دیکھا تو اسے ابکائی آنے لگی۔ وہ دوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔
آئینہ نے مستعان کی بات کا جواب نہیں دیا خاموشی سے باہر کے دروازے کی طرف چل پڑ
---گلوریا دوڑی آئی _____

دیکھا تھا اپنے عاشق کو _____

نام نہ لو اس خبیث کا میرے سامنے _____

یہ کہتے ہوئے وہ دونوں توشہ کے آگے سے گزر گئیں۔ توشہ نے اپنی طبیعت کو سنبھالا اور سہا
سہارا لے کر کھڑی ہو گئی _____

وہ حیران تھی۔ اور متوحش بھی۔ آج پہلی بار ایسا ہوا کہ مستعان نے اس کے اندر آنے کا نوٹس
لیا۔ اور اسے تلاش بھی نہ کیا _____ نہ اسے ڈھونڈتا ہوا اس کے پیچھے آیا اس نے سوچا وہ گھر
چلی جائے تو بہتر ہے۔

توشہ غم زدہ سی لیٹی تھی کہ لیلیٰ کا فون آ گیا _____

لیل میں تیری ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ اس نے روہانسے لہجے میں کہا۔

میں اب ہر روز تمہیں فون کیا کروں گی۔ لیلیٰ نے پیار سے جواب دیا۔ سناؤ، طبیعت کیسی ہے،
ٹیسٹ کروائے ہیں۔

ہاں وہ کہتے ہیں۔ جگر کام نہیں کر رہا۔

اور تم اس بات کو سنجیدہ طریقے سے نہیں لے رہیں _____

کیا کروں _____ اب تو اس جگر سے میں بھی ہار گئی ہوں _____

نہیں _____ ہارنے کی ضرورت نہیں۔ جاہلوں والی باتیں مت کرو۔ لیلیٰ نے کہا۔ اچھا
ذرا قلم اور کاغذ اٹھاؤ _____ میں ایک ٹیسٹ لکھواتی ہوں۔ فوراً وہ ٹیسٹ کسی اچھے کلینک سے
کرواؤ۔ اور مجھے فیکس کر دو۔

لیلیٰ میں جگر کے کئی ٹیسٹ کرواتی رہی ہوں پتہ ہے جب میری تیسری ابارشن ہوئی تھی تو ڈاکٹر نے
مجھے بتایا تھا ہر وقت دوائیاں استعمال کرنے سے میرا جگر متاثر ہو رہا ہے۔

تیسری ابارشن _____ لیلیٰ نے حیرت سے کہا۔ کب ہوئی تھی _____ اور تم نے
مجھے کیوں نہیں بتایا تھا۔

اوہ _____ توشہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگی۔

لیلیٰ، تمہارے جانے کے بعد ہو گئی تھی۔ مگر میں نے دانستہ نہیں بتایا تھا۔ کیونکہ تم تو میری دوسری
ابارشن سے ہی بہت پریشان ہو گئی تھی۔

اف میرے خدا _____ پھر بھی بتانا تو چاہیے تھا۔

ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا اب مجھے بچہ پیدا نہیں کرنا چاہیے ----- تم نے بھی یہی کہہ دینا
تھا _____

ڈاکٹروں کی تو میں پروانہیں کرتی ۔تمہاری بات ماننا پڑتی ایک بچہ میں نے ضرور پیدا کرنا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے لیلیٰ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر زیادہ برا بھلا کہنا مناسب نہ سمجھا اور بولی۔

اس وقت ڈاکٹروں نے کیا کہا تھا۔

ان کا خیال تھا ، ہر وقت کی دوائیوں کے استعمال سے میرا جگر بالکل سکڑ گیا ہے۔اور اپنا فعل ٹھیک سے انجام نہیں دے رہا۔ میں نے یہ بات مستعان سے بھی چھپائی ۔تم جانتی ہو کیوں بچی کی پیدائش کے دوران بھی میں نے بہت احتیاطیں کیں ۔مگر ننھی آئینہ کے پیدا ہوتے ہی میں نے سب کچھ بھول گئی۔ احتیاط اور پرہیز چھوڑ دیا یہ اس کا نتیجہ ہے۔

اچھا تم لکھو۔

لیلیٰ نے اسے ٹیسٹ کے بارے میں لکھوایا۔پھر بولی آج ابھی جا کر یہ ٹیسٹ کرواؤ رپورٹ آتے ہی مجھے فیکس کر دینا۔پھر میں فون کروں گی ۔اور سنو تو ش فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔اب میڈیکل اتنی ایڈوانس ہو چکی ہے کہ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں رہا۔

ہاں میں جانتی ہوں تو شہ نے مری ہوئی آواز کہا۔

دو تین دوائیاں میں لکھواتی ہوں دوائیاں لکھنے کے بعد تو شہ بولی۔یوں لگتا ہے۔مستعان مجھ سے بے پروا ہو گیا ہے۔اسے اب میری ضرورت ہی نہیں رہی_____

اچھا اب بے کار کی باتیں نہ کرو۔یہی سوچ سوچ کر تم نے اپنے آپ کو بیمار کر لیا ہے خدا کے لئے تو شہ کبھی تو میری مان کر دیکھو۔۔۔۔۔

اچھا تم پریشان نہ ہو لیل جیسا تم کہو گی میں ویسا کروں گی۔

مسلسل ریکارڈنگ کے بعد پانچ منٹ کی بریک ملی ،تو آئینہ جمال تھک کر لابی میں بچھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔سر اس کی پشت سے ٹیک کے اس نے آنکھیں موند لیں۔

یکا یک اسے آواز آئی_____

ہیلو بے بی_____ چائے پینا پسند کرو گی۔

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور آنکھیں کھول کر دیکھا۔

غافل صاحب: چائے کے دو کپ لئے کھڑے تھے۔

خیالوں کے گھیراؤ سے نکلو بے بی اور چائے پی لو_____

شکریہ یہ کہہ کر اس نے چائے کی پیالی پکڑ لی پیالی میں سے نازک سا سرمئی رنگ کا دھواں نکل رہا تھا۔

کین آئی سٹ ہیئر بے بی_____؟

غافل صاحب نے پوچھا، آئینہ نے اثبات میں سر ہلایا وہ کرسی کھینچ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

میرا نام آئینہ جمال ہے۔وہ بولی۔

آئی نو بے بی_____؟ وہ ہنس کر بولا۔

پھر مجھے بے بی کیوں کہہ رہے ہیں_____؟

ابھی تک بچوں والی سوچ ہے تمہاری ابھی تک چیزوں سے ڈر جاتی ہو ابھی تک بندوں کی پہچان نہ ہوئی_____

آئینہ جمال حیران ہوئی۔

آپ کو کیسے پتہ ہے_____؟ بولی۔

میرے پاس علم ہے۔قیافہ شناسی کا علم میں بندے کا چہرہ دیکھ کر اس کے بارے میں سب کچھ بتا سکتا ہوں اور اس ضمن میں سب سے بڑی سہولت کیمرہ ہے۔

کیمرہ_____؟ آئینہ نے اور بھی حیران ہو کر اسے دیکھا۔

ہاں کیمرہ تمہیں پتہ ہے۔انسانی آنکھ دھوکا کھا سکتی ہے کیمرہ دھوکا نہیں کھا سکتا۔دبیز میک اپ کی تہوں میں چھپے ہوئے چہرے کی اصلیت کیمرہ دیکھ لیتا ہے۔کیمرہ اک اک لکیر کو آشکار کرتا ہے۔۔۔۔۔اور لکیریں بتاتی ہیں کہ دل کا کیا عالم ہے آئینہ چائے پیتی رہی۔ابھی اس کی کسی بات کا جواب نہیں دے پائی تھی۔کہ مستعان نے اگلے سین کا الارم دے دیا۔سب دوڑ کر پھر سیٹ پر چلے گئے۔غافل صاحب کیمرے کے پیچھے چلے گئے۔کیونکہ آخری قسطوں کی ریکارڈنگ غافل صاحب کر رہے تھے۔ دوسرا کیمرہ مین چھٹی پر تھا۔

جس وقت دوسرا انٹرول ہوا۔تو گلوریا آ کر آئینہ جمال کے پاس بیٹھ گئی۔

گلوری_____ آئینہ نے کہا ۔یہ غافل صاحب کیسے آدمی ہیں؟

کیوں؟_____ گلوریا نے پوچھا۔

مجھے بہت عجیب آدمی لگتے ہیں_____ اس روز انہوں نے کیسی عجیب وغریب باتیں کی تھیں۔

نہیں مجھے تو ایسے نہیں لگتے_____

گلوری_____ مجھے تو اس آدمی کی باتوں نے بہت متاثر کیا تھا۔

یار: مردوں کو ایسی باتیں کر کے لڑکیوں کو متاثر کرنے کی عادت ہوتی ہے۔

نہیں گلوری_____ اس کی باتوں میں گہرائی ہوتی ہے۔

گہرائی تو نہیں سچائی ضرور ہوتی ہے_____

سچائی اور گہرائی میں کیا فرق ہوتا ہے گلوری؟

ہاں فرق ہوتا ہے گہرائی تجربے کا نچوڑ ہوتی ہے اور سچائی جو دیکھنے میں نظر آتی ہے سچائی کو ثابت کرنے کے لئے تجربے سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔

گلوری کیا عمر ہوگی اس آدمی کی_____؟

چالیس سے تو اوپر ہوگی۔میں تو جب سے اس کمپنی میں آئی ہوں۔ان کو یہیں دیکھ رہی ہوں۔کبھی کبھی غائب ہو جاتے ہیں۔اور پھر آ جاتے ہیں_____

اتنے میں پھر گھنٹی بجی اور وہ دونوں سیٹ پر چلی گئیں۔

ایک ہفتے کی مسلسل ریکارڈنگ کے بعد ساری کاسٹ کو دو دن کی چھٹی مل گئی تھی دو دن گزارنے کے بعد آئینہ جمال سٹوڈیو میں آئی تو ابھی کوئی نہیں پہنچا تھا۔وہ اپنی کتاب لے کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔

پلو بے بی کسی نے اتنی زور سے کہا کہ وہ اچھل پڑی_____

سلام علیکم سر:

قریب آ گیا، اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

مجھے سر کہنے کی ضرورت نہیں_____ میں احساس کمتری کا مریض نہیں ہوں کہ چھوٹوں سے بلواتا پھروں۔

اگر چھوٹے اپنی خوشی سے کہیں تو۔

یہ ان کی حماقت ہوگی۔

آئینہ بے ساختہ ہنستی رہی۔

اس طرح ہنستی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو_____ مگر ڈرامے میں تم اس طرح نہیں ہنستیں۔

ہنسنے والے سین میں ہنستی ہو۔مگر یوں لگتا ہے۔جیسے ہنستے وقت بھی تمہارے سر پر کسی خوف کا سایا ہے یا خوف ہے۔جو ہمہ وقت تمہیں اپنی گرفت میں لئے رہتا ہے۔

یہ کہہ کر آئینہ نے اپنی حیران آنکھیں اٹھائیں۔تو جھپکنا بھول گئی،

ہائی ڈیئر بے بی خوف اس وقت تک خوف ہے۔جب تک تم اس کے دباؤ میں ہو جس دن تم اس سے آزاد ہوتے ہو خوف تم سے ڈرنے لگتا ہے۔

مشکل فلسفہ ہے_____؟ وہ بولی۔

آسان ہو سکتا ہے ہماری شاگردی اختیار کرو۔

کی_____ آئینہ پھر حیران ہوئی۔

یوں لگتا ہے کوئی فاختہ شکاری کے خوف سے پروں میں منہ دبائے پھرتی ہے۔

کی_____ جی۔۔۔۔۔آئینہ ہکلانے لگی_____

تم شکاریوں کا نہیں فاختہ کا ہے ایک دن وہ اپنے پر کھول دے گی اور شکاری کو پرواز کرنا پڑے گا۔

کی۔۔۔۔آپ۔۔۔ آ۔۔۔۔ابھی آئینہ کچھ کہہ نہ پائی تھی، کہ مستعان کچھ لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ ہنستا ہوا آ گیا۔غافل صاحب کھڑے ہو گئے_____ اور آئینہ بھی ان سب میں شامل ہو گئی۔

سب لوگ کام ختم کر کے جا چکے تھے۔ آئینہ جمال کو اپنا نیا سکرپٹ لینا تھا۔ اس لئے سب سے
میں نکلی۔ کوریڈور میں سے گزرتے ہوئے اس نے نام کی تختی دیکھی لکھا تھا۔

اے۔جی۔ غافل ۔۔۔۔۔ آئینہ نے جھانک کر دیکھا۔ غافل صاحب اندر بیٹھے تھے۔
اختیار اس کا دل چاہا کہ اندر آ جائے بے ارادہ ہی اس نے ناک کر دیا۔ اندر سے آواز آئی۔

یس۔۔۔۔۔ کم ان _____ آئینہ اندر چلی گئی۔

وہ کچھ لکھ رہے تھے۔ سر اٹھایا تو پھر حیرت سے چلا اٹھے۔

ہیلو بے بی _____ ازاٹ یو _____ ؟ بھئی کمال ہو گیا۔ آؤ آؤ۔۔۔۔۔
انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

آپ کوئی ضروری کام کر رہے ہیں۔ آئینہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور شرماتے ہوئے پوچھا۔
اتنا ضروری بھی نہیں کہ ایک حسین لڑکی کمرے میں آ جائے تو چھوڑا نہ جا سکے انہوں نے قلم
نوٹ بک ایک طرف رکھ دی۔

میں دراصل ۔۔۔۔۔ جا رہی تھی۔۔۔۔۔ یونہی دروازے کے آگے سے گزری تو سوچا۔۔۔
بس یونہی _____ وہ لڑکھڑانے لگی۔

کوئی بات یونہی یا بے ارادہ نہیں ہوتی۔ ہر بات کا فیصلہ بہت پہلے لاشعور میں ہو جاتا ہے۔
حاکم ہے۔ حکم چلانا اس کی عادت ہے۔ البتہ شعور لیت ولعل کرتا ہے۔ اسی لئے ارادے کی تکمیل میں
ہو جاتی ہے۔ اور اسی لئے وہ بعد میں معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

آپ کی باتیں بہت گہری ہوتی ہیں _____ وہ بولی۔

کیونکہ میں خود گہرا انسان نہیں ہوں۔ بالکل سادہ سمجھ میں آنے والا ہوں۔

آپ شاعر ہیں۔ آئینہ نے پوچھا۔

توبہ کرو۔ میں شاعری سے کوسوں میل دور بھاگتا ہوں۔

پھر یہ تخلص غافل کیوں؟

ارے _____ وہ قہقہہ لگا کے ہنسا۔ یہ تخلص نہیں ہے بے بی یہ تو تحفہ ہے؟

تحفہ _____ ؟

ہاں دوستو کا عنایت کیا ہوا تحفہ۔۔۔۔۔ اصل میں میں ہوں بڑا سیلانی آدمی۔ ایک جگہ ٹک کے کام
کر سکتا۔ ویسے مستعان کے ساتھ میں پچھلے آٹھ سال سے ہوں۔ وہ بھی اس لئے وہ مجھے میری عادتوں
برداشت کرتا ہے تم پوچھنا چاہو گی میری عادتیں کیا ہیں؟

آئینہ کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔ کیونکہ وہ اس کے بارے میں جو سوچتی تھی وہ اس کا
دینا شروع کر دیتا تھا۔ باتیں کرتے وقت اس کی آنکھوں کی پتلیاں تیز تیز حرکت کرتی تھیں
بھنویں بہت موٹی موٹی تھیں بلکہ خوفناک لگتی تھیں۔ اس کے چہرے پر سب سے متاثر کن اس
کھیں تھیں۔ کلین شیوڈ چہرہ تھا۔ اور منہ کے زاویے بنا کر بات کرتا تھا۔ سر پر گھنے بالوں کا گچھا
س نے اس کی عمر چھپا رکھی تھی۔ اس کا قد چھوٹا تھا۔ ہاتھ بھرے بھرے تھے۔ اور ہمیشہ بے
کپڑے پہنتا تھا۔

تم نے جائزہ لے لیا ہو تو میں اپنی عادتوں کے بارے میں بتاؤں؟

آئینہ جو اسے واقعی غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔ مسکرا کر اس نے سر جھکا لیا۔

ویسے تو میں ہمیشہ سے ایسا ہوں جیسا نظر آ رہا ہوں۔ زندگی میں کوئی ایسا ملا نہیں جس نے میرے
باہر تبدیلیاں پیدا کی ہوں۔

اندر اور باہر کی تبدیلیاں کیا ہوتی ہیں۔ آئینہ نے پوچھا _____

اندر کی تبدیلی تو یہ ہے کہ آدمی اپنی عادات واطوار بدلنے پر مجبور ہو جائے۔ اور باہر کی تبدیلی
ملبوسات، نشست و برخاست، آداب میں تبدیلی آ جائے یہ تب ہوتا ہے جب کوئی سیدھا
اندر آ جاتا ہے پھر وہی رہتا ہے۔ باقی سارے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

آپ اپنی عادتوں کے بارے میں بتا رہے تھے، آئینہ نے یاد دلایا۔

ساری عادتوں کے بارے میں تو آج نہیں بتاؤں گا۔ پھر کبھی سہی البتہ ایک میری بری عادت ہے
بول۔

سیلانی _____ ؟

ہاں جب طبیعت اکھڑ جائے تو کسی طرف نکل جاتا ہوں۔ سیاحت کرتا ہوں _____ غائ
ہو جاتا ہوں۔ ان لوگوں کو پتہ نہیں چلتا میں کہاں ہوں۔ کس عالم میں ہوں۔ کام دام سب چھوڑ د
ہوں۔ میں نے پیسے کی کبھی پروا نہیں کی _____ مستعان اور سب دوست مجھے کہتے ہیں ا
خاصا کام کرتے کرتے میں غافل ہو جاتا ہوں _____ یا کھو جاتا ہوں۔ یا بھول جاتا ہوں۔ ا
لئے یہ ابتداء میں مجھے کہتے تھے یار، کام ختم کروا دو پیشتر اس کے کہ تم غافل ہو جاؤ پہلے پہلے مذاق میں
کرتے تھے لیجئے آ گئے غافل صاحب۔

میں نے ایک دن اپنے کمرے کے باہر اے جی غافل لکھ دیا۔ اور زندگی کا ایک مسئلہ حل ہو گیا۔

کون سا مسئلہ _____ آئینہ پھر حیران ہوئی۔

بے بی _____ یہ دنیا ہے۔ اس کو سمجھنا ضروری ہے ---- یہ لوگ مجھے ایک نک نیم (lick Name) دینا چاہتے تھے ---- مجھے چھیڑنا چاہتے تھے۔ زک پہنچانا چاہتے تھے _____ میری عادتوں کا طنز میرے گلے میں پہنانا چاہتے تھے۔ مگر میں نے طوق کو تاج بنا دیا ---- سب خاموش ہو گئے۔ میں ان ک ضرورت ہوں۔ مستعان کا کوئی کام میرے بنا مکمل ہو نہیں پاتا۔ اب وہ مجھے طنزیہ نہیں بلکہ احتراماً غافل کہتے ہیں۔

اچھا _____ حیران سی آئینہ بس اتنا کہہ سکی۔ میں سمجھی آپ شاعر ہوں گے۔

میں تو بے بی لینز کے ساتھ شاعری کرتا ہوں۔ خوبصورت چہرے دیکھتا ہوں۔ اور انہیں کیمر کی ٹرک سے مزید خوبصورت بنا دیتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ ایک بہت اچھی غزل ہو گئی۔ حسن بھی غزل کی طرح ہوتا ہے ہر شعر اپنی جگہ منظم اور ہر نقش اپنی جگہ مکمل _____

آپ کی باتیں ---- آئینہ بولنے لگی۔

مت سمجھو میری باتیں یہ سمجھنے کے لئے نہیں ہیں۔ بس سن کر بھول جایا کرو۔

آپ نے اس دن کہا تھا آپ قیافہ شناسی کا علم جانتے ہیں۔

ہاں کہا تھا، مجھے معلوم ہے تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ سنو بے بی _____ تمہاری زندگی میں ایک بہت بڑا حادثہ ہو چکا ہے۔

آئینہ کا رنگ زرد ہو گیا۔

ہو چکا ہے نا؟ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

تم اس کو بھول جانا چاہتی ہو بھول جانا ناممکن ہے مگر آج کل تم شکاری سے خوفزدہ ہو۔

شکاری _____ ؟ اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

ہاں فی الحال شکاری ہی کہہ لو، جو لوگ دوسروں کو آسانی سے اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں وہ
ی ہوتے ہیں مگر یاد رکھنا شکاری لوگوں کے اعصاب بہت کمزور ہوتے ہیں۔ انہیں نشانہ باندھتے
ہمیشہ فکر سا رہتا ہے کہ چڑیا زد سے نکل نہ جائے۔

آئینہ کا رنگ پھر زرد ہو گیا۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں ایک آدمی کا بھید دوسرے کو نہیں بتایا کرتا اپنے سامنے بیٹھے
ا کا دل سے احترام کرتا ہوں، اگر میں کوئی غلط بات کہہ دوں تو بے شک مجھے جھٹلا دینا۔ میں تو
اپھٹا آدمی ہوں میں نے زندگی کو برتا ہے استعمال کیا ہے۔ صرف جیتا نہیں ہوں۔

آئینہ خاموش بیٹھی اسے دیکھتی رہی ----

اوہ بے بی --- میں نے تم سے چائے پانی کا تو پوچھا نہیں۔

نہیں سر --- آئینہ بولی، چائے پانی کی ضرورت نہیں آپ کی باتیں اتنی دلچسپ ہوتی ہیں کہ
چاہتا ہے، کہ سننے میں ایک لمحہ ضائع نہ کیا جائے۔

یو ویلکم بے بی _____

اتنے میں چپڑاسی نے اندر آ کر بتایا کہ بی بی کی گاڑی آ گئی ہے۔

آئینہ کھڑی ہو گئی _____

سر میں اب چلتی ہوں۔

غافل صاحب بھی کھڑے ہو گئے، اسے باہر تک چھوڑنے آئے _____

جب کبھی دل چاہے آ جایا کرو، تم سے باتیں کرنا مجھے بھی بہت اچھا لگا تمہارے اندر ایسی شائستگی
ہے جو آج کل بہت کم لڑکیوں میں ہوتی ہے۔

تھینک یو سر _____ کہہ کر آئینہ باہر نکل گئی _____

غافل صاحب، منہ میں پائپ رکھے اسے جاتا ہوا دیکھتے رہے۔

دوسرے دن ریکارڈنگ کا کام ختم کر کے آئینہ جمال لاؤنج میں بیٹھی اپنا سکرپٹ دیکھ رہی تھی، کہ اندر سے غافل صاحب آ گئے ، بولے۔

اوہو، بے بی تم باہر بیٹھی ہو۔

آئینہ کھڑی ہوگئی، سر میں اپنی گاڑی کا انتظار کر رہی ہوں۔ ہماری ریکارڈنگ ختم نہیں ہوئی تھی _____ ایک بار گاڑی آ کر جا چکی ہے، ابھی گھر نہیں پہنچی _____ میں نے فون کر کے پوچھا ہے۔

اگر برا نہ مانو تو میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا _____

نہیں نہیں آپ زحمت نہ کریں _____

زحمت کیسی بے بی _____ پھول کا وزن کتنا ہوتا ہے۔ یہاں تنہا بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے، کوئی بھی آ کر یہ بات کہہ سکتا ہے۔

ٹھیک ہے، آئینہ نے اپنا بیگ اٹھا لیا۔

میں اپنی گاڑی لے آؤں یہاں غافل صاحب، نے پائپ دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر کہا ہے تو چھوٹی سی سوزوکی تمہارے شایانِ شان نہیں ہے مگر۔۔۔۔۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں آئینہ نے بس اتنا کہا اس آدمی کے سامنے بس اتنی ہی بات ہو سکتی تھی ۔۔۔زیادہ نہیں _____

غافل صاحب، گاڑی لے آئے ، انہوں نے ادھر سے آ کر دروازہ کھولا۔ آئینہ بیٹھنے لگی تو اندر سے مستعان نکل آیا _____

آئینہ و غافل صاحب کی گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔۔۔۔ غافل صاحب نے دروازہ بند کیا اور خود دوسری طرف سے آ کر سٹیرنگ کے آگے بیٹھ گئے۔

مستعان گھبرایا ہوا سا دوڑا آیا اور بولا آئینہ۔۔۔۔۔ آئینہ۔۔۔۔۔ پلیز آئینہ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں

آئینہ نے پہلی بار طنزیہ انداز میں مسکرا کر مستعان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔اور غافل صاحب نے گاڑی نکال کر لے گئے مڑتے وقت آئینہ نے صاف دیکھا کہ مستعان ہکا بکا پریشان سا اسی طرح کھڑا تھا آئینہ کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ مستعان نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی یہ کیسی مسکراہٹ تھی۔

گاڑی ذرا آگے گئی، تو غافل صاحب قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ ایک ہاتھ سے انہوں نے سٹیرنگ اور دوسرے ہاتھ سے پائپ کے کش لگانے لگے۔

ہنستے ہوئے بولے، ویل ڈن بے بی یہ طریقہ ہوتا ہے، شکاری کے جال سے نکلنے کا جب تک بلبل گھونسلے میں دبکی رہتی ہے۔ وہ اسے دھمکاتا رہتا ہے اب وہ جال کے اندر خود پھڑ پھڑا رہا ہے۔

غافل صاحب: آپ تو ہمارے ساتھ گلگت نہیں گئے تھے آپ کو ان سب باتوں کا کیسے پتہ چلا؟

او بے بی اب تم میری قیافہ شناسی پر شک کر رہی ہو میں تو اس مستعان کو عرصہ سے جانتا ہوں اس کا مشغلہ ہی یہ ہے۔ معصوم لڑکیوں کو سیٹریل کے جال میں پھنسانا اور ان کے حسن کی وصول کرنا۔

مگر ان کی تو اپنی بیوی اتنی خوبصورت ہے۔

بیوی کو بھی اسی طرح پھنسایا تھا۔ یہ تو کئی لڑکیوں کو خراب کر چکا ہے۔

اب میں مجبور ہو گئی ہوں میں نے تو شہ آپا سے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔ سیٹریل کا باقی کام تو ختم کرنا ہوگا۔ مگر ڈر ڈر کے کڑھ کڑھ کے نہیں ایک تکڑا سہارا ڈھونڈو عارضی سہی اس کے بعد پھر دودھ کا دودھ پانی کا پانی اور بے بس لڑکیوں کو سب ڈراتے ہیں۔

خاموشی طاری ہو گئی _____

تھوڑی دیر بعد بولا _____ تم نے مستعان کی صورت دیکھی تھی۔ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر کیسے لگ گئی تھی _____

آئینہ پھر مسکرانے لگی۔ حقیقت میں اسے اس طرح آنے میں مزہ آ رہا تھا وہ سوچنے لگی اچھا ہوا

وہ غافل صاحب کے ساتھ آ گئی ورنہ مستعان اس کے سر ہو جاتا کہ وہی اس کو چھوڑ کر آئے گا اس کے ساتھ موٹر میں بیٹھ کو جانا کس قدر تکلیف دہ ہوتا؟

مستعان کتنی دیر تک پورچ میں کھڑا رہا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا، کہ آئینہ جیسی نک چڑھی لڑکی غافل صاحب کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

مگر کیوں _____؟

اس نے اپنی موٹر نکالی، اور گھر کی طرف چلا مگر سارا راستہ مستعان کو آئینہ کی مسکراہٹ یاد آتی رہی غافل صاحب کی طنزیہ ۔۔۔۔ نظریں یاد آتی رہیں وہ اتنا پریشان تھا کہ اس سے گاڑی نہیں چلائی جا رہی تھی۔

پھر کیا ہوا وہ اپنے آپ سے کہتا یہاں لوگ اکٹھے کام کرتے ہیں، وہاں ایک دوسرے سے لفٹ لے لیتے ہیں کسی کی موٹر میں بیٹھ کے جانا اتنا معیوب تو نہیں مگر نہ جانے کیوں اس کے دل کو عجیب طرح سے تکلیف ہو رہی تھی چبھن درد کسک ۔۔۔۔

وہ گھر پہنچا تو توشہ بستر پر لیٹی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

پچھلے ہفتے توشہ کے سارے ٹیسٹ آ گئے تھے۔ اس نے لیلیٰ کو فیکس کر دئے تھے، اگلے دن لیلیٰ نے مستعان کو دفتر میں فون کر کے کہا تھا _____

مستی بھائی: رپورٹیں مایوس کن آئی ہیں۔ پلیز پیشتر اس کے کہ مزید دیر ہو جائے توشہ کو امریکہ بھیج دیں۔ مگر اسے کچھ نہ بتائیں جلدی سے ویزا لگوا دیں ۔۔۔۔

بھئی ہم دونوں کے پاسپورٹ پر پانچ پانچ سال کا ویزا لگا ہوا ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں اسے فوراً بھیجتا ہوں تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ وہ مکمل کر کے میں بعد میں آ جاؤں گا ۔۔۔۔

توشہ کو اس کا انتظار تھا کیونکہ لیلیٰ نے اسے فون پر بتایا تھا کہ مستی بھائی سے میری بات ہوئی ہے وہ آنے کا پروگرام بناؤ۔

مستعان کو دیکھ کر توشہ اٹھ بیٹھی۔ اس کا پریشان اڑا ہوا چہرہ دیکھ کر سمجھی کہ وہ اس کے لئے ہراساں ہو رہا ہے تھوڑی دیر پہلے اس کے دل میں ابال اٹھ رہا تھا، کہ مستی سے پوچھے گی اسے کیا ہوا؟ وغیرہ وغیرہ مگر اب سوچنے لگی۔ مجھے خود حوصلے سے کام لینا چاہیے۔

کھانا کھاؤ گے _____ اس نے موڈ خوشگوار بناتے ہوئے کہا۔

نہیں _____ مستعان نے روکھا سا جواب دیا۔

چائے پیو گے _____؟ اس نے دوبارہ پوچھا _____

دل نہیں چاہ رہا _____ وہ آ کے صوفے میں دھنس گیا۔

توشہ پاس آ کر بیٹھ گئی، لیلیٰ سے بات ہوئی تھی _____

ہاں _____ پھر سوچ میں گم ہو گیا _____

کیا بات ہوئی تھی مستی توشہ نے پوچھا وہ اپنے خیالات میں غلطاں و پیچاں بیٹھا رہا۔

مستی _____ میں کیا پوچھ رہی ہوں، توشہ پھر بولی۔

توشہ تمہیں پتہ ہے آج آئینہ جمال غافل کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

مستی تم کیا کہہ رہے ہو؟ توشہ کے ذہن کو ایک دھچکا سا لگا، وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اس کی بیماری کی وجہ پریشان ہو گا مگر اس کے ذہن میں ابھی تک آئینہ کا خیال بیٹھا ہوا تھا۔

تم یقین کرو توشہ _____ وہ آرام سے اس الو کے پٹھے کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

تو کیا ہوا _____ توشہ نے تلخی سے کہا ۔۔۔۔ وہ جس کی گاڑی میں چاہے بیٹھ کے چلی جائے۔

توشہ تو شہ تم غافل کو نہیں جانتیں۔ وہ اعتماد کے قابل نہیں، بھروسے کا آدمی نہیں ہے۔

مگر تمہیں اس سے کیا مستی ۔۔۔۔ آئینہ سمجھدار لڑکی ہے _____ اپنا برا بھلا جانتی ہے۔

خاک جانتی ہے _____ وہ بولا _____ وہ ہماری ذمہ داری ہے، تم اسکی ماں سے وعدہ کر کے اسے لائی تھیں اسے اگر کچھ اونچ نیچ ہو گئی تو۔

توشہ ۔۔۔۔ غصے کے مارے وہاں سے اٹھ گئی ۔۔۔۔ دوسرے کمرے میں جا کر رونے لگی مستی کو ذرا بھی اس کا خیال نہ تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے اس کے لئے پریشان نہیں ہوا اسے فکر ہی نہیں ہے اس فکر میں گھلی جا رہی ہے۔

وہ تھوڑی دیر روتی رہی ۔۔۔ ۔۔۔ روتی رہی اور طرح طرح کے وسوسے اسے ستاتے رہے ۔۔۔۔ کچھ دیر تو مستعان سوچ میں غرق رہا ۔۔۔۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے احساس توشہ ناراضگی کے مارے یہاں سے اٹھ گئی ہے۔ وہ اسے ڈھونڈتا ہوا دوسرے کمرے میں آ گیا۔

جاناں تم خفا ہو گئیں۔ کیا بات ہے، کیوں رو رہی ہو، آئی ایم سوری _____ آئی ایم سوری _____ کبھی کبھی میں احمقانہ حرکتیں کرتا ہوں نا؟ وہ بولا۔

نہیں مستعان: آج مجھے یقین ہوگیا ہے تم آئینہ جمال سے محبت کرنے لگے ہو۔ توشہ نے کہا آج تک میں یہ بات زبان پر نہیں لائی تھی۔ مجھے تمہارے بارے میں ایسا کہنا بھی اچھا نہیں لگتا مگر آج تمہاری حالت دیکھ کر۔۔۔۔۔

خدا کے لئے توشہ خدا کے لئے ایسی بات نہ کہو نہ کہو ایسی بات۔۔۔۔۔ خدانہ کرے میں تمہارے علاوہ کسی اور سے محبت کرنے کا سوچوں بھی قسم لے لو کس کی قسم لینا چاہتی ہو۔

نہیں مستعان ان معاملوں میں قسموں کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ محبت بھی ایک ایمان ہے یا تو ہے یا نہیں ہے_____ درمیان میں کوئی کیفیت نہیں ہوتی۔

تم کہو تو میں اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کے قسم کھاؤں کہ مجھے آج بھی تم سے روز اول والی محبت ہے۔

نہیں میری بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کے ہرگز قسم نہ کھانا۔ دنیا میں میری دولت یہی بیٹی ہی تو ہے_____

مستعان نے جلدی سے اپنا ہاتھ توشہ کے سر پر رکھ دیا_____ اچھا تو پھر تمہاری قسم کھاتا ہوں_____؟

مستی کیا تم مجھ سے جان چھڑانا چاہتے ہو_____ توشہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا۔

نہیں تو_____

پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی قسم کیوں کھا رہے ہو۔

جان جان_____ تمہیں کیا ہوا ہے۔ مستعان نے اپنا ہاتھ اس کے سر سے ہٹالیا۔

بیماری نے تمہیں شکی اور چڑچڑا کر دیا ہے۔

نہیں مستعان شک اور حالات نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ میں پہلے بیمار نہیں تھی، اب بیمار ہوئی ہوں۔

مگر تم پہلے ایسی شکی بھی نہیں تھیں۔

جب چیزیں بدلنے لگتی ہیں، تو آدمی شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اچھا بتاؤ میں تمہارا شک کیسے دور کر سکتا ہوں۔

بس اب رہنے دو_____

کیوں رہنے دوں؟ میں انشاء اللہ اپنا اعتماد بحال کروں گا۔ میں نے ساری زندگی تمہارے ساتھ

ہا ہے۔

اچھا یہ بتاؤ میری بکنگ ہوگئی، توشہ نے پوچھا۔ دو مرتبہ لیلیٰ کا فون آ چکا ہے۔

میں تمہارا ٹکٹ دے آیا تھا۔ بس اب وہیں جانے والا تھا۔ تم نے مجھے ایک نئے مخمصے میں ڈال دیا ہے۔ میں ایسی وہمی حالت میں تمہیں امریکہ نہیں جانے دوں گا۔

مستعان ایسی فضول باتیں اب زیب نہیں دیتیں۔ تمہیں معلوم ہے لیلیٰ بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہے_____

اچھا ایک پیالی چائے کی پلا دو_____ میں جا کے پتہ کرتا ہوں، اگر سیٹ او کے ہوگئی، تو میں لیلیٰ کو فون کر دیں گے۔

آئینہ جمال ایک غیر محسوس طریقے سے غافل صاحب کی جادو بھری باتوں میں اسیر ہوتی چلی گئی۔ اسے ان کے پاس بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا بہت اچھا لگتا _____ ڈرامے کی ریکارڈنگ کے بعد ان کے کمرے میں آ کے بیٹھ جاتی ۔۔۔۔۔۔۔ ان کے ساتھ چائے پیتی _____ رفتہ رفتہ اس نے اپنی زندگی کے گزرے واقعات بھی انہیں بتا دیئے تھے۔ نہ جانے کیوں جب وہ ان کے قریب ہوتی ۔ اسے یوں محسوس ہوتا وہ بڑے محفوظ ہاتھوں میں ہے ایک عرصہ اس پر جو عدم تحفظ کی کیفیت طاری تھی۔ وہ دور ہونا شروع ہوگئی تھی، اب اس کے ماتھے پر تیوریاں نہیں چڑھی رہتی تھیں۔

ریکارڈنگ کے دوران جن کے لئے مستعان بار بار کہتا تھا۔

آئینہ تیوریاں ٹھیک کرو سارا تاثر زائل ہو رہا ہے۔

اب وہ ہر وقت مسکراتی رہتی، تناؤ والے سین میں بھی اس کے چہرے پر شگفتگی رہتی۔

یہ صورت حال مستعان کو بہت پریشان کر رہی تھی۔ اب اس کا چہرہ ہمہ وقت الجھن اور بے زاری کا اشتہار بنا رہتا۔ خصوصاً جب وہ کوریڈور میں یا لاؤنج میں آئینہ اور غافل کو باتیں کرتے دیکھتا۔ تو ایک دم اس کا موڈ خراب ہو جاتا، وہ جو سارے عملے میں مشہور تھا کہ سر مستعان انتہائی خوش مزاج اور شفیق باس ہیں وہ تاثر تباہ ہو رہا تھا۔ وہ چڑچڑا بنا رہتا۔ بات بات میں ڈانٹ دیتا۔ اچھے خاصے کام میں نقص نکالنے لگتا۔ آئینہ اور غافل صاحب کو اس کی وجہ کا پتہ تھا۔ اس لئے وہ زچ کرنے اور چڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

ایک دن جب آئینہ غافل صاحب کے کمرے میں بیٹھی تھی، انہوں نے پوچھا _____ یہ سیریل تو اب قریب الاختتام ہے۔۔۔۔ آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے۔

وہ بولی _____ اس سیریل کے بعد بہت ساری پرائیویٹ کمپنیوں کی طرف سے مجھے آفرز آنے لگی ہیں۔ پہلے میں نے یونہی وقت گزاری کے لئے یہ کام کر لیا تھا مگر اب سوچتی ہوں، یہ

بُرا نہیں۔

اچھا سوچتی ہو، اصل میں کوئی شے اپنی ہیئت میں بری نہیں ہوتی، خود انسان اپنے رویے سے اسے بُرا بناتا ہے۔

ایک پارٹی نے امریکہ سے رجوع کیا ہے۔ وہ امریکہ میں ایک سیریل بنا کر یہاں بیچنا چاہتے ہیں۔ میرا ایک سمیسٹر رہ گیا تھا، مجھے امریکہ ایک بار تو جانا ہی ہے۔ سوچتی ہوں ان کے ساتھ کنٹریکٹ لوں۔

اور یہاں مستعان اینڈ کمپنی کا کیا ہوگا۔

اف توبہ آئینہ کی تیوریاں چڑھ گئیں، پھر اس خبیث کا نام نہ لیجئے گا یہ سیریل ختم ہو جائے میں صورت بھی نہیں دکھاؤں گی۔

اچھا تو پھر آج تم سے بات ہو ہی جائے۔

کیسی بات؟

میں اپنی الگ پروڈکشن بنانے کا سوچ رہا ہوں۔

یعنی _____

یعنی اپنی علیحدہ کمپنی میرے پاس کیمرے ہیں۔ میں ہی تو مستعان کی کمپنی چلاتا ہوں، وہ آپ کو دیں گے۔

اس کا باپ بھی مجھے نہیں روک سکتا اس کے کاروبار کا سارا بوجھ میں نے اٹھا رکھا ہے۔

سارا بوجھ _____ ؟

ہاں بھئی جب اس نے ٹی۔ وی سے وقت خریدا تھا۔ تو اس کے پاس پورے پیسے نہیں تھے پچاس پچاس سے میں نے دیئے تھے۔

کیوں دیئے تھے۔

دوست جو ٹھہرا۔

تو اب اس دوست سے دغا کریں گے۔

دوستی اور دشمنی میں سب جائز ہوتا ہے۔ اور اس کا کارن بھی تم ہی ہو۔

میں کیسے _____ ؟اس کا منہ سرخ ہو گیا۔

تم اتنی حسین اور ٹیلینٹڈ لڑکی ہو میرے ذہن میں ایک بے مثال منصوبہ ہے۔ میں ایسا ئیریل بنانا چاہتا ہوں جسے دنیا فراموش نہ کر سکے اس لئے الگ اپنی کمپنی بنانا چاہتا ہوں۔

اس کے لئے بہت سے سرمائے کی ضرورت ہو گی۔

میں تمہیں اپنا پارٹنر بناؤں گا۔

مجھے _____ ؟

ہاں، ہمارے تعاون سے جو اور لوگ پیسہ کمار ہے ہیں۔ ہم خود کیوں نہ کمائیں۔

تمہیں پتہ ہے اب تک مستعان کو چار کروڑ روپے کے اشتہارات مل چکے ہیں۔

ابھی چار قسطیں باقی ہیں لیکن دیکھو تم نے یہ بات کسی سے کہنی نہیں ابھی اپنی امی کو بھی مت بتانا۔

مگر میں تو امریکہ والوں سے بات کر رہی ہوں۔

فی الحال ان کو ٹال دو پھر بولا تم نے دیکھا ہے۔ آج کل مستعان صاحب کا موڈ کس قدر خراب رہتا ہے، مجھ پر بھی اکثر بگڑتے رہتے ہیں۔

آپ پر کیوں _____ ؟

وہ سمجھتے ہیں۔ میں ان کی محبوبہ کو اڑا لے گیا ہوں۔

کیا وہ اتنے بے وقوف ہیں ؟ آئینہ بولی۔

بے بی ، رقابت میں کچھ بھی سوچا جا سکتا ہے ، لیکن وہ پائپ کا کش لے کر بولے _____ اگر یہ سچ بھی ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ تمہارا حسن کالے جادو کی طرح سر چڑھ کر بولتا ہے۔ میں تو مسلسل تمہیں ذہن میں رکھ کے کہانی ترتیب دے رہا ہوں۔ تمہارا چہرہ تمہارے بال تمہاری آنکھیں سب کہانیاں کہتی رہتی ہیں ساری چیزیں کہانیوں والی ہیں الف لیلوی کہانیوں والی ایک گمشدہ شہزادی ہو تم۔ جادوگر جس کے سر میں سوئیاں چبھو چبھو کر اسے ہتھ کی بنا دینا چاہتا ہے میں آخری سوئی تک نکال دوں گا کیونکہ میں تمہیں گوشت پوست کی شہزادی دیکھنا چاہتا ہوں۔

آئینہ کو ایسے لگا جیسے کسی نے اس مسمرائیز کر دیا ہے۔۔۔۔۔

ں غافل صاحب کا گفتگو کرنے کا انداز ایسا تھا۔ یا وہ اپنی آبلہ پائی سے تھک گئی تھی۔ وہ چاہتی کہ اس ساتھ خوبصورت باتیں کی جائیں۔ اسے بہلایا جائے چھوٹے بچے کی طرح لفظوں کے کھلونے دے ے پھسلایا جائے اسے پرچایا جائے کوئی کمی تھی کسی جگہ پر کوئی خلاء تھا۔

جسے وہ شدت سے پر کرنے کی تمنائی تھی۔

اگلے دن آئینہ جمال اور غافل صاحب ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے سٹوڈیو سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔۔۔۔کہ مستعان ان کے پیچھے لپکتا ہوا آیا اور بے قراری سے بولا۔

آئینہ، آئینہ میری بات سنو۔

آئینہ نے بڑی بے نیازی سے چلتے ہوئے مڑ کر دیکھا۔اور بولی۔

اس وقت میں جلدی میں ہوں ۔پھر کسی دن آپ کی بات سن لوں گی۔

نہیں وہ غصے سے بولا تمہیں ابھی میری بات سننا ہوگی۔

ایک دم پلٹ کر بولی، فرمایئے _____

غافل صاحب مسکرا کر کھڑے پائپ کا دھواں چھوڑتے رہے _____

مستعان اسی طرح تنا تنا سا بولا۔توشہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔وہ بہت بیمار ہے۔اس نے کہا تھا آج میں تمہیں گھر لے کے آؤں۔

خیر _____ آئینہ تنک کر بولی، اگر وہ بیمار ہیں تو ملوں گی ضرور مگر یہ بھول جایئے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔

کیوں میرے ساتھ جانے میں کیا ہرج ہے۔؟

ہرج کی بات نہیں دل کی بات ہے۔

مستعان کا منہ غصے سے لال ہو گیا۔

غافل صاحب: ہنس کو بولے۔دل کی نہیں اعتماد کی بات ہے۔

مستعان بولا۔

کچھ دنوں میں توشہ علاج کی غرض سے امریکہ چلی جائے گی۔وہ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہے۔

ٹھیک ہے، آئینہ نے جانے کے لئے قدم بڑھائے۔میں خود توشہ آپی سے فون پر بات کر لے

لے کروں گی۔اور ملنے جاؤں گی۔آپ کے ساتھ جانا ضروری نہیں۔

وہ تمہارا انتظار کرتی ہوگی۔۔۔۔مستعان اس کے پیچھے لپکا۔

اس کے انتظار پر آپ اس قدر بے چین کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔یہ کہہ کر آئینہ غافل کی موٹر کا اگلا دروازہ کھول کر ان کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔انہوں نے بھی جلدی سے کار کردی اور باہر نکال لے گئے۔

مستعان حیرت اور حسرت کی تصویر بنا وہاں کھڑا رہ گیا دونوں نے باہر نکل کر زوردار قہقہہ لگایا۔

ستعان نے محسوس کیا۔

شاباش یہ ہوئی نا دلاورانہ چال غافل صاحب نے کش لے کر کہا۔دیکھ لو میری صحبت کا چند دنوں میں کتنا اچھا اثر ہوا ہے۔

واقعی _____ آئینہ نے ہنس کر اپنے بال سمیٹے۔

بال اس طرح نہ سمیٹا کرو، وہ بولے۔

کیوں _____

بے بی ڈرالنگ _____ تمہیں نہیں معلوم جب تم بال کھلے رکھتی ہو تو احساس ہوتا ہے۔ت کا سارا سلسلہ انہی بالوں سے وابستہ ہے۔

غافل صاحب: میں نے کہا تھا نا کہ آئندہ مشکل باتیں نہ کریں۔

کرتا رہوں گا تو تم سمجھنے کے قابل ہو سکو گی۔اب تو یوں لگتا ہے، تمہارے ساتھ ایک روحانی سا ا جاتا ہے۔ابھی تو ہم نے مل کر بہت سے کام کرنے ہیں۔جن کی تفصیل میں نے تمہیں ا۔

آئینہ چپ رہی۔

غافل صاحب بولے آئینہ تم پتہ نہیں کب مجھے سمجھو گی۔میں تمہیں اچھی طرح جان گیا ہوں۔تم ہ کی پیاری چڑیا ہو۔جس کا دل ہر وقت دھک دھک کرتا رہتا ہے ہوا چلے تو ڈر جاتی ہو۔پتہ ہمیشہ شکاری کے خوف سے ہراساں رہتی ہے۔ایک شکاری جائے تو دوسرا آ جاتا ہے ایک سے تو دوسرا تاک لگا لیتا ہے۔یہ دنیا دراصل شکاریوں سے بھری ہوئی ہے۔تمہیں چاہیے کہ تم کسی اور نفیس شخص کی پناہ میں چلی جاؤ تھوڑا توقف دے کر بولا میرا مطلب ہے کسی شریف النفس

آدمی سے شادی کرلو۔

آئینہ کا چہرہ اتر گیا ماما بھی یہی کہتی رہتی ہیں۔ کہ تمہارے سب وہموں اور غموں کا علاج ہے۔ کہ شادی کرلو مگر میں آپ کو بتا چکی ہوں۔ اس حادثے کے بعد میں کسی اور سے محبت نہ کرسکتی۔

بس یہیں پر لڑکیاں غلطی کر جاتی ہیں۔ تم کسی مرد سے شادی کرلو۔ جو تم سے محبت مانگے نہیں۔ صرف تم سے محبت کرے تم پر چھاؤں کرے۔ تمہیں دنیا کی دھوپ سے اس طرح بچائے جس طرح اپنے پروں تلے اپنے چوزے چھپا لیتی ہے وہ تمہیں اپنی بانہوں کے حصار میں رکھے۔ تمہیں جان قریب کرے تمہارے دل میں چھپی یادوں کو نہ کریدے۔ تمہارے غم کا بھی احترام کرے، تمہا خوشیوں کا بھی اہتمام کرے۔

کیسی انہونی اور ناممکن باتیں کر رہے ہیں آپ غافل صاحب: بھلا دنیا میں کہیں ایسے ہوتے ہیں _____ ؟

ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ ہوتے ہیں ۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ سے دو تین کش لے کر بولے ۔۔۔ مو ہیں ۔۔۔۔۔ یہ دنیا ہر قسم کے انسانوں سے بھری ہوئی ہے۔ صرف تلاش کرنے والا دل اور شناخ کرنے والی نظر چاہیے _____

نہ میرے پاس دل ہے، نہ نظر ۔۔۔۔۔ نہ مجھے تلاش کرنے کا شوق ہے _____ بیزاری سے بولی۔

اچھا نہ کرو تلاش مگر امید تو رکھو _____

میری امیدیں ٹوٹ چکی ہیں

اسی کیفیت سے تو میں تمہیں نکالنا چاہتا ہوں۔ ہر ناممکن بات ممکن ہو جاتی ہے، مجھے ایک بڑ اچھی نظم کے بند یاد آ رہے ہیں _____

کہاں ہیں وہ جب جن سے تھی پل بھر کی دوری بھی شاق
کہیں کوئی ناسور نہیں گو حائل ہے برسوں کا فراق
کرم فراموشی نے دیکھو چاٹ لئے کتنے میثاق
یہ روداد ہے اپنے سفر کی اس آباد خرابے میں؟

شعر سنانے کے بعد پھر وہ اپنی بھاری آواز میں گنگنانے لگے تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوچھا۔ غروں کی بھی سمجھ نہیں آئی آئینہ کہیں اور پہنچ چکی تھی۔ شیشے کے اس پار نظریں جمائے جانے کیا دیکھ

فاضل صاحب نے اس کا بجھا ہوا چہرہ دیکھا، تو بولے _____

سفر ساتھی کے بغیر کٹتا نہیں ۔۔۔۔۔ تنہائی آدمی کو نفسیاتی مریض بنا دیتی ہے۔ ایک پیار کرنے والی مرض کو شفا میں بدل دیتا ہے۔ تمہیں پیشتر اس کیفیت سے باہر نکالنے کے لئے تمہارے کو سمجھنے اور تمہارے احساسات ۔۔۔۔۔ کا احترام کرنے والا شوہر چاہیے جو تمہاری ان کیفیتوں کو راز سمجھ کر ردعمل ظاہر نہ کرے۔ بلکہ انہیں تمہاری گزری زندگی کا سرمایا سمجھ کر سمیٹ لیا کرے۔ تمہاری مرضی کے مطابق جینے دے۔ زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ تم ایسے شخص سے از خود پیار کرو گی۔

مگر کہاں ہے ایسا شخص _____ کہاں بنتے ہے ایسے مرد _____ ابھی تو آپ نے کہا کہ یہ دنیا شکاریوں سے بھری ہوئی ہے آئینہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

ایک تو تمہارے پاس ہی بیٹھا ہوا ہے _____ پتہ نہیں انسان کو قریب کی چیزیں کیوں نظر نہیں۔

غافل صاحب: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں _____ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

شوہر بی: مستعان اپنی بیوی کو ایک لمبے عرصے کے لئے امریکہ بھیج رہا ہے ایک آخری قسط رہ گئی آج وہ ایسے ریکارڈ کرا سکتا تھا۔ مگر ایڈیٹنگ کا عذر دے کر اس نے بیچ میں ایک ہفتے کی چھٹی کر لی _____

آپ تم اتنی بچی نہیں ہو کہ یہ نہ جان سکو، وہ کیوں ایسا کر رہا ہے، سارے سٹوڈیو میں مشہور ہو گیا تمہاری وجہ سے وہ اپنی معصوم اور مجبور بیوی پر ظلم و ستم کر رہا ہے۔ اسے زبردستی نظروں سے اوجھل کر تمہیں پھنسانے کے لئے وہ ایک کائیاں آدمی ہے۔ اس کے پاس کئی چالیں ہیں۔ وہ کئی زندگیاں برباد کر چکا ہے۔ پیسے والی لڑکی تو اس کی بہت بڑی کمزوری ہے تو شہ کو اس نے مارے نہیں دی کہ وہ ایک بہت بڑی جائیداد کی مالک ہے اور یہ اس کی جائیداد کے بل بوتے پر

ہی عیش بھری زندگی گزار رہا ہے_____

موٹر چلتی رہی اور وہ پائپ کے کش لیتے رہے_____ آئینہ نے نوٹ کیا کہ جب وہ گفتگو کرتے تھے، تو اس دوران زیادہ پائپ پیتے، بلکہ بعض اوقات پائپ کو دانتوں میں پکڑے رکھتے ان کی شخصیت میں کوئی بات ضرور تھی کہ مخاطب ان کی بات سننے اور ماننے پر مجبور جاتا تھا۔

اب تم میری طرف دیکھ کر میرا جائزہ لے رہی ہو_____ وہ منہ سے پائپ نکال بولے کہ میں بھروسے کا آدمی ہوں یا نہیں میرا ہاتھ پکڑنا چاہیے یا نہیں۔

تو بے بی: میں تو ایک سیلانی سا آدمی ہوں۔ جہاں جاتا ہوں کسی کے کام آنا چاہتا ہوں، نہ مطالبہ نہ کوئی ڈیمانڈ نہ خدمت گزاری کی طلب نہ آگا نہ پیچھا مجھ سے نہیں ڈرنا چاہیے۔۔۔۔ سوچ لو۔

ویسے سیانے کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ دشمن کو وہیں مارنا چاہیے جہاں چوٹ زیادہ لگنے کا ا ہو دیکھا نہیں میرے ساتھ تمہیں دیکھ کر اس کا کیا حال ہوا جاتا ہے، وہ سمجھ رہا ہے کہ میں تمہیں اس چنگل سے بچا رہا ہوں۔۔۔۔

آئینہ جیسے بے دست و پا ہو گئی_____

بولی: گھر چلیے مجھے دیر ہو گئی شاید ماما پریشان ہوں گی_____

نہیں بے بی: مجھے تو سوپ کی طلب ہو رہی ہے۔ میں پہلے تمہیں چائنیز سوپ پلاؤں گا، تمہارے گھر چھوڑ دوں گا۔

آئینہ نے دیکھا وہ واقعی ایک چائنیز ریستوران میں داخل ہو رہے تھے۔

توشہ نے سارا سامان پیک کر لیا۔ اور ایک طرف رکھ دیا۔ ایک سوٹ کیس میں لیلیٰ کے لئے ے اور تحائف بند کئے۔ اور دوسرے سوٹ کیس میں اپنی اور ننھی آئینہ کی چیزیں رکھ لیں۔ اس سے وہ کچھ لے کے نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ اگر امریکہ جا کر اور چیزوں کی ضرورت مستعان سے کہہ دے گی وہ لے آئے گا۔ وہ سالوں کے بعد اپنی بہن سے ملنے جا رہی تھی۔ مگر پتہ ں کے دل میں جوش و خروش نہیں تھا۔ طبیعت بجھی بجھی تھی اور حوصلہ مرا مرا تھا۔ کئی دنوں سے گھر کی ں بند کر رہی تھی۔ اک اک شے کو تالہ لگا رہی تھی۔ گھر میں اب دھیان رکھنے والا کوئی تھا بھی نہیں _____ دوپہر کو جب آئینہ سو گئی۔ تو وہ باہر برآمدے میں جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے نظر اٹھا کر اس لال سرخ اینٹوں سے بنے ہوئے خوبصورت گھر کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ یہ گھر اس کی ماں نے بڑے ڑی محنت سے بنایا تھا_____ اس میں سردی گرمی کے موسموں کا خیال رکھا گیا تھا۔ ے کے باہر ابھی تک یوسف زلیخا لکھا ہوا تھا۔ پاپا کی سٹڈی ویسی ہی تھی۔ روز اس کی جھاڑ پونچھ ہاں اب ایک ٹی۔ وی اور ایک کمپیوٹر رکھ دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ کبھی مستعان اور کبھی توشہ اسے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اتنے بڑے گھر میں صرف تین مکین ہی رہ گئے تھے۔ توشہ، مستعان آئینہ_____ آئینہ کی آیا_____ اور خانساماں سرونٹ کوارٹرز میں رہتے ونگ پول کئی سالوں سے خشک سنسان پڑا تھا_____ پچھلے دو تین سالوں سے ان کی یک سر پھری مصروفیت کے گرد گھومنے لگی تھی۔ ویسے تو وہ گھر کی صفائی ستھرائی کا بہت دھیان رکھتی ں_____ مگر وہاں برآمدے میں بیٹھ کر اس نے سوچا_____ یہ دنیا کا دستور ہے۔ جو ائم آتا ہے۔ وہ اپنا ایک عالیشان گھر بنانا چاہتا ہے۔ وہ دنیا میں کوئی اچھا عمل چھوڑے نہ ایک گھر ضرور چھوڑتا ہے۔ ماما نے بڑے چاؤ سے اور حسرت سے اس گھر کو تعمیر کیا۔ مگر اس میں مہلت نہ ملی_____ پاپا کو اس گھر نے تنہائی کا آسیب دیا۔ لیلیٰ کا رزق امریکہ میں لکھا ا_____ وہ علاج کے لئے امریکہ جا رہی تھی۔ کون جانے کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔

چار خوبصورت بیڈ رومز ہمیشہ اپنے مہمانوں کے لئے ترستے رہے۔ یہاں بہت سے بچوں کی چہکار ہوتی، شور غل ہنگامہ ہوتا_____

کتنا اداس لگ رہا ہے گھر_____ واقعی گھر بھی تو اپنے مکینوں کے ساتھ ہی زندہ ہوتا ہے_____ پتہ نہیں بڑے آدمیوں کی اولاد کم کیوں ہوتی ہے_____ کاش اس کے بہت سارے بہن بھائی ہوتے۔ مگر وہ تو ننھی آئینہ کو بھی زیادہ بہن بھائی نہیں دے سکی۔ حمل کے دوران ڈاکٹر نے ایک خطرناک بیماری ہو جانے کا خدشہ ظاہر کر دیا تھا۔ مگر اس وقت اسے کسی بیماری کی پروا نہ تھی۔ کسی بھی قیمت پر ایک بچہ درکار تھا۔ خواہ اس کی زندگی کی قیمت پر ہی_____ پھر مستعان کی بیماری_____ اس کا علاج_____ نئے کاروبار کی شروعات_____ سب نے مل کر اسے سوچنے کی مہلت ہی نہ دی۔ حالانکہ اس نے اپنی ڈاکٹر سے وعدہ کیا تھا۔ کہ بچے کی پیدائش کے بعد وہ پہلے اپنا مکمل چیک اپ کروا کے علاج کروائے گی بچہ تو خود نوید زندگی ہے۔ آئینہ گود میں آئی تو سارے فکر دور ہو گئے۔ سارے اندیشے ختم ہو گئے_____

اس نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ اور اس گھر میں گزارا ہوا لمحہ لمحہ چبھنے لگی۔ جانے کیوں آج ماما اور پاپا بہت یاد آئے۔ تنہائی کے جنگل میں خدا کا خیال آتا ہے۔ یا ماں کا خیال آتا ہے۔

بندہ اللہ کو پکارتا ہے۔ یا ماں کو یاد کرتا ہے۔

کاش کہیں سے ماما یا پاپا آ جائیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے_____ اسے چاپ سی سنائی دی۔ آنسوؤں سے بھری آنکھیں کھلیں تو گیٹ کی طرف سے کچھ لوگوں کو آتا دیکھا۔ ایک مرد وہیل چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک عورت وہیل چیئر کو دھکیل رہی تھی۔ اور چار چھوٹے چھوٹے بچے آگے پاس چلے آ رہے تھے۔ اس نے سوچا کوئی مانگنے والے محتاج ہیں۔ فوراً خانساماں کو آواز دے کر انہیں وہیں روک لیا جائے اور وہیں ان کی مدد کر دی جائے۔ مگر وہ تو اس کی طرف بڑھتے ہی آ رہے تھے_____ اس نے خانساماں کو آواز دی۔ تب تک وہ قریب آ کے کھڑی ہو گئے_____

توشہ کی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلائی ہوئی تھیں۔ اس نے دوپٹے سے آنکھیں صاف کیں ان سب کو باری باری دیکھنے لگی۔ پھر وہ عورت جس نے چادر لپیٹی ہوئی تھی بولی_____

توشہ بی بی آپ نے ہمیں پہچانا_____

توشہ نے نفی میں سر ہلایا_____

اس عورت نے مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ آپ کے شکور چاچو ہیں شکور چاچو حیرت سے آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔۔۔۔۔

وہیل چیئر پر ایک شخص بیٹھا تھا۔ جس کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے۔ آنکھوں پر چشمہ لگا تھا۔ جھریاں پڑ گئیں تھیں۔ اور وہ دو ٹانگوں سے محروم تھا۔

یہ تینوں ہماری بیٹیاں ہیں۔ اور یہ ہمارا اکلوتا بیٹا_____

معاف کیجئے آپ لوگ اتنے عرصہ کے بعد آئے کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکی بیٹھیے بیٹھیے ماں آ گیا تھا۔ اس نے کرسیاں منگوائیں اور ان کے لئے چائے لانے کو کہہ دیا ساتھ ہی جن خالہ کا ہوا ضعیف سراپا اس کی نظروں میں گھوم گیا۔ کہا کرتی تھیں میری جان میرے بیٹے میں پھنسی ہے لیتی ہوں میرا سارا ماس لکڑی ہو جائے میری آنکھیں زندہ رکھنا۔ ایک بار اپنے بیٹے کو ان آنکھوں دیکھنے کی آس ہے۔ کیسا کیسا واسطہ دیتی تھیں اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لئے۔

مگر یہ ہوا کیسے چاچی_____ توشہ نے گلوگیر آواز میں پوچھا۔

بیٹی کیا بتاؤں روزینہ رونے لگی یہ مجھے اعتراف کرنا چاہیے کہ یہ سب میرے برے اعمالوں کی سزا برا ہی قصور ہے میں شکور کو لیبیا لے گئی تھی۔ یہ وہاں دن رات محنت کرتے تھے۔ اوور ٹائم کرتے چھٹی کے دن کرائے کی ٹیکسیاں چلاتے تھے بس ایک دن ایکسی ڈنٹ ہو گیا۔ جس میں دونوں ضائع ہو گئیں بہت علاج کروایا کمپنی جو کچھ دے سکتی تھی اس نے دیا اور ہمیں واپس بھیج دیا_____ میرے امی ابا بھی فوت ہو چکے ہیں_____ اب آنکھیں کھلی ہیں۔ جب سب لٹا چکی ہوں جب تک وہ اپنی درد بھری۔۔۔۔۔ کہانی سناتی رہی، شکور باقاعدہ عینک اتار کر روتا رہا وہ خاموش ہوئی تو شکور لرزیدہ آواز میں بولا_____

میری اماں مجھے یاد کرتی ہو گی_____

توشہ کو ایک دم غصہ آ گیا۔ بولی۔ شکور چاچو: آپ اپنی اماں کا نام نہ لیں۔ ایسی ماں کا دل آپ نے وہ غالباً نوے سال زندہ رہیں۔ ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرا ہو گا جب مانے بہانے سے آپ کا نام نہ لیا ہو گا_____ وہ تو آخری وقت میں بڑیوں کا ایک ان گئی تھیں اس پنجرے میں جان آ جاتی تھی جب وہ عبدالشکور کہتی تھیں یہ صلہ ہوتا ہے ماں کا پ نے دیا۔

ہاں میں نے سزا پائی۔ ماں کی دعائیں ساتھ ہوتیں تو یہ حادثہ نہ ہوتا۔

مت کہیئے ایسا مائیں ہمیشہ دعائیں دیتی ہیں۔۔۔۔۔جن خالہ نے کبھی آپ کو بددعا نہیں دی جب آپ کا کافر دل مومن نہیں ہوا۔ تو پھر قدرت کو یہ سزا دینا پڑی شکر ہے، یہ دن دیکھنے کے لئے وہ زندہ نہیں ہیں۔

شکور اور روزینہ کافی دیر رو رو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے رہے _____ چائے آ گئی ،تو شہ نے بچوں کو چائے پلائی۔

پھر روزینہ بولی، تو شہ بیٹی۔۔۔۔آپ کی امی کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔

ہاں اسی لئے تو آپ ان کی رحلت کا افسوس کرنے بھی نہیں آئی تھیں۔ کہ کہیں آپ کو جن خالہ منہ نہ دیکھنے پڑے۔

بس بی بی اور شرمندہ نہ کرو۔ اب میں اپنی زندگی آپ لوگوں کی خدمت میں گزار دوں گی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

نہیں چاچی ہمیں آپ کی خدمت گزاری کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی میں آج شام کی فلائٹ سے امریکہ میں لیلیٰ کے پاس جا رہی ہوں۔

پھر اس نے مختصراً انہیں لیلیٰ کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اس کی طبیعت خراب رہتی ہے۔ وہ علاج کے لئے جا رہی ہے۔

روزینہ نے بڑی حسرت سے سارے گھر پر نظر ڈالی، اور بولی۔

اب ہم کیا کریں؟

تو شہ نے براہ راست عبدالشکور کو مخاطب کر کے کہا۔

شکور چاچا: تلافی کی صورت یہی ہے کہ آپ گاؤں جائیں، اپنی ماں کی قبر پر جا کر معافی مانگیں۔ اور جتنے نیک کام وہ ادھورے چھوڑ گئی ہیں۔ وہ مکمل کرنا شروع کر دیں۔ ان کی خواہش تھی کہ آپ گاؤں میں رہیں _____ ان کے پاس رہیں _____ چلیئے اب رہ لیجئے _____ اب اس گاؤں میں ساری سہولتیں ہیں۔ سکول، کالج ہیں۔ ہسپتال ہے، آپ کے بچے وہاں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر میری ماں کی روح خوش ہو تو میں یہ بھی کرنے کو تیار ہوں _____

نہیں نہیں ہم سب جائیں گے ہم اماں کے گاؤں میں جا کے رہیں گے ہم ان کی ہر وصیت پوری ریں گے ہم اماں کے گاؤں میں جا کے رہیں گے۔ روزینہ ایسے رو رہی تھی، جیسے اس نے کبھی غرور نہ کیا بھی زبان درازی نہ کی ہو کبھی بدتمیزی اور بے ہودگی نہ کی ہو۔

افسوس تو شہ نے دل میں سوچا _____

کاش انسان ٹھوکر کھانے سے پہلے سنبھل جائے، قدرت ظالم نہیں ہے وہ تو ماں کی طرح مہربان ہے مگر انسان خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ اور خود دہائی دیتا ہے۔

شام کو جب مستعان توشہ کو ایئر پورٹ لے کے جا رہا تھا۔ تو وہ معمول کے خلاف بہت گھمبیر اور بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔ جیسے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے اس نے راستے میں اسے عبدالشکور اور روزینہ کی آمد کا پورا قصہ سنایا_____ نہ اسے حیرت ہوئی، نہ غصہ آیا۔ آخر میں بس اتنا ہی کہا۔

توشہ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے انہیں_____ اس سے بہتر ردعمل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر توشہ نے اسے بتایا کہ گھر کو مقفل کر کے اندر باہر کا سارا انتظام اس نے کس کے سپرد کیا ہے۔ خانساماں جب تک تم رہو گے یہاں رہے گا۔ آیا کوارٹر میں اپنے بال بچوں کو لے آئے گی۔ اور خان چوکیدار سارے گھر کی حفاظت کرے گا۔

پھر وہ خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر سوچنے لگی۔ کہ شاید وہ اس کے جانے سے آزردہ ہو رہا ہے۔ اس کی صحت کے بارے میں متفکر ہے_____

سٹیرنگ گھماتے ہوئے اچانک مستعان نے کہا_____

توشہ میں نے تم کہا تھا۔ تم آئینہ جمال کو مل کے اسے عبدالغفور غافل کے سارے کرتوت بتاتی جاؤ۔

توشہ کو دھچکا لگا۔ تو وہ ابھی تک آئینہ جمال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے اس وقت بھی اپنی بیوی کا خیال نہیں تھا۔ اگر سفر درپیش نہ ہوتا، تو اس وقت اس سے الجھ جاتی مگر جانے سے پہلے وہ لڑنا نہیں چاہتی تھی۔ ذرا حوصلہ کر کے بولی۔

اس نے فون پر مجھ سے بات کی تھی، وہ آنا نہیں چاہتی تھی۔ وہیں سے خدا حافظ کہنا چاہتی تھی۔ اور اس نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ پورا سیریل مکمل کروائے گی۔ آخری قسط کی ایڈیٹنگ ہونے تک سنوڈیو آتی رہے گی_____

سیریل کی بات نہیں ہے۔ وہ خبیث غافل اسے اچھی طرح شیشے میں اتار چکا ہے۔

آئینہ بہت سمجھدار لڑکی ہے توشہ نے کہا۔

خاک سمجھدار ہے۔ جھک مار رہی ہے۔ اس کے اشاروں پر چل رہی ہے۔ گود میں بیٹھی آئینہ کا سر پیار سے سینے کے ساتھ لگا کر توشہ نے کہا۔

مگر مستی تمہیں آئینہ جمال خبط کیوں ہو گیا ہے۔ وہ اپنا اچھا یا برا خود سمجھ سکتی ہے۔

ہاں ہاں کہہ دو کہہ دو میں اس پر عاشق ہو گیا ہوں۔ فدا ہو گیا ہوں۔ اس کے ساتھ۔

چپ کرو مستی_____ توشہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ تم بس اپنا طرز عمل دیکھو کیا ایک بیوی کو رخصت کرنے کا یہ انداز ہے۔ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم میں کتنے عرصے کے لئے جا رہی ہوں، واپس آؤں گی یا نہیں۔

یہ کہہ کر توشہ رو پڑی۔۔۔۔۔

بس وہی عورتوں والا حربہ بات کی نہیں کہ آنسو چھلک آئے۔

توشہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔۔۔۔ پھر اس نے اپنا چہرہ صاف کر لیا۔

تھوڑی ہی دیر میں مستعان بھی اپنے آپ میں واپس آ گیا۔

جان: سمجھنے کی کوشش کرو۔ تمہارے جانے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت بے بس اور لاچار سمجھ رہا ہوں۔ پریشان بھی ہوں۔ اس پر وہ کمینہ غافل وہ میری پشت میں چھرا گھونپ رہا ہے۔

توشہ کو اتنا ذہنی صدمہ پہنچا تھا کہ وہ چپ رہی، اور دل میں سوچنے لگی، اچھا ہے جو میں اس کی دنیا سے خود ہی نکلی جا رہی ہوں۔

شاید تمہیں بھی سن کر صدمہ پہنچے_____ کہ آئینہ جمال، غافل سے شادی کر رہی ہے۔

وہ دوبارہ خود بولا۔

میں نہیں مانتی توشہ نے کہا۔

سارے سنوڈیو میں یہ بات مشہور ہے۔

سنوڈیو میں تو یہ بھی مشہور ہے کہ تم اس کے عاشق ہو_____ کیا میں اس کو بھی سچ مان لوں۔

اتنے میں ایئر پورٹ آ گیا۔ دونوں نے اپنے چہرے ٹھیک کئے۔ توشہ نے گود میں سوئی آئینہ کو اٹھا کے بال درست کئے_____ مستعان ٹرالی کھینچ لایا جلد جلد یہ کارروائی ہوئی۔ بہت

بوجھل دل کے ساتھ توشہ نے انٹرنیشنل ڈیپارچر لاؤنج کی طرف قدم بڑھائے تو مستعان نے اس کو تھام لیا۔ اور بہت محبت سے بولا، دل میلا نہ کرو۔ کام ختم ہوتے ہی میں آ جاؤں گا۔ پھر ہم مل کر ورلڈ ٹور پر جائیں گے۔ میں تمہاری ساری تھکن اتار دوں گا۔ توشہ صرف سوگواری سے مسکرائی۔ جان پلیز غصہ تھوک دو۔ میرے دل میں تمہارے سوا کوئی نہیں اس نے بڑھ کر آئینہ کو پیار کیا۔ توشہ کو گلے لگایا مائیک میں اعلان ہو رہا تھا۔ وہ پرنم آنکھوں سے خدا حافظ کہہ کر اندر چلی گئی۔

مستعان سٹوڈیو میں داخل ہوا۔ تو غافل صاحب کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا سیدھا وہیں آ
افل صاحب حسب معمول پائپ منہ کے ساتھ لگائے کچھ پرنٹ دیکھ رہے تھے۔ مستعان کو دیکھا
ے ہو کر ہاتھ ملایا۔ غافل صاحب عمر میں مستعان سے دس سال بڑے ہوں گے۔ مگر چونکہ دوستی
ا اس لئے ایک دوسرے کا یار کہہ کر بلاتے تھے۔ ہنس کر بولے، غریب خانے پر آئے ہو آج کیا

مستعان نے ان کے طنز کو نظر انداز کیا، کیونکہ آج وہ دوستانہ سطح پر ان سے بڑی نرمی سے بات
ے آیا تھا۔

غافل یار اب یہ مذاق چھوڑ دو اور ذرا سنجیدہ ہو جاؤ، مستعان نے کہا۔

کون سا مذاق دوست _____؟ وہ منہ سے پائپ نکال کر بولا۔

یہی جو تم آئینہ کے ساتھ کر رہے ہو؟

میں آئینہ کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں، تم پاگل ہو گئے ہو؟ کیا مطلب ہے تمہارا اس

یہاں سٹوڈیو میں مشہور ہو رہا ہے تم اس سے شادی کر رہے ہو؟

میں، میں شادی کر رہا ہوں۔ غافل نے دھواں چھوڑ کر کہا، تم نے غلط سنا ہے۔

تو پھر _____ مستعان جلدی سے بولا۔

پہلے پوری بات سن لو بلکہ آئینہ مجھ سے شادی کر رہی ہے؟

تو کیا فرق ہوا اس بات سے مستعان ایک دم غصے میں آ گیا۔

فرق ہے یار من She is in love With Me شی از ان لو وِد می۔ یہ اس کا فیصلہ ہے کہ
ے ساتھ شادی کرے گی۔

اور تم اسے سمجھا سکتے ہو کہ تم اس کا میچ نہیں ہو۔ تمہاری اور اس کی عمر میں فرق ہے۔

سٹیٹس میں فرق ہے؟

کیا اس کو نظر نہیں آتا اس کی نزدیک کی نظر کمزور ہے۔

وہ تو بچی ہے۔تم تو بچے نہیں ہو۔

واہ واہ تمہاری منطق جب تمہارے سیریل میں ایک بھرپور عورت کا کردار ادا کرے تو وہ عورت بن جاتی ہے، میرے لئے بچی ہے۔

دیکھو غافل میں تمہارے ساتھ فضول بحث کرنے لئے نہیں آیا ہوں۔میں تمہیں کہنے آیا ہوں کہ آئینہ کی زندگی کے ساتھ نہ کھیلو۔

یہ میری مرضی ہے۔اور میرا اپنا معاملہ ہے۔

تب تو اسے بتانا پڑے گا کہ تم کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکے ہو؟

بتا کے دیکھ لو اگر وہ تمہاری بات کا اعتبار کر جائے تو اور میں تمہارا شکر گزار ہوں دوست، تم نے اس کے ساتھ کچھ ایسا کیا ہے۔کہ وہ سیدھی آ کے میری جھولی میں گر گئی ہے۔میں تو کبھی لڑکیوں کی پروا نہیں کرتا_____

تو مجھے اسے سمجھانا پڑے گا غافل صاحب: مستعان نے اپنی بڑی ہتک محسوس کی۔

ایسے فضول مغز ماری نہ کرو۔میرے اندر ایک خاص کشش ہے۔جب میں کسی لڑکی کو نظر بھر کر دیکھتا ہوں تو وہ Resist نہیں کر سکتی۔میری شخصیت میں جاذبیت ہے، میری باتوں میں جادو ہے۔آج تک جو پھنسی ہے۔وہ پھڑکی نہیں۔۔۔۔

دیکھو غافل۔۔۔مستعان نے اپنا لہجہ ذرا نرم کیا۔آئینہ بڑے بھلے گھر کی لڑکی ہے۔اور توشہ اسے اپنی ذمہ داری پر یہاں لائی تھی۔

اب توشہ بھابی کی ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔کیونکہ سیریل کی ریکارڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔اب تمہارا یا توشہ بھابی کا نہ تو آئینہ پر حق ہے اور نہ احسان ہے۔شہر میں اس کے حسن اور اداکاری کی دھوم ہے۔اب آئینہ میری ہوگی۔اور آئندہ میرے ڈراموں میں کام کیا کرے گی۔

نہیں یہ کبھی نہیں ہوگا_____

اچھا جو تم نے کرنا ہے کر کے دیکھ لو_____

بس تم اس سے شادی نہیں کرو گے_____

تمہاری اس دھمکی کے بعد انشاء اللہ ضرور شادی کروں گا۔تمہیں شادی میں مدعو کروں گا اور اسی شہر میں گا۔

میں اور تم ساتھی نہیں رہ سکیں گے_____

جس کے پاس حسین چہرہ ہو۔وہ شہر میں اکیلا نہیں ہوتا۔مستقبل قریب میں تم میری قسمت پر روؤ گے۔مگر حسد کرنے کی ضرورت نہیں۔تم جانتے ہو میں ہمیشہ سے قسمت کا دھنی ہوں۔

تمہیں دیکھ لوں گا غافل صاحب میں دیکھ لوں گا۔

جاؤ جاؤ کسی اور کو دھمکانا تم بھی تو اپنی بیوی کو امریکہ بھیج کے اس پر ڈورے ڈالنا چاہتے تھے۔

بکواس ہے۔میں اس کی عزت کرتا ہوں۔مجھے اس کا احترام ہے۔

وان لڑکی کو لوگ یہی کہہ کر پھنساتے ہیں۔

یک ہے، مستعان کھڑا ہو گیا_____ میں اسے تمہارے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دوں گا_____ یہ کہہ کر باہر نکل گیا، غافل صاحب نے قہقہہ لگایا، جسے جاتے جاتے اس نے سن لیا۔

اپنے کمرے میں جا کر غصے پر قابو پاتا رہا۔

غافل صاحب نے فون اٹھایا۔آئینہ اس وقت گھر پر تھی_____ بولے۔۔۔۔

بابی۔۔۔۔۔ابھی وہ آیا تھا تمہارا بے بون (Baboon)

ان۔۔۔آئینہ بولی۔

تمہارا عاشق نامراد۔۔۔۔مجھے دھمکا کر گیا ہے۔۔۔۔۔کہہ رہا تھا۔تم میری محبوبہ سے شادی کرو میں تمہیں قتل کرا دوں گا۔

اس کی یہ ہمت ہوگئی۔۔۔۔

نے بہت کچھ کہا ہے اس نے_____ اصل میں ہم نے اس کے ارادوں پر پانی پھیر دیا اس کو بھیج کر وہ اب ہی تو فارغ ہوا تھا۔نئی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔کہ ہماری شادی کی بھنک کان میں پڑ جائے۔ڈارلنگ اب دیر نہیں ہونی چاہیے وہ انتہائی کمینہ آدمی ہے۔کوئی اور چکر چلانے کی کوشش کرے گا۔

میں مان رہیں میں کیا کروں؟

بھئی تم ہر ایک کو مسخر کر لیتی ہو۔ ماما کے ساتھ بھی کوئی جادو چلاؤ نا؟ ادھر ہمارا حال برا ہوا جاتا
دیکھنا وہ بے بون پھر ادھر آئے گا۔

اچھا نام رکھا ہے آپ نے اس کا _____ آئینہ بولی۔

بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں تمہارے ساتھ مل کر جو سیریل بنانا ہے۔ اس کا نام aby and
Baboon نہ رکھ دیا جائے۔

آئینہ قہقہہ لگا کر ہنسی غافل صاحب آپ کی خیال آرائی کی داد دینا پڑے گی۔

ہائے میری جان اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ایسا کھنکتا ہوا چاندی کا قہقہہ لگایا ہے کہ میر
دل پر لگا ہے جا کر۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تو کہتا ہوں تمہارے قہقہوں پر ایک سیریل بنایا جائے۔

اچھا غافل صاحب ماما آ رہی ہیں _____

جلدی خوش خبری دو نا _____

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ آج انہیں اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ ان کی اور مستعان کی اب نہ
چل سکے گی پہلے بھی کئی بار وہ لڑ کر جا چکے تھے۔ مگر اب کے معاملہ ہی کچھ اور ہو گیا تھا۔

مستعان نے گاڑی نکالی اور سڑک پر ڈال دی۔ وہ اس سے پہلے آئینہ جمال کے گھر کبھی نہیں گیا
ی سڑک کا نام اور گھر کا نمبر جانتا تھا۔ مگر اسے حیرت ہوئی کہ وہ کچھ دیر میں ٹھیک اس کے گھر پہنچ
یا۔

گاڑی پورچ کے اندر لاک کر کے اس نے بیل دبائی ایک ملازم آیا۔ اس نے اسے اپنا کارڈ دے
بھیج دیا۔

تھوڑی دیر میں ملازم اسے بلا کے آ گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ بہت حیران ہوا، اسے یوں
وہ پہلے بھی اس گھر میں آ چکا ہے۔ مگر ذہن پر زور دینے کے باوجود اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ
ہاں آیا تھا۔ وہی ٹی۔ وی لاؤنج تھا جہاں ہمیشہ سے ٹی۔ وی رکھا ہوتا تھا۔ وہی کوریڈور تھی
پیتل کا بڑا پھول دان پڑا تھا۔ ساتھ کھانے کا کمرہ تھا جس کی کرسیاں نظر آ رہی تھیں۔
سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ بے اختیار اس کا دل چاہ رہا تھا، کہ دوڑ کر سیڑھیاں چڑھ
اتنے میں ڈرائنگ روم آ گیا دو خواتین بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ اس نے آئینہ کی ماما کو اب
ما دیکھا تھا مگر بھاری بھرکم خاتون کو دیکھتے ہی اس نے پہچان لیا اور ان کی طرف دیکھ کر بولا
السلام علیکم۔

علیکم السلام _____ انہوں نے کہا۔ آؤ بیٹھو وہ صوفے پر بیٹھ گیا بڑے حیرت سے
ڈرائنگ روم کو دیکھا۔ یوں لگا وہ اس کمرے کو پہلے بھی دیکھ چکا ہے کہاں دیکھ چکا ہے؟ اس کا
ٹٹولنے لگا۔۔۔۔۔۔ اک اک چیز، اک اک تصویر، اور اک اک ڈیکوریشن پیس اس کا دیکھا
اس کو جائزہ لینے میں محو دیکھ کر خاتون کھڑی ہو گئی اور بولی مہر واب میں جاتی ہوں۔ تمہارے
مانگے ہیں۔ تم ان سے باتیں کرو _____

مستعان چونک کر واپس آیا، تو اس کی نظر دوسری عورت پر جا پڑی یہ آنٹی کوکب ہیں نا؟ السلام علیکم
نے اتنی اپنائیت سے کہا کہ دونوں عورتیں چونک گئیں۔

بیٹے میں نے تمہیں پہچانا نہیں، دوسری عورت نے کہا تو مستعان عجیب مخمصے میں پھنس گیا۔ نہیں وہ انہیں کیسے جانتا تھا۔ اور اس نے انہیں کہاں دیکھا تھا۔

یہ میری چھوٹی بہن کوکب ہے یہیں پاس ہی رہتی ہے۔ آئینہ کی ماما نے تعارف کرایا مگن تمہیں ان کے بارے میں آئینہ نے بتایا ہو یہ کہہ کر انہوں نے کوکب کا ان سے تعارف کرادیا۔۔ چلی گئیں۔۔۔۔۔

پھر آئینہ کی امی متوجہ ہوئیں _____

کس طرح آنا ہوا وہ بڑی مشکل سے اپنے خیالات میں واپس آیا، خالہ جان دراصل میں آ سے ملنے آیا تھا۔

آئینہ تو اپنی سہیلی کے گھر گئی ہے۔

خالہ جان میں وقت ضائع کئے بنا آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئینہ ایک بہت ہی اچھی اور ہوئی لڑکی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ آج کل غافل صاحب کے ساتھ زیادہ رہتی ہے اور۔

اچھا ہوا یہ بات تم نے خود شروع کر دی خالہ جان کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اگر توشہ یہاں ہو میں اس سے پوچھتی کیا اسی لئے اس نے میری بیٹی کو ڈرامے میں کام کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ کہ وہ غا کے فیصلے کرتی پھرے۔

نہیں خالہ جان: آپ اسے اب بھی روک سکتی ہیں۔۔۔۔

یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ پتہ نہیں تم نے اپنے طرز عمل سے میری بیٹی کو اتنا خوفزدہ اور ہرا کیوں کیا وہ تمہارا اور توشہ کا نام بھی نہیں سننا چاہتی وہ عجیب ضدی لڑکی بن گئی ہے ایک غلط شخص کو زندگی میں شامل کرنا چاہتی ہے۔

خالہ جان: غافل کو میں اچھی طرح جانتا ہوں _____ وہ اس سے پہلے تین لڑکیو زندگیاں تباہ کر چکا ہے میں یہ سب بڑی تفصیل سے آئینہ کو بتاؤں گا۔

آئینہ تو تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتی تمہارا نام نہیں سننا چاہتی تم سب نے مل کر میری غم زدہ کا مستقبل تباہ کر دیا ہے۔ ہم نے کیا بگاڑا تھا تمہارا۔

مگر مجھے ایک موقع تو دیں کہ میں اس سے _____

میں کیا موقع دوں ایک بے بس اور لاچار عورت ہوں آئینہ کی امی رونے لگیں۔ مستعان کے

نے لگا۔ اس کا دل چاہنے لگا وہ اس نہایت محترم اور پیاری عورت کے قدموں میں بیٹھ جائے ہاتھ پکڑ کے اپنے ماتھے پر لگا لے پتہ نہیں یہاں کی ہر چیز اپنی اپنی کیوں لگ رہی تھی۔

کر چائے لے آیا _____

ن پیالیوں میں اس نے پہلے بھی چائے پی تھی کب کہاں اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔

ب چائے ختم ہوئی تو آئینہ کی ماما نے کھردرے پن سے کہا۔

ستعان صاحب اب آپ آئندہ اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھیں۔ میری بیٹی ہی نہیں میں بھی پ کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔

چھا میں نہیں آؤں گا۔ مستعان کھڑا ہو گیا۔ اس نے ذرا بھی اپنی ہتک محسوس نہیں کی مگر اتنا

پلیز خالہ جان اسے اس شادی سے ضرور روکیے پلیز۔

وہ روتی رہیں۔ اور وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتا۔ اور گھر کو اندر سے دیکھتا واپس نکل آیا۔

جب اس کی موٹر گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ آئینہ اپنی سہیلی کی موٹر میں گھر کے اندر آ رہی تھی۔

اس کے جاتے ہی وہ گھر میں داخل ہوئی سیدھی ماں کے پاس گئی اور چیخ کر بولی۔

وہ خبیث گھٹیا آدمی کیوں آیا تھا۔ کیوں آیا تھا؟

ماما نے سر اٹھا کر دیکھا، اور بولیں _____

اپنا مزاج سنبھالو، آج کل تم اپنے آپ میں نہیں ہو _____

مگر وہ کیوں آیا تھا۔

یہی کہنے آیا تھا غلط قدم اٹھا رہی ہو۔۔۔۔۔ غلط آدمی سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم

اور یہ بھی کہا ہوگا اس نے وہ تین لڑکیوں کی زندگیاں برباد کر چکا ہے۔ ہے نا؟ آپ اس سے بھلا اس نے کتنی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں۔ اس نے اپنی بیوی کو امریکہ میں دھکا دے دیا ہے۔۔۔۔ وہ میری جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑا ہوا تھا۔

مجھے تو وہ شکل سے معقول آدمی لگتا ہے۔ میں نے اسے جو کہنا تھا کہہ دیا مگر تم سے کیسے کہوں کہ تم کنوئیں میں گرنا چاہ رہی ہو مجھے غافل ذرا بھی بھروسے کا آدمی نہیں لگا۔ نہ اس کا تمہارا جوڑ ہے

دیکھنے میں وہ انتہائی ناشائستہ اور بے ڈھنگا آدمی نظر آتا ہے۔ایک حادثہ تو تمہارے ساتھ قدرت کی طرف سے ہوگیا اسے ہم نے اللہ کی رضا سمجھ کے برداشت بھی کرلیا۔دوسرا حادثہ تم اپنی رضا سے کر چاہتی ہو اپنی رضا سے تباہی کے گڑھے میں گرنا چاہتی ہو۔

ہوگیا نا؟اس مصنوعی آدمی کی باتوں کا اثر؟

اس کی باتوں کا اثر نہیں جب سے میں نے اس موئے غافل کو دیکھا ہے۔طبیعت بے سکون ہوگئی ہے۔

ماما: یاد ہے آپ امریکہ میں ہر وقت مجھے کہتی رہتی تھیں کہ شادی ہی تمہارا علاج ہے تم جہاں چاہو شادی کرلو۔میں بالکل مخالفت نہیں کروں گی۔آپ کی شرط تو شادی ہی تھی نا؟

پھر بھی بیٹا میں ماں ہوں ماما نے نرمی سے کہا تمہیں دلدل کی طرف جاتا کیسے دیکھ لوں

بس ماما: اب مجھے زندگی کا فیصلہ خود کرنے دیں۔۔۔۔۔۔۔جو میرا خواب تھا وہ پورا نہیں ہوا اور کسی بھی آدمی کے ساتھ پورا نہیں ہوسکتا۔مجھے اپنے ذاتی تحفظ کے لئے صرف شادی کرنا ہے دنیا میں بچ کے رہنے کے لئے۔

تم نہیں جانتیں آئینہ۔۔۔۔۔۔شادی صرف ایک واقعہ نہیں ہے۔یہ ساری زندگی کا معاملہ ہوتا ہے اگر تم سکھی نہیں رہو گی تو دکھ تو مجھے ہی ہوگا۔

ٹھیک ہے سکھی نہیں رہوں گی تو واپس آجاؤں گی اس گھر کے دروازے تو بند نہیں ہوں گے نا؟

بیٹی کتنی بیدردی سے تم نے کہہ دیا ہے کہ واپس آجاؤں گی۔کیا کوئی ماں چاہتی ہے اس کی بیٹی شادی کے بعد واپس آجائے۔

ہوسکتا ہے کہ نہ بھی آؤں _____ آپ تو ہر بات کو پکڑ لیتی ہیں۔

اچھا بیٹی اللہ تمہاری مدد کرے _____

آئینہ پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔۔۔اور دھڑ دھڑ کر کے اپنے کمرے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

ستان بڑے بوجھل دل کے ساتھ گھر آ گیا۔آج یوں بھی سٹوڈیو کا سارا کام ختم ہوگیا تھا۔
داخل ہوا تو گھر کا سناٹا اور گھر کی ویرانی اسے ڈرانے لگی۔توشہ کو گئے ایک ہفتہ ہوگیا تھا۔
جاتے ہی فون بھی کر دیا تھا _____ وہ اپنے بیڈروم میں آنے کی بجائے انکل کی
ں آ گیا۔خانساماں کو چائے کے لئے کہا اور وی۔سی۔آر پر ایک انگریزی فلم لگا کے بیٹھ گیا
دل نہیں لگا۔خیال کہیں نہیں جم رہا تھا اس نے فلم بند کردی صرف میوزک آن کر دیا۔ہلکی ہلکی
بجنے لگیں ۔۔۔۔۔۔موسیقی سایوں میں ڈھلنے لگی۔باہر شام کے سائے ڈوب رہے
در اس کا دل ڈوب رہا تھا۔آج اس کا دل عجیب طرح مضطرب تھا۔۔۔۔۔یوں دھڑک رہا
یہ اس کا دل نہیں اسے بار بار توشہ کا خیال آ رہا تھا۔۔۔۔۔ایسے میں وہ اسے سنبھالا کرتی
شہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا انعام تھی مگر اس نے توشہ کو خفا کر کے بھیج دیا تھا۔کس کے
ینہ جمال کے لئے؟کون تھی آئینہ جمال کہاں سے آئی تھی وہ اس کے لئے اتنا فکرمند کیوں
دل سارا دن مارا مارا پھرتا رہا۔اور بار بار اپنے آپ کو مجروح کرتا رہا۔۔۔۔۔۔اور وہ گھر
۔۔۔آئینہ جمال کا گھر کس خواب میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔اس کے ساتھ اس کا کیا ناطہ تھا۔وہ
در داخل ہوا تو یوں لگا کہ جنم جنم سے اس گھر میں مکیں تھا۔۔۔۔۔اس کے ہوش وحواس پہ وہ
طاری ہوگیا وہ جو ایک فوجی کی تصویر لگی تھی لگتا تھا وہ ان سے بار ہا مل چکا ہے۔وہ ذہن کو
کھرچ کے یاد کرتا۔کچھ بھی یاد نہ آتا۔شام سے وہ گھر آسیب کی طرح اس کے سینے پر چمٹا
۔۔۔جوں جوں سوچتا بیکلی بڑھتی جاتی جی چاہتا دوڑ کر وہاں جائے اور مسز جمال سے پوچھے
اس گھر میں کیا رہ گیا ہے۔۔۔۔۔مگر جتنی اس کی بے عزتی ہو چکی تھی وہ اسے الگ تڑپا رہی
باتیں کہنے والا ڈرامے بنانے والا اپنی زندگی کے اس موڑ پر معمہ بنا کھڑا تھا۔

پھر اپنی عادت کے مطابق اس نے کڑی سے کڑی ملانے کی کوشش کی _____ خانساماں
آ کر کھانے کا پوچھ چکا تھا۔اس نے کہا بھئی کھانا لا کر اس تھرماٹرالی میں رکھ دو۔جب بھوک لگے

گی کھالوں گا، اور تم جا کر سو جاؤ _____ خانساماں کھانا رکھ کے جا چکا تھا۔ اپنی بے چینی اور
کو دور کرنے کے لئے وہ اپنے بچپن کے واقعات یاد کرنے لگا _____ واقعات یوں یاد آنے
جیسے قطار باندھے کھڑے ہوں _____ اک اک بات اسے واضح طور پر یاد تھی۔ اس کا مط
ہے اس کا دماغ بالکل ٹھیک کام کر رہا تھا۔ اور سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت موجود تھی
اس نے توشہ کے ساتھ شادی تک ساری باتیں اپنے ذہن میں دہرالیں _____

پھر دل کی طرف آیا _____ دل _____ ؟

تو اسے وہاں سے یاد کرنا پڑا۔ جب وہ سرجری کے لئے امریکہ گیا تھا۔۔۔۔۔ تہہ در تہہ پ
اٹھاتا گیا۔ پھر ایک دم چونک گیا۔ ڈاکٹر ونسٹن نے اسے کاغذات سے بھرا ہوا ایک بریف کیس دیا
اور اسے بتایا تھا۔ اس کے آپریشن کا نہ صرف اس میں ریکارڈ ہے۔ بلکہ ایک مائیکرو فلم بھی اس کے
ہے۔ جو اس کے آپریشن سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا تھا _____ کہ ایسے آپریشنوں میں
عام طور پر ہر ہر مریض کی مائیکرو فلم بنا کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ آگے چل کر اگر کوئی الجھن پیدا ہو تو اس کا
سد باب ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر نے اسے بار بار تاکید کی تھی۔ کہ جب وہ بالکل صحت مند ہو جائے اور ذہنی طور پر اس قا
ہو جائے تو یہ سارے کاغذات تصاویر غور سے دیکھ لے _____ اور اس مائیکرو فلم کو بھی دی
_____ پھر اللہ کا شکر ادا کرے جس نے معجزاتی طور پر اسے بالکل نئی اور خوبصورت زندگی
_____

ڈاکٹر نے یہ بھی کہا تھا۔ جن لوگوں نے آپ کی زندگی کو بڑھاوا دیا ہو۔ ان کے احسانات کو ہمیں
یاد رکھنا چاہیے _____ ان کے لئے کار خیر انجام دینے چاہئیں، اور جا کر ان کا شکریہ ادا کر
چاہیے _____

اس وقت اس نے بچ جانے کی خوشی میں ڈاکٹر کی باتوں پر غور نہیں کیا تھا _____ ا
رات کی تنہائی میں اور گھر کے سناٹے میں ڈاکٹر کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی، اب باتوں کے معا
اور مفہوم بھی سمجھ میں آ رہے تھے _____ کڑی سے کڑی ملتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یاد آ
کہ ہسپتال سے آتے وقت ریکارڈ والا بریف کیس قدرت نے اٹھا لیا تھا۔ اور ہنس کر کہا تھا۔ "ان ہی
اللہ کی قدرت بند ہے _____"

جب وہ امریکہ سے واپس آ رہا تھا _____ تو لیلیٰ نے خاص طور پر کہا تھا۔ یہ بریف کیس
احتیاط سے لے جائیے گا۔ اور اسے قدرت کی موٹر میں رکھ دیا تھا۔

لیکن اس یاد آیا، قدرت نے وہ بریف کیس اسے پکڑایا نہیں تھا۔ جب فون پر لیلیٰ کی بات ہوئی
تھی تو یہ بات اس نے لیلیٰ سے کہہ دی تھی۔

اس کے بعد _____ ایک پورا سال گزر گیا۔۔۔۔ سال سے کچھ مہینے اوپر گزر گئے، اسے نہ تو
بریف کیس کا خیال آیا۔ نہ اس نے لیلیٰ کو یاد دلایا _____ بس لاشعور میں کہیں یہ بات تھی کہ اب
امریکہ چیک اپ کے لئے جانا ہے۔ تو وہاں جا کر لے لیں گے لیکن اس وقت اچانک اس بریف کیس کی
ضرورت جاگ اٹھی تھی اس کا بے اختیار دل چاہنے لگا اپنے تمام کاغذات کھول کر دیکھے پڑھے فلم دیکھے کہ اس
کا آپریشن کیسے ہوا۔

وہ سب کیسے ہوا _____ ؟

جو اتنا ناممکن تھا _____

اسے نئی زندگی کیسے ملی _____ ؟

واقعی بندہ بڑا ناشکرا ہے _____ بس دکھ میں ہی اپنے رب کو پکارتا ہے سکھ ملتے ہی رب
کو بھول جاتا ہے۔۔۔۔۔

کام تو سارے ٹھیک ہوتے رہے _____ مگر یہ آئینہ جمال رستے میں آ گئی۔۔۔۔ اور
تب وہ غافل سے شادی کر رہی تھی۔

وہ کسی سے بھی شادی کرے مستعان کو کیا؟ اس کی مرضی ہے۔ اس کی زندگی ہے۔ مگر اسے اتنا دکھ
کیوں ہو رہا ہے، شاید اس لئے کہ غافل کبھی ایک اچھا شوہر ثابت نہیں ہو سکتا۔ غافل نے بہت پہلے ایک
لڑکی سے لو میرج کی تھی اس میں سے ایک بچی بھی تھی غافل اس عورت کو کبھی خوش نہ رکھ سکا اس نے
طلاق لے لی۔ نمعلوم وہ عورت اور وہ بچی کہاں تھی _____

غافل ایک بہت ہی اعلیٰ پائے کا کیمرہ مین تھا۔ مستعان کی کمپنی میں آ گیا _____
مستعان ہر باصلاحیت آدمی کی قدر کرتا تھا۔ سو اس سے دوستی ہو گئی۔ مگر جب غافل کا دل کام سے اچاٹ
ہو جاتا وہ کہیں روپوش ہو جایا کرتا تھا _____ ملک کے اندر یا ملک سے باہر _____
جب پیسے ختم ہو جاتے۔ آوارگی کا شوق پورا ہو جاتا۔ وہ آ جاتا۔ مستعان اسے فوراً رکھ لیتا کیونکہ اس جیسا

کام پورے شہر میں کوئی نہیں کرسکتا تھا۔اس سے پہلے دو بار ایسا ہوا کہ یہیں سے لڑکیوں کو حکم دے کر ساتھ لے گیا۔لڑکی پھنسانے میں وہ بہت ماہر تھا باری باری دونوں لڑکیوں کو شادی کا جھانسہ دے کر لے گیا تھا ۔۔۔۔۔مگر اس نے دونوں سے شادی نہیں کی تھی ایک لڑکی نے خودکشی کر لی تھی اور دوسری کو پاگل پن کے دورے پڑنے لگے تھے مستعان اسے کئی بار احساس دلا چکا تھا کہ وہ معصوم لڑکیوں سے نہ کھیلا کرے۔کسی کی بددعا لگے گی اسے ،اور وہ _____ ہنس کر کہتا۔ان احمق لڑکیوں کی بددعا نہیں لگ سکتی، جو کم بخت پھنسنے کے لئے پر پھیلائے رکھتی ہیں۔

تم ہر چیز سے غفلت برتتے ہو یار۔۔۔۔۔۔دوسروں کے حقوق اور جذبات سے غافل نہ رہا کرو۔اکثر مستعان اسے کہتا _____ اور رفتہ رفتہ وہ اسے واقعی غافل کہنے لگا تھا۔وہ اپنے اس نام سے بہت خوش ہوتا تھا۔کہتا تھا غافل ہوں تو اچھی گزر رہی ہے _____ جن ساری کمپنی میں اس کا نام غافل مشہور ہوگیا،تو اس نے ان سب کو چڑانے کے لئے اپنے دفتر کے باہر عبدالغفور غافل یعنی اے۔جی۔۔غافل لکھ دیا تھا۔

اس سال وہ ملک سے باہر چلا گیا تھا _____ اور دو بڑے ہی قیمتی اور جدید ترین مووی کیمرے لے آیا تھا۔مستعان نے وہ کیمرے اس سے خرید لئے تھے سیریل کے پیسے آتے ہی مستعان نے اس کو پچاس ہزار روپے دے دیئے تھے مگر وہ اپنی بدباطنی کی وجہ سے ہر ایک سے کہتا تھا۔میں اس کمپنی کا حصے دار ہوں کیونکہ میں نے مستعان کو پچاس ہزار کے کیمرے دیئے ہیں مستعان یہ باتیں سن کر برداشت کرتا تھا۔۔۔۔۔کیونکہ دوستی میں یہ سب کرنا پڑتا ہے مستعان جس بات سے اختلاف کرتا تھا۔وہ یہ تھی کہ وہ نوجوان لڑکیوں کا احترام نہیں کرتا تھا۔عورت کی عصمت کو دو کوڑی کا سمجھتا تھا۔اور سر عام کہتا تھا۔چند سینکڑوں میں کسی بھی عورت کو خریدا جاسکتا ہے یہ اسی قابل ہوتی ہیں کہ انہیں پامال کیا جائے۔

اتنی جلدی اس نے آئینہ جمال کو اپنے شکنجے میں کسا تھا مستعان کو حیرت ہوتی۔وہ تو ان سب لڑکیوں سے زیادہ ذہین اور _____ باحیثیت تھی اس کی ایسی کیا مجبوری تھی۔

سوچ سوچ کر مستعان بہت دکھی ہوگیا۔کہ مستعان ہی اس کی بربادی کا باعث تھا۔وہ مستعان سے دور بھاگتی تھی اس سے شدید نفرت کرتی تھی۔انتہائے نفرت میں اس نے یہ قدم اٹھایا تھا۔وہ اسے کیسے سمجھاتا کہ وہ موت کے کنویں میں موٹر سائیکل چلانے کی کوشش کر رہی ہے وہ کیا

ہا کیسے کہتا غافل سے بات کی تو اپنی کمینگی پر اتر آیا اب وہ اپنے مکروہ منصوبے کو جلدی جلدی ۔پہنائے گا۔

مگر اسے آئینہ سے ہمدردی کیوں تھی۔آئینہ اس کی کیا لگتی تھی کیا اس کا آئینہ سے کوئی پچھلے جنم کا ۔تھا پچھلے جنم کا خیال آتے ہی اسے ڈاکٹر دنسٹن کی باتیں یاد آنے لگیں۔اس وقت وہ گھر میں بالکل تنہا ۔رات کا پچھلا پہر تھا،سب کمرے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔صرف اس کے کمرے میں بتی ۔جل رہی تھی۔باہر سے مینڈک کے ٹرانے کی آوازیں صاف آرہی تھیں زمین وآسمان سن ہوئے کھڑے ۔ہے۔اسے عجیب سا خوف محسوس ہوا یہ عرفان کے لمحے ہوتے ہیں۔اس پر ادراک کی بارش ہونے لگی۔ ۔یں واضح ہو کر اس کے سامنے آنے لگیں۔اور جب صورت حال اس پر روشن ہوئی تو وہ رونے لگا _____ بہت رویا _____ تڑپ تڑپ کر رویا _____ رونے کے بعد اس ۔اپنا چہرہ صاف کیا اور دل میں سوچا کہ وہ زندگی بھر کبھی نہیں رویا تھا۔امی ابو ہی اس کی زندگی تھے۔ان ۔موت کا بہت صدمہ ہوا تھا _____ وہ کئی دن تک زندگی اور دنیا سے دور ہوگیا تھا۔مگر آنسوؤں ۔نہیں رویا تھا۔یہ عادت اسے کیسے ملی۔کہ وہ آنسوؤں سے رورہا تھا _____ کیا اسے آئینہ ۔بربادی کا اشارہ نچ تھا۔یا بیوی کے جانے کے بعد وہ اتنا حساس ہوگیا تھا _____

اس نے گھڑی دیکھی۔۔۔۔۔تین بج رہے تھے۔

یقیناً اس وقت لیلیٰ گھر آچکی ہوگی _____ اسے توشہ اور لیلیٰ سے بات کرنے کی طلب ۔نے لگی۔اس نے نمبر ملایا _____ توشی نے اٹھالیا۔اس کی آواز سنتے ہی مستعان کا دل مچلنے ۔آنکھیں چھلکنے لگیں _____

ہیلو توشی _____ تم ٹھیک ہو نا؟

میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔تمہیں کیا ہوا ہے۔

مجھے _____ مجھے میں تو بالکل ٹھیک ہوں توشی _____

تمہاری آواز بھیگی ہوئی لگ رہی ہے۔اب یہ مت کہنا تم روتے رہے ہو _____ کتنی ۔ہے توشہ اپنے شوہر کی مزاج دان آواز شناس _____ اس نے دل میں سوچا نہیں توشی ۔بہت سخت نزلہ ہو رہا ہے تمہاری یاد میں اس نے ذرا آواز شگفتہ بنا کر کہا۔

نہیں مستی مجھے تم ذہنی طور پر ٹھیک نہیں لگ رہے۔کوئی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔

پہلے اس کا دل چاہا کہ اسے بتا دے آئینہ جمال اور غافل کی شادی ہو رہی ہے۔ پھر جیسے کسی لاشعوری طاقت نے اسے روک دیا۔ اب توشہ ان نئے حالات کو نہ سمجھ سکے گی اور کہے گی میں آئینہ جمال کی محبت میں رو رہا ہوں۔

چھوڑو میری بات تم سناؤ تمہارے ٹیسٹ ہو گئے، ہسپتال کب داخل ہو رہی ہو۔

ٹیسٹ تو تقریباً ہو گئے ہیں۔ اب کچھ رزلٹ آنے والے ہیں۔ مگر میں نے لیلیٰ سے صاف کہہ دیا ہے جب تک مستی نہ آ جائے مجھے ہسپتال میں مت لے جانا۔ مستی میں تمہارے بغیر بالکل نہیں جاؤں گی۔ میں نے کہہ دیا ہے بس۔

اچھا ٹھیک ہے، لیلیٰ آ گئی ہو تو اسے فون دو۔

لیلیٰ نے فون پکڑ لیا۔

ہاں تو بے چین ہیں میرے دولہا بھائی کب آ رہے ہیں_____

جلد آؤں گا لیلیٰ تمہیں یاد ہے۔ ڈاکٹر نے مجھے ایک بریف کیس دیا تھا۔ اور وہ قدرت کے پاس رہ گیا تھا۔

پاس نہیں رہ گیا تھا۔ اس نے دانستہ آپ کو نہیں دیا تھا۔

کیوں؟

جب آپ آئیں گے بتاؤں گی، فون پر نہیں بتا سکتی_____

اس کی اشد ضرورت پڑ گئی ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی میں تمہیں آ کر بتاؤں گا۔

ٹھیک ہے مستی بھائی۔۔۔۔۔ میں کل ڈاکٹر کو فون کروں گی۔ اگر اس ریکارڈ کے ڈپلی کیٹ مل گئے۔ تو دوبارہ فیس دے کر لے آؤں گی۔

ضرور لے آنا میرے آنے سے پہلے وہ ریکارڈ تمہارے پاس ہونا چاہیے۔ عجیب احمق انسان ہوں میں بھی اب تک اتنی ضروری چیز کی طرف سے بے پروا رہا۔

کوئی تکلیف ہوئی ہے_____

ہاں تکلیف ہوئی ہے_____ مگر توشہ کو کچھ نہ بتانا۔ کل میں اپنی بکنگ کراؤں گا۔ امید ہے انشاء اللہ اسی ہفتے آپ لوگوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اب میرا یہاں ایک منٹ بھی دل نہیں لگ رہا۔

ٹھیک ہے، ٹھیک ہے_____ ہم لوگ تو خود بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے اور توشہ نے صاف کہہ دیا ہے۔ جب تک آپ نہیں آئیں گے وہ ہسپتال میں داخل نہیں ہو گی۔

ویسے کوئی خطرے کی بات تو نہیں_____

مستی بھائی بس جلدی سے آ جاؤ۔ ساری باتیں فون پر تو نہیں کہہ سکتے نا_____

بس آنے کی اطلاع دیجئے گا_____

ٹھیک ہے لیلیٰ۔۔۔۔ شب بخیر_____ ارے نہیں یہاں تو صبح پھوٹ رہی ہے۔ اچھا خدا حافظ، لیلیٰ نے فون بند کر دیا۔ اور توشہ کے فکر مند چہرے کو دیکھ کر بولی_____

ساجن تیرا بڑا بے چین ہو رہا ہے آنے کو_____ اور تو یہاں اس سے بدظن ہوئی بیٹھی ہے۔

وہ ٹھیک تو ہے لیلیٰ_____

ہاں آئے گا تو خود دیکھ لینا!

FIFTH PHASE

اب دل کی وادیوں کے
جگنو بھی سو چکے ہیں
خوابوں کے سب جزیرے
ویران ہو چکے ہیں
کس موڑ پر ملے ہو؟

لیلیٰ نے بچوں کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ ضامن اور آئینہ اس طرح کھیل میں مگن تھے۔ جنم جنم سے اکٹھے رہ رہے ہوں۔ لیلیٰ انہیں کھیلتا دیکھ کر مسکرائی اور توشہ کے کمرے میں آ گئی۔ اس کی ویک اینڈ آ گیا تھا۔ اور آج لیلیٰ گھر پر ہی تھی۔ اس نے دیکھا، اس ایک ہفتے میں توشہ کے چہرے پر رونق آ گئی ہے۔ وہ بڑی مطمئن اور صحت مند نظر آ رہی تھی۔ ورنہ پچھلے ہفتے جب وہ توشہ کو ائیر پورٹ سے لائی تھی۔ تو اس کی صورت دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ وہ اتنی لاغر ہو رہی تھی۔ آنکھوں کے گرد حلقے اور رنگ ہلدی کی طرح زرد تھا۔ جب وہ بڑھ کر اس کے گلے لگی تو بے اختیار رونے لگی تھی۔ دو بچھڑی ہوئی بہنیں ملتی ہیں۔ تو آنکھیں دونوں طرف سے جاری ہو جاتی ہیں۔ آتے جاتے لوگ ایسے مناظر روز دیکھتے ہیں۔ پھر سامان کی ٹرالی پکڑ کے اور آئینہ کو اٹھا کے باہر آ گئی تھی۔ اس وقت اس نے توشہ سے کچھ نہیں کہا تھا۔ سفر بھی لمبا تھا اور تھکان بھی بہت تھی۔ دو دن وہ آرام کرتی رہی۔ تیسرے دن وہ توشہ کو اپنے ہسپتال لے گئی۔ اور نئے سرے سے ٹیسٹ شروع ہو گئے۔ توشہ نے آتے ہی صاف کہہ دیا تھا۔

لیلیٰ، میں کچھ دن تمہارے ساتھ تمہارے گھر میں رہنا چاہتی ہوں۔ ابھی مجھے ہسپتال کے حوالے کرنا اور مستی کے آنے کا انتظار بھی کرنا۔

لیلیٰ مان گئی تھی۔ وہ ایک عرصہ سے ہسپتال میں کام کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا جب تک مریض ذہنی طور پر راضی نہ ہو جائے اسے کبھی ہسپتال میں نہیں لانا چاہیے۔ عام طور پر لوگ ہسپتالوں سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس نے گھر پر ہی توشہ کا علاج شروع کر دیا تھا۔

لیلیٰ ہنستی ہوئی توشہ کے کمرے میں آئی تو اس نے پوچھا_____

کیوں ہنس رہی ہو _____؟

تو بھی ذرا آ کر دیکھو۔ آئینہ اور ضامن کس مزے سے کھیل رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے یہ تو ازل سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

توشہ نے اٹھ کر چپکے سے جھانکا۔ ضامن لیگو سے گھروندا بنا رہا تھا اور آئینہ بڑی محویت سے اسے

دیکھ رہی تھی۔

توشہ واپس آ گئی۔ واقعی ضامن بہت شائستہ بچہ ہے۔ تم نے اس کی تربیت بہت اچھی کی ہے لیلیٰ _____!

دراصل تنہا رہ رہ کر ترسا ہوا ہے۔ آئینہ کی صورت میں ایک ساتھی ملا۔ تو فٹ اس کو بہلا لیا کہیں مستی بھائی والا مذاق درست نہ ہو جائے۔

کون سا مذاق پوچھتے ہی توشہ کو مستی کی بات یاد آ گئی ہاں وہ ٹھیک ہے۔ ضامن سے اچھا داماد ہمیں کہاں مل سکتا ہے؟

واہ توشی آپی تم بھی سنجیدہ ہو گئیں۔ پتہ نہیں بڑا ہو کر ضامن کیسا نکلے گا۔

تمہارا بیٹا ہے۔ تم پر ہی نکلے گا۔

ہاں لیلیٰ _____ قدرت کے بارے میں بتاؤ نا؟ جس دن سے میں آئی ہوں۔ پوچھ رہی ہوں اور تم ہو کہ ٹالتی جا رہی ہو _____؟

اب ذرا تمہاری طبیعت سنبھلی ہے توشہ۔۔۔۔ آج ماشاءاللہ چہرے پر بڑی رونق ہے۔ کل رات مستی بھائی آ جائیں گے۔ ان کے آنے کے کی خوشی میں دیکھو تمہارا چہرہ کتنا خوبصورت ہو گیا ہے۔

توشہ بس خاموش رہی۔ نظریں جھکائے سوچتی رہی۔

اسی لئے تو میں کہہ رہی ہوں۔ مستی کے آنے سے پہلے مجھے سب کچھ بتا دو اب واقعی میں اپنے آپ کو صحت مند محسوس کر رہی ہوں۔

ہاں بتانا تو پڑے گا توشہ۔

لیلیٰ کا چہرہ ایک دم بجھ سا گیا۔ تھوڑی دیر سوچتی رہی _____ پھر بولنا شروع کیا _____

حالات تو ویسے ہی تھے۔ جیسے مستی بھائی دیکھ کر گئے تھے۔ جب قدرت کا دل چاہتا آ جاتا جب دل چاہتا چلا جاتا۔ مجھے آتے اور جاتے ہوئے پوچھنے کی مجال نہیں تھی ایک دن قدرت اپنی الماری کھول کے کھڑا تھا۔ میں نے گزرتے ہوئے دیکھا اندر وہی بریف کیس پڑا تھا۔ جو ڈاکٹر نے مستی بھائی کو دیا تھا۔ اور وہ کئی بار مجھے کہہ چکا تھا کہ میں ان کو دے چکا ہوں میں نے بریف کیس دیکھتے ہی پوچھا کہ یہ تو یہاں پڑا ہے اور تم کہتے ہو، ان کو دے دیا تھا۔ پہلے تو وہ جھوٹ بولتا رہا۔ کہ یہ وہ بریف کیس نہیں ہے۔ جب میں نے دیکھنے کا تقاضا کیا تو وہ الماری کو تالا لگا کر چلا گیا۔ اور مجھے دھمکی دے گیا کہ اگر میں نے تالا

ولنے کی کوشش کی تو وہ مجھ پر فورجری کا دعویٰ کر دے گا۔ بس اس کے بعد ہمارے گھر میں بک بک کا جھرنا کھل گیا۔ ایک دن اس نے مجھے فون پر کہا اگر میں اسے پچیس ہزار ڈالر دے دوں تو وہ یہ یف کیس مجھے دے دے گا۔ میں تو اس پر اتنا پیسہ برباد کر چکی تھی۔ کیوں دیتی اس نے گھر آنا بند کر دیا۔

ایک دن میں نے اپنی ڈاک نکالی۔ تو اس میں سے ایک اردو کا اخبار نکل آیا۔ جس کا نام تھا ''یہاں آرزو'' اس اخبار کے اوپر چیف ایڈیٹر کے طور پر قدرت اللہ خان'' لکھا ہوا تھا۔ میں نے سارا اخبار دیکھا کچھ سیاسی سکینڈل تھے اور کچھ پاکستان کے لوگوں کے سکینڈل چھپے ہوئے تھے۔ دو چار اشتہار بھی تھے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت نے پھر اخبار نکال لیا ہے۔ کہاں سے پیسہ لیا ہے مجھے نہیں معلوم۔

اسی روز قدرت کا فون آ گیا۔ بولا۔ میں نے تمہیں اپنا اخبار بھیجا تھا دیکھا ہے؟

میں نے کہا، ہاں دیکھا ہے۔

بولا: میں نے نیویارک میں ایک فلیٹ لے لیا ہے۔ وہیں میرا دفتر ہے۔ اب مجھے تمہارے منحوس گھر میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں نے کہا۔ یہ گھر مبارک ہو۔ مگر کتنے دن رہو گے اس گھر میں ایک دم مجھے بریف کیس یاد آ گیا۔ میں نے کہا، قدرت اب مہربانی کر کے مستی بھائی کا بریف کیس دے دو۔

وہ زور سے ہنسا۔۔۔۔۔۔ بریف کیس میں نے سمندر میں پھینک دیا ہے۔ ساری زندگی تم اور تمہارا چرسی بھائی اسے ڈھونڈتے رہنا۔۔۔۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

یونہی میں اٹھ کر الماریوں کی تلاشی لینے لگی۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ قدرت کی الماریوں میں نہیں تھا۔ وہ گاہے گاہے اپنا سارا سامان لے گیا تھا۔ اور ایک خالی بریف کیس الماری کے اندر پڑا میرا منہ چڑا رہا تھا۔ خدا جانے اس نے وہ سارا ریکارڈ کہاں ضائع کر دیا تھا _____ یہ کہہ کر لیلیٰ تھوڑی دیر کو خاموش ہو گئی۔ جیسے کچھ برداشت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

پھر لیلیٰ _____ آگے بتاؤ _____ توشہ نے بے چینی سے کہا بتاؤ نا؟

کیا بتاؤں توشہ _____ ہم ایسی باتیں کہانیوں اور ناولوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اور

ان باتوں کو کسی اور جہان کے قصے سمجھا کرتے تھے۔ مگر کہانیاں صرف کہانیاں نہیں ہوتیں کبھی کبھی یہ حقیقتوں کا روپ دھار لیتی ہیں۔

میں نے تو اپنی تنہا زندگی سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ بلکہ قدرت کے بغیر میں زیادہ آرام اور سکون سے رہتی ہوں مگن بیٹھی تھی کہ ایک دن ایک صاحب کا فون آیا بولے میں قدرت کے دفتر سے بول رہا ہوں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں قدرت پر ایک کیس بن گیا ہے۔

کیسا کیس میں نے پوچھا۔

وہ بولا _____ ایک امریکن لڑکی قدرت کا فلیٹ صاف کرنے آتی تھی۔ قدرت نے اسے ریپ کیا ہے۔ اس جرم میں آج کل وہ قید میں ہے۔

تم سوچ سکتی ہو، یہ سن کر میرا کیا حال ہوا ہوگا۔ میں ابھی سوچ رہی تھی کہ وہ بولا۔

آخر آپ ان کی بیوی ہیں۔ بیس ہزار ڈالر جرمانہ بھر کر انہیں چھڑا سکتی ہیں؟

میں نے فون بند کر دیا، چوبیس گھنٹے سوچتی رہی آخر کو انسانیت غالب آئی ۔۔۔۔۔۔ اور میں نے سوچا اسے رہائی دلوا دوں پھر چاہے وہ جہاں چلا جائے لیلیٰ ذرا رکی تو توشہ بے چینی سے بولی پھر ؟

پھر میں نے ایک وکیل مقرر کیا۔ اور رقم لینے کے لئے بینک گئی تو ایک اور حیرت میری تاک میں تھی میرے بینک اکاؤنٹ سے کثیر رقم غائب تھی۔ میں نے شور مچا دیا بینک کا عملہ حرکت میں آ گیا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر انہوں نے تفتیش مکمل کر کے مجھے بینک میں بلایا۔ اور مجھے وہ چیک دکھائے جو پچھلے چھ ماہ میں میرے ہی دستخطوں سے کیش کرائے گئے تھے۔ اور مزے کی بات یہ کہ وہ چیک میری ہی چیک بکوں سے پھاڑے گئے تھے _____

اچھا _____؟

کس نے کی یہ حرکت _____؟

توشہ نے حیران ہو کر پوچھا _____

مسٹر قدرت اللہ خان نے _____ ابتدا میں؟ میں اسے چیک دے کر بینک بھیج دیا کرتی تھی ۔۔۔۔۔۔ اس نے میرے دستخطوں کی بہت اچھی طرح پریکٹس کر لی تھی، کیونکہ میں ہمیشہ ایل ترمذی لکھتی تھی۔ پھر وہ داؤ لگا کے میری چیک بک میں سے ایک سلپ پھاڑ لیا کرتا تھا۔ جس کا مصروفیت

ے مجھے احساس نہیں ہوتا تھا۔ یہ اس نے تب کیا جب میں نے اسے پیسے دینے بند کئے ۔ اس ں نے کبھی پانچ ہزار ڈالر اور کبھی دس ہزار ڈالر نکلوائے۔ رفتہ رفتہ پچاس ہزار ڈالر نکلوا کر نیو یارک ے لے لیا۔ اور ''جہان آرزو'' جیسا پرچہ نکالا _____

میں نے پوچھا تھا۔ یہ ''جہان آرزو'' کیسا عجیب نام ہے۔ کہنے لگا لوگ تو اس نام کی بہت داد دے یں۔ میں نے امریکہ کا ''جہان آرزو'' کہا ہے۔ جہاں لوگ پاگلوں کی طرح آ جاتے ہیں۔ اور نمک میں نمک بن کر رہ جاتے ہیں۔ یہ اس کا اپنا خیال ہوگا۔ اس کا خیال نہ بتاؤ مجھے یہ بتاؤ ے کیس کا کیا ہوا۔ پیسے برآمد ہوئے میں تو اسے چھڑانے کے لئے بیس ہزار ڈالر لے گئی تھی۔ مجھے فا اس پر دوسرا کیس بن جائے گا۔ یہ امریکہ ہے توشہ _____ یہاں قانون سب کے ابر ہے۔ بینک نے اس پر فورجری کا کیس کر دیا۔ اس نے اقرار بھی کر لیا۔ اسے مزید سزا ہو گئی ___ میں اس ضمن میں کیا کر سکتی تھی؟

توشہ رونے لگی _____ جھر جھر اس کے آنسو بہنے لگے۔

ہم نے تمہارے ساتھ ظلم کیا لیلیٰ _____؟

توشہ کوئی کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتا۔ ہم اپنی قسمتیں لکھوا کر آتے ہیں۔

تمہارا ایمان کتنا پختہ ہے لیلیٰ اس نے لیلیٰ کی پیشانی چوم لی۔ مگر تم ہمیں پاکستان میں اطلاع تو یتیں؟

اطلاع سے کیا ہونا تھا۔ آپ لوگوں نے کیا کر سکنا تھا۔ خواہ مخواہ پریشان ہونا تھا غم کرنا تھا جواب کر ں امریکہ میں قانون کا تحفظ ہوتا ہے اس لئے کوئی مسئلہ پریشان نہیں کرتا۔

تم اب اس سے نجات حاصل کر لو۔ لیلیٰ، بلکہ بہت پہلے تمہیں اس سے طلاق لے لینی چاہیے تھی۔

ستی بھائی نے کہا تھا مجھے کام میں جتی رہتی ہوں۔ ان باتوں کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا اب ت دعویٰ کرنا ٹھیک نہیں۔ جب تک وہ رہا ہو کر آئے گا اس بات کا جواز خود بخود پیدا ہو جائے گا، نے کہا۔

میری زندگی ایک بڑی اچھی ڈگر پر چل رہی ہے۔ میں نے اپنے پیشے سے شادی کر رکھی ہے۔ پنے پیشے کے عشق میں ہی مر جانا چاہتی ہوں۔ اللہ نے عزت دی ہے۔ پیسہ دیا ہے ایک آرام دہ گھر مجھے اللہ نے توفیق دی ہے۔ امریکہ میں، میں گھرداری کے لئے ملازم رکھ سکتی ہوں۔ ایک بیٹا ہے۔

جو میرے ہونے کی دلیل ہے۔اس کو دنیا کا بہترین انسان بنا کے بہترین مستقبل دینا چاہتی ہوں، مجھے گزرے ہوئے وقت کا بالکل رنج نہیں ہے۔تو شہ البتہ شروع میں رو رو کر، جل جل کر جو میں نے وقت ضائع کیا اس کا افسوس ہوتا ہے _____ تمہاری قسمت کے پیمانے میں جتنا ڈال دیا جاتا ہے تمہیں اتنا ہی ملتا ہے _____

تو شہ ایک دم بستر پر لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔اس کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا۔

کاش لیلیٰ! مجھے تمہارے جیسا حوصلہ ملا ہوتا۔کاش میں بھی ایسا سوچ سکتی۔

ہاں دراز ے کا پٹ پکڑے کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔۔بیٹی سفید ساڑھی میں لپٹی ہوئی باہر نکلی۔اور مڑ کر دیکھے بغیر موٹر میں بیٹھ کر روانہ ہوگئی۔

مسز جمال کافی دیر تک دل کو تھامے کھڑی روتی رہیں۔پھر ان کی ایک دوست ان کو سہارا دے کر لے آئی ان کو بستر پر لٹا دیا۔کئی دنوں سے ان کا بلڈ پریشر ہائی تھا انہوں نے آنکھیں موند کے

کیا یہ شادی تھی _____

اپنی اکلوتی بیٹی کی اس طرح شادی کرنے کا انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

واقعات کتنی تیزی سے رونما ہوئے۔وہ اپنی بیٹی کا ذہن بدلنے کے لئے اسے پاکستان لے آئی تھیں۔ بلانے کے لئے ڈرامے میں کام کرنے کی اجازت دے دی تھی _____ کچھ مستقبل کی امید ہو چلی _____ بیچ میں یہ عبدالغفور غافل پتہ نہیں کیسے آ گیا؟ایک مہینے کے اندر اندر اس نے آئینہ پر چلایا کہ وہ کسی کی بات سننے پر راضی نہ ہوئی۔ہر قریبی عزیز نے ہر طرح سے سمجھایا۔وہ یہی کہتی رہی اس قسم کے آدمی کے ساتھ ہی خوش رہ سکتی ہوں۔

غافل جب مسز جمال سے رشتے کی بات کرنے آیا تھا۔انہیں ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔وہ نظر ملا ت ڈال لیتا تھا۔ادھر ادھر دیکھ کر بات کرتا تھا۔اور جواب سننے سے پہلے منہ میں پائپ ڈال لیتا

بزرگ نے پوچھا _____

بیٹا آپ کا گھر کہاں ہے؟وہ بولا _____

اگر زمین پر ہے، مگر آپ جیسا شاندار نہیں ہے۔

انہوں نے کہا _____

آپ کا ذریعہ آمدنی کیا ہے؟

_____ کیا ان باتوں کا لڑکی کی تقدیر پر کوئی اثر پڑتا ہے۔

انہوں نے بعد میں آئینہ کو بہت سمجھایا۔ مگر آئینہ نے کہا ایسے سوالات پوچھنا لاحاصل تھا، جب کہ
وہ طے کر چکی تھی کہ شادی کے بعد غافل بھی اس کے گھر میں آ کر رہے گا۔ ماما ہمارے ساتھ رہیں گی
آخر تو یہ گھر میرا ہے۔ میں کہیں اور کیوں رہوں؟ ۔۔۔۔۔ میں روٹی کپڑے کے لئے اس سے شادی
نہیں کر رہی مجھے تو صرف ایک پاسبان کی ضرورت ہے۔ اللہ تیرا پاسبان ہو بیٹی۔ اللہ تیرا نگہبان ہو بیٹی
_____ مسز جمال کہہ رہی تھیں۔

چند دوست غافل لے آیا تھا۔ چند عزیز مسز جمال نے بلا لیئے تھے۔ سادگی سے نکاح ہو گیا تھا۔
آئینہ نے کہہ دیا تھا کہ وہ باقاعدہ دولہن نہیں بنے گی۔ یہ جذبے کب کے فنا ہو چکے تھے ۔۔۔۔۔ نکاح
کے وقت ماما نے سونے کی بارہ چوڑیاں اس کی کلائی میں پہنا دیں کہ کلائیاں ننگی نہ رکھو میرا دل ڈوبتا ہے
اس نے سنگھار نہیں کیا تھا۔ سفید ساڑھی پہنی تھی۔ ایک ہلکا سا ڈائمنڈ کا سیٹ جو ہمیشہ پہنتی تھی وہی پہنے
رکھا تھا _____ ایک چھوٹے سوٹ کیس میں گھر کے پہنے ہوئے کپڑے رکھ لئے تھے۔ اور چلی
گئی تھی۔

غافل اپنی وہی سوزوکی لایا تھا۔ اس پر ہار اور پھول نہیں سجے ہوئے تھے۔ وہ بھی ایک عام
سوٹ پہن کر آ گیا تھا فرق صرف یہ تھا آج یہ سوزوکی اس کا ایک دوست چلا رہا تھا۔ جس کے ساتھ اس
نے کچھ دن پہلے آئینہ کا تعارف یہ کرایا تھا کہ یہ ہمارے سیریل کا پروڈیوسر ہوگا۔

غافل کرائے کے ایک فلیٹ میں رہتا تھا۔ ایک دن اس کے ساتھ آئینہ وہ فلیٹ دیکھنے گئی تھی، فلیٹ کیا
تھا ایک کباڑ خانہ تھا _____ بے شمار نئے و پرانے کیمرے _____ فلمیں _____
استعمال شدہ ریلیں _____ کاغذات _____ فائلیں _____
جلی ہوئی الیکٹرانک کیتلیں ٹوٹی ہوئی پرچ پیالیاں _____
اس گھر میں کیسے رہتے ہیں آپ _____؟ آئینہ نے کہا۔
اب تم آ جاؤ گی تو اس کو گھر بنا دینا ابھی تو یہ ڈربہ ہے۔
نہیں شادی کے بعد اسے آپ دفتر بنا لینا، ہم تو اپنے گھر میں رہیں گے۔
جو تمہارا حکم ہوگا۔ ویسا ہوگا، غافل نے کہا۔
میں اسے نئے سرے سے دفتر بنا دوں گی۔ ایک بیڈ روم کو سٹوڈیو بنا لیں گے۔
بے بی _____ انہیں بیڈ روم کون کہتا ہے۔ یہ تو سارے گودام ہیں _____

مگر آپ سوتے کیسے ہیں یہاں۔
جس کی زندگی ویران ہو اس کو ویرانہ ہی راس آتا ہے۔
اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر ایسے انداز میں کہا، کہ آئینہ خاموش ہو گئی۔ اس دن انہوں نے
ے گھر میں بیٹھ کے آئندہ زندگی کا پلان بنایا _____ اسی لئے غافل نے کہہ دیا تھا۔ کہ
ماہا گ رات کے لئے وہ ہوٹل میں کمرہ بک کر لے گا۔ وقت سے پہلے اس گھر پر پیسہ لگانے سے
_____؟
کار میں آئینہ گم صم بیٹھی تھی۔ اور غافل کی کار فائیو سٹار ہوٹل کی طرف جا رہی تھی۔

ہوٹل کا کمرہ عام سا تھا۔ جیسا کہ فائیو سٹار ہوٹلوں کا ہوتا ہے۔ نہ چھپر کھٹ نہ پھول نہ مسہری اثر کے لئے آئینہ نے کوئی ہدایات نہیں دی تھیں۔ غالباً یہ اہتمام غافل نے خود نہیں کیا تھا۔ وہ لابی میں کھڑ کچھ دیر اپنے دوست کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ جب دوست چلا گیا تو وہ دونوں اپنے کمرے میں آ گئے۔ کمرے کے ساتھ ہی ایک سائیڈ روم تھا۔ آئینہ نے وہاں اپنا سوٹ کہیں رکھ دیا۔

غافل نے پوچھا _____ کھانا کھاؤ گی۔ آٹھ تو بج رہے ہیں۔

آئینہ کو یاد آیا کہ اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ گھر میں اس کی شادی پر کوئی خوش نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس کی سہیلیاں بھی اس کی ہمنوا نہیں تھیں۔ وہ صاف کہہ رہی تھیں _____ یہ انہل بے جوڑ شادی ہے۔ آئینہ کو پچھتانا پڑے گا آئینہ ہاں کہہ چکی تھی۔ اس لئے ڈٹی رہی کبھی ماں کی روئی ہوئی آنکھیں دیکھتی کبھی سہیلیوں کے بگڑے ہوئے منہ دیکھتی۔

بس حلق سے نوالا نیچے نہیں جا رہا تھا اب احساس ہوا کہ سخت بھوک لگی ہے۔ بولی۔

آپ کھائیں گے کھانا _____؟

میں بھی کھالوں گا۔ مگر تم بتاؤ نا۔ تم نے صبح سے کچھ کھایا ہے یا نہیں۔

وہ مسکرا دی _____ (اور سوچا اس کا فیصلہ ٹھیک تھا) بولی۔

آپ نے ٹھیک بوجھا میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔

شکر ہے تم نے نارمل عورتوں والا جواب دیا ورنہ دولہن بنی عورت تو کھل کر بات کرنا جرم سمجھتی ہے۔

آپ کو یہ تجربہ کیسے ہوا۔ آئینہ نے بے اختیار پوچھ لیا۔

غافل قہقہہ لگا کے ہنسا۔

حواس بھی برقرار ہیں تمہارے میں اپنے تجربے بعد میں بتاؤں گا پہلے کھانے کا آرڈر دے

آئینہ نے کہا، میں ذرا سامان ٹھیک کر کے کپڑے بدل لوں۔

ٹھیک ہے۔

آئینہ سائیڈ روم میں گئی وہاں غافل کا سامان پہلے سے پڑا تھا۔ اس نے اپنی چیزیں نکالیں رات کپڑے نکالے۔ بیڈ روم سلیپر نکالے کام کرنے میں آدھا گھنٹہ تو لگ گیا۔ پھر کپڑے اٹھا کر غسل نے میں چلی گئی شاور لے کر نائٹ سوٹ بدل کر باہر آئی تو ٹھٹک گئی بیرا ٹرالی پر کھانا لگا کے جا چکا تھا۔ شیشے کی میز پر وسکی کی بوتل اور کٹورے میں برف رکھے، غافل شراب پی رہا تھا، شراب _____ اس سے آئینہ کو شدید نفرت تھی۔ پتہ نہیں کیوں شاید ابا کو نفرت تھی ماما کو نفرت تھی۔ ان گھر میں کبھی اس کا ذکر نہ ہوتا تھا۔

اس نے تنک کر کہا، آپ شراب پی رہے ہیں؟

وہ اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر بولا۔ ہاں شاید اسے شراب ہی کہتے ہیں،

مگر آپ نے تو مجھے پہلے نہیں بتایا تھا _____

وہ بے ہودگی سے ہنسا۔۔۔۔۔۔ ساری باتیں پہلے بتانے کی نہیں ہوتیں۔۔۔۔ کچھ باتیں آج رات بتانے کی ہوتی ہیں، تم ابھی باقاعدہ بیوی بنی نہیں ہو کھڑی بیویوں کی طرح غرا رہی ہو پہلے کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔ پھر سوال و جواب کی گھڑی آئے گی۔

آئینہ مرے ہوئے قدموں کے ساتھ کرسی گھسیٹ کے ٹرالی کے آگے بیٹھ گئی۔ مگر اچانک محسوس ہوا اس کے دل کو ایک دھچکا سا لگا ہے۔ اور بھوک کہیں اڑ گئی ہے جو کچھ بھی ہوا تھا، جیسا ہوا تھا آخر تو یہ اس کی شادی کی رات تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ توقعات وابستہ تھیں۔۔۔۔۔۔

اس نے بڑی بے دلی سے کھانا زہر مار کیا۔۔۔۔۔۔

وہ بولا میرے لئے پلیٹ میں کھانا ڈال لو اور برتن باہر نکال دو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور برتن ٹرالی میں نکال دیئے وہ ابھی تک وحشیوں کی طرح پی رہا تھا۔ اور آئینہ چاہتی تھی کہ اسے سوچنے کا موقع نہ ملے آج کی رات اس کے لئے ویسے بھی سوہان روح تھی۔ اس نے سامنے کا دروازہ کھول اور جا کر بالکونی کے فرش پر بیٹھ گئی۔ پچھلی راتوں کا لاغر چاند بیمار قدم اٹھاتا آسمان پر جلوہ

گر ہو رہا تھا۔ تارے بھی بجھے بجھے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ رات بھی اداس اداس تھی دور سڑک پر نظر ڈالی دنیا کے کاروبار چل رہے تھے ۔ سڑکیں کبھی نہیں سوتیں موٹریں گاڑیاں پہیے ہی پہیے آ جا رہے تھے ۔ بڑا حوصلہ ہے سڑک کا ساری رات جاگتی ہے سارا دن لتاڑی جاتی ہے ۔ ہوٹل کی جگمگاہٹ بھی ویسی ہی تھی اندر باہر لوگ آ جا رہے تھے بنکویٹ ہال سے موسیقی اور باتوں کا تیز شور آ رہا تھا۔ شاید وہاں کوئی بارات آئی تھی سب کچھ ویسا ہی تھا اسے اپنے آپ سے خوف آنے لگا رات سے خوف آنے لگا یوں لگا کہ وہ دنیا میں اکیلی رہ گئی ہے اور اس کے سر پر تلوار سی ٹنگی ہے پھر ماما کا خیال آیا ان کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں سے بے تحاشا نیر بہنے لگے ۔ آتے سے وہ ماما کے گلے نہیں لگی تھی ۔ ماما تو چھالا بنی ہوئی تھی پھوٹ پڑنے کو تیار وہ اگر ان کو گلے لگ کر ملتی تو سماں بندھ جاتا جب اس نے بہادری کا مظاہرہ کیا تھا تو پھر مڑ کر کیوں دیکھتی ۔ ماں کے آنسو ہمیشہ بیٹی کے قدم روک لیتے ہیں ۔ مگر اس وقت ماما بری طرح یاد آ رہی تھیں ان کو فون کرنے کو دل چاہنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ آرام کر رہی ہوں گی یا اسی کی طرح جاگ رہی ہوں گی وہ گھنٹوں وہاں بیٹھی رہی _____ غافل اسے اٹھانے نہیں آیا ۔۔۔۔۔۔ جھنجھلا کر آئینہ خود ہی اندر آ گئی اور کرسی پر بیٹھ گئی ۔۔۔۔۔۔ اس نے پوری بوتل ختم کر دی تھی ۔ اب اس کی آنکھیں _____ چڑھی ہوئی تھیں اور سارا چہرہ غبار آلود ہو رہا تھا نقش ہی بگڑ گئے تھے ۔۔۔۔۔۔ آئینہ کو اس سے ڈر آنے لگا _____

ڈرتے ڈرتے پوچھا _____

شادی کی رات شراب ہوٹل والے دیتے ہیں ۔

وہ سرخ سرخ آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑ کر بولا ۔

نہیں ڈارلنگ ۔۔۔۔۔۔ یہ ہوٹل والوں کا فریضہ نہیں _____ کچھ دوست مارے محبت کے دے گئے ہیں ۔

آپ نے ساری بوتل پی لی ہے ۔ آپ کو نشہ چڑھ رہا ہے _____

وہ ہچکی لے کر بولا نشہ تو مجھے تیرے حسن کا چڑھ رہا ہے ۔ شراب تو یونہی بدنام ہے اس شراب میں تیرے حسن کی شراب ملے گی تو پھر نشہ چڑھے گا ۔

آئینہ کو یہ بات پسند نہ آئی ۔ ناگوار سا منہ بنا کے چپ ہو گئی _____ گھٹیا انداز تھا۔

وہ آٹھ کر آئینہ کے قریب آیا ۔۔۔۔۔۔ اور وہیں اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی تیز کے بھبھوکا آئینہ کے نتھنوں سے ٹکرایا، اس گندی بو سے اس کا دم گھٹنے سا لگا _____

مگر وہ اس کے نازک پاؤں پکڑ کے بولا _____

ڈارلنگ آج سچ سچ بولنا، میں اور تم نئی زندگی کی ابتدا کرنے جا رہے ہیں ۔ شروعات کرنے سے پہلے اپنی زندگی کھول کر ایک دوسرے کے آگے رکھ دینی چاہیے _____

میری زندگی میں جو کچھ تھا میں آپ کو بتا چکی ہوں، البتہ آپ نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا، آئینہ بزاری سے کہا ۔

نہیں تم نے اپنی زندگی کا اصل راز ابھی تک چھپا کر رکھا ہوا ہے _____

کون سا راز _____ ؟ وہ چڑ کر بولی ۔

ڈارلنگ _____ آج مجھے سچ سچ بتاؤ، کس کس کے ساتھ تمہارے تعلقات تھے؟

تعلقات _____ کیا کہہ رہے ہیں آپ _____ تعلقات کیا ہوتے ہیں ۔؟

تم اچھی طرح جانتی ہو تعلقات کیا ہوتے ہیں ۔ ایسا آفت ناک حسن ہے تمہارا ۔۔۔۔۔ آزاد میں پلی ہو _____ اتنا عرصہ بچپن کے عاشق کے ساتھ رہی ہو ۔۔۔۔۔۔ تو کیا اس نے چھوڑ دیا ہو گا _____ کبھی کچھ نہ کیا ہو گا _____ ؟ وہ خباثت سے _____

آپ اس وقت ہوش میں نہیں ہیں ۔ ورنہ شادی کی رات اتنا واہیات سوال مجھ سے نہ ۔۔۔۔۔۔

میں تو اس حد تک ہوں کہ دیکھ رہا ہوں ۔ اپنے دیرینہ عاشق کے نام پر تمہاری تیوری کیسے ہے _____ ابھی تک وہ دل میں ہے _____

وہ رونے لگی _____ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ شخص اس قسم کا سوال کر سکتا ہے ۔

نہیں وہ چمکارتے ہوئے بولا _____ اگر یہ واقعہ ہو چکا ہے، تو مضائقہ نہیں ۔ میرا دل ہے ۔ میں برداشت کر لوں گا ۔ مگر بعد میں یہ ثابت ہوا کہ تم پارسا نہیں تو پھر میں برداشت نہیں

آپ کو یہ شک تھا کہ میں پارسا نہیں ہوں ۔۔۔۔۔۔ تو پھر میرے ساتھ شادی کیوں

کی؟_____

شادی ایک دوسری بات ہے_____پارسائی ایک دوسری بات ہے_____؟وہ نڈ
میں لہرا کے بولا_____

اور وہ جو تمہارا دوسرا عاشق تھا، مستعان احمد_____میرا رقیب_____وہ بھ
کبھی باریاب ہوا یا نہیں_____یونہی تو تمہارا دیوانہ نہیں بن گیا تھا_____کچھ تو جلو۔
تم نے دکھائے ہوں گے_____

آئینہ نے دونوں ہاتھوں سے اسے پرے دھکیلا اور کھڑی ہوگئی، بولی لوگوں نے ٹھیک کہا۔
شراب پینے والوں کی سوچ بھی گندی ہو جاتی ہے۔

اتنی گندی نہیں ہوتی جتنا گندہ حسین چہروں کا ماضی ہوتا ہے، وہ بولا۔

آئینہ باقاعدہ رونے لگی۔

رونے سے میں پسیجنے والا نہیں ہوں۔ مجھے صاف صاف بتا دو کس کس سے تمہارے ویسے تعلقا
تھے_____اور اگر تم پارسا بھی نہیں ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ میں تمہیں بیوی کے طور پر قبول کر
ہوں، قبول کروں گا_____ہاں مگر_____بعد میں پتہ نہ چلے کہ____کہ تم اپ
دوشیزگی گنوا چکی ہو_____؟

اب آئینہ کے برداشت کا پیمانہ چھلک پڑا۔ اس نے غسل خانے کا دروازہ کھولا اندر گھس کے کنڈ
چڑھا لی اور ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی یہ ہے تیری سہاگ رات! یہ ہے وہ سب سے
خوبصورت سوال جو تیرے حسن کے حضور نذرانے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ آئینہ کے سوچنے سمجھنے
قوتیں سلب ہوگئیں۔ یوں زندگی میں اس نے بہت سے حادثات دیکھے تھے اور اپنوں کی موت کا دکھ اٹھا
تھا۔ مگر یہ بالکل مختلف قسم کا دکھ تھا۔ جیسے کسی نے اسے پہاڑ کی چوٹی سے دھکا دے دیا ہو اور نیچے گرتے ہ
اسے اٹھانے کی بجائے اس کے دھڑکتے سینے پر پاؤں رکھ دیا ہو_____بلک بلک کر روتی رہی
اس کے آنسو غسل خانے کی گلابی ٹائیلوں پر گرتے رہے۔

تھوڑی دیر میں غافل نے غسل خانے کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا، پہلے تو وہ خوفزدہ ہوگئی جیسے پ
نہیں کیا ہو جائے گا_____مگر جب اس نے آواز دے کر کہا، ڈارلنگ دروازہ کھولو میں تو یونہ
مذاق کر رہا تھا۔

یہ سن کر آئینہ کے اعصاب تن گئے، کیا یہ یونہی مذاق تھا مذاق اجلے براق دامن پر دھبہ لگانے کا
_____

اس کا دل نہیں چاہا کہ وہ دروازہ کھولے اس کا چہرہ دیکھے وہ مسلسل دروازہ کھٹکھٹاتا رہا
_____

آئینہ دروازہ کھولو ورنہ میں دروازہ توڑ دوں گا، اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ دروازہ ٹوٹنے والا نہیں
اور پھر وہ بھی تو نشے میں تھا۔

پھر بولا_____

آئینہ ہوٹل میں اتنی دیر زور زور سے کھٹکھٹانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اگر میری آواز سن کر عملہ اوپر آ
زمیں کیا کہوں گا۔

وہ پھر بھی دم سادھے بیٹھی رہی_____روتی رہی_____

اس نے آخری پتا پھینکا_____ٹھیک ہے میں انتظامیہ سے ماسٹر کی مانگ کے لاتا ہوں
ہیں باہر نکالتا ہوں۔

اس پر وہ کچھ تھوڑی سی فکرمند ہوئی____پیچھے ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگا لی، تاکہ آنے والے کا
کر سکے_____

وہ دروازے سے پرے چلا گیا_____اس کے دل کی دھک دھک اور اس کی کلائی پہ گھڑی کی
ٹک ایک ساتھ سنائی دے رہی تھی_____اس قدر سناٹا تھا۔

ابھی آیا کہ آیا_____ابھی_____ابھی کرتے ایک گھنٹہ گزر گیا، وہ گیارہ بجے غسل
میں گھسی تھی، اور اب بارہ بج گئے تھے_____وہ تھک چکی تھی۔ مگر ہاری نہیں تھی اس کے لمبے
کھلے کے چہرے کے اردگرد ایسے پھیلے ہوئے تھے جیسے ماں نے بچے کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے ہالے
گھا ہو۔ اس کے لکھوکھہا آنسو غسل خانے کی گلابی ٹائیلوں پر ٹھٹکے کھڑے تھے۔ وہ روتے روتے
ہو گئی تھی_____تھک گئی تھی_____ٹوٹی نہیں تھی اس نے اپنی انگلی سے فرش پر گرے
آنسوؤں کو سیاہی بنا کر فرش پر جا بجا سہاگ رات لکھنا شروع کر دیا لکھتے لکھتے پھر اس کے آنسو
گئے۔ یہ آنسوؤں کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا، غالباً جسم کے اندر جتنے لہو کے قطرے ہوتے ہیں،
ی آنسو ہوتے ہیں، اس بے رحم رات کی گودی میں بیٹھ کر اسے کیا کیا یاد نہ آیا پھر اس نے

ڈرتے ڈرتے چابی والے سوراخ سے باہر دیکھا۔ کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ بتی جل رہی تھی او
پلنگ کا صرف ایک کونا نظر آ رہا تھا، دو بجے تک اس نے انتظار کیا اور اب انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا۔
اعصاب اور قوت ارادی جواب دے رہی تھی وہ کھڑی ہو گئی بہت آہستہ سے آواز پیدا کئے بغیر
لاک کھولا، اور ذرا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا شراب کی بوتلوں کے پاس فرش پر ہی غافل پڑ
سو رہا تھا اس نے جلدی سے دروازہ پھر بند کر لیا۔۔۔۔۔ اس کا دل دھڑکنے لگا سچ مچ سو رہا تھا۔
۔۔۔ یا مکاری کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے آواز کے ساتھ دروازہ کھولا، دو تین بار آواز بلند کرنے کے بعد و
آہستہ آہستہ باہر نکل گئی۔ باہر نکل کر اس نے دیکھا غافل بے سدھ سو رہا تھا اسے اپنے سر اور پیر
بالکل ہوش نہ تھا۔ اس کا منہ ادھ کھلا تھا جس میں سے بھیانک خراٹے نکل رہے تھے۔

وہ آگے پیچھے ہو کر اسے ہر زاویے سے دیکھتی رہی۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا۔
آئینہ نے دل میں شکر کہا بستر ٹھیک کیا رات کو جلنے والا بلب جلایا باقی بتیاں بجھا کر بستر پر دراز
ہو گئی۔

یہ میری سہاگ رات ہے، اس نے دل میں سوچا _____ نہ پھول _____ نہ خوشبو
_____ نہ امنگ _____ نہ خواب _____ نہ چاہتے ہوئے بھی دل میں کہیں ان
چیزوں کی تمنا تھی، جو گو تو اس نے لے رکھا تھا، دوسرے شخص کو تو اپنی چاہت اور لگن کا اظہار کر
چاہیے تھا۔

افوہ _____ چاہت اور لگن نہ ہو تو۔۔۔۔۔۔

شل ہو چکی تھی، سوگئی نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔۔۔۔۔ جہاں دودھیا بادل اور نرم ملائم
ہوائیں ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں کون سا پہر تھا یوں لگا کوئی اسے گھسیٹ رہا ہے یا دامن کھینچ رہا ہے یا خواب
میں خلل ڈال رہا ہے نیند کے ہاتھوں سے ہاتھ چھڑا کر اس نے نرم ملائم بادلوں میں سے اپنے آپ کو کھینچ
کر باہر نکالا تو غافل اس پر جھکا ہوا تھا۔

کون ہے _____؟ وہ خوف زدہ آواز میں بے ساختہ بولی، پرے ہٹو۔

میں ہوں بے بی _____ تمہارا چاہنے والا _____ ایسے میں اور کون ہو سکتا ہے۔

غافل صاحب آپ پرے ہٹ جائیں میرے قریب نہ آئیں، جو کچھ آپ نے رات کو کیا اس

جد میرا آپ کا کوئی رشتہ نہیں رہا۔

وہ ہاتھوں سے اسے پرے دھکیلنے لگی۔

غافل نے ہنس کر اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے، اور ہاتھوں پر بوسہ دیا، آئینہ کی
یں اس کی سانسوں کی بو آئی جو وسکی کے خمار سے بھری ہوئی تھی۔ بے اختیار اس نے چہرہ
کیا۔

ڈارلنگ مجھے یوں دھکا نہ دو _____ پہلے میری بات غور سے سن لو۔

وہ سن ہو گئی۔

مجھے معلوم ہے، رات میں نے اخلاق سے گری ہوئی حرکت کی مگر کیوں؟

آئینہ نے آنکھیں کھول کر اس کا چہرہ غور سے دیکھنا چاہا گو کمرے کے پردے گرے ہوئے تھے۔
یوں محسوس ہو رہا تھا، پو پھٹ چکی ہے کیونکہ پردوں کی اوٹ سے صبح کی کنواری روشنی جھانک
رہی تھی۔

جان: تم لڑکیاں ہم مردوں کو وحشی جانور کیوں سمجھتی ہو، کیا ہمارا دل نہیں ہے مجھے اچھی طرح معلوم
تم پر کل رات بھاری تھی تمہارے دل سے اپنی پچھلی محبت کا غم ابھی گیا نہیں تم روایتی دولہن نہیں بنیں
روایتی ساڑھی پہنی میں ان سب باتوں کی اجازت دی۔ کیونکہ میں تمہارے جذبات کو سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔
رات۔۔۔۔۔ کل رات میرے لئے بھی ایک مشکل مرحلے کی طرح تھی۔۔۔۔۔ میں خود غرض نہیں
چاہتا تھا _____ دل تو میرا ابھی وہ سب کچھ چاہ رہا تھا _____ جو ایسے میں ہوتا ہے
میں نے جان بوجھ کر ایسی فضول بات چھیڑ دی۔ جس سے تمہارے جذبات مجروح ہو جائیں، اور تم
ذیتوں سے چھٹکارا پا لو۔ جو کل رات کا حصہ بننے والی تھیں، سچ سچ بتانا کل رات تمہیں ماضی کا کوئی
نہیں آیا ہو گا بلکہ ساری رات تم میری خباثت کے بارے میں سوچتی رہی ہوں گی وہ ہنسا۔

آئینہ نے پوری آنکھیں کھول کر اس کو دیکھا _____

ہاں وہ اپنی آنکھوں میں کیف بھر کر بولا میں نے دانستہ وہ سب کیا، ورنہ تمہاری پارسائی کی تو میں
نت قسم دینے کو تیار ہوں۔

اس نے آئینہ کی پیشانی کو بوسہ دیا _____

کہو تو تمہارے دامن پر سجدہ کر دوں آئینہ اور بھی حیران ہوئی اس زاویے سے تو اس نے دیکھا

نہیں تھا۔

اچھا ٹھیک ہے پرے ہٹ جایئے_____---وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی_____

اب تو صبح ہو رہی ہے_____

صبح ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ سہاگ رات کے لئے وقت کی قید نہیں ہوتی، بلکہ آج تو ہم نے وقت کو اس کمرے میں قید کر رکھا ہے_____ جب ہم سوئیں گے رات ہوگی جب ہم جاگ جائیں گے دن ہوگا_____ سنا تم نے بے بی؟

کمرے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور بجتی چلی گئی تو وہ دونوں حیران ہڑبڑا کر اٹھ گئے۔ غافل نے لپک کر چونگا اٹھایا، آئینہ نے فوراً دیوار گیر کلاک کو دیکھا دن کے گیارہ بج رہے تھے۔

ہیلو_____ اچھا_____ کہہ کر غافل صاحب نے ریسیور آئینہ کو پکڑا دیا۔

تمہاری ماں کا فون ہے_____ اور خود غسل خانے میں چلا گیا_____

جی ماما_____ آئینہ نے لیٹے لیٹے ریسیور کان سے لگایا۔

ٹھیک تو ہو بیٹی_____؟ انہوں نے پوچھا۔

جی ماما_____

سو رہی تھیں_____ انہوں نے پوچھا_____

جی ماما_____ یہ کہتے ہی وہ لجا گئی، اسے یاد نہ رہا کہ کل تو اس کی شادی ہوئی ہے۔ پھر گربولی، آپ تو اچھی ہیں ماما_____

اں بیٹی: میں نے کہا تھا میں گیارہ بجے تمہیں لینے آؤں گی۔ میں نیچے لابی میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔

آئینہ ایک دم اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ مام پلیز مجھے پندرہ بیس منٹ دیں، میں آ رہی ہوں۔

ٹھیک ہے، میں تمہارا انتظار کرتی ہوں۔

وہ بستر سے باہر نکل آئی سب کچھ بڑا عجیب لگ رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا اس نے ایک رات میں ری کا سفر کیا ہے۔ جیسے سب کچھ خواب میں گزرا ہے۔

اپنے کپڑے نکالنے لگی۔۔۔۔ کل ماما کے ساتھ طے ہوا تھا کہ وہ گیارہ بجے لینے آئیں گی مگر لقات کچھ اس طرح سے گزرتے رہے کہ۔

فیر۔۔۔۔ وہ انتظار میں بیٹھی تھی، غافل صاحب نہا کر باہر نکل آئے، تولیے سے بال خشک ہوئے بولے۔

چائے کا آرڈر دیا۔

اس نے سر ہلایا نہیں!

یار: اب تو بیوی والی ڈیوٹی ادا کرنی شروع کر دو۔ ناز نخرے کے موسم بھول جاؤ۔ مگر وہ کپڑے اٹھا
غسل خانے میں گھس گئی، غافل صاحب چائے کا آرڈر دینے لگے غسل کے دوران اسے برابر خیال رہا
مامالابی میں بیٹھیں انتظار کر رہی ہوں گی، کپڑے بدل کر اس نے ہیئر ڈرائیر لگایا اور بال سکھانے لگی۔
لمبے بالوں کی ایک یہی قباحت ہے۔ کم بخت خشک ہونے میں کافی وقت لیتے ہیں بال جتنے بھی سکھا
سکھائے، باہر نکل کر کپڑے سمیٹے جوتے پہنے۔۔۔۔۔ ادھر ادھر سے اپنی چیزیں اکٹھی کر رہی تھی۔ کہ غافل
صاحب بولے، چائے پیو گی _____

اس نے کہا _____ نہیں امی نیچے انتظار کر رہی ہیں۔ میں ناشتہ ان کے ساتھ کروں
گی چہرے پر کریم لگا کے بالوں کو سنوار کے وہ غافل صاحب کے پاس گئی، اور بولی۔

اچھا میں چلتی ہوں _____ انہوں نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا، وہ چل پڑی، ابھی
دروازے کے قریب گئی تھی کہ زور سے بولے _____

رکو _____ وہ رک گئی _____ قریب آؤ _____ وہ ڈری سہمی ہوئی
قریب آ گئی۔

وہ کھڑے ہو گئے، بازو سے پکڑ کر اسے قد آدم آئینے کے سامنے لے گئے اس کے رخسار چھو
کر بولے ذرا آئینے میں اپنا روپ تو دیکھتی جاؤ _____

اس نے حیران ہو کر پہلے غافل صاحب کو دیکھا، پھر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا _____ وہ اس
کے گرد بازو حمائل کر کے بولے _____

ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست!
ترے شباب کی دوشیزگی نکھر آئی

آئینہ نے شرما کے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگا کے بولے _____

آئینہ آئینہ سے شرما رہا ہے _____ یہ اتفاق پہلی مرتبہ دیکھا _____ ہم تو کہتے
تھے ڈارلنگ کہ شادی کے بعد تمہارا حسن فتنہ بن جائے گا _____ نیچے دھیان سے جانا، اب تم

ملکیت ہو۔ آئینہ نے کسی بات کا جواب نہیں دیا اور خدا حافظ کہہ کر نیچے چلی گئی۔
امی اٹھ کے اس سے لپٹ گئیں اس کے چہرے کو غور سے دیکھ کر بار بار پوچھتیں، تم ٹھیک تو ہو بیٹی
ں تو ہو۔

جی ماما _____ آئینہ نے جلد سے جلد ہوٹل سے نکل کر موٹر میں بیٹھ جانا چاہتی تھی، جب
ل پڑی، تو ماما کہنے لگیں _____

بڑی عجیب افتاد ہے یہ مامتا بھی ساری رات مجھے نیند نہیں آئی _____ ایک بار آنکھ لگی تو یوں
ماہوا تم رو رو کر مجھے آوازیں دے رہی ہو اور کہہ رہی ہو ماما مجھے بچاؤ ماما مجھے بچاؤ۔

آئینہ کو رات کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اور ساتھ ہی اس کی سرخ آنکھوں میں آنسو آنے لگے اس
ہٹنے کی طرف منہ کر کے آنسو پیئے، اور بولی۔

ماما! ہم دونوں کو آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے بغیر رہنے کی عادت پڑے گی مگر دل میں سوچنے
مامتا کے جذبے کتنے سچے ہوتے ہیں۔ رات اس کا دل چاہ رہا تھا اڑ کر ماما کی گود میں چھپ جائے،
ڑا وقت تھا وہ افوہ!

اس نے بال جھٹک کے خیال بدلا ماما سے رات کے ڈنر کے بارے میں بتانے لگیں اس نے ابھی
ے گھر کے اندر قدم رکھا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

ماما نے فون اٹھا لیا، دوسری طرف غافل تھا، نہ سلام نہ دعا بولا _____:

ذرا آئینہ کو دیں (کیسے انداز سے فون کیا)

آئینہ نے فکرمندی سے فون پکڑا _____ جی _____

بھئی میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا، آج شام کو ہم لوگ کراچی جا رہے ہیں؟

آج شام کو مگر کل رات تو آپ نے مجھے بتایا نہیں۔

کس وقت بتاتا۔۔۔۔ مگر ساری سہاگ رات تو تم نے غسل خانے کی نذر کر دی چپ رہی۔۔۔۔

ابھی ابھی ہوٹل مینجمنٹ نے مجھے ٹکٹ بھیجے ہیں تو میں نے فوراً فون کر دیا؟

مگر آج رات تو امی نے سب لوگوں کو کھانے پر بلایا ہوا ہے _____ وہ بولی۔

میں نے کب کہا ہے کہ وہ کھانا کینسل کر دیں۔

آپ نے بھی تو کھانے پہ آنا ہے _____

مجھے کسی نے بتانے کی زحمت نہیں کی۔۔۔۔۔

ابھی ماما نے مجھے راستے میں بتایا ہے۔ میں نے آتے ہی آپ کو فون کرنا تھا مگر جونہی ہم نے قدم اندر رکھا آپ کا فون آ گیا_____

ہمارے اندازے آپ کی طرح نہیں ہوتے۔۔۔۔۔۔ خیر ہماری بکنگ ہوگئی ہے۔ ٹکٹ واپس نہیں ہو سکتے۔ اپنی ماما سے کہو وہ اپنا ڈنر خود انجوائے کریں اگر میرے اعزاز میں ہوتا تو پہلے مجھ سے پوچھا ہوتا_____ (تیسری بار اس نے صرف ماں کہا تھا)

غافل صاحب میں ابھی آپ کو فون کرتی ہوں ماما کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے جواب دیا۔

کیا فون کرو گی بھئی مجھے انکار سننے کی عادت نہیں بس آتے ہوئے کراچی کے لئے کپڑے لیتی آنا۔

کتنے بجے جانا ہے، آئینہ نے مری ہوئی آواز میں پوچھا۔

آٹھ بجے_____ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

آئینہ کا رنگ زرد ہو گیا، ماما نے محسوس کیا_____ اتنے میں نوکر اس کی پیشوائی کو دوڑے آئے تھے کوئی سلام کر رہا تھا کوئی خوش ہو رہا تھا۔

''ماما میں ناشتہ کروں گی'' یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئی۔

ناشتے کے دوران اس نے ماما کو غافل صاحب کے پروگرام کے بارے میں بتایا ماما پریشان ہو گئیں۔

بیٹی میں نے تو آج کے ڈنر میں سب ملنے جلنے والوں کو بلا لیا تھا کیونکہ تم سے ملنے کی ان کی خواہش بھی تھی کل نکاح خاموشی سے ہو گیا تھا تو آج ڈنر رکھ لیا۔

ماما_____ تمہیں غافل سے پوچھنا چاہیے تھا۔ آئینہ بولی_____

بیٹی: کب پوچھتیں_____ کل تو میرا اپنا برا حال تھا۔ پھر یہ کہ دستور کے مطابق اگلے دن بیٹی میکے تو آتی ہے_____ داماد بھی ساتھ آتا ہے_____ پہلا کھانا تو داماد کے اعزاز میں ہی ہوتا ہے۔ میں نے چند لوگوں کو بھی بلا لیا_____ تاکہ کچھ شادی والا تاثر پیدا ہو جائے۔ کل کی اداس فضا آج صاف ہو جائے۔ تم اس سے بات تو کر کے دیکھو_____ شاید وہ

پروگرام کینسل کر دے۔

ناشتہ آ گیا۔ آئینہ نے اطمینان سے ناشتہ کیا جیسے وہ جنم جنم سے بھوکی ہو۔ ناشتے کے بعد وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ بستر پر لیٹی اور بے سدھ سو گئی، دوپہر کے کھانے کے وقت ماما دو مرتبہ اس کے کمرے میں گئیں۔۔۔۔۔ وہ اس طرح ڈوب کر سوئی تھی کہ ماما کو اٹھانے کا حوصلہ نہیں ہوا تھا۔ چار بجے آخر انہوں نے جگا دیا_____

اوہو: ماما آپ مجھے دو بجے جگا لیتیں۔ پھر کیا ہو جاتا میں نے ناشتہ ڈٹ کے کیا تھا اس لئے جلدی آ گئی۔ اس نے بات بنائی۔ ماں سمجھ رہی تھی ایک رات میں مسانت بڑی کاٹی ہے کھانا کھاؤ گی کمرے میں منگوا دوں_____ ماما نے پوچھا۔

کوئی خاص بھوک نہیں منگوا لیں۔ اس کے بعد چائے بھی منگوا لیں۔

ماما نیچے اتر گئیں، تو آئینہ نے ہوٹل کا نمبر ملایا۔ تھوڑی دیر میں غافل نے اٹھا لیا اس کی ہیلو اتنی بلبدیدہ تھی_____ کہ آئینہ نے پوچھا۔

آپ سو رہے تھے؟

جی نہیں آپ کے واپس آنے کے سپنے دیکھ رہا تھا۔

پتہ نہیں یہ طنز تھا یا مذاق تھا۔ آئینہ نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ جلدی سے بولی_____

کیا کراچی کا پروگرام ایک دن آگے نہیں جا سکتا؟

اچھا_____ وہ رعب سے بولا، ماں کے گھر گئیں تو لب ولہجہ ہی بدل گیا، بیگم صاحبہ میں نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ شام کو کراچی ضرور جانا ہے یہ پروگرام نہیں بدل سکتا۔ بہتر ہے تم خود ہی آ جاؤ ورنہ مجھے آ کر تمہاری ماں کو سمجھانا پڑے گا۔

سیڑھیوں پہ چاپ ہوئی۔

ٹھیک ہے کہہ کر آئینہ نے فون رکھ دیا۔

شام کو جب سارے لان میں بتیاں جگمگ کر رہی تھیں اور ماما کی سہیلیاں ہنستی مسکراتی لان میں غافل ہو رہی تھیں وہ اپنا سوٹ کیس تیار کر کے باہر نکل آئی۔

ماما نے اس کا چہرہ دیکھا دوپہر کو گہری نیند سونے سے اس کے چہرے پر بشاشت آ گئی تھی اس وقت وہ معدوم تھی اس کا چہرہ بجھا بجھا لگ رہا تھا سبز ساڑھی میں ہلکا ہلکا میک اپ کئے ماما اس کو

خالی نظروں سے دیکھتی رہ گئیں اور وہ آ کر موٹر میں بیٹھ گئی ڈرائیور اس کو لے کر ہوٹل کی جانب چل پڑا۔

وہ ہوٹل میں داخل ہوئی تو غافل صاحب نیچے کاؤنٹر پہ کھڑے تھے کہنے لگے۔

سامان یہیں رہنے دو _____ میں چیک آؤٹ کر رہا ہوں، تم اوپر کمرے میں جاؤ وہاں سے اپنی چیزیں سمیٹ کر لے آؤ اور فریش اپ ہو کر آؤ ہم ایک گھنٹے بعد یہاں سے نکلیں گے وہ اوپر چلی گئیں اس کی کچھ چیزیں وہاں پڑی تھیں انہیں سمیٹا اور صوفے پر بیٹھ گئی _____

غافل صاحب آ گئے _____

تمہاری ماں نے آج شہر کے امراء کو بلایا ہوگا تا کہ داماد کو دکھا سکیں مگر میں ایسی مصنوعی رسموں کی قائل نہیں ہوں۔

وہ خاموش رہی _____

ایک دن کے لئے ماں کے گھر گئیں اور میری بات کا جواب دینا شان کے خلاف لگنے لگا۔

آپ کی بات کا کوئی جواب ہو تو کوئی دے آپ کو تو ولیمے کی شرعی رسم بھی فضول لگتی ہے سب پوچھ رہے تھے ولیمہ کب ہوگا _____

وہ زور سے ہنسا _____

میرا جب دل چاہے گا ولیمہ کر دوں گا۔ ولیمہ کیا ہوتا ہے، بس کھانے اور دکھانے کا ایک بہانہ میں ایسے ایسے ایک سو بندوں کو کھانا کھلا سکتا ہوں۔

آئینہ کو پتہ تھا اب بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بولی۔

ائیر پورٹ کب چلیں گے؟

تم سے کس نے کہا ہے ہم بذریعہ ہوائی جہاز جا رہے ہیں۔

آپ ہی تو کہہ رہے تھے کہ بکنگ ہو گئی ہے۔

تو کیا ٹرین سے بکنگ نہیں ہو سکتی۔ مگر کیا کریں کہ امراء کے ذہن سے ہوائی سفر نہیں نکلتا۔

ویسے اتنا لمبا سفر ٹرین کے ذریعے کرنے کا فائدہ کیا ہے _____

یہ تو میں ٹرین میں بیٹھ کر بتاؤں گا اگر تمہاری ماں نے تم سے مشورہ کئے بغیر دعوت رکھ لی تھی تو غصہ

کیوں اتارتی ہو _____؟

یہ آپ نے کیا تمہاری ماں تمہاری ماں لگا رکھی ہے کیا میری ماں آپ کی کچھ نہیں لگتی، اب اگر رشتہ ہو گیا ہے تو آپ انہیں کسی رشتے سے نہیں پکار سکتے۔

ماما نہیں کہہ سکتے تو آنٹی ہی کہہ دیں _____

اچھا۔۔۔۔ وہ پائپ کا کش لے کر بولا اب تمہیں میرے طرز تکلم پہ بھی اعتراض ہونے لگا۔ تمہاری تمہاری ماں ہی کہوں گا اس میں برائی کیا ہے؟

وہ ہونٹ کاٹ کر خاموش ہو گئی۔۔۔۔

میکے کی ہوا کیا لگی آتے ہی مجھے ''ایکیوز'' کرنے لگی۔۔۔۔ میں تمہارا شوہر ہوں غلام نہیں

_____

خواہ مخواہ بات کو نہ بڑھایئے _____! یہ کہہ کر آئینہ غسل خانے میں چلی گئی، اپنی نی آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مارے _____ وہ جتنا پانی پھینکتی اندر سے اور پانی نکلتا آتا

_____

شادی کی پہلی رات اور

شادی کا پہلا دن _____؟

بار بار ماما کا اداس، کھوجتا ہوا، پوچھتا ہوا چہرہ آنکھوں کے آگے پھرنے لگا۔

''اتنے میں غافل صاحب نے غسل خانے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور بلند آواز میں بولے اگر رو چکی ہو تو نیچے آ جاؤ ٹرین کا وقت ہو گیا ہے _____''

اس نے تولیے سے اپنا چہرہ صاف کیا _____ ہاتھوں سے بال درست کئے اور باہر نکل آئی۔

دیکھا تو غافل صاحب اپنا سامان اٹھا کر جا چکے تھے۔ اس کا پرس _____ بیوٹی بکس _____ کتابوں والا تھیلا _____ اور کپڑوں والا تھیلا پڑا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور میں چابی لگی تھی، اس نے بمشکل سارے تھیلے اٹھائے پرس سنبھالا کمرے کی چابی نکالی اور لفٹ کے ذریعے نیچے آ گئی۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ ناشائستگی کا پہلا نمونہ نہیں ہے _____ وہ جو بڑی بڑی باتیں کرتا تھا تہذیب سے کس قدر نا آشنا تھا لفٹ سے نکلتے ہی ایک پورٹر نے اس کے ہاتھ سے

بھاری سامان لے لیا کیونکہ پورٹر کو یہ ٹریننگ دی گئی تھی کہ عورتوں کا بوجھ بٹاتے ہیں، غافل صاحب سامنے کھڑے پائپ پی رہے تھے، ایک دوست ان کے ساتھ کھڑا تھا مسلسل باتیں کر رہے تھے۔ آئینہ نے صاف سنا تھا ان کے دوست نے کہا تھا۔

یار بھابی سامان سے لدی آ رہی ہیں، ان کا سامان پکڑ لو۔

غافل نے پائپ کا کش کا لے کر کہا_____

میں بے وقوف شوہر نہیں ہوں، شروع دن سے اپنا بوجھ خود اٹھائے گی، تو میرے لئے مصیبت نہیں بنے گی۔

آئینہ نے کمرے کی چابی کاؤنٹر پہ رکھ دی تو وہ اپنے دوست کے ساتھ باہر والے گیٹ کی طرف چلا۔ اس نے آئینہ کو آنے کا اشارہ نہیں کیا مگر آئینہ خود ہی اس کے پیچھے چل پڑی، یہ راستہ تو اس نے خود اختیار کیا تھا۔

وہ جب ریلوے سٹیشن پہنچے تو ٹرین آئی ہوئی تھی۔ غافل صاحب کا دوست انہیں چھوڑنے آیا تھا دونوں نے کمپارٹمنٹ تلاش کیا اور آئینہ کو سامان سمیت اندر بٹھا دیا خود باہر ہی رہے۔ آئینہ اندر آ گئی بیٹوں والا کوپہ تھا، ایک سیٹ اوپر تھی اور ایک سیٹ نیچے تھی، وہ اپنا سامان لگا کے بیٹھ گئی، تھوڑی دیر بعد قلی نے آ کر بتایا گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہے وہ سوچنے لگی اگر پہلے سے پتہ کر لیا جاتا تو وہ ایک گھنٹہ اپنی کے ساتھ گزار سکتی تھی۔ اگر غافل صاحب بھی سامان لے کر گھر آ جاتے اور کھانے میں شریک ہو تے تب بھی ہم یہاں بروقت پہنچ جاتے۔ اور ماما کا مان بھی رہ جاتا۔ اب ماما کتنی دکھی ہو رہی ہوں گی۔ ح طرح کے سوالوں کا ہنس ہنس کے جواب دے رہی ہوں گی، اپنی طرف سے کئی عذر بنا کے پیش کر ا ہوں گی اس نے ماما کو دکھی کیا_____ جنہوں نے اسے ہتھیلی کے چھالے کی طرح پالا۔ نہ ہنے کے باوجود اس کے ذہن میں غصہ جمع ہونا شروع ہو گیا، ان خیالات سے بچنے کے لئے اس نے ریزی کا ایک ناول نکالا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ لفظ دھندلا رہے تھے۔ لفظوں میں سے ماما کا چہرہ نکل اماما کے چہرے سے آنسو نکل آتے_____ عجیب مرحلہ تھا_____ عجیب بے بسی ا۔ پتہ نہیں جلتے کڑھتے عذاب میں ایک گھنٹہ کیسے گزرا_____ گاڑی نے ذرا سی حرکت کی غافل صاحب لنچ بوکس پکڑے ڈبے کے اندر آ گئے۔۔۔۔۔۔

میں ریل کا کھانا نہیں کھاتا اس لئے لنچ بوکس لے آیا ہوں تمہیں جب بھوک لگے کھا لینا۔ انہوں نے لنچ بوکس اسے پکڑا دیا_____ اس نے لے کر میز پر رکھ دیا گاڑی چلنے لگی اور وہ کتاب ھنے لگی۔ شکر ہے اس نے اپنے گھر سے اپنی پسند کی دو چار کتابیں اٹھا لیں تھیں۔۔۔۔۔ غافل صاحب نے اپنا سامان ٹھیک کر کے لگایا_____ کوٹ اتار کر لٹکا دیا۔ اپنا سوٹ کیس کھولا اس سے وسکی کی بوتل نکالی_____ پھر فلاسک لے کے اس کے پاس سیٹ پر بیٹھ گئے، آئینہ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور کراہت سے رخ پھیر کر کتاب پڑھنے لگی_____ گاڑی خراٹے بھرنے لگی تھی۔ وسکی کی بوتل کھلی تو پورے ڈبے میں بو پھیل گئی۔ آئینہ کو اس بو سے ابکائی آنے لگی اس نے دوپٹہ اس طرح سر

پر اوڑھ لیا کہ ایک پلو ناک کے آگے آ جائے _____ یہ ابتدائے سفر ہے آئینہ نے سوچا گاڑی بھاگ رہی ہے ایک لمحہ آئے گا جب اس کا سفر ختم ہو جائے گا اس کی منزل آ جائے گی مگر شاید آئینہ کا سفر بھی ختم نہ ہوگا پتہ نہیں اس کی منزل کیسی ہوگی؟

پتہ نہیں وہ کب تک پیتا رہا پھر اس نے بوتل بند کر دی، بند کر کے سوٹ کیس میں رکھ دی لنچ بوکس اٹھایا اسے کھول کر سیٹ پہ رکھا اور آئینہ کو ٹہوکا مار کے پوچھا۔

کھانا کھانا ہے تو آ جاؤ۔

آئینہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔۔۔۔ پھر کہنی مار کے بولا۔

اے۔۔۔۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ تم نے سنا نہیں _____ کھانا کھا لو _____

آئینہ نے کسی مزید بدمزگی سے بچنے کے لئے کہا منہ موڑے موڑے کہا مجھے بھوک نہیں ہے۔؟

وہ کھانا شروع کر چکا تھا اس کے چپ چپ کر کے کھانے کی آواز آئینہ کو آنے لگی۔۔۔۔ بے اختیار اس نے مڑ کر دیکھا وہ مرغ کی ٹانگ دونوں ہاتھوں میں پکڑے دانتوں سے کھا رہا تھا اف کس قدر جنگلی لگ رہا تھا۔

جونہی آئینہ نے دیکھا جانگلیوں کی طرح ہنسا، اور بولا میں تمہیں بھی اس طرح کچا چبا جاؤں گا۔

آئینہ نے گردن موڑ لی _____ وہ ہنستا رہا _____ اور کھاتا رہا۔۔۔۔ کھانے کے بعد اس نے کھلے برتن اور کھلا ڈبہ میز پر رکھ دیا اور پائپ سلگا لیا _____ پھر آئینہ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا اس کو کہنی مار کے بولا _____

اے تجھے بھوک کیوں نہیں ہے کوئی یاد آ رہا ہے کیا؟

آئینہ نے ایک بڑا سا گھونٹ نگلا اور بولی _____

میں نے شام کو امی کے گھر سے کھا لیا تھا _____؟ وہ زیادہ سوال و جواب کر کے اس کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی۔

ہاں تو ماں کا کھانا کھا کے میرے ساتھ بات بھی نہیں کرے گی _____ وہ اسے چھیڑنے لگا کبھی کہنی سے ٹہوکا لگاتا _____ کبھی اسے گھٹنا مارتا _____ کبھی خود ہی ہنسنے لگتا _____ کبھی ہوا میں دھواں چھوڑنے لگتا _____

پھر اس نے پائپ رکھ دیا _____ اس کا رخ دونوں ہاتھوں سے اپنی طرف موڑ کر بولا _____

کیا منہ پھیلائے بیٹھی ہے۔ مجھے معلوم نہیں جیسے _____ مگر تو انتہائی احمق لڑکی ہے۔ _____

آئینہ کچھ نہیں بولی۔

کل رات ساری غارت ہوئی تھی نا؟ _____ تم نے غارت کی تھی کل رات _____

میں نے آئینہ غصے سے بولی _____ یا آپ کی شراب نے _____؟

تو نے۔۔۔۔ تو نے غارت کی تھی، وہ نشے کے عالم میں زبان کھینچ کر بولا _____

ساری رات تو نے غسل خانے میں غارت کر دی تھی میں تو شراب اس لئے پیتا ہوں کہ تجھ سے سارا پیار کر سکوں شراب تو پیار ہے پیار بے بی _____؟

کل دوست۔۔۔۔ دے گئے تھے آج شراب کس نے دی ہے آئینہ نے پوچھا۔

وہ پھر جانگلیوں کی طرح ہنسا _____

آج۔۔۔۔ آج میں خود لایا ہوں خود خود میں پھر وہ ہنستا رہا بلاوجہ ہنستا رہا۔

مجھے شراب سے نفرت ہے _____ مجھے اس کی بو سے نفرت ہے _____

پاکستان کی نیم خواندہ عورتیں شراب سے نفرت کرتی ہیں کیونکہ انہوں نے شراب کے قصے یا تو نوی ناولوں میں پڑھے ہیں یا بدیسی فلموں میں دیکھے ہیں۔ انہیں کیا پتہ کہ شراب کیا ہے دنیا بھر کی ے فی صد آبادی شراب پیتی ہے شراب ہر ذہین آدمی کی ضرورت ہے پھر ہنسا اب تم مڈل پاس وں والی حرکت نہ کرو۔۔۔۔ منہ ادھر موڑ کے مت بیٹھو _____

آج میں نے اس سفر کا بطور خاص اہتمام کیا ہے اس نے پھر آئینہ کو پکڑ کے اس کا منہ اپنی طرف ا۔

آئینہ نے ناک چڑھائی۔

یہ اپنی چھوٹی سی ناک ٹھیک کرو۔ مجھ پر ناک چڑھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا پائپ منہ سے نکال کے طرف رکھ کے بولا _____

ہماری سہاگ رات خراب ہو گئی تھی، صبح اٹھتے ہی میں نے بکنگ کروائی اور سوچ لیا کہ اس کو پے م سہاگ رات منائیں گے ساری رات اپنی ہوگی کسی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہوگی ساری سفر رہے گا اور۔۔۔۔ وہ زور سے ہنسا۔ ٹرین کا غسل خانہ بھی اس قابل نہیں ہے کہ تم اندر گھس ٹڈی لگا لو وہ پھر ہنسا _____

آئینہ حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی _____

ہاں ۔۔۔۔۔ مائی ڈیئر بے بی _____ میں کل رات کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تم سے ٹوٹ کر پیار کرتا ہوں ہاں اور ہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے اور تمہارے درمیان تمہاری ماں کو بھی برداشت نہیں کر سکتا محبت کے معاملے میں، میں بہت حاسد ہوں۔ ایگریسو ہوں۔ پوزیسو ہوں، جیلس ہوں جو شے بھی تمہارے اور میرے بیچ میں آئے گی میں اسے فنا کر ڈالوں گا جلا ڈالوں گا اس نے آئینہ کے بال پکڑ کے اسے اپنے قریب کیا۔ آئینہ کو وسکی کی بو کے ساتھ مرغ روسٹ کی بو بھی آئی اس کے ہاتھوں کے پوروں پر ابھی تک مرغ کا مصالحہ لگا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی تھوڑا تھوڑا سالن لگا ہوا تھا۔ اس نے اٹھ کر ہاتھ دھونے کی یا کلی کرنے کی زحمت نہیں کی تھی، اس کی آنکھیں چڑھتی جا رہی تھیں اس کی سانس بہکتی جا رہی تھی اور وہ پوری طاقت سے آئینہ کو اپنے قریب گھسیٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ صبح آئینہ کی آنکھ جلدی کھل گئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی _____ غافل سونے کے لئے اوپر والی سیٹ پر چلا گیا تھا، اس کے خراٹے گاڑی کے شور میں بھی سنائی دے رہے تھے آئینہ نے لکڑی کی کھڑکی ذرا سی کھسکائی تو دیکھا _____ افق کے اس پار صبح طلوع ہو رہی تھی _____ اوپر اودا آسمان تھا۔ زمین اور آسمان کے بیچ صبح اپنی جگہ بنا رہی تھی، رات کی چادر کو چیر کر وہ دھیرے دھیرے باہر نکل رہی تھی صبح کو طلوع ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا _____ رات کی چادر نے اسے رستہ دے دیا ایک دم ہر شے صاف اور اجلی نظر آنے لگی، پرندے اپنے آشیانوں سے باہر نکل آئے _____ اور صبح کے استقبال میں نغمے گانے لگے _____ گاڑی کے اندر آواز تو نہیں آئی تھی وہ اندازے سے ان کی آوازیں سننے لگی راستے میں جنگل بھی آ رہے تھے اور کھیت کھلیان بھی _____ کھیتوں میں کسان جاگ رہے تھے _____ صبح کے آتے ہی ہر ایک کو جاگنے کا _____ اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ صبح کا منظر اسے ہمیشہ اچھا لگتا تھا ____۔۔۔ مگر پتہ نہیں کیا ہوا _____ کہ اس کی زندگی پر زرد شام چھا گئی۔۔۔۔ شاید اب کبھی صبح نہ ہو۔ اس نے درست سوچا۔۔۔ گزری ہوئی رات کا اک اک الم اس کے قریب آ گیا ۔۔۔۔ اس کا رواں رواں دکھنے لگا۔

ایسی صبحوں اور ایسی راتوں کے بارے میں تو اس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔

جس ہوٹل میں غافل صاحب اسے لے آئے تھے وہ فائیو سٹار ہوٹل ہرگز نہ تھا۔ کراچی شہر کی اسے دور اور اسٹیشن سے قریب تھا کمروں کے اندر رسیلن کی بو سی تھی، آئینہ نے کمرے میں آتے ہی ادھر دیکھا اور بولی۔

اس ہوٹل میں کیوں آئے ہیں آپ _____ یہ تو رہنے کے قابل نہیں ہے۔

کچھ دن یہیں قیام کرنا ہوگا، غافل صاحب نے کہا کاروباری نکتہ نگاہ سے میں نے اس ہوٹل کا جائزہ لیا ہے سارا دن لوگ مجھے ملنے آئیں گے اگر بڑے ہوٹل میں چلے جائیں تو وہ حیثیت کا اندازہ کر کے مال ادھیڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر اس کمرے کے ساتھ ایک سٹنگ روم کی سہولت ہے۔

مگر آپ تو یہاں ہنی مون منانے آئے ہیں _____

ڈارلنگ بال کی کھال نہ اتارا کرو۔۔۔۔۔ اگر ایک پنتھ دو کاج ہو جائیں تو کیا برا ہے۔ یہاں بہت سے سکرپٹ رائیٹر ملنے آئیں گے کچھ پروڈیوسر بھی آئیں گے ان کے توسط سے مجھے کراچی کا سے ٹائم خریدنا ہوگا اور پھر تمہیں پتہ ہے ہنی مون کے لئے تو رات ہی کافی ہوتی ہے۔ انہوں نے آنکھ بند کر کے کہا۔

آئینہ کو ان کا یہ انداز بڑا برا اور بڑا عامیانہ لگا۔ پھر بھی بولی۔

میں نے تو ہمیشہ یہ سنا تھا کاروبار کے لئے بڑے ہوٹلوں اور بڑی جگہوں کا انتخاب کرنا چاہیے مالی حیثیت کی برتری پر بہتر کاروباری تعلقات کا مدار ہوتا ہے۔

اب تم کاروبار کی پیچیدگیوں پر بات نہ کرو اتنی عقل تم میں نہیں اور نہ آئندہ مجھے مشورے دینے کی کرنا، مشورہ میں کسی کا پسند نہیں کرتا۔

آئینہ کا منہ کا ذائقہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اس کو ایسے ہی جواب کی توقع تھی، ادھر ادھر دیکھ کر بولی۔

یہ کمرہ کب سے بند پڑا ہوا تھا صاف بھی نہیں ہے _____

میں نیچے جا کر کسی کو بھیجتا ہوں، غافل صاحب بولے تم اپنی مرضی سے صفائی کروالو۔ میں تھوڑی دیر کے لئے اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہا ہوں یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے۔

آئینہ نے غسل خانے کا دروازہ کھول کر دیکھا وہ بھی تھرڈ کلاس تھا ایک سٹنگ روم تھا بغل میں مگر اس کا علیحدہ دروازہ نہ تھا، دو کرسیاں اور میز پڑا تھا۔ دراز ے پر تھاپ ہوئی اس نے کھولا ایک بیرا تھا اور ایک صفائی کرنے والا آئینہ نے صفائی والے کو پہلے غسل خانے میں بھیج دیا اور بیرے سے کہا وہ صاف تو لیے بستر کی چادریں اور تکیے کے غلاف لے آئے۔

دو گھنٹے میں سارے کمرے صاف ہوئے۔ اس نے بیرے کو پیسے دے کر ائیر فریشنر کی بوتل منگوائی، سارے میں اس کا چھڑکاؤ کیا _____ جب ذرا ماحول ڈھنگ کا ہوا تو اس پر تھکاوٹ غالب آ گئی اپنا سامان الماریوں میں جما کے اس نے سوچا، ماما کو فون کر دے فون گھمایا تو حیران رہ گئی۔ کہیں نہیں لگ رہا تھا وہاں صرف آپریٹر کا نمبر درج تھا، اس نے آپریٹر سے ملا کر پوچھا کہ شہر سے باہر فون کیسے کرتے ہیں _____

آپریٹر نے بتایا کمرے میں لگے ٹیلی فونوں سے شہر کے اندر یا شہر سے باہر فون نہیں ملائے جا سکتے۔ یہ صرف ان کمنگ کالز کے لئے ہیں۔ شہر کے اندر یا ٹرنک کالز کیلئے ہم ملا کر دیتے ہیں۔ آئینہ نے کہا اچھا پھر لاہور کے لیے ایک کال بک کر دیجئے، آپریٹر بولا _____

سوری میڈم، ابھی آپ کے ہزبینڈ مجھے کہہ گئے ہیں کہ میں ان کے کمرے کے لئے کوئی کال نہ کر دوں _____

آئینہ نے زور سے فون پٹخ دیا۔۔۔۔۔ اس کمینگی کی توقع غافل صاحب سے رکھی جا سکتی تھی جلنے کڑھنے سے کچھ ہونے والا نہیں تھا۔ اس نے نہا دھو کر کپڑے بدلے، بستر پر دراز ہوئی تو بھوک ستایا صبح ٹرے میں صرف خالی چائے ہی تھی۔ پہلے اس کا دل چاہا ہوٹل سے کھانا منگوالے، پھر اس سوچا اگر اس نے کھانے کے لئے بھی منع کر دیا ہوا، تو کیسی شرمندگی ہوگی ہوٹل والے یہی سوچیں گے کہ سے لڑکی بھگا لایا ہے۔ اور اب اسے قید تنہائی میں رکھ چھوڑا ہے سوچتے سوچتے وہ سو گئی ذہن اور جسم دونوں تھکے ہوئے تھے، نیند اس وقت کھلی جب کوئی دروازہ دھڑ دھڑا رہا تھا۔ بڑا بڑا کر اٹھ بیٹھی پہلے تو واآنکھوں سے کمرے کو دیکھتی رہی _____ اور یاد کرتی رہی کہ وہ کہاں ہے _____ جب زور زور سے دروازہ پیٹنے کی آواز آئی تو اسے ہوش آ گیا جلدی سے اٹھ بیٹھی اور دروازہ کھول

غافل صاحب غصے بھرے کھڑے تھے وہ اس طرح داخل ہوئے کہ وہ گرتے گرتے بچی صاف کمرہ دیکھا تو غصہ دبا لیا۔

افیم کھا کے سوئی ہو _____ ؟ انہوں نے بس اتنا کہا اس کی سوئی ہوئی صورت دیکھ کر ش ہو گئے۔

وہ غسل خانے میں گئی منہ دھو کر آ گئی غافل صاحب کے ہاتھ میں بہت سے لفافے پکڑے ہوئے ور لفافوں سے مچھلی کی اشتہا انگیز خوشبو نکل رہی تھی۔ اس نے للچائی ہوئی نظروں سے لفافوں کو دیکھا تو لے _____

میں تمہارے لئے کھانا لایا ہوں، مجھے دیر ہو گئی تھی سوچا اتنی عقل تو تم میں ہوگی نہیں کہ ہوٹل سے منگوا کر کھالو _____ دیکھو چار بج رہے ہیں۔

وہ ٹیلی فون والی بات بتانا چاہتی تھی مگر اس وقت صرف کھانے کو دل چاہ رہا تھا اور اگر صورت حال والی بن جاتی _____ تو پھر کھانا نہیں کھا سکتی تھی۔ اس لئے اس نے صرف اتنا کہا۔

آپ نے کھانا کھالیا _____ ؟

وہ بولے نہیں _____ تمہارے بغیر کیسے کھا سکتا تھا۔ آئینہ نے اٹھ کر لفافے پکڑے۔ مارا کھانا کھول کر میز پر سجا دیا _____ اور دونوں کھانے لگے آئینہ کو چپ دیکھ کر وہ خود ہی لے میں نے ایک اور کام بھی کر دیا ہے _____

اس نے آنکھیں اٹھائیں اپنے دوست کے دفتر سے تمہاری ماں کو فون کر کے ہوٹل کا نمبر اور کمرہ بتا دیا ہے۔ اور تمہاری خیریت کی اطلاع بھی دے دی ہے یہ ہوٹل والے ٹرنک کالز کا بہت چارج تے ہیں _____ کھاتے کھاتے بولا _____ وہ تمہیں شام کو فون کر لیں گی وہ کچھ ولی _____ یہی غنیمت تھا کہ اس نے ماما کو فون کر کے سب بتا دیا تھا۔ یہی تو وہ سوچ رہی گر ماما کو کیسے اطلاع دے گی۔

اگلے دن زندگی کا ایک پابند سلا سل سلسلہ شروع ہو گیا، سارا دن غافل صاحب کے دوست آئے تے۔ وہ سب سائیڈ روم میں بیٹھے گپیں ہانکتے _____ سگریٹ پیتے _____ چائے پیتے تے _____ بیرا بار بار چائے لے کر آتا رہتا، بیڈ روم کے صوفے اٹھا کر بھی انہوں نے سائیڈ

روم میں رکھوا لیئے تھے۔ پھر کوئی ساتھی رات کو بھی آ جاتا اور دیر تک شراب کا دور چلتا وہ یہ سب دیکھتی اور جلتی کڑھتی _____ کبھی بیٹھتی _____ کبھی لیٹتی _____ جو کچھ اسے مل جاتا وہ کھا لیتی۔ نیند آتی تو سو جاتی _____ رات کے کسی پہر جب غافل صاحب آ کر اس کی نیند میں خلل ڈالتے تو وہ آنکھ کھول کر گھڑی دیکھ لیتی _____

سب سے زیادہ غصہ اسے اس بات پر آتا تھا کہ ان کا ہر دوست اور واقف بیڈ روم سے گزر کر سائیڈ روم میں جاتا۔ وہ ذرا بھی خیال نہیں کرتے تھے کہ اس وقت وہ سو رہی ہے _____ بیٹھی ہے _____ یا پڑھ رہی ہے _____ اور تو اور وہ لوگ بار بار غسل خانے میں جاتے اور ادھر سے ہو کر ہی جاتے۔ دو ایک بار آئینہ نے شکوہ کیا تو وہ تلخی سے بولے ۔۔۔۔۔۔ تم کون سی ایسی پردہ نشین ہو سفر میں یہ مجبوریاں ہوتی ہیں اسے خیال تھا کہ وہ زیادہ تقاضا کرے گی تو اور بھی تلخ باتیں سنے گی چادر اوڑھ کے بستر پر پڑی رہتی انگریزی کے ناول پڑھتی رہتی۔

دوسرے روز غافل صاحب اس کے پاس آئے اور بولے _____

آئینہ تمہارے پاس بیس ہزار روپے ہیں؟ _____

بیس ہزار روپے _____؟ اس نے سر اٹھایا کیا کرنے ہیں؟

یہ بتاؤ ہیں کہ نہیں _____ جرح کر کے یا اسٹامپ لکھوا کے دینے کی بات نہ کرو، وہ تلخی سے بولے _____ ضرورت میں ہی کوئی مانگتا ہے میرا اکاؤنٹ سارا لاہور میں ہے۔ چیک تو دے سکتا ہوں مگر کسی دوست کو نقد ادائیگی کرنی ہے _____

دیکھتی ہوں، آئینہ مری ہوئی آواز میں بولی _____ آتے وقت ماما نے کچھ پیسے میرے پرس میں رکھ دیئے تھے پتہ نہیں کتنے ہیں۔

ہاں ہاں جلدی دیکھو _____ تمہاری ماں زیرک عورت ہے اس کو پتہ ہے سفر میں پیسوں کی اچانک ضرورت پڑ سکتی ہے۔

آئینہ نے الماری میں سے اپنا پرس نکالا ایک بوجھل لفافہ نکالا _____ اور گننے لگی واقعی وہ بیس ہزار روپے تھے _____ حیران ہو گئی کہ ماما نے اتنی رقم لفافے میں رکھ دی _____

بیس ہزار ہیں وہ آہستہ سے بولی _____

ٹھیک ہی تو ہیں غافل صاحب نے پیسے اس کے ہاتھ سے جھپٹ لئے لاہور پہنچتے ہی دے دوں گا

نکل گئے۔

پتہ نہیں کیوں آئینہ کو یہ پیسے دینے کا بہت افسوس ہو رہا تھا۔ ماما نے یقیناً کسی ایمرجنسی کا خیال کر کے دیئے ہوں گے _____ مگر وہ ظالم پیسے لے کر نکل گیا _____ اگر اسے ضرورت پڑ گئی تو وہ کیا کرے گی۔ اس نے اپنا سارا پرس کھول ڈالا ابھی تک اس میں کچھ رنگین لفافے پڑے تھے پہلے دن کچھ عزیزوں نے اسے سلامیاں دی تھیں۔ لفافے کھولنے کا اسے ہوش ہی نہیں آیا تھا سارے لفافے کھولے کسی میں ایک ہزار کسی میں پانچ سو تھے۔ سارے پیسے اکٹھے کر کے گنے تو پانچ ہزار بن گئے پانچ چھ سو ویسے ہی روزمرہ کے بچے ہوئے تھے اس نے سارے روپے لے کے اور اپنے سوٹ کیس کی تہہ میں چھپا دیئے کہ کہیں غافل نہ چھین کر لے جائے _____

اس کا دل چاہا کوریڈور میں نکل کر دیکھے وہ کہاں چلا گیا۔ یہ دو منزلہ ہوٹل تھا نیچے کی منزل میں بھی کمرے تھے _____ اور اوپر والی منزل میں کمروں کے آگے ایک کوریڈور بنی ہوئی تھی جس سے لڑ کے ہو کر نیچے کی لابی کا نظارہ ہو سکتا تھا۔ الماری بند کر کے آئینہ کوریڈور میں آ گئی _____ اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ غافل صاحب سامنے ہوٹل کے کاؤنٹر پر کھڑے تھے۔ کیشئر کو روپے گن کر دے رہے تھے اور کاغذات پر دستخط کر رہے تھے _____ آئینہ کی سمجھ میں آ گیا کہ انہوں نے ہوٹل کا آٹھ دن کا بل ادا کیا ہے کیونکہ یہ ہوٹل والے پیشگی ادائیگیاں لیتے ہیں _____ اس نے ناحق سارے پیسے دے دیئے _____ مگر وہ کیا کرتی اسے تو جیسے ایک شاطر آدمی کے اشاروں کا غلام بنا دیا تھا۔ وہ اتنی مجبور ہو گئی تھی کہ اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتی تھی _____

ماما کو اس نے کہہ دیا تھا کہ دوسرے تیسرے دن فون کر لیا کریں _____ اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتی تھی ۔۔۔۔۔ کیونکہ جب بھی فون آتا، غافل صاحب اٹھ کر اس کے قریب آ بیٹھتے۔

ماما پوچھتیں _____

آئینہ تم ٹھیک ہو۔

جی ماما _____ وہ کہتی،

تمہاری صحت ٹھیک ہے۔

جی ماما _____

انجوائے کر رہی ہو_____

جی ماما_____

آخر میں وہ کہتی_____

ماما آپ ٹھیک ہیں۔سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے نا؟

الحمداللہ_____ کہہ کر ماما فون بند کر دیتیں۔

انہیں یہاں آئے تیسرا دن تھا، آئینہ نے کہا_____

مجھے ضرورت کی کچھ چیزیں خریدنا ہیں۔

تو میری شہزادی شاپنگ کرنا چاہتی ہے، وہ بے ہودگی سے ہنسا۔

نہیں وہ بولی_____ ٹوتھ پیسٹ اور شیمپو وغیرہ نہیں ہے_____

ساتھ کیوں نہیں لائیں۔

فائیو سٹار ہوٹلوں میں یہ چیزیں مل جاتی ہیں، مجھے کیا پتہ تھا کہ اس ہوٹل میں ٹھہریں گے۔

اچھا_____ وہ ڈھٹائی سے بولے اب فائیو سٹار ہوٹل کا طعنہ میں کب تک سنتا رہوں گا

آپ میرے ساتھ چلیں اور مجھے چیزیں دلوا دیں_____

میں نہیں جا سکتا_____ وہ بولے ابھی کچھ کاروباری ملنے آئیں گے تم نیچے جاؤ اور خر

لاؤ_____

ہوٹل میں کوئی شاپ ہے_____ اس نے پوچھا۔

ہاں ہے_____ نیچے اتر کے، سیدھے ہاتھ کی نکڑ پر چلی جانا، وہاں ایک سٹور ہے،

کھڑی ہو کر کپڑے درست کرنے لگی، بال سمیٹنے لگی_____

کچھ پیسے دیجئے_____ اس نے دانستہ پیسے مانگے۔

کیوں تمہاری ماں نے اور نہیں دیئے تھے_____ اچھا خیر_____ لے لو کیا یاد کرو گی

کہ کسی حاتم طائی سے پالا پڑا ہے، غافل صاحب نے پانچ سو کا نوٹ نکال کے اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

اس نے پرس میں ڈالا اور باہر نکل آئی_____

بہت کم عمری میں وہ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے بازاروں میں شاپنگ کر چکی تھی مگر ان چند

دنوں میں اسے سمجھ آ گئی تھی_____ کہ اس شخص کے سامنے اپنے آپ کو کم تر بنا کے پیش کرنا

نیچے اتری_____ اسے اسٹور مل گیا، اس نے حسب منشاء اپنی چیزیں خریدیں واپس آئی

ہال میں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں ایک لڑکی اسے دیکھ کر چلا اٹھی_____ ارے یہ دیکھو

جمال۔

آئینہ جمال، آئینہ جمال وہاں شور سا مچ گیا، سب عورتیں اور لڑکیاں اٹھ کر اس کے گرد جمع

ہائے اللہ آپ دیکھنے میں بھی واقعی بڑی خوبصورت ہیں_____

اللہ اپنے بال تو دکھایئے_____

ہم آپ کا سیریل بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔

کمال کا کام کیا ہے آپ نے_____

اف آپ کی ایکٹنگ_____

چاروں طرف طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں_____ یہ باتیں سن کر ایک لمحے کے

واپنے آپ میں واپس آئی۔ مسکرائی_____ اور اسے اپنے زندہ ہونے کا احساس ہوا۔

پلیز آپ مجھے آٹوگراف دیں گی_____ لڑکیاں اس کے سر ہو گئیں_____

آیئے نا ہمارے پاس بیٹھیں ہماری امی آپ سے ملنا چاہتی ہیں، ایک لڑکی اسے بازو سے پکڑ کر

لے گئی جہاں بزرگ عورتیں بیٹھی تھیں۔

وہ وہاں بیٹھ کے ان کے سوالوں کے جواب دینے لگی_____ پانچ منٹ ہوئے ہوں

سے وہاں بیٹھے ہوئے کہ اسے محسوس ہوا دو آنکھیں اسے مسلسل گھور رہی ہیں۔ اس نے سامنے دیکھا

دہانے قدم پر کھڑے ہوئے غافل صاحب منہ میں پائپ پکڑے اسے گھور رہے تھے_____ وہ

ہم گھبرا گئی_____ نروس ہو گئی_____ اور کھڑی ہو گئی، پلیز مجھے اب جانے

_____

لڑکیاں بھی کھڑی ہو گئیں_____ نہیں نہیں ابھی ہم نے تصویر اتروانا ہے_____ پلیز ذرا رکیئے

سے اس کو اٹھتا دیکھ کر غافل صاحب مسکراتے ہوئے قریب_____ آتے گئے_____

آئینہ ان کی طرف دیکھنے لگی، وہ آتے ہوئے عجیب لگ رہے تھے، انہوں نے بڑے بدوضع اور

ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے ہوئے تھے سر پر خشک بالوں کا گچھا تھا _____ اور جا بجا سفید با
تھے جو اسے پہلے کبھی نظر نہ آئے تھے _____ وہ دل ہی دل میں حیران ہوئی کہ اس نے انہیں
پسند کیسے کر لیا _____ ؟

لڑکیوں کے دائرے میں سے اس نے قدم باہر نکالا اور غافل صاحب کے پاس پہنچ گئی، معذرت
خواہانہ لہجے میں بولی _____

ان لڑکیوں نے مجھے پہچان لیا تھا اور پکڑ کر بٹھا لیا _____

وہ بولا کوئی بات نہیں _____ تمہاری فین جو ہیں _____

ہاں ہاں ہم سب ان کی فین ہیں۔۔۔۔لڑکیوں نے بلند آواز سے کہا۔

تو تم ان کی صرف فین ہو _____ غافل صاحب نے پائپ کا کش لے کر مسکرا
ہوئے کہا _____

مگر میں کون ہوں، یہ تم نہیں جانتیں _____ ؟ یہ کہہ کر انہوں نے آئینہ کی طرف دیکھا
آئینہ نے سر جھکا لیا اور پاؤں کے انگوٹھے کو جنبش دینے لگی۔

آپ بھی ان کے فین ہیں سر _____ ایک لڑکی نے آگے ہو کر پوچھا _____

میں ان کا شوہر ہوں _____ !

شوہر _____ ؟ لڑکیاں ایک دم چلائیں اللہ آپ ان کے شوہر ہیں ہم تو سمجھ رہے تھے
ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں اور آپ ان کے گارڈین ہیں۔

ہائے آپ کتنے خوش نصیب ہیں دنیا کی سب سے خوبصورت عورت آپ کی بیوی ہے۔

ایک لڑکی بولی۔

دوسری بولی آپ تو ان کا جوڑ ہی نہیں ہیں۔

تیسری بولی ماں باپ نے زبردستی شادی کر دی ہوگی۔

چوتھی بولی _____ آپ ضرور ان سے جیلس ہوتے ہوں گے _____

چپ کرو لڑکیو: لڑکیوں کی ماں نے ڈانٹا بولتی ہی چلی جا رہی ہو۔۔۔۔

میں اب چلتی ہوں _____ کہہ کر آئینہ سیڑھیاں چڑھنے لگی اس نے دیکھا کہ غافل
صاحب اس کے پیچھے نہیں آ رہے تھے، اوپر جا کر اس نے کوریڈور سے نیچے جھانک کر دیکھا وہ لڑکیوں

ں گروپ میں کھڑے اپنی علمیت جھاڑ رہے تھے اور لڑکیاں محویت سے ان کی باتیں سن رہی تھیں
تے ہی غسل خانے میں چلی گئی، شام تک وہ منتظر رہی کہ اس واقعے کا زہر اگلا جائے، مگر اس روز
ہوا _____

اگلے روز انہوں نے خود ہی بات چھیڑ دی، بولے۔

تم نے لڑکیوں سے میرا تعارف کرانا کسر شان سمجھا۔

نہیں تو مجھے اس کا موقع ہی نہ ملا۔

دراصل تم میرا حلیہ دیکھ کر اس کا جائزہ لے رہی تھیں کہ اس بے ڈھنگے شخص کا تعارف کراؤں یا نہیں
بزدلی جان سے لرز گئی)

مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں اپنی صورت تو بدلوا نہیں سکتا (وہ چپ رہی۔۔۔۔)

بعد میں معلوم ہے کیا ہوا _____ ؟

کیا ہوا کہ اس نے پوچھا _____ سب لڑکیاں کہہ رہی تھیں، ہم آپ کے سیریل میں
یں گی، بلکہ ایک دو نے مجھے اپنے پتے بھی دے دیئے۔

اچھی بات ہے کہہ کر آئینہ اپنی کتاب پڑھنے لگی اسے معلوم تھا اس شخص سے بحث نہیں کرنی، بحث
کر کے وہ آخر میں اپنے دل کا زہر نکالنے کا عادی تھا۔

اگلے دن وہ بولی _____

میں اندر بیٹھے بیٹھے ادب گئی ہوں، میں واپس چلی جاؤں۔؟

انہوں نے گھور کر اس کا چہرہ دیکھا جو بہت اترا ہوا تھا پھر بھی بولے۔

میں ہر دم تمہارے پاس ہوتا ہوں، پھر بھی تم ادب گئی ہو؟ _____ کہیں مجھ سے تو نہیں
یں، انہوں نے طنزیہ کہا۔

یونہی کہہ دیا تھا کہ یہ قید کب ختم ہوگی؟ وہ آنکھوں میں آنسو بھر کے بولی۔

ٹھیک ہے شام کو سمندر کی سیر کریں گے۔

شام کو وہ جلدی گھر آ گئے، اور ٹیکسی لے کر سمندر کے کنارے روانہ ہوئے اسے ٹیکسی میں بیٹھنا
ا لگتا تھا خصوصاً اتنی کھٹارا سی ٹیکسی میں _____ مگر کچھ کہنے کی مجال نہیں تھی۔

سمندر کے کنارے پہنچ گئے ہمیشہ کی طرح آئینہ جوتے اتار کر سمندر کے پانی میں چلی گئی پانی

کی لہر جب آ کر گزر گئی تو اس کے اندر ایک دم پرانا زمانہ جاگا۔۔۔۔۔۔ پرانا زمانہ جسے اس نے تھپک تھپک کر سلا دیا تھا۔۔۔۔۔ تب بھی ایسے ہوتا تھا۔ جب بھی سمندر کا جھاگ جھاگ پانی اس کے پاؤں سے ٹکراتا نرم نرم گدی گدی اس کی روح میں اتر جاتی، پانی کا لمس ماں کا لمس یاد دلاتا محبوب کا لمس یاد دلاتا جانے جانے کیا کیا یاد دلاتے گزرا وہ پانی میں سے نکل آئی خشکی کی طرف چلی وہ پیچھے آ گئے بولے کچھ کھاؤ گی _____

اب وہ ان کی محتاج تھی۔ ان سے پوچھے بنا کچھ کھا بھی نہیں سکتی تھی ابھی وہ کوئی جواب نہ دے پائی تھی کہ آئس کریم کی ریڑھی والا اس کے قریب آ کر رک گیا۔ اور اس کے پیچھے سے ہی ایک آدمی چلاتا ہوا غافل صاحب کی طرف دوڑا _____

ارے میرے یار: ارے میرے یار: تو کہاں کھو گیا تھا پچھلے دنوں تیری بہت ضرورت تھی وہ دونوں ملے _____ اس نے آئینہ کی طرف دیکھ کر۔۔۔۔۔۔ غافل صاحب کو آنکھ ماری اور بولا۔

کون ہے یہ _____؟

غافل صاحب کھسیا گئے، مگر پائپ کا کش لے کر بولے شی از مائی وائف _____

وہ آدمی بے ہودہ انداز میں ہنسا ہر لڑکی سے تم یہی کہہ کر تعارف کراتے ہو۔

پھر آنکھ مار کر بولا _____ یاروں سے نہ چھپاؤ _____ بتاؤ کتنے دنوں کے لئے لائے ہو؟

غافل صاحب نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا منہ دوسری طرف گھما دیا، اور آہستہ آہستہ اسے کچھ بتانے لگے، وہ آدمی پہلے تو سر ہلا ہلا کر ہنستا رہا پھر سنجیدہ ہو گیا _____ اور اسی بے ہودہ انداز میں بولا قسمت کے دھنی ہو یار۔ ہم نے تو سوچا تھا تم چھوڑ دو گے تو ہم آ کر سنبھال لیں گے۔

بظاہر تو آئینہ آئس کریم خریدنے لگ گئی، مگر کان ان کی طرف لگائے رکھے تا کہ وہ بے تکلفی سے باتیں کرتے رہیں۔

پھر بولا اس کو دھوکا نہ دینا یار اگر واقعی شادی کر لی ہے۔ تو اب نبھانا۔ یہ شکل سے بڑے بھلے گھر کی لگتی ہے بڑی خاندانی لڑکی لگتی ہے۔

آئینہ ان کی گفتگو سننے کی خاطر خواہ مخواہ ریڑھی والے کو روکے کھڑی رہی۔

وہ دونوں پھر اس کے قریب آئے غافل صاحب نے تعارف کرایا۔

یہ میرا بچپن کا دوست ہے قدیر _____ ہم سکول میں اکٹھے پڑھتے تھے اُس لئے جو منہ میں آئے کہہ دیتا ہے۔

بھابی جی سلام اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا بھابی جی میں آپ کو ایک بات بتا دوں اس کو کس کر رکھئے گا ڈھیلا نہ چھوڑیئے گا۔ اس کا مزاج نہیں ڈھیلا چھوڑنے والا _____

آئینہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جتنے فقرے سن چکی تھی اس سے زیادہ ان کا مفہوم سمجھ چکی تھی اس کے وجود کے اندر ابھی ایک دیوار بچ گئی تھی جو کبھی کبھی اسے آس دلاتی تھی آج وہ دیوار بھی ریزہ ریزہ ہو کر گرنے لگی تھی۔

دو دن تک وہ گم صم رہی رفتہ رفتہ غافل صاحب کا پورا کردار اس پر کھل رہا تھا۔

وہ کوئی نئی بحث چھیڑ کر ساری کھڑکیاں بند نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس شام وہ سو رہی تھی کتاب پڑھتے پڑھتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

غافل صاحب کوئی چیز کمرے میں لینے آئے تھے اس کو سوتا پا کر الٹے پاؤں چلے گئے۔۔۔۔۔

ان لوگوں نے کسی بات پر بے ہنگم قہقہہ لگایا تو آئینہ کی آنکھ کھل گئی _____ اٹھ کر غسل خانے کی طرف جا رہی تھی کہ۔۔۔۔۔۔ ایک آواز نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔ گو کہ درمیان میں پردہ لگ رہا تھا مگر وہ ان کی آوازیں سن رہی تھی _____

غافل صاحب کہہ رہے تھے یار تم ایک کنٹریکٹ تو بنا کے لاؤ تا کہ میں اس عورت سے دستخط کروا لوں۔

دوسرے آدمی نے پتہ نہیں کیا کہا _____

غافل صاحب بولے _____

ایک ہفتہ ہو گیا ہے مجھے یہاں آئے ہوئے اور ابھی تمہارا اسکرپٹ مکمل نہیں ہوا۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں میرا خیال تھا اگر تم کنٹریکٹ بنا کے آتے تو یہیں سے ہم اٹلی روانہ ہو جاتے، باقی کام پھر ہوتے رہتے۔ باقی لوگ بھی بعد میں آ جاتے۔ میں کنٹریکٹ پہ سائن کئے بغیر اس عورت کو واپس لاہور نہیں لے جانا چاہتا اگر اس عرصے میں مستعان آ گیا تو وہ ضرور اسے دوبارہ اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرے گا۔

دوسرا آدمی بولا کل رات ان کے ڈرامے کی آخری قسط دکھائی گئی ہے اس نے اتنا بھرپور تاثر

چھوڑا ہے کہ پورے شہر میں ان کی مانگ ہے، فنانسر نے فوراً مجھے فون کیا۔

تو میں کہہ رہا ہوں بڑے سست ہو تم _____

میں نے تو فنانسر سے کہہ دیا ہے کہ لڑکی کو ہم نے آمادہ کرلیا ہے پچاس ہزار روپے تو اسی سلسلے میں لایا تھا وہ بہت خوش ہے۔

بلکہ میں تو کہہ رہا ہوں تم الگ الگ تین سیئر یلز کے کنٹریکٹ بنا کے لے آؤ تینوں پر دستخط کرالوں گا، تاکہ یہ عورت کسی اور طرف دیکھ ہی نہ سکے وہ پھر کچھ بولا جو آئینہ نے نہیں سنا _____

غافل صاحب بولے یار ضروری نہیں کہ تم نے یہ سیئر یلز لکھے ہوں بس فرضی ناموں سے بنالاؤ اچھا تم سب کچھ بنالاؤ فرضی نام میں خود لکھ لوں گا، مگر دیر نہ کرو یہ کام جتنی جلدی ہو جائے بہتر ہے یہ بڑی ضدی عورت ہے۔

دوسرا بولا _____

غافل صاحب آپ اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے آپ کی بیوی نہیں کوئی اور عورت ہے۔

اب ان باتوں کو دیکھیں گے تو کاروبار کیسے کریں گے؟ میرا تو اصول یہ ہے کہ بیوی کو پاؤں کی جوتی بنا کے رکھنا چاہیے خاص طور پر خوبصورت بیوی کو _____ ورنہ وہ آپ کو پاؤں کا سلیپر بنا لیتی ہے۔۔۔۔۔

اچھا اب مجھے اجازت دو _____ میں تمہارے فلسفے سمجھنے سے قاصر ہوں _____ دوسرا آدمی بولا _____

بس تم اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔۔

آئینہ نے اتنا ہی سنا اور چپکے سے غسل خانے چلی گئی۔

چلو میں نیچے تک تمہیں چھوڑ آؤں _____ یہ کہہ کر غافل صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔

روم میں آئے تو پہلے جھانکا آئینہ بستر میں نہیں تھی انہیں یقین ہو گیا کہ اس نے یہ باتیں نہیں سنی ہوں گی وہ نیچے اتر گئے۔

آئینہ غسل خانے سے باہر نکل کر پریشان سی بستر پر بیٹھ گئی۔

تو یہ ارادے ہیں حضرت کے تین تین ڈراموں پر دستخط کرا کے اسے قید کرنا چاہتے ہیں وہ دل میں سوچنے لگی کہ اس کنٹریکٹ سے کیسے بچا جائے _____؟

اتنے میں ماما کا فون آ گیا جیسے کسی نے اس کی غیب سے مدد کر دی، اس وقت وہ ماما سے بات کرنا چاہتی تھی _____

ماما _____ اس نے ایسے لہجے میں کہا کہ ماما بولی۔

کیا پریشانی ہے بیٹا _____؟

بولی _____ ماما آپ سے ضروری بات کرنا ہے مگر اس وقت نہیں کر سکتی _____ وہ ہیں کہیں ہے۔ میں دوبارہ فون کرلوں گی چندا! _____

ماما اس کے آنے جانے کا کوئی وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ ماما!۔۔۔۔۔ میں آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں، ماما میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں وہ رو پڑی _____

سنو، آئینہ _____ میری بچی _____ میری جان: ایک بات تو یہ ہے کہ جب میں فون کروں اور غافل تمہارے آس پاس ہو تو پہلا فقرہ کہا کرو _____

''سب خیریت ہے ماما _____'' میں سمجھ جایا کروں گی کہ تم بات نہیں کر سکتیں۔

اور دوسری بات یہ کہ میں جو بھی بات کروں، تم صرف ہاں۔۔۔۔ ہاں کرتی جایا کرو، میری ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا، صرف میری سن لیا کرو۔

ٹھیک ہے ماما۔۔۔

تو سنو آئینہ، ماں بیٹی کا عجیب رشتہ ہوتا ہے۔ ماں تو ہمیشہ اپنی بیٹی کے چہرے سے اس کے دلی حالات کا اندازہ لگا لیتی ہے _____ جب بیٹی پر مشکل وقت گزر رہا ہو اور بیٹی نظروں سے اوجھل ہو تو بیٹی کی آواز سے معاملات کا اندازہ کرتی ہے اس کی سانسوں میں سے سب تلخیاں سونگھ لیتی ہے جب سے تم کراچی آئی ہو اور میں تمہیں فون کر رہی ہوں ہر روز تمہاری آواز کا لوچ ایک قطرہ ٹوٹا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ہر روز اس کی لہروں میں پہلے سے زیادہ مایوسی ہوتی ہے ہر روز تمہاری سانس کی رفتار مجھے بتاتی ہے کہ تم جہنم کا عذاب سہہ رہی ہو آئینہ بے اختیار رونے لگی _____

رونے کی ضرورت نہیں چندا میری بات غور سے سنو۔

انسان خطا کا پتلا ہے، غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے مگر ساری زندگی اپنی غلطی کو نبھانے میں خرچ نہیں کرنی چاہیے اپنے فیصلے کے ساتھ لٹک جانا ایک طویل خودکشی کے مترادف ہے خودکشی ایک ایسا فعل ہے جسے فوراً فوراً بلکہ ایک جھٹکے میں ہو جانا چاہیے ارادہ کیا اور ہو گئی خودکشی کو طول دینے سے دنیا میں ہی عذاب

قبر شروع ہو جاتا ہے، بیٹا قبر کے عذاب جیسی زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی اگر آدمی نے کبھی کسی خاص وجہ سے غلط فیصلہ کر لیا ہو تو ساری زندگی اس کی تائید کرنے میں قربان نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنی غلطی اپنے ذہن سے منوا کر دوسرا فیصلہ کرنا چاہیے آئینہ روتی رہی۔

چندا تم میری بات سمجھ رہی ہو نا؟

اس نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔جی ماما۔۔۔۔۔

روؤ نہیں اللہ تمہاری مدد کرے گا اللہ تمہیں فیصلہ کرنے کا حوصلہ عطا کرے گا اب فیصلہ تم نے خود کرنا ہے دوسروں نے نہیں جلدی سی منہ صاف کر لو وہ آ جائے گا ہاں مگر فیصلہ کرنے میں دیر نہ کرنا اصل میں فیصلہ ہی نجات کا دوسرا نام ہے آئینہ نے جلدی جلدی اپنا چہرہ اپنے دوپٹے سے صاف کر لیا ابھی اس نے چہرہ صاف کیا تھا کہ غافل صاحب دھڑ سے دروازہ کھول کر اندر آ گئے وہ کچھ نروس سی ہو گئی وہ جان بوجھ کر قریب آ کر بیٹھ گئے تا کہ سن سکیں ماں بیٹی کیسی گفتگو کر رہی ہیں۔۔۔۔۔وہ جانتے تھے اس کمرے میں صرف اس کی ماما کا ہی فون آ سکتا ہے۔

میں تمہیں کل پھر فون کروں گی چندا _____ بلکہ اب روز فون کیا کروں گی، اچانک آئینہ کا ذہن جاگ اٹھا _____ اور بولی۔

''اور سب خیریت ہے ماما _____''

تو پھر ٹھیک ہے، کل دوبارہ بات کروں گی۔ خدا حافظ میری بچی۔

خدا حافظ ماما _____ کہہ کر آئینہ نے فون رکھ دیا۔

غافل صاحب کو اندازہ لگاتے دیر نہ لگی کہ وہ رو چکی ہے _____ اس کا چہرہ دیکھ کر بولے تمہاری ماں نے کسی کے مرنے کی خبر سنا دی ہے _____

کیوں _____؟ وہ تیوری چڑھا کر بولی _____ پھر ایک دم اس نے اپنا لہجہ درست کیا۔

رو جو رہی ہو _____

ماما بیمار ہیں _____

غافل صاحب نے قہقہہ لگایا۔۔۔ بڈھیا نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو بیمار کر لیا جانتی ہو بیوہ عورتوں کی یہ تکنیک ہوتی ہے، بیوہ عورت ہمیشہ کچھ ہوتی ہیں کو سرہانے بٹھا کر اپنی زندگی کاٹنا چاہتی ہے۔

آئینہ کو اس قدر طیش آیا کہ اس کا دل چاہا کوئی شے اٹھا کر اس کے منہ پر دے مارے۔ مگر جانتی تھی کہ ظالم جادوگر کی قید میں ہے _____ کسی وقت بھی وہ اسے پتھر کی بنا سکتا ہے زہر کا گھونٹ بھر کر رہ گئی۔۔۔۔۔

مگر اس دن کے بعد اس کی سوچوں میں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ یہ تبدیلی کبھی کبھی اس کے لہجے سے بھی جھلکنے لگی۔

اب جب غافل صاحب کے دوست آ کر اندر بیٹھتے تو وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے چلی جاتی تھرڈ کلاس ہوٹل تھا، مگر وہاں لوگوں کا خوب آنا جانا رہتا۔ نیچے بیٹھ کر وہ انہیں دیکھا کرتی۔ کئی لوگ اسے پہچان لیتے۔ کبھی کبھی وہ سڑک کا نظارہ کرنے کے لئے باہر کے دروازے پر کھڑی ہو جاتی یہ بات اس نے غافل صاحب سے کہہ دی تھی، کہ کمرے میں بیٹھے بیٹھے اس کا دم گھٹنے لگا ہے اس لئے اب وہ سارا وقت اندر نہیں بیٹھے گی _____ کبھی کتابوں کی دوکان پر جا کر کوئی نیا رسالہ خرید لاتی، کبھی نیچے لاؤنج میں جا کر ٹی وی دیکھ لیتی۔ کتنی بدنصیبی تھی کہ سارے ملک میں اس کی دھوم مچ رہی تھی مگر وہ آخری قسطیں دیکھ ہی نہ سکی تھی۔

اگلے دن غافل صاحب۔۔۔۔۔دن کے وقت آئے اور بولے _____ آؤ تمہیں ٹھنڈی سیر کرا لائیں۔۔۔۔۔اب وہ مسلسل سوچ رہی تھی اور سمجھنے کی کوشش بھی کرتی تھی _____ شروع میں وہ کہہ دیتی تھی آپ کہاں جا رہے ہیں، کب آئیں گے میرا دل گھبرائے گا، مگر جواب میں اسے سننا پڑتا۔

میں کہاں _____ کیوں _____ کب سننے کا عادی نہیں ہوں میری زندگی میں ان لفظوں کا استعمال نہیں کرو گی تو سکھی رہو گی۔ میں ان عورتوں سے نفرت کرتا ہوں جو ان لفظوں کا استعمال کرتی ہے۔

اس لئے اس نے کچھ بھی نہیں کہا تیار ہو کر ساتھ چل پڑی وہ اسے یونہی اپنے دوستوں کے ٹھکانوں میں گھماتے رہتے بیکار جگہوں میں لئے لئے پھرتے ان کے دوست بھی انہی کی طرح کے تھے، بازار بھی دکھایا، ایک سستے سے ہوٹل سے کھانا کھلایا آئینہ جہاں بھی جاتی لوگ اسے فٹ پہچان لیتے، کہتے نہیں تو بھاگ آتیں مگر مرد لوگ آنکھوں آنکھوں میں سراہتے۔

سڑک پر جب دو چار نوجوانوں نے مڑ کر اس کو دیکھا _____

تو غافل صاحب بولے تمہیں پتہ ہے مشہور بیوی زندگی کا سب سے بڑا عذاب ہوتی ہے۔

آئینہ نے کہا مگر آپ کو تو شادی سے پہلے پتہ چل چکا تھا کہ میں مشہور عورت ہوں پھر بھی آپ شادی پر زور دیتے رہے۔

ہاں مگر عذاب کا تجربہ تو شادی کے بعد ہوا ہے _____

تو اب چھٹکارا حاصل کرلیں _____

غافل صاحب نے چونک کر آئینہ کا چہرہ دیکھا، یہ ایک نئی تبدیلی انہیں نظر آئی _____ انہوں نے سوچا شاید انہوں نے غلط بات کہہ دی ہے _____

اس لئے بات بنا کر بولے _____

اصل میں خوبصورت عورت کی یہ کمزوری ہوتی ہے کہ لوگ اسے مڑ مڑ کر دیکھیں اور اس کے حسن کو آنکھوں ہی آنکھوں میں سراہیں، اور اگر خوبصورت عورت مشہور بھی ہو جائے تو سمجھو وہ مریضانہ حد تک یہ سب باتیں چاہنے لگی ہے۔

آئینہ دل ہی دل میں مسکرائی _____ اور بولی۔

اگر آپ کا علم یہ کہتا ہے تو یہ درست ہوگا _____ میں کسی کلیہ کو کیوں جھٹلاؤں۔۔۔۔؟

آئینہ کا ہر جواب غافل صاحب کو سوچنے پر مجبور کر رہا تھا انہوں نے دل میں سوچا شاید وہ آئینہ پر بہت زیادہ سختی کر رہے ہیں۔

اس لئے گھر آ کر بولے _____

بھئی میں تو روزانہ ساتھ جانے سے باز آیا سمجھ گئیں نا؟ تم خوبصورت بھی ہو اور مشہور بھی بس یہ وجہ ہے کہ میں اکثر تمہیں ساتھ نہیں رکھتا حاسد بھی ہوں تم نیچے اتر جایا کرو ٹی۔ وی دیکھ آیا کرو کتابیں رسالے بھی خرید لایا کرو آئینہ نے اس تھوڑی سی اجازت کو غنیمت جانا نیچے جا کر گھوم پھر آتی غافل صاحب کی شروع سے یہ عادت تھی اگر کہہ کر جاتے کہ میں جلدی آ جاؤں گا تو دیر سے آتے اگر دیر سے آنے کا کہہ کر جاتے تو فوراً آ جاتے جب آتے فوراً داخل ہوتے تا کہ دیکھ سکیں وہ کیا کر رہی ہے _____

آئینہ نے اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ ادراک اسے ہوٹل کی حبس زدہ زندگی نے بخشا تھا اس کمرے سے اس بستر سے اس ماحول سے اسے شدید نفرت

تھی۔ مگر یہاں سے باہر گئے بغیر وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی وہ نیچے ہال میں جا کر بیٹھ جاتی۔ پھر اپنی کی صبحوں اور راتوں کے بارے میں سوچتی رہتی _____ سارا دن غافل صاحب کے آتے رہتے، غافل صاحب ہر بات میں اس سے جھوٹ بولا کرتے صرف صبح کی چائے ہوٹل منگوائی جاتی جب انہیں بھوک لگتی _____ تو وہ کھانا لے آتے۔ جب وہ کھانا لاتے اس ہی آئینہ کھا سکتی تھی۔ انہیں بازاری چیزیں پسند تھیں _____ تکہ بوٹی، چانپیں، مچھلی کے _____ وہ نفیس خوراک کھانے کی عادی تھی۔ اس کی صحت خراب ہو گئی تھی _____ دن بھر وہ ان کی مرضی کی محتاج تھی۔ اور رات بھر وہ ان کی وحشتوں کا نشانہ بنتی _____

کیسی بے بسی تھی۔ اس نے ازدواجی معاملات پر بہت کتابیں پڑھ رکھیں تھیں۔ مگر ساری باتیں اس کی سمجھ میں آ رہی تھیں _____ وہ سوچتی جسم کا میخانہ بالکل اجاڑ ہے اگر ذہن کے لے میں طلب کی مے نہ ہو _____ ذہن ساتھ نہ دے _____ تو جسم محض مشین وہ ایک مشینی اور لاچار زندگی گزارنے پر مجبور کر دی گئی تھی کیا حسن تھا اس زندگی میں اس کی اپنی ائی عمل میں شامل نہ تھی۔ اور ایک ناپسندہ انسان زبردستی منافع کے ساتھ بیاج وصول کر رہا

افوہ! وہ تڑپ اٹھتی _____ اس روز وہ ہوٹل کے ہال میں جا بیٹھی تھی۔ کیونکہ غافل ب کے دو چار لفنگے دوست کمرے میں آ کر غل کر رہے تھے وہاں وہ آتے جاتے لوگوں کو دیکھتی رہی کے دروازے کے آگے سے ایک کتا گزر گیا _____ اس نے مسرت سے اسے دیکھا اور کہ مجھ سے تو یہ کتا بہتر ہے۔ کم از کم آزاد ہے۔ اور اپنی مرضی سے آ جا رہا ہے یکا یک ایک آدمی داخل ہوا _____ اسے دیکھا _____ چونکا _____ اور پھر قریب آ کر بولا۔

آپ۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔ آئینہ جمال ہیں۔

جی ہاں وہ بولی _____

شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں آپ کی دوست ماہ گل کا شوہر ہوں۔

رضا بھائی _____ ہے نا؟

ہاں شکر ہے آپ نے مجھے پہچانا، وہ قریب آ کر بیٹھ گیا۔

مگر آپ لوگ تو انگلینڈ چلے گئے تھے۔

پچھلے مہینے آ گئے ہیں۔ ماہ گل برابر آپ کو ڈھونڈ رہی ہے، آپ یہاں کراچی میں ہیں، اور ہمیں پتہ ہی نہیں _____ سنا تھا آپ کی شادی ہوگئی ہے۔ آپ کے شوہر کہاں ہیں ان کو لے کر ہمارے گھر آیئے نا؟ _____

ارے آپ نے اتنی باتیں ایک سانس میں کہہ دیں، باری باری جواب دوں گی۔

پہلے بتایئے کوئی بچہ ہے، آئینہ بولی _____

ہاں ہماری ایک پیاری سی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ کمرے کا نمبر بتایئے۔۔۔۔۔ میں اور ماہ گل آپ کو لینے آئیں گے۔

میں اس ہوٹل میں نہیں ٹھہری ہوئی۔۔۔۔۔ آئینہ نے بات بنا کر کہا۔۔۔۔۔ یہاں میرے شوہر کسی سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔۔ اس لئے میں یہاں بیٹھی ہوں۔

تو کہاں ٹھہری ہیں _____؟

اس نے بے تابی سے کہا _____

آئینہ کھڑی ہوگئی اسے ڈر لگنے لگا اگر غافل صاحب نیچے آ گئے تو اسے ان کا تعارف اپنی عزیز ترین سہیلی کے شوہر سے کرانا پڑے گا، اور بعد کے کئی مناظر سہنے پڑیں گے۔

مگر اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ غافل صاحب کے دوست کچھ دیر پہلے صدر دروازے سے باہر نکل گئے تھے۔ اوپر کوریڈور میں کھڑے غافل صاحب آئینہ اور رضا علی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

آئینہ بولی _____ رضا بھائی آپ مجھے اپنا رابطہ نمبر دے دیں۔ میں اپنے ہوٹل پہنچتے ہی آپ کو فون کروں گی اس نے جیب سے کارڈ نکالا اس پر ایک نیا نمبر لکھ کر دیا اور مسکرا کر بولا _____

ارے آپ تو اتنی بڑی آرٹسٹ بن گئی ہیں، بہت مبارک ہو ہم نے آپ کا پورا سیریل ریکارڈ کر لیا ہے۔ آج تک پاکستان میں ایسا ڈرامہ نہیں بنا تھا پتہ ہے ماہ گل ہر قسط کے بعد کیا کہتی تھی کہ دیکھنا اس ڈرامے کا پروڈیوسر آئینہ سے ضرور شادی کرلے گا؟ کون ہے آپ کا شوہر کس سے شادی کی ہے؟ وہ بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگا۔ بتاؤ نا کون خوش قسمت ہے وہ آئینہ نے اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کارڈ اس کے ہاتھ سے لے لیا وہ بھی بے خیالی میں ساتھ ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔

آپ کے گھر آؤنگی نا تو سب کچھ بتاؤنگی۔

اپنے شوہر کو بھی لے کر آئیں _____ ضرور ضرور پلیز _____ وہ شوق کے بے قابو ہو رہا تھا۔

ٹھیک ہے، آئینہ سیڑھیوں کے پاس رک گئی۔

رضا بھائی، اب آپ جائیں۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ ہو کے وہیں رک گیا۔

میں نے کہا ہے نا میں خود ماہ گل کو فون کروں گی _____ پھر آپ آ کر مجھے لے جایئے گا۔

ٹھیک ہے وہ الٹے قدموں چلنے لگا، جس وقت آپ فون کریں گی میں فوراً آ جاؤں گا۔

چلتے چلتے وہ بلند آواز سے کہتا رہا _____ فون ضرور کیجئے گا، میں آپ کے فون کا انتظار کروں گا _____ جونہی آپ فون کریں گی میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

بمشکل اس سے جان چھڑا کر آئینہ سیڑھیاں چڑھنے لگی _____ مگر اس نے دیکھا نہیں کوریڈور کے کونے میں کھڑے غافل صاحب ان دونوں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ کارڈ دیتے بھی دیکھا۔۔۔۔۔ اور پھر آخری فقرہ۔۔۔۔۔ میں آپ کے فون کا انتظار کروں گا۔ جونہی آپ فون کریں گی میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا تو انہوں نے بہت ہی غور سے سنا۔۔۔۔۔

اس کا کارڈ نمبر پڑھتی ہوئی آئینہ کمرے میں داخل ہوئی تو غافل صاحب غضبناک شکل سامنے کھڑے تھے۔ وہ ان کا ہیبتناک چہرہ دیکھ کر سہم گئی بیشتر اس کے کہ اب وہ کچھ بولتی وہ _____

اب چھپ چھپ کے اپنے عاشقوں سے بھی ملنے لگی ہو۔

کیا _____ وہ اور حیران ہوئی۔

کون تھا تمہارا عاشق _____ جس کے ساتھ راز و نیاز کر رہی تھیں۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ _____ وہ چڑ کر بولی۔۔۔۔۔ کچھ دماغ درست ہے

یرا دماغ تو درست ہے۔ مگر تمہارے دماغ کی خرابی کا پتہ چل گیا، دو تین دنوں سے جو تم نے ایک یہ اختیار کیا ہوا ہے اس کی وجہ سمجھ میں آ گئی ہے کوئی پرانا عاشق مل جائے تو شوہر کھٹکنے لگتا ہے۔

کیا بکواس کر رہے ہے آپ وہ میری بچپن کی سہیلی کا شوہر تھا۔

اوراس نے تمہیں یہاں تلاش کرلیا ہے تمہیں دیکھ کراس کی آنکھوں میں والہانہ پن پیدا ہوگیا۔ اورتم نے اس سے وعدہ بھی کرلیا کہ موقع پا کرتمہیں بلواؤ نگی۔

کئی دنوں سے دبا ہوا آئینہ کا غصہ نکل آیا _____ صبر اور برداشت کا پیمانہ چھلک پڑ اور بولی _____

آپ کے ذہن میں گندگی بھری ہوئی ہے۔اسے لئے تمام غلیظ خیالات آپ کے ذہن میں آ ہیں۔آپ ایک بیمار ذہن کے مالک ہیں۔

خبردار جو زبان چلائی غافل صاحب کڑک کر بولے۔ میں گدی سے زبان کھینچ لوں گا میں شو ہوں عاشق نہیں ہوں _____

آپ تو شوہر کہلانے کے لائق بھی نہیں ہیں، کیا سلوک کررہے ہیں میرے ساتھ کبھی سوچا آ نے؟

کیا برا کررہا ہوں، دن رات تمہاری خدمت میں جتا ہوں _____

اور مجھے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے _____ میں بول نہیں سکتی _____ ہ نہیں سکتی _____ کہیں آ جا نہیں سکتی _____ اور تو اور اپنی مرضی سے کھا پی نہیں سکتی تمہیں کھلا چھوڑ دوں _____ تا کہ تم سڑکوں پر گل کھلاتی پھرو، میں بے غیرت نہیں ہو تمہیں ہر مرد کے ساتھ راز و نیاز کرتا دیکھوں _____

میرے ساتھ شادی کی پیسہ کمانے کے لئے۔یہ بھی بے غیرتی ہے مجھے ڈراموں میں دوسر مردوں کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب دی یہ بھی بے غیرتی ہے آپ جو کچھ کررہے ہیں بے غیرتی کے ضمن میں آتا ہے اصل میں آپ بری طرح احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔

میں کہتا ہوں میرے آگے زبان نہ چلاؤ میں کچھ کر بیٹھوں گا۔

نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔اب میں اپنی زبان کھولوں گی ۔۔۔۔۔۔اب مجھ پر آپ کی حقیقت کھ گئی ہے۔اس روز سمندر کے کنارے میں نے آپ کے آوارہ دوست کی ساری باتیں سن لی تھیں جو ک رہا تھا اس لڑکی کو جب فارغ کرو تو مجھے دے دینا _____ میں نیچے جاتی ہوں تو مینجر دوسر آدمی سے کہتا ہے یار یہ آدمی ہر سال ایک خوبصورت لڑکی پھنسا کرلے آتا ہے اور اسے اپنی مسز ظاہر کے اس ہوٹل میں قیام کرتا ہے اب دیکھنا اس بے چاری لڑکی کا کیا حشر کرے گا یہ بے غیرتی کے کام کر

ید آپ کی فطرت ثانیہ ہے مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے لوگ ہی دوسروں کو مجرم سمجھتے ہیں _____ اب میں آپ سے ڈرنے والی نہیں _____

اچھا وہ ایک دم آگے آیا، ایک ہی یار ملا تو تیری زبان کھل گئی۔زبان بند کر ورنہ میں تیرا وہ حشر روں گا زمانہ عبرت پکڑے گا۔

آپ اپنے حشر سے ڈریں غافل صاحب! میں ہر ظلم زیادتی برداشت کرسکتی ہوں۔مگر میرے ملے دامن پہ داغ لگے یہ برداشت نہیں کرونگی۔

میرے ساتھ ڈائیلاگ نہ بولو _____ وہ پھر غرایا _____ میں نے تمہیں سہارا _____ تم تو کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہر ایک کی گود میں گر رہی تھیں تم نے مجھے ذہنی طور پر ل ہی نہیں کیا۔ایک ماتمی شکل بنائے رکھتی ہو _____ شادی کے دن سفید ساڑھی پہن کر آ ئیں جیسے جشن مرگ میں شریک ہو رہی ہو۔

ہاں وہ جشن مرگ ہی تھا وہ روتے ہوئے بولے اس کو کوئی شادی نہیں کہہ سکتا، سب ٹھیک کہتے ہیں پ بہت سی لڑکیوں کی زندگی برباد کرچکے ہیں آپ ایک گھاؤنی زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔آپ اپنا آلہ کار بنانا چاہتے ہیں آپ ایسا ہرگز نہ کرسکیں گے۔

حرامزادی یاد رکھو یاد رکھو تو نے مجھے چیلنج کیا ہے اب میں وہی کروں گا جو میرا دل ہے گا۔

اور میں بھی وہی کروں گی، جو میرا دل چاہے گا، میں کوئی معمولی گھرانے کی لڑکی نہیں ہوں کہ آپ چنگل سے نہ نکل سکوں۔

تیری کتیا ماں نے تجھے یہی ٹریننگ دے کر بھیجا ہوگا وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

خبردار آئینہ اتنی زور سے چلائی کہ اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں خبردار میری ماں کے لئے ئی فضول لفظ استعمال کیا میں، میں ۔۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتی آگے بڑھی ۔۔۔۔۔منہ نوچ ا گی۔

غافل صاحب نے لپک کر اسے بالوں سے پکڑ لیا اور اسے زور زور سے جھٹکے دیئے تیری ماں بھی ا ہے اور تو بھی کتیا نے کتیا ہی کو جنم دیا ہوا ہے۔یاد رکھو! قیامت تک تیری ماں تیری صورت دیکھنے کو ے گی یہ کہہ کر اس نے بالوں سے پکڑے پکڑے دوبارہ آئینہ کا سر دیوار سے مارا آئینہ نیچے گر گئی اور

وہ غصے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

باہر سے دروازہ بند کر کے کوریڈور میں ٹہلنے لگا جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا _____ تو اسے اپنے رویے پر ندامت ہوئی _____ ذرا سا دروازہ کھول کر دیکھا آئینہ ابھی تک فرش پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کے ماتھے پر خون کی ایک لکیر تھی غافل صاحب اندر آ گئے اندر سے دروازہ لاک کر اور اسے اٹھا کر بستر پر ڈالا تولیے سے کر خون کی لکیر صاف کی وہ صاف کرتے خون پھر آ جاتا، بہت پریشان ہوئے ری سپشن کو فون کر کے کہا کہ میری بیوی گر گئی ہے کوئی ڈاکٹر بلا دیں ہوٹل نے بتایا کہ ہوٹل کا تو کوئی ڈاکٹر نہیں ہے وہ کسی عام پریکٹیشنر کو بلا دیتے ہیں۔

تھوڑی دیر میں ڈاکٹر آ گیا، اس نے آئینہ کو دیکھا۔ اور بولا سر میں چوٹ لگی ہے خون بہت جا رہا ہے میں پٹی کر دیتا ہوں پٹی کر کے انجکشن لگا کے ڈاکٹر نے دوائیاں لکھ دیں اور غافل صاحب سے کہا۔

اس وقت ان کا بی پی بہت لو ہے، اگر گھنٹے تک ہوش نہ آئے تو کسی نیورو فزیشن کو دکھایئے گا سر کی چوٹ بعض دفعہ بہت خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب _____ آپ کچھ کیجئے، غافل صاحب نے کہا۔

میں نے جو کرنا تھا کر دیا ہے _____ بہتر ہو گا آپ نیورو فزیشن سے رجوع کریں اس نے کاغذ پر دو تین نیورو فزیشنز کے نام اور پتے لکھ دیئے _____

آئینہ چت لیٹی رہی _____ اور وہ پریشانی کے عالم میں ٹہلتے رہے _____ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ اسے ہسپتال میں داخل نہیں کرانا چاہتے تھے اس سے بگڑنے کا ڈر تھا، بالآخر سوچ سوچ کے شام کو وہ باہر نکلے _____ دروازے کو باہر سے تالا لگا دیا، اب انہیں آئینہ سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا _____ کہ ہوش میں آتے ہی وہ بھاگ نہ جائے۔

خدا کی قدرت وہ باہر نکلے تو آئینہ کو ہوش آ گیا _____ اس کا سر پھر کی طرح ہو رہا تھا ہاتھ لگا کے دیکھا تو پٹی بندی تھی۔۔۔۔ پھر رفتہ رفتہ اسے ساری باتیں یاد آنے لگیں، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی سر میں چکر آ رہے تھے _____ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا جس دیوار پر اس نے اس کا سر مارا تھا۔ وہاں بھی خون کا دھبہ لگا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھی رہی پھر اپنے اردگرد کا جائزہ لیا وہاں ڈاکٹر کا ایک نسخہ پڑا تھا کچھ دوائیاں پڑی تھیں تھوڑا سا پھل پڑا تھا

_____ جس کے لئے ترستی رہتی تھی ساری صورت حال اس کی سمجھ میں آ گئی _____

نے اپنے آپ سے کہا جتنی بھی ہمت بچی ہے اس سے کام لے۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کے غسل خانے میں گئی، منہ دھویا _____ واپس آ کے اس نے تھوڑا سا پھل کھایا جسم میں طاقت آ گئی تھی ایک دم فون کی گھنٹی بجی _____

یہ ماما کا فون تھا، اسے یقین تھا خدا کی طرح ماں بھی کڑے وقتوں میں مدد کو آ پہنچتی ہے، اس نے کل آ گے ہو کر ریسیور اٹھایا۔

ہیلو _____

آئینہ بیٹی تم ٹھیک ہو، کیسی ہو؟ _____ صبح سے میری دائیں آنکھ پھڑک رہی ہے۔ اور تم رہی ہو۔

ماما _____ آئینہ کے آنسو جھر جھر بہنے لگے۔۔۔۔ پتہ نہیں ماں کی آواز میں کیا ہوتا کہ دل کا درد آنکھوں کے رستے بہنے لگتا ہے۔

ماما _____ پھر اس نے آواز کو سنبھالا ماما میں بیمار ہوں، زیادہ باتیں کرنے کا وقت نہیں بس مجھے ایئر ٹکٹ بھیج دو میں آ جاؤں گی۔

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا _____ ایک گلاس پانی کا پیا _____ پھل کے چھلکے ڈالے۔۔۔۔۔ تاکہ غافل صاحب کو احساس نہ ہونے پائے کہ وہ ہوش میں آ چکی ہے _____

اس وقت غافل صاحب دروازہ کھول کر اندر آئے، ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی تھا آئینہ چت لیٹی تھی جیسے وہ سلا کر گئے تھے۔

ان کو دوپہر سے ہوش نہیں آیا _____ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا _____

جی نہیں _____ ایک بجے سے اسی طرح پڑی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے باقاعدہ آئینہ کا معائنہ شروع کیا بی پی دیکھا، نبض دیکھی _____ آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کے دیکھا _____ ہارٹ بیٹ چیک کی _____

ابھی تک کوئی دوا اندر نہیں گئی، ڈاکٹر صاحب نے پوچھا _____

جب وہ ہوش میں ہی نہیں تو دوا کیسے دی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے زخم کا معائنہ کیا بولے ان کے کچھ ٹیسٹ فوری طور پر کرانے پڑیں گے اگر انہیں

آپ میرے کلینک میں لے آئیں تو کل صبح میں ان کے ٹیسٹ کروادوں گا اس کے بعد ہی دوا تجویز کروں گا فی الحال میں کچھ دوائیں دے رہا ہوں جو اس وقت میرے پاس ہیں۔ یہ دوائیں میں آپ کے سامنے انہیں کھلاتا ہوں _____ بعد میں آپ ایک مرتبہ انہیں خود کھلا دیجئے گا، ذرا ایک پیالی میں گرم پانی لائیے غافل صاحب گرم پانی لانے نیچے چلے گئے تو ڈاکٹر صاحب ہاتھ دھونے کے لئے غسل خانے میں چلے گئے میز پر ڈاکٹر صاحب کا پیڈ اور قلم رکھا تھا۔ آئینہ نے دیر نہیں لگائی قلم اٹھا کے کاغذ پر کچھ لکھا اور مٹھی میں پکڑ لیا ڈاکٹر صاحب واپس آئے تو انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ انہوں نے قلم اپنے پیڈ کے اوپر رکھا تھا، مگر اب قلم بستر کے کنارے پڑا تھا۔ وہ دوائی کی شیشی کھولنے والے تھے کہ آئینہ نے ایک آنکھ کھول کے وہ پرچہ ڈاکٹر صاحب کو پکڑا دیا، ڈاکٹر صاحب گھبرائے مگر انہوں نے پرچہ پکڑ لیا۔

آئینہ نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں، ڈاکٹر صاحب نے بمشکل پڑھا _____ کاغذ کے اوپر شکستہ لکھائی میں لکھا تھا _____

''ڈاکٹر صاحب مجھے لاہور بھجوا دیں یہ شخص مجھے مار ڈالے گا _____''

جس وقت ڈاکٹر صاحب پرچہ پڑھ رہے تھے غافل صاحب گرم پانی کی پیالی پکڑے اندر آ گئے ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب نے وہ پرچہ چڑ مڑ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا انہوں نے نیم گرم پیالی میں ایک محلول بنایا _____ اور ایک ہاتھ سے اس کا منہ کھول کر اس کے حلق میں انڈیل دیا _____ پھر بولے _____ میں پانچ منٹ تک انتظار کروں گا کہ اس دوائی کا کیا اثر ہوتا ہے حالانکہ کلینک میں ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا میرے پاس وقت نہیں مریضوں کی قطار بیٹھی ہے _____

دوائی پلا کر ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کو پھر سے دیکھنا شروع کیا دونوں ہاتھ ہلا کر دیکھے، پاؤں کے انگوٹھوں کو کھینچ کر دیکھا _____ دونوں ٹانگوں کو باری باری اوپر نیچے کر کے دیکھا _____ پھر دور ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئے _____ اس وقت چت لیٹی ہوئی آئینہ کا دل دھڑکنے لگا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہنا شروع کیا _____

غافل صاحب _____ یہ اس نوعیت کا پہلا مریض میرے سامنے آیا ہے، آپ کہتے ہیں یہ غسل خانے سے پھسل کر گری ہے _____ اور چوٹ لگنے سے بے ہوش ہو گئی ہے، چوٹ سر کے ایسے حصے میں آئی ہے جہاں پھسلنے سے کبھی چوٹ نہیں آتی ۔۔۔۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے آپ کی مسز

خودکشی کی کوشش کی ہو جو بھی ہے چوٹ بہت گہری ہے ورنہ اتنی دیر بے ہوشی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی مریض بعض اوقات فوراً ٹھیک ہو جاتے ہیں بعض اوقات کئی مہینے لے لیتے ہیں۔

غافل صاحب کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

آپ نے بتایا تھا کہ آپ لاہور سے چند دنوں کے لئے کراچی آئے ہیں، اس لئے انہیں ہسپتال داخل نہیں کرا سکتے۔

جی ہاں ڈاکٹر صاحب، غافل صاحب فکر مندی سے بولے _____ اتنے دن اکیلی گھر میں کیسے رہیں گی، پھر میں کوئی بندوبست کر کے نہیں آیا۔

ایک اور مخلصانہ مشورہ ہے میرا _____ ڈاکٹر صاحب بولے _____

ان کے ذہن پر کسی صدمے کا اثر بھی ہے ایسے مریضوں کو جلدی ٹھیک کرنے کے لئے ماحول کی بھی بہت کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور سے ایسی جگہ لے جانا جہاں اس کی گذشتہ زندگی گزری ان کا گھر لاہور میں ہے تو انہیں فوراً لاہور لے جائیے ان کو ان کے آبائی گھر میں چھوڑ دیجئے یہ وہاں باپ بہن بھائیوں کی آوازیں سنیں گی تو فوراً ٹھیک ہو جائیں گی جب مریض اچھا نہ ہو رہا ہو تو اس کے آبائی شہر میں لے جانا چاہیے _____ رات تک انشاء اللہ انہیں ہوش آ جائے گا سے پوچھ لیجئے گا اگر جانا چاہیں تو فوراً لاہور لے جائیں نہ جانا چاہیں تو انہیں مجبور نہ کیجئے گا اور دوسرا مشورہ میرا یہ ہے کہ اگر انہیں ہوش آ جائے تو صبح میرے کلینک میں داخل کرا دیجئے گا میں دیکھ رہا ہوں ٹھیک نہیں ہے وہاں رکھ کر میں علاج کروں گا _____ اور _____ وہ رکے _____ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ دماغی امراض کا علاج مہنگا بھی بہت ہوتا ہے۔

بصورت دیگر اگر یہ ہوش میں آ کر لاہور جانا چاہیں تو وہاں میرے ایک دوست نیورو فزیشن ہیں ان کے نام چٹھی لکھ دیتا ہوں _____ انہیں ضرور مل لیجئے گا وہ آپ کی مدد کریں گے۔

شکریہ ڈاکٹر صاحب _____ غافل صاحب نے گویا ان کی ساری تجاویز مان لیں ڈاکٹر صاحب نے وہاں بیٹھ کر ایک مختصر سی چٹھی لکھی _____ اور کھڑے ہو گئے _____ غافل صاحب نے چٹھی ان سے لے لی۔

ڈاکٹر صاحب نے جھک کر آئینہ کا چہرہ دیکھا _____ اس کی پیشانی کا چھوا، اس کے گال کو چھوا _____ پھر ایک کندھے پر دباؤ ڈالا _____ اس انداز میں کہ وہ سمجھ

جائے بات بن گئی ہے۔

''میرا خیال ہے رات تک انہیں ہوش آ جائے گا _____ اب پیشانی اتنی ٹھنڈی نہیں۔ فکر نہ کریں غافل صاحب۔۔۔۔۔۔ کا پریشان چہرہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب بولے انشاء اللہ جلد اچھ ہوجائے گی۔ آپ یہاں اکیلے ہیں۔ بہتر ہے ان کو لاہور لے ہی جائیں _____''

وہ دونوں باہر نکل آئے آئینہ نے دل ہی دل میں ڈاکٹر صاحب کو بہت دعائیں دیں ، ڈاک صاحب کی ساری باتیں اس نے سمجھ لی تھیں دس بجے تک چت لیٹی رہی غافل صاحب بازار سے کھانا آئے تھے سامنے بیٹھ کر کھالیا تھا اور صوفے پر تکیہ رکھ کے سونے کی تیاری کر رہے تھے جب آئینہ نے کراہ شروع کیا اور وہ دوڑ کر قریب آئے _____ بے بی _____ بے بی _____ انہوں نے پکارا۔

آئینہ چپ ہوگئی _____ وہ جا کے اپنے صوفے پر دراز ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد آئینہ پھر کراہنے لگی _____ ماما _____ ماما

ماما تم کہاں ہو _____ میرے پاس آؤ نہیں تو مر جاؤں گی _____

غافل صاحب دوڑے آئے _____

میں تمہارے پاس ہوں ڈارلنگ _____ ڈارلنگ مجھے بتاؤ _____ تم ٹھیک ہونا؟ _____ تم ٹھیک ہونا؟

انہوں نے اس کا چہرہ چھوا پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔

آئینہ نے آنکھیں نہیں کھولیں _____ مگر کراہتی رہی مجھے ماما کے پاس لے چلو مجھے ماما کے پاس لے چلو۔

رات بھر یہی ہوتا رہا _____ وہ جب بھی کراہتی _____ ماما کو بلاتی _____

غافل صاحب کو تسلی ہوگئی تھی کہ اسے ہوش آ گیا ہے _____ اس لئے ہر بار کہتے، ڈارلنگ میں تمہیں کل ہی ماما کے پاس لے جاؤں گا۔

اس کے بعد وہ تسلی سے سو گئے _____ جب ان کے خراٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو آئینہ بھی سو گئی۔

جب کسی کام سے غافل صاحب نیچے گئے _____ تو ہوٹل کے مینجر نے بتایا، لاہور سے

کا ایک پارسل آیا ہے _____ انہوں نے کھول کر دیکھا، تو شام کی فلائٹ کے دو ٹکٹ تھے پر ان کا نام تھا۔ اور دوسری پر آئینہ کا نام _____

یہ کس نے بھجوائے ہیں وہ حیران ہوئے _____ مگر اس وقت انہوں نے اسے تائید غیبی جھا کیونکہ ان کے پاس لاہور جانے کا کرایہ بھی نہیں تھا، بھلا وہ یہاں رک کر اتنا مہنگا علاج کیونکر روا سکتے تھے۔

اوپر کمرے میں جا کر انہوں نے کراہتی ہوئی آئینہ کو ٹکٹوں کی خوش خبری سنائی تو پہلی مرتبہ اس نے آنکھیں کھولیں غافل صاحب کے ہاتھ سے چائے پی _____ جب انہوں نے پوچھا، شام کی فلائٹ سے لاہور چلیں _____ تو اس نے سر کی جنبش سے حامی بھری۔

سو جس طرح بھی ہو سکا انہوں نے سامان سمیٹا اور اسے لے کر جہاز میں آ کر بیٹھ گئے آئینہ کا سارا جسم ریزہ ریزہ ہو رہا تھا _____ نقاہت کے مارے چلنا بھی محال تھا۔ مگر اس نے کھسٹ اٹھایا کیونکہ یہ آخری امید تھی اگر ہمت نہ کرتی تو وہ ایئر پورٹ تک بھی نہ پہنچ پاتی۔ لاہور پہنچ کر غافل صاحب کو سہارا دیئے ہوئے باہر لائے لاؤنج کے باہر ماما اندیشہ ہائے گوناگوں کی مکمل تصویر بنی کھڑی تھیں _____ آئینہ نے ماما کو دیکھا _____ تو پوری ہمت مجتمع کر کے دوڑ کے آئی اور ان سے لپٹ گئی _____

ماما مجھے گھر لے چلو گھر لے چلو۔

بس اتنا کہا اور ان کے بازوؤں میں بے ہوش ہوگئی۔

غافل صاحب کی مدد سے بے ہوش آئینہ کو ماما نے اپنی موٹر میں ڈالا اور غافل صاحب سے _____

بیٹا میں اسے لے کر چلتی ہوں ڈاکٹر کو دکھاتی ہوں تم سامان لے کر بعد میں آ جانا انہوں نے بڑی زاری سے _____ ''جی اچھا _____'' کہا _____

ماما نے آئینہ کا زخمی سر اپنی گود میں رکھ لیا، اور گاڑی گھر کو روانہ ہوئی۔

گھر آ کر آئینہ اتنی شدید بیمار ہوئی جیسے کوئی منزل پہ آ کے بے دم ہو جاتا ہے ایک بات اس نے ماما سے کہہ دی تھی کہ اسے ہسپتال میں داخل نہ کیا جائے سو گھر پر ہی ڈاکٹر آ جا رہے تھے اور علاج ہو رہا تھا، سارے ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ آئینہ ایک شدید ذہنی صدمے اور ذہنی تشنج کے زیر اثر ہے _____ اسے دوائیاں کم اور آرام زیادہ دیا جائے۔ جب اس کی قوت ارادی بحال ہو گی خود بخود ٹھیک ہو جائے گی، زیادہ لوگوں سے ملنے نہ دیا جائے۔ زیادہ باتیں نہ کی جائیں _____ بار بار حال نہ پوچھا جائے _____ جب کھانے کو مانگے دیا جائے۔ جب بولنا چاہے بات کی جائے۔ ہر کوئی اس کے کمرے میں نہ جائے۔

چونکہ یہ ہدایات غافل صاحب کی موجودگی میں ملی تھیں۔ اس لئے وہ بھی ان کی پابندی کرتے تھے۔ ہر روز حال دریافت کرنے آ جائے اگر ماما ٹی۔ وی لاؤنج میں ہوتیں تو وہیں بیٹھ جاتے _____ سر جھکا کر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے پھنسا کے منکسر المزاجی کا تاثر اپنے چہرے پر چڑھا کے یوں جیسے ان جیسا تابعدار و فاشعار کوئی نہ ہو گا _____ ماما بھی زمانہ بیں تھیں ان کے آتے ہی آؤ بھگت شروع کر دیتیں _____ چائے ------ پانی ----- پھل فروٹ اور اگر کھانے کا وقت ہوتا تو زبردستی کھانا کھلا کر بھیجتیں وہ ہر بات میں جی ماما _____ جی ماما کہتے نہ تھکتے، اور وہ بھی ہمیشہ بیٹا جی کہہ کر مخاطب کرتیں۔ بہت سی باتیں ان کی سمجھ میں آ رہی تھیں _____ مگر جب تک وہ آئینہ سے سب کچھ نہ سن لیتیں کوئی ردعمل ظاہر نہیں کر سکتی تھیں روزانہ غافل صاحب آئینہ کو ایک نظر دیکھنے اس کے کمرے میں ضرور آتے۔ اس وقت آنٹی کو کب اس کے سرہانے بیٹھی ہوتیں تھوڑی دیر کرسی پر بیٹھ کر دھیمے لہجے میں اس کا حال دریافت کرتے۔ اگر آئینہ جاگ رہی ہوتیں تو اپنی آنکھیں موند لیتیں جتنی دیر _____ وہ بیٹھے رہتے آئینہ چت مردوں کی طرح لیٹی رہتیں۔ وہ اپنی تشویش کا اظہار کر کے چلے جاتے _____ آئینہ احتجاج بھی کرتی کہ ان کو کمرے میں نہ آنے دیا جائے ماما کہتیں ابھی یہ مصلحت کا تقاضا ہے۔

جتنی دیر سر نیہوڑائے تشویش اور فکرمندی کا ماسک چڑھائے غافل صاحب کرسی پر بیٹھے رہتے یوان کے ظلم و ستم اور گندی زبان یاد آتی رہتی بات بات میں فحش گالی دیتے تھے۔ گالی کے بغیر تو وہ ں نوالہ نہیں ڈالتے تھے مگر شادی سے پہلے، وہ کتنی شائستہ اور شستہ زبان بولتے تھے خواب بھری ں کرتے تھے۔ جب بھی آئینہ ان کے دفتر میں جا بیٹھتی ہمیشہ اسے ایک امنگ بھری دنیا کے رنگین دوں میں پہنچا دیتے پائپ کا کش لگا کے آنکھوں میں کیف بھر کے وہ کہتے بے بی تمہیں نہیں معلوم تم ہو تم آسمانوں سے اترا ہوا ایک فرشتہ ہو تمہیں سزا کے طور پر نہیں جزا کے طور پر زمین پر بھیجا گیا ہے یم کسی کا دل آباد کرو اور دنیا کی خوبصورتیوں میں اضافہ کرو-----

کبھی کہتے _____

میری زندگی تو ایک نخلستان کے بموجب تھی، نخلستان سمجھتی ہو کیا ہوتا ہے _____ روں کا باغ ہوتا ہے، لوگ آتے ہیں، میوہ نکالتے ہیں اور چلے جاتے ہیں چھاؤں میں کوئی پناہ نہیں کھجور کا درخت جتنا اونچا ہوتا جائے تنہا ہوتا جاتا ہے میں ایک تنہا شخص ہوں مجھے عورت ذات سے کبھی ں نہیں رہی تم آئی ہو تو مجھے اپنی تنہائی کا شدت سے خیال آیا ہے۔

کبھی فرماتے ------

او بے بی _____ میں سوچتا رہتا ہوں، جب تم میری دنیا میں آ جاؤ گی تو کیا ہو گا میں تو خوشی سے مر جاؤں گا _____ پتہ ہے میں کیا کروں گا ایک پل تمہیں ادھر ادھر ں ہونے دوں گا جب تم سونا چاہو گی تو اپنے بازو پر تمہارا سر رکھ کر تمہیں سلاؤں گا جتنی دیر تم سوتی اگی میں کروٹ نہیں بدلوں گا _____ چاہے میرا بازو سن ہو جائے چاہے میرا بازو اکڑ ئے رات بھر تمہیں نہیں جگاؤں گا ------- پتہ ہے کیا کروں گا اپنے کمرے کی چھت شیشے ا لگواؤں گا _____

وہ کیوں _____؟ وہ پوچھتی _____

اس لئے کہ جب تک سو نہ جاؤں تمہیں دیکھتا رہوں تم میرے بازو پر سر رکھے سوتی رہو اور میں ت کے شیشے میں سے تمہیں دیکھتا رہوں _____ دیکھتا دیکھتا سو جاؤں اور جب آنکھ کھلے تو تمہاری صورت نظر آئے _____ اتنی عمر ہو گئی میری _____ اتنی عمر کا پیار جلدی ں لگانا ہے تم پر _____ سارے فاصلے طے کرنے ہیں، گاڑی لیٹ ہو جاتی ہے تو اپنی رفتار کو

تیز کر کے پوری کرتی ہے _____

بس بس _____ وہ گھبرا جاتی۔

اور سنو ۔۔۔۔۔۔ رفتہ رفتہ میں تمہارے دل کے سارے دکھ چن لوں گا _____ اور ہاں پھ
وہ اپنی آنکھوں میں اپنا دل بھر کر کہتے ۔۔۔۔۔ میں تمہاری اجازت سے تمہیں چھو کر دیکھوں گا تم سے پیا
کروں گا ۔۔۔۔۔۔۔ ٹوٹ کر پیار کروں گا ۔۔۔۔۔ جیسا کبھی کسی نے نہ کیا ہو بے بی کبھی کبھی ایسا پیار کر
نے کی اجازت دو گی نا؟ _____

دو گی نا؟ _____ اسے چپ دیکھ کر کہتے اچھا اگر نہیں بھی اجازت دو گی تو میں انتظار کر
لوں گا _____ موسم گل کا انتظار _____

میں تو انتظار کا عادی ہوں _____ اور سنو! میرے پھول تمہارے قدموں میں کھلیں گے
جہاں تم پاؤں رکھو گی ۔۔۔۔۔۔ وہاں میں اپنی ہتھیلی رکھ دیا کروں گا ۔۔۔۔۔

ایک بار میری زندگی میں آ جاؤ _____

ایک بار انہوں نے مستعان کی برائیاں کرتے وقت کہا تھا _____

''وہ بڑا کمینہ اور سازشی انسان ہے، لڑکیوں کو پھنسانے کے اسے ہزاروں گر آتے ہیں۔ پتہ ہے
اس نے تمہیں کیسے پھنسایا ہے امریکہ میں ہی تمہیں دیکھ کر تمہارے پیچھے لگ گیا تھا، اس نے اپنی بیٹی کا
نام آئینہ رکھا ہے اپنی کمپنی کا نام آئینہ پروڈکشن رکھا پھر اپنی معصوم بیوی کو تمہارے پیچھے لگایا وہ آسانی
سے ہار ماننے والا نہیں وہ دور تک تمہارا پیچھا کرے گا ۔۔۔۔۔''

آنکھیں موندے لیٹی لیٹی آئینہ بیچ وتاب کھاتی رہتی کہ تعجب ہے وہ اس آدمی کے فریب میں آ گئی
جلدی اس نے اپنی زندگی داغدار کر لی ۔۔۔۔۔

ایک ہفتے میں اس کی طبیعت بالکل سنبھل گئی، سر کا زخم بھی کھرنڈ بن گیا اس نے خود ہی نہا دھو
چھا لباس پہنا خوشبو لگائی اور اپنی پسند کا کھانا پکوا کر کھایا، ماما اس کا پہلے جیسا چہرہ دیکھ کر نہال ہو
انہوں نے غرباء میں پیسے اور کپڑے تقسیم کئے _____ ایسے میں غافل صاحب کا فون، آ
ماما نے ان کو نہیں بتایا کہ آئینہ تندرست ہو گئی ہے کیونکہ ان کے آنے پر وہ ویسی ہی رہتی تھی مگر
ماما نے بڑے ادب، اور بڑی محبت سے معذرت طلب کی کہ وہ ایک ضروری کام کے سلسلے میں
آباد جا رہے ہیں، ایک ہفتہ وہاں قیام ہو گا ایک ہفتے بعد ہی وہ حاضر ہو سکیں گے _____
نے بڑی شفقت سے کہا کوئی بات نہیں _____

آئینہ نے سنا تو جیسے اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔

رات سونے سے پہلے اس نے ماما اور آنٹی کوکب کو ان آٹھ دنوں کی داستان سنائی جو اس نے
میں گزارے تھے، ماما کا تو رو رو کر برا حال ہوتا رہا۔

بار بار اس کی پیشانی چوم کر کہیں _____

میری بچی _____ تو اتنی مصیبت اور بیچارگی میں تھی اور ہمیں پتہ ہی نہیں تھا۔

ماما _____ اگر میں اس جہنم میں نہ ہوتی اور اتنا بڑا وقت نہ گزارتی تو آج مجھے فیصلہ
نے کی جرات نہ ہوتی ۔۔۔۔۔

ماما میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں غافل صاحب سے طلاق لونگی۔ طلاق _____ سمجھ گئی ہو ماما۔

تھوڑی دیر ماما اور کوکب آنٹی چپ بیٹھی رہیں۔

پھر ماما نے کہا۔

بیٹا اچھی طرح سوچ لو کہیں یہ بھی جذباتی سا فیصلہ نہ ہو۔

ماما _____ کچھ اور سوچنے کی گنجائش نہیں ہے _____ ؟ ماما کچھ اور برباد ہو
کی گنجائش ہے کیا آپ ہی نے تو کہا تھا ایک غلط فیصلے کی تائید میں لمبی خودکشی نہیں کرنی چاہیے، تھینک یو ما
آپ نے مجھے فیصلے کا حوصلہ دیا۔

گو ماما دل سے چاہتی تھیں _____ وہ اس گھٹیا شخص سے چھٹکارا حاصل کر لے مگر پھر بھی بولیں۔

دیکھو بیٹی! تم نے پہلے شادی کو بچوں کی کھیل سمجھا، اب طلاق کو بچوں کا کھیل سمجھ رہی ہو تمہار
ضدی طبیعت نے ہی ہمیشہ تمہیں مشکل میں پھنسایا ہے ------ ایسا نہ ہو کہ عدالت میں اس شخص
صورت دیکھ کر تم اپنا فیصلہ بدل دو _____ اور زندگی بھر کے لئے ہمارا بھرم جائے _____

ہاں _____ آنٹی کو کب نے بھی کہا، آئینہ ایک بار طلاق فائل ہو جائے تو اس کو واپس لے
میں ہمیشہ خفت ہوتی ہے عورت اپنا حق ہار جاتی ہے _____ اور شوہر جو چاہے من مانی کرتا رہتا ہے

آنٹی _____ آپ کو میری طبیعت کا یقین کیوں نہیں آتا _____ میری رو
لے زخم یوں نظر نہیں آتے _____ میں نے شادی کا غلط فیصلہ کیا تھا اس شخص نے مجھ پر جادو
دیا تھا ------ مگر اس کے جادو کا اثر کالے علم کی طرح زائل ہو چکا ہے، ماما _____ اس
ماں کے سر پر ہاتھ رکھا، مجھے آپ کی قسم، میں طلاق لے کر ہی زندہ رہ سکتی ہوں ورنہ میں مر جاؤں گی۔

اگلی صبح اپنے خاندانی وکیل صاحب کو بلایا گیا طلاق کے کاغذات تیار ہوئے اور عدالت میں داخ
کر دیئے گئے ایک ہفتے بعد اسلام آباد سے غافل صاحب واپس آئے، تو آتے ہی انہیں طلاق کا نوٹ
ملا _____ وہ بوکھلا گئے ------ بار بار پڑھتے ------ پھر گاڑی پکڑی اور سیدھے
کے گھر کا رخ کیا۔ باہر گیٹ پر بڑی بڑی مونچھوں والا ایک نیا چوکیدار کھڑا تھا۔ وہ اندر آنے لگے تو
نے روکا _____ اور گیٹ بھی نہ کھولا ----

غافل صاحب نے بڑی ہتک محسوس کی، اور بولے۔

تم شاید نئے آئے ہو _____ میں اس گھر کا داماد ہوں چوکیدار بولا _____ مجھے
پتہ آپ کون ہیں جب تک اندر سے حکم نہ آئے گا کوئی بندہ اندر نہیں جا سکتا۔

غافل صاحب دل ہی دل میں کھول رہے تھے، مگر بدتمیزی یا جھگڑا کر کے معاملات اور بگاڑنا نہیں
چاہتے تھے _____ گھر جا کر انہوں نے کئی بار فون کرنے کی کوشش کی، ہر بار گھر کا ملازم فو
اٹھاتا اور کہتا گھر والے باہر گئے ہیں _____ اس وقت گھر میں کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے وق

بدل بدل کر فون کر کے دیکھا _____ پینترے بدل بدل کر گھر میں آنے کا جتن کیا اس میں
ایک ہفتہ اور گزر گیا _____ آئینہ نے گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا، پورا ایک مہینہ غافل صاحب
خاموش رہے ------ پھر ایک دفعہ انہوں نے فون کیا اتفاق سے آئینہ نے اٹھا لیا۔

آواز پہچانتے ہی گھگھیانے لگے، انہیں معلوم تھا اب ڈرامے والے دھمکاوے سے کام نہیں چلے گا۔

ڈارلنگ: یہ تم نے کیا کر دیا، خدا کے واسطے اپنا نوٹس واپس لے لو _____ ڈارلنگ میں
مر جاؤں گا، تباہ ہو جاؤں گا تمہارے بغیر زندہ نہیں رہوں گا _____ اب تم جو کہو گی وہ کروں گا
تمہارا غلام بن کے تمہاری ماما کے گھر رہوں گا تمہاری چاکری کروں گا جو کچھ میں نے کیا وہ میرا پاگل پن
تھا، میں اپنی محبت کی شدت میں اندھا ہو گیا تھا ------ مجھے پتہ چل گیا تھا کہ میں تمہارے قابل
نہیں ہوں تمہیں ہمیشہ اپنے قریب رکھنے کے لئے غلط ہتھ کنڈے استعمال کئے _____ میں
تمہارے گھر والوں کے سامنے ہر بات کا اعتراف کروں گا _____ مائی ڈیئر بے بی
_____ اپنے خوبصورت دل کے صدقے بس ایک بار معاف کر دو _____ مجھے گھر
آنے دو _____ ماما سے ملنے دو _____ میں اپنی صفائی پیش کروں گا، یہ بھی کوئی
انصاف ہے کہ مجھے صفائی کا موقع دیا جائے _____

ساری تقریر سننے کے بعد آئینہ سکون سے بولی _____

غافل صاحب: چاند کتنا خوبصورت ہے، اور کتنا اونچا ہے، دنیا اس کو دیکھتی ہے _____ مگر
کبھی کبھی اس کو بھی گرہن لگتا ہے تاکہ وہ تکبر کی گرفت میں نہ آ جائے _____ میں بھی گرہن میں
آ گئی تھی میری بھی تطہیر نفس ضروری تھی اس وقت ساری دنیا کہتی رہی کہ آپ پر بھروسے کے آدمی نہیں
ہیں مگر میں نے ایک احمقانہ خود اعتمادی کے تحت آپ پر بھروسہ کیا اب اگر ساری دنیا یک زبان ہو کر بھی
آپ کی صفائی بیان کرے گی، تو میں اپنا فیصلہ واپس نہیں لوں گی اس عادت نے مجھے ہمیشہ نقصان پہنچایا
ہے، مگر ایک نقصان اور سہی۔

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا _____

پھر وہ روزانہ خواہ مخواہ فون کرنے لگا، آئینہ نہیں سنتی تھی ------ ماما نے کہا بھی کہ چند دنوں کے
لئے فون لائن کٹوا دیتے ہیں مگر آئینہ نے مخالفت کی، کہنے لگی وہ سمجھے گا ہم اس سے خوفزدہ
ہیں _____ ہم اپنے گھر میں رہیں گے فون ٹھیک ٹھاک رہے گا۔

بالآخر اس نے ایک اور وطیرہ اختیار کیا جو بھی فون اٹھاتا اس سے کہتا میں صرف ایک بار آئینہ سے ملنا چاہتا ہوں ایک بار اور آخری بار پلیز آخری بار اسے مجھے ملنے کی اجازت دیں۔

ایک دن آئینہ نے فون اٹھالیا_____ وہ بڑی ہی یتیم اور غم زدہ آواز بنا کر بولا آئینہ جی ان دنوں کے صدقے میں جب ہم ملے تھے، بس آخری بار مجھے مل تو لیں_____ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نوٹس واپس لینے کی ہرگز نہیں کہوں گا۔

کیوں ملوں آپ سے_____

آپ کی کچھ چیزیں میرے پاس پڑی ہیں، وہ تو لے جائیں۔

مجھے معلوم ہے میری بارہ چوڑیاں آپ کے سوٹ کیس میں تھیں اگر پسند کریں تو بھجوادیں_____

ہاں وہ تمہاری امانت ہے میرے پاس کچھ اور چیزیں بھی ہیں آخری بار مل کر تمہیں دینا چاہتا ہوں۔

سنو تم جہاں ملنا چاہو میں وہاں آ جاؤں گا کہو تو تمہارے گھر آ جاؤں یا پھر میرا فلیٹ یا دفتر کا کمرہ مناسب رہے گا یا جس جگہ تم کہو خدا کے واسطے تمہیں تمہاری محبوب ہستیوں کی قسم_____ آئینہ بس ایک بار بس ایک بار آخری بار مجھے ملنے کا موقع دو_____

ماما نے جب سنا کہ وہ ملنے پر راضی ہوگئی ہے، تو وہ فکر مند ہوئیں انہوں نے وکیل کو بلوا بھیجا وکیل صاحب نے بھی اس ملاقات کو بے معنی اور بے مقصد کہا_____ مگر آئینہ کے دل میں شاید کوئی غبار تھا جسے نکالنا چاہتی تھی گھر میں کسی کو اس کی بات سے اتفاق نہیں تھا مگر وہ بہادر بن کے ملاقات پر تل گئی۔

اس نے طے کیا کہ وہ اپنی مرضی کے ہوٹل میں ملاقات کرے گی_____ کمرہ بھی وہ خود بک کرائے گی اور ملاقات صرف دس منٹ کے لئے ہوگی۔

وکیل صاحب نے کہا میں در پردہ ساتھ جاؤں گا آئینہ نے اپنی سہیلی سائرہ کو بلوالیا سائرہ امریکہ میں اس کے ساتھ رہی تھی، اور اب لاہور میں ایک بیوٹی پارلر چلا رہی تھی_____

آئینہ نے ایک فائیو سٹار ہوٹل کا کمرہ نمبر 450 بک کیا اور اپنی سہیلی سائرہ کو کمرہ نمبر 455 میں بٹھایا اسے سمجھایا کہ وہ کمرے کا دروازہ کھلا رکھے_____ جونہی کمرہ نمبر 450 میں سے کوئی آواز یا چیخ سنے دوڑ کر آ جائے_____ اور وکیل صاحب سے کہا وہ نیچے لابی میں

ن ڈیسک کے پاس بیٹھے رہیں ڈرائیور سے کہا وہ کار پارک کر کے خود مین گیٹ پر ہدایات کا ہے، آئینہ نے غافل صاحب سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ طلاق کا نوٹس واپس لینے کی کوشش کریں گے بس اس کی چیزیں واپس کریں گے ملاقات صرف دس منٹ تک رہے گی اور ے کا دروازہ دوران ملاقات کھلا رہے گا۔

ماما اس سارے بندوبست کو لایعنی سمجھتی تھیں، ان کا خیال تھا آئینہ پھر کسی نئی مصیبت میں پھنس جائے گی وکیل صاحب کہتے تھے آئینہ کے لاشعور میں کوئی کانٹا پھنس گیا ہے وہ اپنے آپ کو ustify کرنے کے لئے یہ اقدام کر رہی ہے اس کو اجازت دی جائے سو ملاقات کے روز سب اپنے اپنے مورچوں میں بیٹھ گئے آئینہ نے اپنے لمبے بال چٹیا میں باندھے ہوئے تھے ایک کھلا دوپٹہ چاروں طرف لپیٹ کے وہ کمرہ نمبر 450 میں داخل ہوئی _____ غافل صاحب کھڑے ہو گئے پھر جھپٹ کر اس کے قدموں میں گر پڑے اسے بیٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا _____

اپنا ماتھا اس کے قدموں پر رگڑنے لگے با آواز بلند رونے لگے _____ اور گڑگڑا کر معافیاں مانگنے لگے، اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دو _____ میں کتا ہوں _____ گنہ گار ہوں _____ خطا کار ہوں _____ میں محبت میں اندھا ہو گیا تھا۔ تعصب میں فاتر العقل ہو گیا تھا۔ میں نے تم پر بڑے ظلم کئے بڑے رقیق الزام لگائے میں گٹر کا کیڑا بن گیا تھا۔ اگر دفعہ معافی مانگنے سے تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔

میری جان مجھے معاف کر دو _____ سو جوتے مار لو _____ مجھے _____ وہ اتنے زور زور سے رو رہے تھے کہ ان کے آنسو آئینہ کو اپنے پاؤں پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ جوتوں کے اندر اس کے پاؤں گیلے ہو رہے تھے _____ اتنی زور سے انہوں نے اس کی پنڈلیاں پکڑ رکھی تھیں کہ وہ جنبش بھی نہ کر سکتی تھی میری جان میں نے تمہیں اسی لئے بلایا ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے مجھے جوتے مارو _____ یہ جو میری زندگی میں پچھتاوے کی نحوست ہے یہ صرف تمہارے جوتے مارنے سے ہی جا سکتی ہے _____ مارو مجھے مارو _____ میرے منہ پر تھوک دو میرے منہ پر جوتے مارو _____

انہوں نے آئینہ کے ایک پاؤں سے جوتا کھینچ لیا، وہ گرتے گرتے بچی _____ پھر دوزانو ہو کر جوتا اس کی طرف بڑھایا یہی جوتا میرا علاج ہے _____

آئینہ نے اپنا جوتا پکڑ کے پاؤں میں ڈال لیا ان کا چہرہ آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا اور بھنویں منتشر ہو گئیں، کھچڑی بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

بڑے سکون سے بولی۔

میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ کوئی ڈرامہ نہ کیجئے گا میں اس لئے آ گئی ہوں کہ آپ کو بتا سکوں مجھ پر آپ کی اداکاری کوئی اثر نہیں کر سکتی _____ میں مستعان کی نفرت میں اتنی آگے چلی گئی تھی کہ آپ کی اصلیت کو شناخت نہ کر سکی وہ ایک بھیانک خواب تھا میں تو بھول گئی تھی، آپ بھی صبر کیجئے اس دنیا میں بے وقوف لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ اب اپنا کھیل کسی اور کے ساتھ جاری رکھیئے _____ میں تن تنہا آپ سے ملنے آ گئی ہوں۔ میری اس جرات سے آپ اندازہ کر لیجئے کہ مجھے آپ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے _____ آپ کا ایک ایکٹ پلے ہو چکا _____ مزید وقت ضائع کئے بغیر میری چیزیں مجھے دے دیجئے _____

غافل صاحب کھڑے ہو گئے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا _____ بلکہ پورے چہرے کا تاثر بدل گیا _____ آنکھوں میں ایک عجیب سی لہر آئی۔

جسے آئینہ نے خطرے کی گھنٹی کی طرح محسوس کیا انہوں نے پاس پڑی میز کی الماری کھولی آئینہ نے سمجھا اس کی چیزیں نکال رہے ہیں _____

مگر انہوں نے تو ایک شیشی نکالی اور اپنے خبیث لب و لہجے میں بولے _____

میں تمہاری اس جرات رندانہ کی داد ضرور دوں گا _____ تاکہ آئندہ تم کسی کو یہ صورت دکھانے کے قابل نہ ہو سکو _____ جب یہ تیزاب کی بوتل تمہارے چہرے پر انڈیل دوں گا تو تم بھی زندگی بھر۔۔۔۔ کسی اور کی ہونے کے قابل نہ رہو گی _____

بوتل کھولنے سے پیشتر آئینہ تیزی سے مڑی تاکہ بھاگ جائے انہوں نے اس کی چوٹی ہاتھ میں پکڑ لی آئینہ نے بڑھ کر بستر کا تکیہ نکالا اور منہ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا، اب وہ چیخ کر سائرہ کو آواز نہ دے سکتی تھی، حالانکہ اس نے سائرہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ دس منٹ بعد کمرے کے باہر آوازیں سننے ضرور آئے _____ آئینہ کی چوٹی ان کے ہاتھ میں تھی منہ پر تکیہ رکھ کے اس کو دبایا ہوا تھا بھاگ نہ سکتی تھی _____ چیخ نہ سکتی تھی _____ اپنی دوسری حماقت پر پچھتا رہی تھی _____ کہ انہوں نے کہا۔۔۔۔ پہلے میں تمہارے بالوں کا مسئلہ حل کر دوں جن پر

تمہیں ناز ہے انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کے قینچی نکالی _____ قینچی اور تیزاب کی شیشی و
ساتھ لائے تھے ایک ہاتھ سے چٹیا کو مضبوطی سے پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے وہ جڑ کے قریب سے چٹیا
کاٹنے لگے۔ آئینہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے بال کٹ رہے ہیں _____ مگر وہ منہ سے تکیہ
نہیں ہٹا سکتی تھی _____ بس اس نے اندازہ کیا جونہی ان کے ہاتھ کی گرفت ذرا ڈھیلی ہوئی اور چٹیا
نیچے گری _____ وہ بجلی کی طرح باہر کو دوڑی _____ کمرہ نمبر 455 کا دروازہ کھلا تھا اندر
گھس گئی اندر سے دروازہ بند ہو گیا صفائی کرنے والی میڈ ٹرالی پر ساری چیزیں سجائے وہاں کھڑی تھی اس
نے فوراً ساتھ کے کمرے کا دروازہ کھولا _____ اور اس میں جا کے صفائی کرنے لگی۔

بوکھلائے ہوئے غافل صاحب جو اپنے قدموں پہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے قینچی سمیت فرش پر گر
گئے تھے اس لئے انہیں باہر آنے میں بس ذرا سی ذرا دیر ہوئی _____ کوریڈور میں آئے تو
وہاں کوئی نہیں تھا۔ صرف صفائی کی ٹرالی پڑی تھی _____ دوڑ کر لفٹوں کی طرف گئے لفٹ ابھی
نیچے سے اوپر نہیں آئی تھی _____

پھر واپس دوڑتے ہوئے آئے صفائی والی لڑکی باہر نکل کر ٹرالی پر سے چیزیں اٹھا رہی تھی کھردری
آواز میں بولے _____

اے لڑکی ------ یہاں سے تو نے کسی عورت کو بھاگ کر جاتے ہوئے دیکھا ہے _____ ؟

عورت کو _____ وہ لڑکی حیران ہوئی _____ نہیں تو--- میں تو جی اندر
صفائی کر رہی تھی _____

پھر وہ دو تین کمروں کنڈیاں ہلا کر بولے _____

ماسٹر کی ہے تمہارے پاس _____ مجھے یہ سب دروازے کھول کر دکھاؤ _____

وہ بولی _____

جی آپ نیچے جا کر اجازت لے آئیں، یہ کمرے تو کل سے بند ہیں میں انتظامیہ کی اجازت کے
بغیر نہیں کھول سکتی۔

بپھرے ہوئے ہاتھی کی طرح ------ وہ کبھی ادھر جاتے کبھی ادھر جاتے _____
کمرہ نمبر 455 میں سے سائرہ نے وکیل صاحب کو فون کر کے کہا ڈرائیور کو تھوڑی دیر کے لئے بھیج
دیں اور خود لاؤنج میں بیٹھ جائیں _____ منتظر ڈرائیور انہوں نے اشارہ کیا وہ کار لے کر ہوٹل

احاطے سے باہر نکل گیا ڈری سہمی ہوئی آئینہ سائرہ سے لپٹی تھر تھر کانپ رہی تھی ------

تھوڑی دیر بعد غافل صاحب ایک ہاتھ میں کٹی ہوئی چٹیا سمیٹے نیچے اتر گئے لاؤنج سے گزرے تو
ل صاحب نے دیکھ لیا صدر دروازے کے باہر کھڑے ہو کر انہوں کار پارک میں دور دور تک دیکھا
یہ کی کار نہ پا کر وہ اپنی موٹر میں بیٹھ کر چلے گئے۔

وکیل صاحب نے کمرہ نمبر 455 میں فون کر کے سائرہ کو صورت حال بتا کر کہا کہ وہ جلدی نیچے آ
یں مگر آئینہ اتنی خوفزدہ تھی کہ اس سے چلنا بھی محال تھا _____ اس نے سر کو دوپٹے سے اچھی
ح لپیٹ کر دونوں ہاتھوں سے سہارا دیتے ہوئے سائرہ اسے لفٹوں تک لائی نیچے اتری تو سامنے وکیل
ب کھڑے تھے _____ وہ بھی ان کے ساتھ چلنے لگے تو وہ دوڑ کر اپنی گاڑی لے آئے
ں اس میں بیٹھ کر روانہ ہوئے _____

گھر پہنچ کر آئینہ ماں سے لپٹ کر رونے لگی، سائرہ نے انہیں چٹیا کاٹنے کی ساری بات
ی _____

میری بچی میری جان میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ مت جاؤ _____ انسان کی فطرت کبھی نہیں
ا سکتی ہر انسان اپنی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے تم بچھو کو دودھ پلا کر بھی پالو تو بھی ڈنک ضرور لگائے گا
ل سے خطا نہیں ہوتی، اور رزیل سے وفا نہیں ہوتی _____ مگر تمہیں پتہ نہیں زندگی کا ایک
نقصان اٹھانے کے شوق کیوں تھا _____ ؟

خیر _____ سائرہ بولی _____ شکر کریں اس کا چہرہ بچ گیا وہ خبیث تو تیزاب
ا بوتل بھی ساتھ لے کر آیا تھا، اب آپ اسے سنبھالیں _____

ماما اس کے بے ترتیب کٹے ہوئے بالوں کو کھول کر دیکھنے لگیں _____

ماما _____ سائرہ بولی _____ میں کل صبح دس بجے اپنا سامان لے کر آؤنگی، اور
ما کے بالوں کا اچھا سا ایک ہیئر سٹائل بنا دوں گی کوئی بات نہیں _____ بڑے نقصان کے حق
ما چھوٹا نقصان قبول کرنا چاہیے _____ ؟ ہے نا _____

دوسرے دن سائرہ نے آئینہ کے بالوں کا ایک اچھا سا سٹائل بنا دیا بالکل بوائے کٹ کر دیا ایسے کٹ سے اسے نفرت تھی مگر کیا کرتی اس کم بخت نے اونچے نیچے بال کاٹ دیئے تھے آئینہ اپنی صورت شیشے میں دیکھ کر رو پڑی _____ بڑی عجیب اور اجنبی لگ رہی تھی ۔۔۔۔۔ اوپری اوپری اسے روتا دیکھ کر ماما نے کہا _____

آئینہ سمجھو یہ تمہاری آخری ضد کا نتیجہ ہے تم نے سمجھا تھا وہ دوستانہ طریقے پر تمہیں نجات دے دے گا اس ضد پر تم نے اپنی پوری شخصیت داؤ پر لگائی ہے _____ اب مجھے رو رو کے نہ دکھاؤ میں پہلے بہت دکھی ہو رہی ہوں کیونکہ صبح سے کئی مرتبہ وہ کم بخت ٹیلی فون پر دھمکیاں دے چکا ہے _____

کیا کہتا ہے _____ ؟ آئینہ نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

کہہ رہا ہے، میں نے کوٹھی کے اردگرد اپنے بندے خفیہ طریقے سے بٹھا دیئے ہیں ان کے پاس تیزاب کے ڈبے ہیں یا تو وہ آئینہ کو اغوا کر لیں گے، یا پھر اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیں گے میں اپنا بدلہ ضرور لوں گا، میں معاف نہیں کیا کرتا _____

آئینہ اور بھی ڈر گئی _____

ماما _____ اب واقعی مجھے اس سے خوف آنے لگا ہے۔

تو بیٹی: جب تک طلاق مؤثر نہیں ہو جاتی۔ گھر میں سے قدم باہر نہ نکالو _____

آئینہ اتنی خوفزدہ ہو گئی تھی کہ رات کو ماما سے لپٹ کر سونے لگی تھی

وہ روزانہ فون کر کے نئی دھمکی دیتا تھا اب فون کے پاس ایک ملازم بیٹھا رہتا تھا۔

اگلے روز اس نے ملازم سے کہا _____

جاؤ اپنی بیگم سے کہہ دو _____ میں طلاق کو مؤثر نہیں ہونے دوں گا ان کی لڑکی کو اسی طرح صولی پہ لٹکائے رکھوں گا، نہ طلاق دوں گا نہ بساؤں گا _____ اور نہ وہ کہیں دوسری شادی کر سکے گی _____

یہ سن کو آئینہ زار و قطار رونے لگی۔

ماما مجھے اس آدمی سے بچا لو مجھے اس آدمی سے چھڑا لو ماما _____ روؤ نہیں ماما نے تسلی دی، میری بات غور سے سنو۔

جس دن نکاح تھا اس دن نکاح نامہ کی خانہ پری کے لئے ہمارے وکیل صاحب ان کی مدد کر رہے تھے گواہ کے طور پر اس نے اپنے دو دوست پیش کئے تھے ہماری طرف سے کوکب کے میاں اور ہمارے وکیل صاحب گواہ تھے نکاح نامے میں ایک شق ہوتی ہے جس میں لکھا ہوتا ہے خلع کا حق لڑکی کے پاس رہے گا یا طلاق کا حق لڑکے کو دیا جائے گا ہمیشہ لڑکی کے والدین کو یہ شق غور سے پڑھنی چاہیے خصوصاً جب لڑکے کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو پہلے تو وکیل صاحب نے ایک لاکھ روپیہ حق مہر لکھوایا وہ بڑے غرور سے کہنے لگا جو آپ کا دل چاہے لکھ دیں چاہے دس لاکھ لکھ دیں مگر میں نے صرف ایک لاکھ لکھوایا _____

پچاس ہزار معجل اور پچاس ہزار غیر معجل _____

جب خلع والی شق زیر غور آئی تو کہنے لگا یہ بھی اپنی مرضی سے لکھ دیں۔ کیونکہ وہ تو اپنی دانست میں لڑکی پھنسا چکا تھا مگر مجھے اس کا چلن کوئی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ اس لئے میں نے خلع کا حق بیوی کے لئے محفوظ کروالیا اسی کے تحت ہم نے طلاق کے کاغذات جمع کروائے ہیں، اب وہ کچھ نہیں کر سکے گا کیونکہ نکاح نامے پر اس کے دستخط بھی ہیں۔

ماما او پیاری ماما آئینہ روتے ہوئے اپنی ماں سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی۔

ماما مجھے ٹی۔وی میں کام کرنے سے نفرت ہو گئی ہے مگر میرا دل چاہتا ہے ۔۔۔۔۔ میں ایک بار صرف ایک بار ٹی۔وی سکرین پر جاؤں، اور چیخ چیخ کے ساری دنیا کی لڑکیوں کو بتاؤں کہ دنیا میں ایک ماں کا رشتہ سچا ہے _____

وہ ماں کا رشتہ ہے۔

ماں عافیت ہے ماں سایا ہے۔

ماں دعا ہے ماں وفا ہے _____

ماں، دل عرش معلیٰ ہے _____

ماں کے دل کی آہ اللہ بڑی جلدی سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کو بنایا ہی اسی لئے تھا کہ

ماں کے دل میں خدا رہتا ہے۔

لڑکیاں کبھی ماں کا دل نہ توڑیں۔

ماں کی نصیحت سے کبھی منہ نہ موڑیں_____

ماں کی نافرمانی کبھی نہ کریں_____

ماں کی دل آزاری کرنے سے زندگی جہنم بن جاتی ہے۔

صرف ماں ہے جو اپنی بیٹی کا بھلا سوچ سکتی ہے۔

اچھا اب زیادہ جذباتی نہ بنو_____ ماما نے کہا_____

آج سونے سے پہلے ذہنی سکون کی گولی ضرور کھالینا۔

وہ دونوں ماں بیٹی گہری نیند سوئی ہوئی تھیں جب مسلسل فون کی گھنٹی بج رہی تھی_____ بجتی ہی چلی گئی_____ آئینہ نے کھینچ کر اپنے آپ کو نیند کی پالکی سے نکالا_____ اور نیم وا آنکھوں سے ریسیور اٹھالیا اسی وقت ماما بھی اٹھ بیٹھیں لاؤ مجھے دو انہوں نے کہا۔

مگر آئینہ ریسیور کان سے لگا چکی تھی۔

ہیلو_____ ہیلو_____ ہیلو جی!

کون_____ توشہ آپی_____ اچھا_____ خیریت_____ میں ٹھیک ہوں۔

بتایئے نیند کھل گئی ہے۔

کیا_____؟ کیا_____؟ جب اس نے منہ پھاڑ کر کئی بار کیا کہا تو ماما اور بھی قریب ہوگئیں_____

اف توشہ آپی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ آئینہ رونے لگی، اتنی دیر بعد مجھے بتایا اب تو میری زندگی برباد ہو چکی_____ اف میرے خدایا یہ ظلم باقی تھا_____ اف میرے خدایا یہ ہونا باقی تھا، آئینہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔

ماما نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑ لیا اور بولیں۔

توشہ بیٹی، میں آئینہ کی ماما بول رہی ہوں، مجھے بتاؤ بات کیا ہے جب انہوں نے ساری بات سن لی

_____ تو ان کا لہجہ بھی ٹوٹ گیا۔

بیٹی کاش ان باتوں کا پہلے پتہ چل جاتا_____ آئینہ تو بالکل تباہ ہوگئی، ساری زندگی لٹا بھی ہے۔

کیا بتاؤں کب آئیں گے_____ ابھی تو تمہارا فون ملا ہے صبح اٹھ کر فیصلہ کریں گے کیا مستعان جا چکا ہے_____

اچھا اچھا_____ فوراً آجائیں۔۔۔۔۔ کوشش کرتے ہیں۔

بیٹی ہمارے پاس تو امریکن پاسپورٹ ہیں بس صرف سیٹ بک کرنا ہوگی، بک ہوتے ہی تمہیں اطلاع کر دوں گی_____

ہاں ہاں مجھے بھی حالات کی سنگینی کا احساس ہے اور سچی بات تو یہ ہے میں نہیں چاہتی ان حالات میں آئینہ پاکستان میں رہے_____

ہاں ہاں۔۔۔۔۔ میں سمجھ گئی ہوں، بس صبح ہی تیاری کر لیں گے۔۔۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔

یہ تو بتاؤ تمہاری طبیعت کیسی ہے_____؟ تمہاری بہن کیسی ہے_____؟ مستعان کو میرا اسلام کہنا_____ بیٹی ملیں گے تو ساری غلط فہمیاں دور ہونگی۔۔۔۔۔ ہاں ہاں۔۔۔۔۔

بس نہ پوچھو جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے_____ بالکل فلموں کی کہانی لگتی ہے۔

اچھا بیٹی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے_____ ٹھیک ہے_____ انشاء اللہ۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر ماما نے ٹیلی فون بند کر دیا، اس وقت رات کے تین بجے تھے، باقی ساری رات دونوں ماں بیٹی نے باتوں باتوں میں گزار دی_____ باتیں جو انہونی تھیں۔۔۔۔۔ عجیب تھیں_____ غیر متوقع تھیں_____ پتہ نہیں دنیا بھر کی حیرانیاں ان کے آنگن میں کیوں اتر آئی تھیں۔ اب پریشانی تو بس ایک تھی کہ طلاق کا مقدمہ عدالت میں تھا۔

اگلی صبح ماما نے وکیل صاحب کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو سارا معاملہ ان کے آگے رکھ کے مشورہ مانگا۔

وکیل صاحب بولے_____ میرے خیال میں آئینہ کے حق میں یہی بہتر ہے کہ آپ سے فوراً امریکہ لے جائیں وہ خبیث بھی طرح طرح کی دھمکیاں دے کر اس کا سکون غارت کر رہا ہے لیکن دھمکیوں کا مقدمے پر اثر نہیں ہوگا_____ مگر وہ کوئی انتہائی قدم تو اٹھا سکتا ہے نا؟

ہاں ہاں_____ ماما نے بتایا_____ کل تو وہ باقاعدہ فون پر کہہ رہا تھا کہ

جہاں کہیں آئینہ نظر آئی میں شوٹ کردوں گا، میں پھانسی سے نہیں ڈرتا۔

وکیل صاحب بولے _____

ایک ماہ تو گزر گیا ہے اصولاً اسے عدالت میں پیش ہونا تھا، نہ وہ آیا نہ اس کا وکیل آیا اس کا مطلب ہے وہ جھوٹا ہے اور عدالت کا سامنا نہیں کرسکتا میرا خیال ہے باقی دو پیشیوں پر بھی وہ حاضر نہیں ہوگا۔

اب آپ اس طرح کریں، کہ ڈاکٹر صاحب سے ایک سرٹیفکیٹ بنوالیں کہ آئینہ کے شوہر نے اس پر تشدد کیا تھا سر میں چوٹ آئی تھی اور مزید چیک اپ اور علاج کے لئے اسے امریکہ بھیجا رہا ہے میں صبح ایک سٹامپ پیپر لے آؤں گا، جس پر آئینہ کا ایک حلفیہ بیان لکھوالیں گے کہ وہ ان وجوہات کی بناء پر طلاق لینا چاہتی ہے نیچے اس کے دستخط ہوں گے اور ساتھ میں میڈیکل سرٹیفکیٹ لگا دیں گے۔

اس کے علاوہ میں ایک حلفیہ بیان اپنے ٹیپ ریکارڈر پر آئینہ کی آواز میں ٹیپ کرلوں گا۔ اگلی صبح پیشی پر میں تحریری بیان داخل کردوں گا اور تیسری پیشی پر اگر جج صاحب نے کہا کہ سائلہ کو پیش کرو تو میں اس کی آواز میں ریکارڈ کیا ہوا بیان پیش کردوں گا اگر کوئی اڑچن ہوئی تو میں جج صاحب کی فون پر آئینہ سے بات کروادوں گا۔

جیتے رہو بھائی _____ ماما نے کہا _____ اس وقت آپ ہی خضر کی صورت رہنمائی کررہے ہیں۔

تو اب ہمارے امریکہ جانے کا بندوبست بھی آپ کریں، بلکہ آپ ہی سوار کرائیں وکیل صاحب وعدہ کرکے چلے گئے۔

دوسرے روز وہ بیانات قلمبند کروانے آئے تو بولے _____

مسز ناصر! قدرت آپ کا ساتھ دے رہی ہے _____ کل سارا دن میں اک اک ایئر لائن کے دفتر گیا۔ فوری سیٹ کہیں نہیں تھی، البتہ ایک غیر ملکی ایئر لائن کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے اپنی دو سیٹیں ملتوی کروائیں میں نے فوراً آپ دونوں کا نام لکھوادیا اس ایئر لائن کا روٹ ذرا لمبا ہے، مگر جائے گی نیویارک ہی _____

ماما نے بے حد خوش ہوئیں، آئینہ کا چہرہ بھی چمکنے لگا۔

وکیل صاحب بولے _____ مگر یہ کل رات کے بارہ بجے لاہور سے نکلے گی کراچی کو

کرکے آگے چلی جائے گی۔

کوئی بات نہیں _____ کوئی بات نہیں _____ میں تیاری کرلوں گی ہمیں ون سا اتنا سامان لے کے جانا ہے _____ آئینہ نے جلدی سے کہا۔

وکیل صاحب اپنا کام کرکے چلے گئے۔۔۔۔۔

دوسری رات وہ گیارہ بجے آ گئے _____ آئینہ اور ماما طے شدہ پروگرام کے تحت نٹی کوکب کے گھر چلی گئیں تھیں۔ اسی سڑک پر تین کوٹھیاں چھوڑ کے ان کا مکان تھا، وہیں سے ب وکیل صاحب کی کار میں بیٹھ کے روانہ ہوئے اور ایئر پورٹ پہنچ کر جہاز میں سوار ہو گئے، ئینہ کی کار اس کے پورچ میں کھڑی رہی _____ تاکہ کسی کو خیال ہی نہ گزرے کہ وہ گھر نہیں ہیں۔

دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب جب آنٹی کوکب برآمدے میں بیٹھیں گھر کی صفائی کروا رہی تھیں غافل صاحب دندناتے اندر آ گئے _____

ہوا یوں کہ چوبیس گھنٹے پہرے دینے والے چوکیدار صبح بے پروا ہو گیا تھا، گیٹ کو تالا بھی نہیں لگایا ذرا کی ذرا حقے کی چلم بھرنے گیا تھا غافل صاحب جو کار لے کر روزانہ والا چکر لگانے آئے تھے یٹ کھلا دیکھ کر ادھر آ گئے گیٹ کھلوایا بھی نہیں بلکہ موٹر کی ٹکر سے دروازہ کھول لیا، ماما آنٹی کوکب سے کہہ گئی تھیں _____ صبح جا کر گھر کی صفائی کروا کے تمام کمرے مقفل کردیں او پھر دن میں ایک ار چکر لگا لیا کریں آنٹی کوکب نے سارے کمرے مقفل کردیئے تھے۔ بس کچن رہ گیا تھا _____ سے وہ صاف کروا رہیں تھیں غافل صاحب کو دیکھ کر حیران ہوئیں _____ اور دل میں شکر بھی کیا کہ وہ لوگ تو کراچی کی حدود سے بھی نکل گئے ہوں گے۔

غافل صاحب آنٹی کوکب کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور بدتمیزی سے بولے نکالو میری بیوی کو باہر _____؟

کہاں ہے تمہاری بیوی _____ کون ہے تمہاری بیوی _____ آنٹی کوکب نے تیوری چڑھا کر کہا _____ اخلاق سے اتنے گزر گئے ہو کہ بغیر اجازت کے اندر آ گئے ہو۔

آپ لوگ اس قابل نہیں کہ آپ کے ساتھ اخلاق برتا جائے میں اک اک کو شوٹ کردوں گا پھر غیر جواب کا انتظار کئے وہ چابی گھماتے ہوئے اندر گھس گئے _____ ہر کمرے کا کنڈا ہلا کر

LAST PHASE

دیکھا سب کمرے مقفل تھے اک اک جگہ جھانک کر دیکھا۔

پھر باہر آ کر بولے _____

کہاں چھپایا ہے میری بیوی کو _____ بزدلوں کی طرح _____

آنٹی کو کب پہلے تو چپ بیٹھی رہیں پھر بولیں۔

اس گھر میں تو وہ نہیں ہیں _____ اگر ڈھونڈ سکتے ہو تو جاؤ ڈھونڈ لو _____

وہ گرج کر بولا _____

وہ حرامزادی اگر پاتال میں بھی ہوئی تو میں اسے تلاش کر لوں گا۔۔۔۔۔۔

ضرور کر لو، میری طرف سے اجازت ہے _____

اسے محض دھمکی نہ سمجھیں، میں اس گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا آگ لگا دوں گا گرنیڈ سے۔

اتنے میں چوکیدار دوڑا آیا۔

چلو بھئی چلو _____ چلو باہر _____ کیسے اندر آ گئے _____

چل بے بھاڑے کے ٹٹو _____ غافل صاحب نے اسے دھکا دیا _____ آیا بڑا

نکالنے والا _____ میں پھر آؤں گا _____ آتا رہوں گا _____ آپ کو چین

سے نہیں رہنے دوں گا _____ سنا تم نے _____

یہ کہہ کر موٹر میں بیٹھے اور موٹر سٹارٹ کر دی۔

مڑ کر بھی آنا چاہوں
مڑ کر بھی آ نہ پاؤں
دامن بچانا چاہوں
دامن چھڑا نہ پاؤں
کس موڑ پر ملے ہو؟

شب کے پچھلے پہر طیارے نے کراچی ائیر پورٹ سے ٹیک آف کیا، تو کئی گھنٹوں سے گم صم ماما اور آئینہ کی جان میں جان آئی۔ رات دس بجے وہ سروں پر چادریں اوڑھے آنٹی کوکب کے گھر سے روانہ ہوئی تھیں۔ دونوں کو ہی دل میں ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ خبیث پیچھا کرتا ہوا نہ ٹکر جائے، دونوں ہی سہمی ہوئی تھیں۔ دونوں ہی چپ تھیں، ایک دوسرے سے بات نہیں کر رہی تھیں۔ حالانکہ وکیل صاحب نے ان کی تسلی کرادی تھی _____ انہوں نے اندر تک جانے کا ایک خصوصی پاس بھی بنوالیا تھا پھر بھی وہ دونوں ڈری ہوئی تھیں۔ ٹھیک بارہ بجے لاہور سے طیارہ روانہ ہوا آدھے گھنٹے کے لئے اس نے کراچی رکنا تھا۔ وہ دونوں اپنے سروں سے چادریں نہیں اتار رہی تھیں یوں لگتا جیسے وہ ان کا پیچھا کرتا کہیں طیارے میں نہ آ گیا ہو _____ دونوں اپنی سیٹوں پہ دم سادھے بیٹھی رہیں، تاوقتیکہ طیارے کی بتیاں جل اٹھیں، اور بیلٹیں کھول دینے کے اشارے ملنے لگے _____ آئینہ نے اپنی اور ماما کی چادر طے کر کے بیگ میں رکھ دی، پھر بولی ماما آپ تھک گئی ہوں گی جوتا اتار کے پاؤں میری گود میں رکھ لیں میں آپ کے پاؤں دبا دوں _____

ماما نے اپنا تھکا تھکا سر اوپر اٹھایا اور نحیف آواز میں بولیں۔

آئینہ بیٹی، تمہارے باپ کے مرنے کے بعد اب تک میں نے بڑی بہادری کے ساتھ زندگی گزاری ہے کسی مسئلے نے مجھے پریشان نہیں کیا _____ بس ایک تمہاری شادی کا فکر ستایا کرتا تھا مگر بیٹی غافل جیسے بے ہودہ آدمی سے شادی کر کے ------ تم نے مجھے اتنا ہراساں و پریشان رکھا ہے، لگتا ہے میں صدیوں کی مریضہ ہوں _____ تم نے میری عمر کے پانچ سال کم کر دیئے ہیں آئینہ نے آگے بڑھ کر ماں کے دونوں پاؤں اٹھائے اور اپنی گود میں رکھ لئے، ان کے سر کے نیچے دو تکیے رکھ دیئے اور ہولے ہولے ان کے پیر دبانے لگیں ------ ماما بھی نیم دراز ہو گئیں۔

ماما _____ یہ بدنصیبی میری قسمت میں لکھی تھی شاید یہی نافرمانی کی سزا تھی۔ لیکن آپ کی

دعاؤں نے مجھے بچالیا بس مجھے ایک دکھ ہے ماما بی جان کی آخری نشانی یہ بال تھے افسوس وہ بھی نہ رہے، وہ تھوڑی دیر و باتی رہی _____ ماما سو گئیں، آہستہ آہستہ سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ان کے پاؤں اپنی سیٹ پر رکھ کے اوپر کمبل ڈال دیا _____ اور خود کھڑی ہو کر ادھر ادھر کوئی خالی سیٹ ڈھونڈنے لگی، درمیان والی رو میں اسے خالی سیٹ نظر آ گئی۔۔۔۔۔۔

وہاں چلی گئی، دو مرتبہ ائیر ہوسٹس گزری، اسے غور سے دیکھ کر مسکراتے ہوئے گزری ابھی وہ کھڑی تھی ائیر ہوسٹس قریب آ گئی۔

میڈم کچھ چاہیے _____

ہاں ایک کافی کی پیالی لا دو _____

ابھی لاتی ہوں _____ کہہ کر وہ چلی گئی۔

آئینہ سیٹ پر بیٹھ گئی، یہاں وہ اکیلی تھی کوئی اور نہیں تھا۔ جاگنے والوں کے لئے جہاز کی سکرین پر فلم لگ چکی تھی۔

ائیر ہوسٹس کافی لے آئی، اور بولی۔

ایسے لگتا ہے آپ کو کہیں دیکھا ہے، بڑا شناسا چہرہ ہے آپ کا _____

آئینہ مسکرانے لگی۔

کیا کرتی ہیں آپ _____ ؟ اس نے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں _____ آئینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے یاد آیا _____ ٹی۔وی میں _____ ٹی، وی میں دیکھا تھا آپ کو ابھی ابھی جو سیئریل ختم ہوا ہے۔

ارے آپ آئینہ جمال ہیں _____

ہاں _____ آئینہ نے کافی پیتے ہوئے کہا۔

اور آپ کے بال _____ آپ نے تو بوائے کٹ بنایا ہوا ہے ،اسی لئے پہچانی نہیں جا رہیں۔

کہاں ہیں آپ کے بال _____

آئینہ ہنس کر بولی _____ وہ مصنوعی بال تھے۔

اللہ _____ میں بھی سوچتی ہوں اتنے لمبے بال بھلا کیسے ہو سکتے ہیں، ویسے کمال کا

ں تھا ساری کہانی ان مصنوعی بالوں کے گرد گھومتی تھی _____ سیئریل میں جب آپ کے پ کے شوہر نے کاٹ دیئے تھے تو ہم سب لڑکیوں کو بہت دکھ ہوا۔

آئینہ۔۔۔۔ کا چہرہ ایک دم بجھ گیا۔۔۔۔۔ اسے دفعتاً یاد آیا یہی ڈرامے کا کلائمیکس تھا افوہ! بھی ڈرامے اور افسانے زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں، اس کو تو پریشانیوں میں یہ سین یاد ہی نہ تھا بڑا ں سین تھا اور اگر اس نے اس تجربے کے بعد اب کیا ہوتا تو زیادہ بہتر کر سکتی تھی _____

ائیر ہوسٹس اس کو سوچ میں مگن دیکھ کر چلی گئی۔

کافی ختم کر کے اس نے سیٹ سے ٹیک لگائی، فلم دیکھنے کی کوشش کی تو ذہن کی سکرین پر ایک فلم چلنے لگی۔۔۔۔

جمال عبدالناصر فوج میں ایک کرنل تھے۔ان دنوں ان کی پوسٹنگ گلگت میں تھی، وہ پہاڑ
میں گھرے ہوئے ایک خوبصورت گھر میں اپنی بیوی اور اکلوتی بیٹی کے ساتھ رہتے تھے۔نوجوا
کی جنگی مشقیں ہوتی رہتی تھیں، ایک بار اپنے چند جوانوں کے ساتھ وہ جنگی مشق پر روانہ ہوئے
پائلٹ راستہ بھول گیا، اور ان کا جہاز لاپتہ ہوگیا۔سرکاری طور پر انہیں بہت تلاش کیا گیا کوئی سر
نہ ملا_____

مسز مہرالنساء جمال تو مانتی ہی نہ تھیں کہ ان کو کوئی حادثہ پیش آسکتا تھا وہ ہر آنے گئے سے کہتیں دیکھ
ایک روز وہ ضرور آجائیں گے _____ میر ادل کہتا ہے کہ وہ زندہ ہیں سب دور و قریب
عزیز و اقارب آئے تسلیاں دیں، پرسہ دیا _____ مگر وہ نہ مانتی تھیں۔وہ یہاں سے جا
کو راضی نہ تھیں ان کی ذہنی کیفیت کے پیش نظر انہیں اس گھر میں رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

یہاں ان کے پاس جمال صاحب کا ایک وفادار دلی سردار محمد رہتا تھا، سردار محمد کی بیوی تھی
ایک بیٹا بھی تھا _____ وہ لوگ سرونٹ کوارٹرز میں رہتے تھے۔اردلی سردار محمد نے ایسے
بیگم صاحب کا ساتھ نہیں چھوڑا، اس کی بیوہ جسے سب بی بی جان کہتے تھے، ہمہ وقت مسز ناصر کی د
میں لگی رہتی تھی۔مسز ناصر غم واندوہ میں اس طرح ڈوبی ہوئی تھیں کہ اپنی اکلوتی بچی کا بھی خیال نہ ر
_____ پہلے اسے ٹائیفائڈ ہوا پھر نمونیہ ہوا _____ وہ انتہائی لاغر ہوگئی، دوائیاں
کھا کے اس کے سر کے بال جھڑ گئے، بی بی جان کو اس بچی پر بہت رحم آتا تھا۔جب بیگم صاحبہ غم
نڈھال ہوجاتیں تو بی بی جان آئینہ کو اٹھا کر اپنے کوارٹر میں لے جاتی، اس کی مالش
_____ نہلاتی دھلاتی ۔۔۔۔۔کھلاتی پلاتی اور پھر سلا کر بیگم صاحبہ کے پاس لے
_____ یا پھر بی بی جان کا اکلوتا بیٹا اس کے ساتھ کھیلتا رہتا۔بی بی جان کا ایک ہی بیٹا تھا،
سال کا تھا اور آئینہ چار سال کی تھی _____ اس کا نام دلدار محمد تھا جسے وہ بڑے پیار سے
دارے کہہ کر بلایا کرتی تھی _____ آئینہ رفتہ رفتہ دارے سے بہت مانوس ہوگئی وہ بھی ا

وڑا بن جاتا _____ کبھی اس کی سائیکل کے پیچھے دوڑتا _____ کبھی اسے جھولا
تا _____ کبھی گڑیا کے گھروندے بنا کر دیتا، چھوٹی سی آئینہ کے کام کرتے وہ تھکتا نہیں تھا
اداس سے گھر میں ان دونوں بچوں نے رونق لگا رکھی تھی _____ ہنسی گونجتی تو ان کی
_____ باتیں سنائی دیتیں تو ان کی _____ لڑائی جھگڑا ہوتا تو ان کا _____
سال اسی طرح گزر گیا _____

جن دنوں آئینہ بیٹی بہت بیمار رہتی تھی، ڈاکٹر نے اسے بھینس کا خالص دودھ پلانے کی ہدایت کی
، روزانہ کئی میل دور جا کر اردلی سردار محمد کو اصلی دودھ لانا پڑتا تھا، ایک دن بیگم صاحبہ سے اجازت
کر اس نے خود بھینس خرید لی آس پاس کے گھروں میں بھی دودھ دینے لگا اس طرح بھینس کا قرضہ
اتر گیا اور گھر میں دودھ مکھن کی ریل پیل بھی ہوگئی۔

ایک دن صبح ہی صبح اردلی سردار محمد بھینس کے لئے چارہ بنا رہا تھا کہ اس نے دیکھا ایک ملنگ قسم کا
پہاڑی پر چڑھ کر اس کی طرف آرہا ہے، اس کے سر کے بال اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی، لباس اس
طرح تار تار ہو چکا تھا کہ اسے لباس سمجھنا بہت مشکل تھا۔تھوڑا سا لنگڑا بھی رہا تھا۔لباس کے ساتھ
رو پودے اور پتے بھی لپٹے ہوئے تھے، اس شکل وصورت کا فقیر کم از کم گلگت میں کبھی نہیں دیکھا تھا
سردار محمد نے جلدی جلدی دودھ نکال کر بھینس کو تھپکی دی، اور چارہ اس کے منہ کے آگے ڈال کر، دودھ
بالٹی بی بی جان کو پکڑا دی خود کوارٹر سے باہر آگیا، وہ نہیں چاہتا تھا ملنگ یا درویش جو بھی ہے، اس
کوارٹر کا دروازہ کھٹکھٹائے پتہ نہیں کوئی مانگنے والا ہے یا جرائم پیشہ نشئی ہے آج کل تو لوگ بہروپ
ئے پھرتے ہیں۔وہ شخص اوپر آکے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہوگیا، نہ آواز لگائی۔نہ دست سوال دراز کیا۔

سردار محمد نے اس کے چہرے کو اور حرکات وسکنات کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اس کے مسخ شدہ
ہرے پر اس کی آنکھیں زندہ تھیں اور بے چین تھیں دیکھتے دیکھتے کھوجتے کھوجتے اردلی سردار محمد چیخ
ا۔

مالک _____ مالک _____ آپ _____ آپ ہیں، دوڑ کر ان کے
موں میں گر پڑا۔

انہوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

بس اتنا ہی کافی ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا سردار محمد انہوں نے لکنت زدہ زبان سے کہا۔

سردار محمد ان کا بازو پکڑ کے انہیں کوارٹر میں لے گیا، کرسی پر بٹھایا تو حیران و پریشان بی بی جان گھبرا کے باہر نکل آئی۔

یہ اپنے مالک ہیں پگلی _____ پھر دونوں اُن کے قدموں میں بیٹھ کے رونے لگے، سردار محمد کبھی ان کے ہاتھ چھو کے دیکھتا _____ کبھی ننگے پاؤں کو ہاتھ لگاتا _____ جسم پر کئی زخم تھے کبھی کپڑے سے ان کو صاف کرتا، اور کہتا۔

سر جی: میں تو آپ کو ہر حلیے میں پہچان سکتا ہوں، سر جی آپ کی راہ تکتے تکتے ہماری آنکھیں پتھرا گئی تھیں پر سچی بات ہے سر جی! بیگم صاحبہ کا یقین کامل آپ کو واپس لایا ہے، وہ ہمیشہ ہر سانس کے ساتھ کہتی تھیں آپ ضرور آئیں گے آپ ضرور آئیں گے، میں ان کو خوش خبری سنا دوں سر جی!

نہیں _____ کرنل صاحب نے کمزور آواز میں کہا۔۔۔ پہلے میرا حلیہ ٹھیک کرو۔

اردلی سردار محمد کھڑا ہو گیا بی بی جان سے بولا _____

تو صاحب جی کو چائے کے ساتھ انڈے ابال کے دے، میں ابھی سامان لے کے آتا ہوں، جس وقت سردار محمد گھر میں داخل ہوا بیگم ناصر ابھی تک مصلے پر بیٹھی تسبیح کا ورد کر رہی تھیں، وہ ادھر ادھر پھر کے داؤ لگاتا رہا _____ اور پھر صاحب کے کمرے میں گھس گیا پہلے کبھی سردار محمد ایسی حرکت نہیں کرتا تھا _____ ہمیشہ صاحب کے کمرے کی صفائی کرنے سے پہلے انہیں پوچھ لیا کرتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ نہ صرف یہ کہ وہ اندر چلا گیا بلکہ تھوڑی دیر بعد باہر نکلا تو اس نے تولیے کی ایک گٹھڑی سی بنا کے بغل میں دبائی ہوئی تھی _____ ان کے سامنے سے زن کر کے نکل گیا۔

مسز ناصر کو بہت صدمہ ہوا، اور وہ حیران بھی ہوئیں کہ سردار محمد جیسا وفادار اور تابعدار ملازم کے اس طرح دن ہاڑے چوری کر سکتا ہے _____

اور سوچتے سوچتے انہیں رونا آ گیا، وہ سجدے میں گر گئیں اور اللہ سے دعا کرنے لگیں کہ اب اور کوئی آزمائش نہ آئے وہ کچھ بھی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں _____ ان کا دل اتنا برا ہوا کہ وہ اندر جا کر پھر بستر میں لیٹ گئیں _____ کرنل صاحب نے شیو کی نہائے دھوئے کپڑے بدلے _____

اردلی سردار محمد خوش ہو گیا _____ سر جی آپ بہت دبلے ہو گئے ہیں جی _____

سردار محمد جو مجھ پہ گزری ہے وہ میں آپ سب کو ایک ساتھ بتاؤں گا _____ یہ معجزہ ہے

کہ میں بچ کے آ گیا ہوں، تم ٹھیک کہتے ہو کسی محبت کرنے والے کی دعاؤں نے مجھے مرنے نہیں دیا _____

بی بی جان اور سردار محمد رونے لگے دونوں ان کو لے کر گھر کی طرف آئے۔

بی بی جان نے آواز دی _____ بیگم صاحبہ _____ بیگم صاحبہ _____

دیکھئے تو ہم کیا لائے ہیں، مسز ناصر نے رضائی سے منہ باہر نکالا وہ اس وقت غصے میں تھیں۔

سرہانے شوہر کو دیکھا تو چیخ مار کے بے ہوش ہو گئیں۔

کرنل صاحب کے دفتر میں اطلاع دی گئی ۔۔۔۔۔ وہ لوگ انہیں گھر سے لینے آ گئے۔

یہ ایک معجزہ ہی ہو سکتا ہے، کرنل صاحب نے بتایا _____ کہ ہوا کے گرداب میں پھنس کر ان کا طیارہ راستہ بھول گیا پائلٹ کو پہاڑوں کی اونچائی نظر نہیں آئی۔ وہ چونکہ چھوٹا جہاز تھا اس لئے پہاڑ کی چوٹی سے ٹکرا کر ایک گہری کھڈ میں گر گیا ان دنوں برفباری ہو رہی تھی سب کچھ ہولے ہولے برف کی تہہ میں دب گیا جب برف پگھلنے کا موسم آیا تو کرنل جمال نے اپنے آپ کو ہڈیوں اور ڈھانچوں کے درمیان زندہ پایا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ایک لمبی نیند سے جاگے ہوں۔ کئی دنوں تک ان کو اپنے ہونے کا ادراک ہی نہ ہوا۔ وہ اپنے آپ کو اگلے جہان میں ہی سمجھ رہے تھے پھر موسم بدلا پرندے چہچہائے تیز دھوپ کی روشنی کھڈ میں آئی تو انہیں سب کچھ یاد آنے لگا ۔۔۔۔۔ اسی کھڈ میں سانپ اور حشرات الارض سرسراتے رہتے تھے وہیں کبھی کبھی جنگلی جانور بھی نظر آ جاتے تھے ذہنی طور پر وہ مر چکے تھے، اسی لئے انہیں کسی چیز سے بھی ڈر نہیں لگتا تھا، رفتہ رفتہ انہوں نے ادھر ادھر گھوم کے راستہ تلاش کرنا شروع کیا طاقت کے لئے پھول اور پتے توڑ توڑ کے کھانے لگے وہاں ایک عجیب جڑی بوٹی تھی جس کا ذائقہ کھٹے انگور کی طرح کا تھا۔ اس کو کھاتے ہی ان کی طبیعت بحال ہونے لگتی، جسم میں طاقت آ جاتی وہاں وہ اللہ کی قدرت پر نثار ہو جاتے _____ کہاں کہاں اس نے ہر ذی روح کو رزق نہیں دے رکھا _____ شام ہوتے ہی گھپ اندھیرا چھا جاتا پھر انہوں نے اس کھڈ میں سے تلاش کر کر کے وہ جڑی بوٹی جمع کی ۔۔۔۔۔ دن رات اس کو کھانے لگے، گرتے وقت شاید دائیں ٹانگ کو زخم لگا تھا ۔۔۔۔۔ برف کی وجہ سے غالباً خون تو بند ہو گیا تھا مگر رفتہ رفتہ اب زخم دکھنے لگا تھا وہی بوٹی مسل کے وہ اپنے زخم پہ لگا لیتے _____ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا ۔۔۔۔۔ ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہوا _____ جہاز کے ٹکڑے کہاں گرے _____ جب ان کے جسم میں طاقت آئی، تو

انہوں نے ایک محفوظ جگہ سے اوپر چڑھنے کی پریکٹس کی، کئی دن تک وہ جتنا چڑھ پاتے ۔۔۔۔اتنا ہی گر جاتے _____ اس کس مپرسی کے عالم میں انہیں انٹرمیڈیٹ میں پڑھی ہوئی ایک انگریزی کی کہانی بہت یاد آئی، جن کا عنوان تھا ''ٹرائی ٹرائی اگین'' یعنی بار بار کوشش کرو یہ ایک چیونٹی کی کہانی تھی جو سو بار گر کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ پاتی ہے وہ بھی سو بار گرے ہوں گے، مگر کوشش کرتے رہے چھ ماہ لگے اس کھڈ سے باہر آنے میں _____ اور باقی وقت سمت کا تعین کرنے میں لگا۔ یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ پہاڑوں کے اس طرف ہیں یا اس طرف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں چلتے رہنے کی توفیق عطا کی پھر ایک دن ایک چرواہا مل گیا جو بھیڑیں چرا رہا تھا ۔۔۔۔اس سے انہوں نے ساری سمتیں دریافت کیں _____ یوں وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

گھر میں گھی کے چراغ جلائے، خیرات اور صدقے دیئے گئے مسز ناصر نے نوافل پڑھ پڑھ کے اپنے رب کا شکر ادا کیا _____

فوج نے ان کی ہمتوں کو سراہا، اور ان کو ترقی دی گئی مگر ان کی ٹانگ کا زخم مندمل نہ ہو سکا پاکستان کے تمام ماہرین کو دکھایا گیا انہوں نے کہا _____ اگر ٹانگ نہ کاٹی گئی تو سارے جسم میں زہر پھیل جائے گا۔ تب جمال عبدالناصر امریکہ علاج کے لئے چلے گئے انہیں کچھ عرصہ وہاں رہنا پڑا، وہاں انہیں بچپن کا ایک دوست مل گیا جس کے مشورے سے انہوں نے اپنا الگ کاروبار بھی شروع کر لیا اور ایک چھوٹا سا گھر بھی خرید لیا _____

امریکن ڈاکٹروں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ ٹانگ کاٹ دی جائے _____ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں _____ وہ ڈاکٹروں سے اجازت لے کر اپنی بیوی اور بچی کو ساتھ لینے آ گئے۔ تب انہیں محسوس ہوا کہ انہیں فوج سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لینی پڑے گی ٹانگ کٹوانے کے بعد بھی ایک مسئلہ ہی بنی رہے گی اور وہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہ ہو سکیں گے بہتر ہوگا وہ امریکہ میں اپنا کاروبار مستحکم کر لیں _____

انہی دنوں جب وہ مہر النساء کو امریکہ جانے پر رضا مند کر رہے تھے ایک اور حادثہ ہو گیا _____ اردلی سردار محمد اپنی بھینس کو نہلاتا ہوا پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر گیا۔ اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جمال صاحب نے اسے فوراً فوجی ہسپتال میں داخل کرا دیا اور اس کے علاج میں پیسہ پانی کی طرح بہا دیا۔

کیونکہ ان کی عدم موجودگی میں جس طرح سردار محمد نے ان کی بیوی اور بچی کا خیال رکھا تھا اور جی سے ان کی خدمت کی تھی وہ اپنے بھی نہیں کر سکتے تھے اس لئے آتے ہی جمال صاحب نے اسے یا تھا آج کے بعد تم میرے بھائی _____ اور بھائی کی طرح میرے ساتھ رہو گے۔

ایک دن جب ناصر صاحب اس کا حال پوچھنے ہسپتال گئے تو وہ بہت مضطرب تھا انہیں دیکھتے ہی _____

سر جی! میرے سینے میں کچھ راز ہیں ۔۔۔۔وہ آپ سن لیں تا کہ میری جان آسانی سے نکل سکے۔

جمال صاحب بولے _____ سردار محمد مایوسی کی باتیں نہ کرو میں تمہیں علاج کے لئے لے جاؤں گا۔

نہیں سر جی: ہم پہاڑی لوگ ہیں ہم پہاڑوں سے دور جائیں تو ویسے ہی مر جاتے ہیں مجھے معلوم ہے اوقت قریب ہے۔ بس میری ایک بات سن لیں _____ میں منت کرتا ہوں جمال اس کے پاس بیٹھ گئے۔

سردار محمد نے اکھڑی اکھڑی سانسوں کے ساتھ کہنا شروع کیا۔

سر جی: میری بات کا یقین کرنا نزع کے وقت کوئی جھوٹ نہیں بولتا میری بیوی بہت بڑے آدمی کی ہے پہاڑوں کے اس پار ایک قبائلی ریاست ہے اس کا نواب بہت جابر تھا اس کی دو بیویاں تھیں بڑی ں سے صرف ایک بیٹی تھی اور چھوٹی بیگم میں سے چار بیٹے تھے چھوٹی بیگم کے سکھانے پر اس نے ڑوں سے پالی بیٹی ایک اپاہج کے ساتھ بیاہنے کا تہیہ کر لیا جو کہ چھوٹی بیگم کا بھانجا تھا اور بہت بڑی ا کا وارث تھا۔

سر جی میرے والد افتخار محمد نواب صاحب کی جاگیروں کے مہتمم تھے بڑی بیگم صاحبہ نے شادی سے یت پہلے انہیں اپنے کمرے میں بلایا اور جھولی پھیلا کر انہیں واسطہ دیا کہ وہ ان کی بیٹی سنبل جان کو اس سے نکال کر لے جائیں اور اس کی زندگی بچا لیں اتنا وقت نہیں تھا کہ میرے والد بحث و تکرار کرتے لغہ نے کہا _____

تم اپنے بیٹے سے اس کا نکاح کر کے اس کو لے جاؤ ہماری قسمت میں ہوا تو ہم کبھی نہ کبھی اس سے ملیں گے۔

سو اسی رات میرے والد مجھے اور سنبل جان کو گھوڑے پر بٹھا کر اس ریاست سے نکل آئے اگلے

روز میرا سنبل جان سے نکاح ہوگیا_____ اور میرے والد نے مجھے فوج میں بھرتی کرا دیا ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد میں اپنی بیوی کو ساتھ لے آیا_____ بی بی جان اپنی سنبل جان ہے بڑے گھر کی بیٹی ہے اس نے شرافت سے میرے ساتھ گزارا کیا ہے میرے والد فوت ہو چکے ہیں اب اسے سہارا دینے والا کوئی نہیں، اگر آپ میرے اوپر کوئی احسان کرنا چاہتے ہیں تو بی بی جان کو اپنی سگی بھاوج کرا اپنے گھر میں رکھیں اور میرے بیٹے دلدار محمد کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں جمال صاحب نے وعدہ کرلیا۔

اسی رات سردار محمد فوت ہوگیا۔

جمال صاحب نے جب یہ بات اپنی بیگم کو بتائی تو اسے یقین آ گیا_____ اس نے جمال صاحب کو بتایا کہ بی بی جان کے آداب اور گفتگو میں اتنی شائستگی ہے کہ صاف لگتا ہے وہ کسی بڑے گھر کی بیٹی ہے ایک روز آئینہ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسز جمال بی بی جان کے کوارٹر کے اندر چلی گئی تھیں اندر سے اس نے کوارٹر کو خوب سجایا ہوا تھا_____ چاندنی بچھی ہوئی تھی دو پلنگ پڑے تھے ایک صوفہ پڑا تھا، ہر شے اس کی فطرت کا قرینہ ظاہر ہو رہا تھا وہ بہت حیران ہوئی تھیں کہ اس طبقے کی عورتوں کو ایسا سلیقہ نہیں ہوتا، پھر یہ کہ بی بی جان انتہائی خوبصورت خاتون تھیں_____ ایسے نقش ونگار جیسے شہزادیوں کے ہوتے ہیں تبھی تو ہر وقت چادر سے منہ ڈھانپے رکھتی تھیں۔

جن دنوں سردار محمد فوت ہوا دلدار نے میٹرک کا امتحان دیا تھا، اس کے بعد_____ جمال صاحب نے ریٹائرمنٹ لے لی اور بچوں کو لے کر لاہور آ گئے یہاں دلدار کو انہوں نے کالج میں داخل کرا دیا اب بی بی جان گھر کے اندر رہتی تھیں مسز جمال نے گھر کا سارا انتظام اور باورچی خانہ ان کے سپرد کر رکھا تھا_____

آئینہ بی بی جان کے ساتھ بہت مانوس ہوگئی تھی بچپن میں جب دوائیاں کھا کھا کر آئینہ کے بال جھڑ گئے تھے تو ایک دن بی بی جان نے مسز جمال سے کہا_____ کہ ان کے پاس بالوں کا ایک خاندانی نسخہ ہے اگر وہ اجازت دیں تو وہ آئینہ کے سر پر لگائے_____ بال گھنیرے اور سیاہ ہو جائیں گے انہوں نے اجازت دے دی_____ نسخہ استعمال کرنے کے ایک ماہ بعد آئینہ کے بہت خوبصورت اور صحت مند بال نکلنا شروع ہوگئے تھے۔۔۔۔۔

جوں جوں آئینہ بڑی ہوتی گئی_____ اس کے بال بھی لمبے ہوتے گئے رفتہ رفتہ اس کے قد کے برابر پہنچ گئے بچپن میں بھی جو اس کے بال دیکھتا فدا ہو جاتا_____ اور پوچھتا کہ اس

کے اتنے لمبے اور خوبصورت بال کیونکر ہیں بی بی جان ہمیشہ اس کی چوٹیاں بنا دیتیں۔۔۔۔۔۔اور کہتیں کم بخت لوگ میری بچی کو نظر لگاتے ہیں، آئینہ کو بھی اپنے لمبے بال بہت اچھے لگتے تھے اس لئے وہ تیل لگوانے کے لئے ہمیشہ بی بی جان کے پاس آ جاتی، وہی اسے نہلاتیں وہی اس کی کنگھی کرتیں_____ مسز جمال ہمیشہ جمال صاحب سے کہتیں بی بی جان نے لڑکی بگاڑ دی ہے کسی کی نہیں سنتی۔

جمال صاحب کہتے_____ کوئی بات نہیں ایک ہی تو ہماری لڑکی ہے_____ بگڑ بھی جائے تو کیا ہے؟

جانتے ہیں لڑکی بھکاری کی ہو یا بادشاہ کی پرائے گھر جانا ہوتا ہے۔

پھر ایک دم ٹھنڈی آہ بھر کر کہتیں_____ بی بی جان کی قسمت دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔

اچھا۔۔۔۔ابھی سے وہم نہ شروع کر دو_____

پھر کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ جمال کے جسم میں زہر پھیلنا شروع ہوگیا انہیں فوراً امریکہ جانا پڑا ان دنوں مسز جمال آئینہ کو بی بی جان کے پاس چھوڑ کر اپنے شوہر کو امریکہ لے گئی تھیں ڈاکٹروں نے ان کی ٹانگ تو کاٹ دی مگر وہ صحت مند نہ ہو سکے۔۔۔۔۔مستقل ہسپتال میں رہتے تھے مسز جمال نے ان کا کاروبار سنبھالا_____ وہ کبھی امریکہ چلی جاتیں کبھی لاہور آ جاتیں اب کے جو لاہور آئیں تو انہوں نے دلدار اور آئینہ کی دوستی کو بہت محسوس کیا وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہتے تھے۔۔۔۔۔ہر وقت ساتھ رہتے اکٹھے کھیلتے اکٹھے آتے اکٹھے جاتے۔

ان دنوں آئینہ کے امتحان ہونے والے تھے۔۔۔۔وہ خاموش رہیں، امتحان دلوانے کے بعد اسے اپنے ساتھ امریکہ لے گئیں_____ وہاں انہوں نے دیکھا کہ آئینہ روزانہ ایک خط دلدار کو پوسٹ کرتی تھی اور روزانہ دلدار کا ایک خط یا کارڈ اسے ملا کرتا تھا ایک دن مسز جمال نے اپنا تردد جمال صاحب پر ظاہر کر کے کہا_____

بی بی جان اور دلدار کو اپنے ساتھ رکھ کے ہم نے اچھا نہیں کیا_____ خود اپنی لڑکی کی راہ میں کانٹے بو دیئے_____

کیوں مہرو_____؟ پھر وہ بولے مہرو ایسی باتیں نہ کیا کرو، دلدار کے والد سے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ اس کی تعلیم مکمل کرواؤں گا اور ہمیشہ اس کی سرپرستی کروں گا۔۔۔۔۔

اور بیٹی جو ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے؟ وہ بولیں،

آخر بیٹی تو ہم نے بھی بیاہنی ہے اور اس کی رضا بھی دیکھنی ہے۔

سب جانتے ہیں دلدار اردلی کا بیٹا ہے۔

مگر تم اور میں تو جانتے ہیں کہ وہ نوابی خاندان سے ہے۔ تم نے اس کی اٹھان نہیں دیکھی اس کی ماں کی تربیت نہیں دیکھی _____ اردلی ہونا معیوب نہیں ہوتا اس کا باپ بھی فوج میں ہی ملازم تھا _____ گو بڑا افسر نہ تھا اور آج تم بھی ایک بات ذہن میں بٹھالو اگر میری بیٹی پسند کرے تو اس کی شادی دلدار سے کر دینا _____ وہ تمہارا بیٹا بن کر رہے گا۔ اس کی رگوں میں شاہانہ خون ہے _____"

پتہ نہیں جمال صاحب یہی بات کہنے کے لئے زندہ تھے _____ اگلے ہفتے ان کا انتقال ہو گیا مسز جمال بچی کو لے کر پاکستان آ گئیں آئینہ بھی کالج میں داخل ہو گئی _____

بی بی جان نے دلدار کو بہت سختی سے پالا تھا۔ گو وہ خود زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھیں مگر ان کی اپنی تربیت خوبصورت ہاتھوں میں ہوئی تھی۔ شاہی محلات چھوڑے تو پھر اپنی قسمت پر شاکر ہو گئیں _____ وہ بیگم صاحبہ کے غم کے پیش نظر آئینہ کو اپنے کوارٹر میں اٹھا لاتی تھیں وہ بیماری کے بعد بہت لاغر ہو گئیں تھی بی بی جان اسے تازہ مکھن کھلاتیں دودھ پلاتیں _____ اپنے خاندانی نسخوں سے اس کے بال دھلاتیں دنوں میں ہی آئینہ بہت صحت منداور خوبصورت نکل آئی تھی۔ دالدار بھی سارا وقت اس کے ساتھ کھیلتا رہتا بلکہ دلدار کی وجہ سے ہی وہ ان کے ہاں پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتی تھی دلدار سکول سے آتے ہی بنگلے کی طرف بھاگ جاتا، اگر وہ نہ آتا تو آئینہ خود دارے، دارے کرتی ان کے کوارٹر میں جاتی _____

ایک دن بیگم صاحبہ نے آئینہ کو کسی بات سے بہت پیٹا دلدار نے گھر آ کر اپنے کلے پیٹنے شروع کر دیئے بی بی جان حیران ہوئیں۔

یہ کیا کر رہے ہو کیوں اپنے آپ کو مار رہے ہو؟

آئینہ کو مار پڑ رہی ہے نا؟ میں نہیں دیکھ سکتا میں نہیں دیکھ سکتا رات کو جب وہ سو گیا تو بی بی جان نے سردار محمد سے کہا۔

تمہارا بیٹا قیس کا جانشین بننے جا رہا ہے۔

کیوں _____؟ وہ ہنس کر بولا میرا بیٹا باپ کی طرح قسمت کا بڑا دھنی ہو گا اس کی لیلیٰ خود اس کے گھر آ جائے گی مگر ہوا کیا؟

بی بی جان نے صبح والا قصہ دہرا دیا۔

سردار محمد بہت ہنسا کہنے لگا بچوں کا پیار بڑا معصوم ہوتا ہے تو دکھی نہ ہوا کر بس اس کی زندگی کی دعا کر۔

بولی _____ مجھے قسمت سے بڑا ڈر لگتا ہے، پہلے میں قسمت کو نہیں مانتی تھی اب مانتی

ہوں۔۔۔۔۔۔

دیکھو نیک بخت اگر قسمت کو مانتی ہو تو اس کو بھی قسمت پر چھوڑ دو میں ایک غریب ماں باپ کے گھر پیدا ہوا میری قسمت ایک شہزادی کے ساتھ لکھ دی گئی اس لئے میرے بیٹے کو کچھ نہ کہنا کبھی کچھ نہ کہنا۔

مگر بی بی جان ماں تھیں ان کا دل ہر وقت دہلتا رہتا تھا اصل میں وہ اپنے بیٹے کو زندگی میں کبھی اداس اور ملول نہ دیکھ سکتی تھیں۔ وہ اس گھڑی سے ڈرتی تھیں جب قسمت ان کے بیٹے کی خوشیاں اور مسکراہٹیں چھین لے گی۔

رفتہ رفتہ آئینہ آنو بن گئی اور دلدار دل ہوگیا وہ آواز دیتی دل _____ وہ بھاگا جاتا _____ وہ بلاتا آنو وہ دوڑی آتی _____

ان کی بچپن کی ساری یادیں گلگت کے گرد و نواح میں پھیلی ہوئی تھیں جہاں کھیلتے کھیلتے وہ بڑے ہو گئے تھے جمال صاحب کی ٹرانسفر بھی زیادہ تر انہی علاقوں میں ہوتی رہتی کبھی وہ ہنزہ ویلی میں ہوتے _____ کبھی بشام میں _____ کبھی کریم آباد میں _____ کبھی خنجراب نیشنل پارک میں وہ ہر جگہ اپنی فیملی کو ساتھ رکھتے تھے، سردار محمد تو لازماً ساتھ ہوتا تھا اور پھر دلدار بھی ساتھ چل پڑتا تھا۔ ان کا بچپن پہاڑوں، جھیلوں سرسبز وادیوں میں گزرا تھا _____ پہاڑوں کو سر کرتے ہوئے گھڑ سواری کرتے ہوئے _____ کنول کے پھول توڑتے ہوئے _____ لاہور شہر کا شور شرابا انہیں زیادہ پسند بھی نہیں آتا تھا۔ بی۔اے کرنے کے بعد دلدار نے سی ایس ایس کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے کامیاب کرلیا _____ اور اسے ایک اچھی ملازمت مل گئی۔

ان دونوں کو عادت تھی۔۔۔۔۔۔۔ کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کی سالگرہ پر ایک دوسرے کو سرپرائز دیا کرتے ہمیشہ ایک دوسرے کو تنگ کرتے ستاتے _____ اس میں انہیں بہت مزہ آتا۔

ایک دن بی بی جان نے ڈرتے ڈرتے دلدار سے کہا۔

دارے تو اب شادی کرلے تیری ملازمت پکی ہوگئی ہے۔

ٹھیک ہے ماں _____ وہ بولا _____ تو کردے میری شادی۔

کہاں کردوں _____ ؟

واہ واہ ماں ہو کر تجھے پتہ نہیں چل سکا _____

دارے ماں نے کہا اتنے اونچے خواب نہ دیکھا کر مجھے بھی بہت عادت تھی اونچے اونچے خوا-

دیکھنے کی _____

ماں میں نے تجھے کتنی بار کہا ہے کہ اپنی مثال نہ دیا کر میں تو اپنی قسمت اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوا ں میں نے پیدا ہوتے ہی تیرے لئے چاندسی بہو تلاش کرلی تھی، تو کیوں غم کرتی ہے۔

بی بی جان اندر ہی اندر چپکے چپکے رویا کرتی ان میں ہمت نہیں تھی کہ جا کر بیگم صاحبہ سے رشتے کی ت کرلیتیں اور بیگم صاحبہ انتظار میں رہتیں کہ کب وہ یہ بات خود چھیڑے گی۔

ایک دن آئینہ اور دلدار ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے _____ وہ آنو جانو ۔۔۔۔ مانو کہتا جاتا _____ اور آئینہ _____ دل ۔۔۔۔ دل کہتی بھاگتی جاتی _____

مسز جمال ان دونوں کو غصے بھری نظروں سے دیکھنے لگیں _____ جب وہ نظروں سے جھل ہوگئے تو بی بی جان اندر سے نکل آئیں _____ اور مسز ناصر کے قدموں پر گر گئیں۔

یہ کیا کر رہی ہو بی بی جان انہوں نے اسے اٹھایا۔

پہلے آپ میرا کہا سنا معاف کردیں تو پھر عرض کروں _____

بی بی جان _____ میرے لئے تو آپ ایک محترم بہن کا درجہ رکھتی ہیں۔

بیگم صاحبہ _____ وہ بولیں، میں اس لڑکے کے ہاتھوں آپ سے شرمندہ ہوں اسے کئی سمجھا چکی ہوں اسے سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ جوان ہوگیا ہے اور آئینہ بیٹی بھی بڑی ہوگئی ہے وہ دونوں ی تک بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ میں آپ کا کرب سمجھتی ہوں _____ وہ میرا نہیں سمجھتا۔

بیگم جمال چپ بیٹھی رہیں بی بی جان روتی رہیں _____

آپ کے احسانات ہیں مجھ پر _____ میں کم ظرف نہیں ہوں اپنی حیثیت جانتی ہوں صاحبہ اس معاملے میں آپ صرف اپنی بیٹی کو منالیں اگر وہ مان جائے تو میں دلدار کو یہاں سے لے کر جاؤں گی۔

کیا پوچھ لوں اس سے _____ تنی تنی مسز جمال نے کہا _____

بی بی جان نے سر جھکا لیا۔۔۔۔۔ روتی رہیں، پھر آنکھیں صاف کر کے بولیں مجھے اجازت ئے میں اپنے بیٹے کو لے کے یہاں سے چلی جاؤں کیونکہ اس سے اگلی بات کرنے کا مجھ میں یارا

نہیں_____

مسز جمال کچھ دیر سوچتی رہیں، پھر بولیں۔

بی بی جان_____ ان دونوں کا بچپن ساتھ ہے، میں دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ یہ عمر مانے کی نہیں ہوتی_____ ہم دونوں مائیں ہیں، ہم دونوں ان کا بھلا چاہتی ہیں، ہم دونوں کے شوہر وفات پا چکے ہیں، یہ فیصلے ہمیں کرنے ہیں۔ ہمیں فیصلہ کر لینے چاہئیں ۔۔۔۔۔رک گئیں_____

میں نے سوچ لیا ہے_____ اگلے ہفتے میں ان کی منگنی کر دوں گی، اور جب آئینہ تعلیم ختم کر لے گی تو ان کی شادی کر دیں گے، آپ اور میں فرض سے سبکدوش ہو کر باقی عمر اکٹھے گزار دیں گے۔

بی بی جان کو مسز جمال سے اس جواب کی امید نہ تھی ان پر ایک شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی پھر بے ہوش ہو گئیں۔۔۔۔۔۔ ان کے غم زدہ دل نے نہ جانے کیسے کیسے ارمان اپنے دل میں دبا کے رکھے تھے، اپنے ماضی کو بھلا کے ایک کم تر زندگی پر قناعت کر لی تھی_____ ہر بات دل کے اندر رکھنے سے دل بہت کمزور ہو گیا تھا رنج سہنے سے رنج برداشت کرنے کی عادت پڑ گئی تھی زندگی کی ایک بڑی خوشی نہ برداشت کر سکیں_____ دوبارہ زبان کھولے بغیر خاموشی سے رخصت ہو گئیں_____

ان کے چالیسویں کے بعد مسز جمال نے دلدار کو منگنی کی انگوٹھی پہنا دی اور اسے ایک الگ فلیٹ لے کر دیا یہ کہہ کر کہ

بیٹا: جب تک شادی نہیں ہو جاتی تم الگ رہو گے دونوں وقت کھانا یہیں کھا جایا کرو ہم نے اس دنیا میں رہنا ہے۔۔۔۔۔ اس لئے کچھ پابندیاں اپنے اوپر لگانی پڑیں گی۔

دلدار فوراً مان گیا_____

ٹھیک ہے ایک ہفتے بعد مسز جمال نے دلدار کو فون کر کے بلایا وجہ نہیں بتائی وہ گھبرایا گھبرایا آ پہنچا، ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو وہاں ایک مدبر سے صاحب بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی مسز جمال چائے سے ان کی تواضع کر رہی تھیں_____ اسے دیکھتے ہی بولیں_____

آؤ بیٹا۔۔۔۔۔ آ جاؤ۔۔۔۔۔ یہ مرزا توفیق علی ہیں بیٹا یہ تمہارے نانا کی ریاست کے وکیل ہیں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں آ گئے ہیں_____

دلدار نے ان سے مصافحہ کیا، بیٹھ گیا اور سہم کر بولا مجھے ڈھونڈتے ہوئے؟ کیونکہ جب دلدار

جوان ہو گیا تھا تو بی بی جان نے اسے اپنی فیملی بیک گراؤنڈ سے آگاہ کر دیا تھا اور اس کے نانا نانی کا مکمل تعارف بھی کرا دیا تھا۔

جی ہاں_____ توفیق صاحب بولے_____ دلدار صاحب: میں آپ کی نانی کی وصیت کے مطابق ان کی ذاتی جائیداد کے کاغذات آپ کو دینے آیا ہوں، ان کی اپنی جدی پشتی ایک بہت بڑی جاگیر ہے جو انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑی ہے، یہاں آ کر معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا ہے افسوس میں انہیں یہ خوشخبری نہ سنا سکا اور نانی جان؟ دلدار نے پوچھا تین ماہ پہلے ان کا انتقال ہوا ہے تین ماہ پہلے ہی تو بی بی جان فوت ہوئیں زندگی بھر وہ پہاڑوں کے اس طرف دیکھتی رہیں انہیں ہمیشہ میکے کی طرف سے آنے والے پیغام کا انتظار رہا عورت کو ہمیشہ میکے سے آنے والوں کا انتظار رہتا ہے_____ نانی جان کی آنکھیں موندنے کے بعد وہ بھی چل بسیں شاید اندر اندھیرا ہو گیا ہو ماں ماں تو کچھ اور انتظار نہیں کر سکتی تھیں، یہ کہہ کر دلدار پھوٹ پھوٹ کر رویا۔

اللہ کرے تم مرجاؤ_____

مرجاؤ_____ مرجاؤ وارے_____ آئینہ کو جب غصہ آتا ایسے ہی کہتی _____ دلدار بھی اسے حد درجہ تنگ کیا کرتا_____

پتہ نہیں یہ کیسی دوستی ہے بی بی جان دل میں حیران ہوا کرتیں_____ اگر دو دن کے لئے آئینہ اپنی ماں کے ساتھ شہر سے باہر چلی جاتی تو دلدار رو رو کر آنکھیں سجا لیتا کھانا پینا بند کر دیتا کتابیں اٹھا کر ایک کونے میں بیٹھا رہتا، وہ آجاتی تو نئے سرے سے اسے تنگ کرنے لگتا_____

دارے تو آئینہ کو رلا کو خوش کیوں ہوتا ہے_____؟ ماں پوچھتی۔

بی بی جان یہ روتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہے۔

اللہ کرے تو مرجائے پھر میں تجھے خوب رو کر دکھاؤں آئینہ دانت پیستے ہوئے کہتی۔

تب میں کیسے دیکھوں گا میں تو مرا ہوں گا۔

نہیں نہیں میں اللہ سے دعا کروں گا وہ تجھے دکھائے اس وقت تجھے میرا رونا دکھائے۔

جب وہ بڑے ہوئے تو ایک دوسرے کی سالگرہ کا دن یاد رکھا کرتے ایک دوسرے کو تحفہ ضرور دیتے اور سالگرہ کے دن ایک دوسرے کو سرپرائز بھی دیتے اس کی ابتدا دلدار نے کی تھی جواباً آئینہ بھی ایسی حرکتیں کرنے لگی پہلے وہ ایک دوسرے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مذاق کیا کرتے تھے بڑے ہوئے تو بڑے بڑے مذاق کرنے لگے_____

ایک بار دلدار کی سالگرہ تھی آئینہ علی الصبح اس کے لئے کارڈ لکھ کے پھولوں کا گل دستہ بنا رہی تھی کہ ایک فون آ گیا_____

میں سٹی ہسپتال سے بول رہا ہوں آپ آئینہ جمال ہیں۔

جی ہاں_____ وہ ڈری سہمی بولی۔

دلدار چوہدری حادثے میں زخمی ہو گئے ہیں اور بے ہوشی میں آپ کا نام لے رہے ہیں اس نے

دیکھا نہ تاؤ پھولوں کا گل دستہ پکڑ کے ہسپتال کو دوڑی_____ گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے رجنسی وارڈ کا پوچھا_____ ابھی اس طرف رخ کیا تھا کہ ستون کے پیچھے چھپا ہوا دلدار نکل _____ اور بولا_____

ہیپی برتھ ڈے ٹومی_____

آئینہ نے سارے پھول اس کے منہ پر دے مارے اور لڑتی جھگڑتی سارا راستہ یہی کہتی رہی اللہ ے تم مرجاؤ_____

سارا سال وہ بھی سوچتی رہی_____ پلان بناتی رہی۔

اپنی سالگرہ والے دن صبح ہی صبح اس نے اپنی سہیلی کو دلدار کے پاس بھیج کر اطلاع دی کہ سکول کے اؤنڈ میں آئینہ کو زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔۔۔۔۔ بے ہوش پڑی ہے، دلدار نے ایک لمحے لئے نہ سوچا اور اس کے سکول میں بھاگتا ہوا پہنچ گیا وہاں آئینہ مزے سے کلاس میں بیٹھی چونگم چبا رہی ۔

بی بی جان نے بہت کوشش کی کہ وہ اس قسم کے سنگین مذاق ایک دوسرے کے ساتھ کرنا بند یں_____

ایک بار جب وہ غصے میں کہہ رہی تھی، اللہ کرے تم مرجاؤ دلدار تو اس نے ہنس کر کہا آنو اگر میں مر ا تو سب سے زیادہ تم روؤ گی۔

قسم سے نہیں وہ چڑاتے ہوئے بولی مر کے دیکھ لو۔

پھر وہ سنجیدہ ہو گیا، آنو جب تم مجھے بددعا دیتی ہو تو میں ڈر جاتا ہوں، میرا مرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ارے پگلے یہ بددعا نہیں ہوتی، یہ تو مذاق ہوتا ہے۔

تم مذاق میں بھی ایسا نہ کہا کرو بچپن کی بات اور تھی، اب مجھے اچھا نہیں لگتا میرا دل چاہتا ہے ۔۔۔۔۔ میں ہمیشہ زندہ رہوں، بلکہ مر کر بھی زندہ رہوں۔ واہ واہ دلدار چوہدری صاحب کیا فلسفہ ؟ مر کر زندہ رہنے کا آئیڈیا تو لاجواب ہے۔

یہ کیسا ہوتا ہے بھئی_____

سنو آئینہ_____ میرا دل چاہتا ہے_____ جب مروں تو بھی میں زندہ رہوں۔

آئینہ بے اختیار ہنستی چلی گئی۔

ہاں جی _____ تو کیا فرمایا آپ نے _____ مر کر زندہ رہوں _____ عالیجا
کوئی بڑا کام کیجئے دنیا میں بڑا کام کرنے والے ہی مر کر زندہ رہتے ہیں ۔ جیسے قائدِ اعظم
_____ نہیں آئینہ میں اور طرح بات کر رہا ہوں اول تو میں بہت لمبی عمر تک جینا چاہتا ہوں اور جب
مجھے موت آئے تو اس طرح آئے کہ میں چھپ کر سب کچھ دیکھتا رہوں یعنی میں تمہاری ساری حرکتیں
دیکھتا رہوں _____

آئینہ کا پھر ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔

مسٹر دلدار چوہدری! آپ کے خیالات لاجواب ہیں _____

نہیں نہیں آئینہ _____ درحقیقت میں ٹھیک طرح بیان نہیں کر سکتا میرا دل میرا دل
ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔

جب تک بندہ زندہ رہتا ہے دل بھی زندہ رہتا ہے آئینہ بولی۔ جب دل مر جاتا ہے تو بندہ مر جا
ہے _____

یہی تو میں کہہ رہا ہوں، میں چاہے مر جاؤں میرا دل ہمیشہ زندہ رہے کیونکہ میرے دل میں
رہتی ہو۔

آئینہ پھر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔

تم ایسا کرو اپنا دل نکال کے ایک مرتبان میں رکھ دو ۔۔۔۔ اور اس کے اوپر لکھ دو۔

یہ ایک ایسے آدمی کا دل ہے، جو خود مر چکا ہے مگر اس کا دل دنیا میں زندہ ہے۔

اچھا چھوڑو وہ چلا کر بولا جب میں اپنی بات تمہیں سمجھانے کے قابل ہوا تو ضرور سمجھا دوں گا۔

جب ان دونوں کی منگنی ہو گئی، تو مسز جمال نے کئی بار آئینہ کو ڈانٹا کہ وہ غصے میں دلدار کو یہ نہ
کرے اللہ کرے تم مر جاؤ۔

مگر لاڈ پیار نے اسے اتنا بگاڑ دیا تھا، اور پھر ہوش سنبھالتے ہی اسے دلدار کی جنون خیز چاہت
گئی تھی اس لئے وہ کسی کو خاطر میں لاتی ہی نہ تھی اب دلدار بھی اس کی بات کا برا نہیں مانتا تھا وہ کہتا
_____ شادی کے بعد وہ اپنے سہاگ کو ہرگز ایسا نہیں کہے گی۔

جب آئینہ نے گریجوایشن کر لی تو مسز جمال نے دلدار سے کہا۔

بیٹا: مجھے کچھ عرصہ کے لیے امریکہ جانا ہوگا پچھلے دو سال میں نہیں جا سکی _____ کا رو

کو بھی دیکھنا ہے _____ ہو سکتا ہے _____ مجھے سال یا چھ ماہ وہاں رہنا پڑے اس
عرصے میں آئینہ وہاں کوئی کورس کر لے گی پھر واپس آ کے انشاء اللہ نئے سال کے شروع میں، میں آپ
کی شادی کر دوں گی۔

ٹھیک ہے ماما _____ وہ تابعداری سے بولا _____ جیسا آپ کہیں ویسا ہو گا۔

بیٹا _____ تمہارے وکیل صاحب تمہیں ریاست میں آنے کی دعوت دے گئے تھے
اس عرصے میں تم جانا چاہو تو ہو آنا _____

نہیں ماما _____ وہ بولا _____ بی بی جان نے مجھے کہا تھا جب کبھی تم اپنے نانا
کی ریاست میں جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ لے کر جانا اس لئے جب ہماری شادی ہو جائے گی تو میں آئینہ کو
لے کر بڑے ٹھاٹھ سے جاؤں گا۔

اچھا بیٹا تمہاری مرضی۔

ابھی انہیں گئے چھ ماہ ہی ہوئے تھے کہ آئینہ کی سالگرہ آ گئی یوں تو ان کی خط و کتابت بھی جاری
رہتی تھی ای میل بھی چلتی رہتی تھی اور ہفتے کے ہفتے فون پر بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔

مسز جمال کبھی کبھی گھبرا کر سوچا کرتی تھیں _____ کہ آئینہ کا مزاج اتنا جھگڑالو ہے
دوسرے کی بات سننے کا اس میں حوصلہ ہی نہیں اکلوتی ہونے کی وجہ سے کبھی کسی نے کچھ کہا ہی نہیں اس کو
صرف دلدار ہی سنبھال سکے گا ۔۔۔۔ وہ ہی اس کی فطرت کو سمجھتا ہے اچھا ہوا جو اللہ نے انہیں گھر
بیٹھے اتنا اچھا اور سلجھا ہوا داماد دے دیا ۔۔۔۔ اب نہیں اپنے شوہر کی باتیں یاد آتی تھیں، اور وہ دل ہی
دل میں ان کے مشورے کو بھی سراہا کرتی تھیں سب کچھ بڑی آسانی اور بڑے آرام سے ہو گیا تھا بس
اب بیٹی کی شادی کی ذمہ داری باقی تھی وہ اس فرض سے سبکدوش ہو کر حج پر جانا چاہتی تھیں۔

دلدار کا دوست غیاث الدین اسے لینے ائیر پورٹ آیا ہوا تھا وہ ایک عرصہ سے نیو جرسی میں رہتا تھا جب بھی پاکستان جاتا دلدار کا مہمان بنا کرتا اب پہلی مرتبہ دلدار اس کے پاس آیا تھا، وہ بھی بہت خوش تھا اسے لینے ایک کمرے کے فلیٹ میں لے آیا اور بولا۔

یار: اب یہی میرا غریب خانہ ہے، یہاں تمہارے گھر جیسی سہولتیں تو نہیں ہونگی مگر تم جب تک چاہو یہاں رہ سکتے ہو۔

دلدار نے مسکرا کر کہا۔

میں تو یہاں پل بھر کا مسافر ہوں ٹھکانہ بنانے نہیں آیا۔

بہر حال میں تمہارے لئے چائے بنالاؤں۔

کمرے کے ساتھ چھوٹا سا کچن تھا غیاث الدین چائے بنالایا ساتھ بسکٹ اور بیکری کی چیزیں بھی لے آیا۔

اب اپنا مفصل پروگرام بتاؤ غیاث نے کہا_____

مفصل پروگرام نہیں ہے مختصر قیام_____ مختصر کلام_____ مختصر طعام_____

یار_____ بڑی ترنگ میں ہو، اور بڑے تازہ دم لگ رہے ہو لگتا ہی نہیں کہ اتنا لمبا سفر کر کے آرہے ہو، غیاث نے کہا۔

بات یہ ہے جان من: جب دل میں ایک نازنیں مستقل براجمان ہو تمہاری سیٹ کے ساتھ بیٹھی سرگوشیاں کر رہی ہو تمہاری سانسوں سے اس کی خوشبو نکل رہی ہو تو سفر کتنا بھی طویل ہو تھکاوٹ نہیں ہوتی۔

رشک آرہا ہے تمہاری محبت پر یار اس بار مجھے اپنی منگیتر سے ضرور ملوا کے جانا نہیں شادی کے بعد ملواؤں گا وہ ایسی چیز ہے جس پر نظر نہیں ٹک سکتی۔

وہ دونوں ہنسنے لگے۔

پھر دلدار اپنا سامان کھولنے لگا۔۔۔۔۔ بولا غیاث یار_____ میرا پروگرام سن لو اب میں نہا دھو کر تھوڑا سا آرام کرلوں۔۔۔۔۔ میں آئینہ کو نیند سے جگا کر پیپی برتھ ڈے کہوں گا اور سات بجے صبح اس کے فلیٹ کے باہر جا کر بیل دوں گا_____ اور پھر_____

اور پھر_____ غیاث نے جلدی سے کہا!

یہ اتنا بڑا سرپرائز ہے کہ میں جیت جاؤں گا کیونکہ۔۔۔۔۔ میری سالگرہ شادی کے بعد آئے گی_____

غیاث نے کہا_____ اس کے بعد کا پروگرام بتاؤ میں صرف ایک ہفتہ کی چھٹی پر آیا ہوں واپسی کی سیٹ بھی کنفرم کروا کے آیا ہوں پھر جب شادی کے بعد آؤں گا، تمہیں میزبانی کی زحمت دوں گا۔

وہ نہا دھو کر سو گیا_____

شام کو اٹھا۔۔۔۔۔ چائے پی، کھانا کھایا اور آئینہ کے لئے لایا ہوا گفٹ پیک کیا پھر دونوں دوست ٹی۔وی کے آگے بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد غیاث الدین چینل تبدیل کر دیتا تھا، ایک دم ایک چینل سامنے آ گیا اس پر ایک اعلان بار بار چل رہا تھا بار بار سامنے لکھا ہوا آرہا تھا، کہ ''ہارٹ ٹو ہارٹ'' ہسپتال میں ایک مریض کے لئے ایک صحت مند دل کی ضرورت ہے اس کی ہارٹ پلانٹیشن سرجری ہوگی، دور و قریب میں اگر کسی شخص کی حادثاتی_____ طور پر موت واقعہ ہو جائے، تو چوبیس گھنٹے کے اندر اس ہسپتال سے رجوع کیا جائے متوفی اگر مسلمان ہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔

یار: یہ کیا ہے، دلدار نے ایک دم چونک کر کہا۔

غیاث الدین نے چینل بدل دیا اور بولا_____ ایسے ٹیلپ تو یہاں کا معمول ہیں واپس کرو، واپس کرو دلدار نے وہ چینل دوبارہ لگوایا_____ اشتہار کو دوبارہ سنا اور پڑھا کہ جو بار بار چل رہا تھا۔

غیاث نے کہا یار یہ چینل خصوصی طور پر یہاں کے ہسپتالوں نے خریدا ہوا ہے_____ اس چینل پر زیادہ تر میڈیکل کے پروگرام ہی ہوتے ہیں یا دوائیوں کے اشتہارات چلتے ہیں، اکثر اس چینل پر مختلف ہسپتالوں کی جانب سے اپیلیں آتی رہتی ہیں، کسی کو خون کے کسی گروپ کی ضرورت ہوتی ہے گردے کی ضرورت ہوتی ہے_____ آنکھوں کی ضرورت ہوتی ہے یا مختلف جسمانی اعضاء

کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح یہاں انسانوں کی زندگیاں بچائی جاتی ہیں۔

یہ کتنا نیک کام ہے غیاث گویا الیکٹرانک میڈیا کا ایک بہت ہی مثبت کام سامنے آیا ہے۔

ہاں یار: یہاں رہ کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا انسانیت کی خدمت کیا ہے _____؟ جذبہ تو ان لوگوں میں ہے _____

غیاث نے کہا، تم ذرا ئی۔ وی دیکھو میں ریستوران سے رات کا کھانا لے آؤں، کیونکہ آج رات تو مجھے بھی تمہارے عشق کے لئے جاگنا ہوگا۔

یہ کہہ کر غیاث نیچے آ گیا۔

دلدار نے دیکھا _____ دل کی سرجری والا اشتہار بار بار چل رہا تھا۔

پتہ نہیں اسے کیا سوجھی _____ سامنے سے قلم اٹھایا _____ کاغذ اٹھایا اور انگریزی زبان میں لکھنا شروع کر دیا۔

یہ میری وصیت ہے۔

جو میں دلدار محمد چوہدری بقائمی، ہوش و ہواس لکھ رہا ہوں۔

اگر زندگی میں میرے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے کہ میں جانبر نہ ہو سکوں، تو میرا دل میری آنکھیں میرے گردے اور میرے دیگر اعضاء ایسے مریضوں کو لگا دیئے جائیں، جن کی زندگیاں یہ اعضا لگانے سے بچ سکتی ہوں۔

نیچے اس نے اپنے دستخط کر دیئے اور تاریخ بھی لکھ دی _____

غیاث واپس آیا اور میز کے قریب آ کر بیٹھا تو اس نے لکھا ہوا کاغذ اٹھا لیا اسے پڑھا اور حیران ہو کر دلدار سے مخاطب ہوا۔

یار: یہ کیا مذاق ہے _____

مذاق نہیں یہ وصیت ہے۔

مگر ابھی سے کیوں _____؟ ایک تو یہ کہ اپنی محبوبہ کی سالگرہ کے دن یہ نیکی اسے تحفۃً دینا چاہتا ہوں دوسرے یہ کہ میں نے کسی جگہ پڑھا تھا، وہ بولا کہ نیکی کا خیال دل میں بس پل بھر کے لئے آتا ہے مگر بدی کا خیال بہت دیر تک انسان کا پیچھا کرتا ہے اگر انسان نیکی کے خیال پر فوراً عمل کرے تو وہ جنت خرید لیتا ہے ورنہ بدی کا خیال دور تک اس کا پیچھا کر کے اسے اپنے دام میں گرفتار کر لیتا ہے بس یہ

اشتہار دیکھتے ہی نیکی کا ایک خیال میرے ذہن میں آیا تھا مجھے پتہ ہے میری عمر بہت لمبی ہے ابھی مرنے والا نہیں ہوں مگر نیکی کا ایک خیال کاغذ پر لکھ دینے میں کیا ہرج ہے۔

غیاث نے تسلی کا سانس لیا۔

یار تو ہمیشہ سے عجیب ہے۔

نہیں ہمیشہ سے میں غریب تھا، عجیب تو اب ہوا ہوں۔

وہ دونوں ہنستے رہے کافی پیتے رہے باتیں کرتے رہے۔

جب بارہ بج کر ایک منٹ ہوا تو دلدار نے آئینہ کے گھر کا نمبر ملایا اس نے فوراً اٹھا لیا۔

ہیپی برتھ ڈے آنو، دلدار نے محبت سے کہا۔

''میں تمہارے فون کے انتظار میں جاگ رہی تھی تھینک یو دل'' اس نے محبت سے کہا۔

دیکھ لو، ہم ہمیشہ تمہاری توقعات پر پورا اترتے آئے ہیں، دلدار بولا۔

اسی لئے تو آپ ہمیشہ سے ہمارے دل میں ہیں اس نے اسی کے انداز میں کہا، پھر دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ماما سو گئیں _____

ہاں ماما سو گئیں _____؟

وہ بولا صبح سات بجے تمہیں میرا ایک حسین و جمیل تحفہ ملے گا۔

سات بجے کیسے ملے گا؟ وہ بولی _____

بھئی بندوبست میرا ہے، تم کیوں فکر کرتی ہو، بس تم سات بجے تک جاگتی رہنا۔

نہیں دل _____ میں تو بارہ بجے تک ۔۔۔۔۔ بمشکل اپنے آپ کو جگا سکی ہوں _____

بہر حال _____ کوشش کر کے دیکھو۔

تھوڑی دیر تک وہ باتیں کرتے رہے، پھر دلدار نے جلدی فون بند کر دیا، تاکہ وہ سمجھے کہ فون کستان سے ہی تھا _____

ٹھیک سات بجے بہت سے پھول اٹھائے دلدار نے جا کر اس کے گھر کی بیل بجائی دروازہ مینہ نے کھولا۔

سامنے دلدار کو دیکھ کر اس نے زور سے چیخ ماری _____ اور بولی۔

اللہ کرے تم مر۔۔۔۔۔۔۔

پھر ایک دم رک گئی دلدار اندر جا کر بے اختیار اس سے لپٹ گیا وہ پہلے کبھی اس طرح نہیں ملا تھا ماما چیخ سن کر باہر آ گئیں_____

وہ دونوں گلے مل رہے تھے اس لئے دوبارہ اندر چلی گئیں۔

آئینہ اس کو ہلکے ہلکے مارنے لگی تم نے بتایا کیوں نہیں تم نے بلف کیا۔۔۔۔ اللہ کرے ۔۔۔۔۔۔اللہ کرے۔۔۔۔۔

آج تم مجھے بددعا نہیں دو گی۔۔۔ مجھے معلوم ہے، وہ ہنس کر بولا۔

پھر ماما سے ملنے اندر چلا گیا۔

ماما نے اسے پیشانی پر پیار دیا، دعائیں دیں اور بولیں۔

بیٹے مجھے تو اپنے آنے کی اطلاع کر دیتے_____

بس ماما_____ وہ سر جھکا بولا، بعض دفعہ بے ارادہ بہت بڑی غلطی ہو جاتی ہے۔

تم لوگ یہ بچوں والی عادت کب چھوڑو گے، تھوڑے دنوں میں تم دونوں ذمہ دار شہری بننے والے ہو۔

اس سے پہلے ماما جی ہم تھوڑی سی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ تا کہ بعد میں سنجیدہ بن جائیں، وہ بولا۔

کیا مطلب_____ ماما نے پوچھا۔

آج میں اور آئینہ گھومنے جائیں گے_____

آئینہ ماما نے کہا_____ تم نے تو پانچ بجے اپنی کچھ دوستوں کو بلا رکھا ہے۔

ہاں ماما تب مجھے پتہ نہیں تھا نا کہ اچانک_____ دلدار کی طرف دیکھ کر بولی، یہ بلا نازل ہو جائے گی۔

ماما ہم پانچ بجے سے پہلے آ جائیں گے_____ وعدہ رہا_____ وعدہ وہ منت کر کے بولا۔

آئینہ مگر تم نے تو ابھی شاپنگ کرنا ہے شام کے لئے۔

ماما ہم کھانے پینے کی ساری چیزیں لیتے آئیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

آئینہ بھی جیسے دل ہی دل میں تیار ہو گئی_____

ماما اگر میری فرینڈز آ جائیں تو پلیز ہمارے آنے تک انہیں بٹھائے رکھنا۔

آئینہ دوڑ کر اپنے بیڈ روم میں تیار ہونے چلی گئی۔

ماما نے پوچھا بیٹا تمہارا سامان کہاں ہے_____؟

ماما وہ میں نے ایک دوست کے گھر چھوڑ دیا تھا۔

کیوں بیٹا_____ تمہیں سیدھے یہاں آنا تھا۔

ماما_____ وہاں میں کل دوپہر کو آ گیا تھا، یہاں کیسے آ سکتا تھا آئینہ کو سرپرائز جو دینا تھا۔

دلدار بیٹا: بس اب یہ عادتیں چھوڑ دو_____ بیٹا۔۔۔ میرے دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے۔

ٹھیک ہے ماما_____ بس آج جانے کی اجازت دیں یہ آخری سرپرائز تھا۔ پھر واقعی ہم دونوں سنجیدہ ہو جائیں گے۔

وہ تیار ہو کر جلدی آ گئی، دونوں نے ماما کو خدا حافظ کہا۔

آئینہ کے پاس گاڑی تھی، وہ چابی گھماتی نیچے آ گئی۔

ہاں جی_____ مسٹر سرپرائز اب کے تو آپ جیت گئے، اس جیت کی خوشی آپ دنیا کے کس کونے پر جا کر منانا پسند فرمائیں گے۔

آ نو تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا نا کہ تم نے یہاں ایک بہت ہی خوبصورت وادی دیکھی ہے۔ جس کو نئی تہذیب کے ہاتھوں نے چھوا تک نہیں وہاں قدرت اپنے حسن کے ساتھ بے نقاب نظر آتی ہے _____ شاید۔۔۔۔۔۔۔ اس کا نام_____ تم نے شانن دوہا بتایا تھا_____

شانن دوہا_____ وہ دونوں موٹر میں بیٹھ گئے اور آئینہ نے موٹر سٹارٹ کر دی پتہ ہے کہاں ہے وہ وادی؟ رچمنڈ ورجینا کے پاس ہے۔

مگر ہے تو۔

پتہ ہے کتنی دور ہے یہاں سے۔

بس مجھے دوری اور فاصلہ نہ بتاؤ، مجھے وہاں لے چلو یہاں امریکہ کی سڑکیں اتنی خوبصورت ہیں ٹریفک کا نظام منظم ہے یہاں کیا مشکل ہے۔

دلدار اگر آنے جانے میں دیر ہو گئی تو ماما پریشان ہونگی شام کو پارٹی بھی ہے۔ آئینہ نے کہا۔

دیکھو اس وقت دن کے آٹھ بج رہے ہیں، دس بجے کہیں پر رک کر ناشتہ کریں گے پھر

سیدھے رچمنڈ ور جینا کو دوڑ لگائیں گے، میں وہاں ایک خوبصورت ترین جگہ دیکھ کر تمہیں سالگرہ کا تحفہ دوں گا_____

اچھا_____ تحفہ ساتھ لائے ہو تم؟

جی ہاں_____ جی ہاں_____

دکھاؤ تو_____

کیوں دکھاؤں_____ خاص الخاص تحفہ ہے۔۔۔۔۔انتہائی حسین مقام ڈھونڈھ کر دوں گا۔

مجھے پتہ ہے دل_____ آج تم نہیں مانو گے_____ آج تم میرے مہمان جو ہو۔

وہ ہنسنے لگا_____

کل تمہاری جان بن جاؤں گا آ نو جب تم دل کہتی ہونا؟ تو میرا دل چاہتا ہے میں زندگی بھر دل بن کر دنیا میں رہوں۔

یہ کیا بات ہوئی_____ دل بڑی پیاری شے ہوتی ہے، بس دل ہی ہے جو کچھ دنیا میں ہے_____ میں چاہتا ہوں_____ میں اگر مر بھی جاؤں تو میرا دل زندہ رہے۔

دل تم پھر پٹڑی سے اترنے لگے ہو، سنو! میں جب سے یہاں امریکہ میں آئی ہوں، مجھے اپنی حماقتوں کا بڑا احساس ہونے لگا ہے۔

کیسی حماقتیں_____؟ بھئی مجھے تو تم اپنی حماقتوں سمیت قابل قبول ہو۔

دل میں جب سے امریکہ آئی ہوں، مجھے طرح طرح کے وہم ستانے لگے ہیں، کبھی کبھی سوچتی ہوں اگر ہماری شادی نہ ہو سکی تو_____ بس اس فکر میں ساری رات نیند نہیں آتی_____

کیوں نہ ہو گی شادی_____ وہ بولا_____ اب تو بس چند ماہ رہ گئے ہیں پتہ ہے آ نو میرا دل کیا چاہتا ہے، میرا دل چاہتا ہے_____ میں لاہور سے سہرا باندھ کے جہاز میں بیٹھ جاؤں، سارے مسافروں کو بارات بنا کے لے آؤں یہاں میرا تمہارا نکاح ہو اور تمہیں رخصت کروا کے رات کی فلائٹ سے پاکستان لے جاؤں اور اگلے دن وہاں ہمارا ولیمہ ہو_____

دل_____ کیا تم بائیانک (Bio Nic Man) مین ہو۔ کہ اس طرح سفر کرنا چاہتے ہو_____

بس بس_____ میرا دل نا؟ اڑنے کو چاہتا ہے_____ اڑن طشتری کی طرح مگر تمہیں بغل میں دبا کے۔۔۔۔۔اسی لئے تو میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور یہاں آ گیا۔

اچھا اب یہاں رک کے ناشتہ کر لیں۔

انہوں نے ایک جگہ رک کے ناشتہ کیا اور پھر چل پڑے۔

شانن دوہا کی وادی رچمنڈ ور جینا سے آگے تھی، یہاں رک کے انہوں نے ساحل سمندر کا نظارہ کیا ہنستے گاتے مسکراتے وہ چار بجے وادی میں پہنچ گئے۔

وہ اتنی خوبصورت جگہ تھی کہ دلدار اسے دیکھ کر نہال ہو گیا_____ وہاں حد نظر تک قدرتی حسن بکھرا ہوا تھا، چھتریوں کی شکل کے درخت پوری وادی میں پھیلے ہوئے تھے اوپر ایک پہاڑی تھی جس کے اردگرد گول گول سڑک جاتی تھی راستہ کافی خطرناک تھا، جگہ جگہ ہدایات لکھی ہوئی تھیں جگہ جگہ قدرتی غاریں نظر آ رہی تھیں نوکیلے پتھروں نے منہ باہر نکالے ہوئے تھے۔

شائقین کی موٹریں آہستہ آہستہ اوپر جا رہی تھیں اور چکر لگا کر دوسرے راستے سے واپس آ رہی تھیں۔

ہدایات کے بورڈ چمک رہے تھے۔

''گاڑی بہت آہستہ چلائیں''

''آگے نازک موڑ ہیں''

اس سے آگے گاڑی مڑ نہیں سکتی'

پہاڑی کی چوٹی پر جانا منع ہے۔

پہاڑی کی چوٹی خطرناک ہے۔

یہاں پر سیر کی حدود ختم ہوتی ہیں۔

اب آپ واپس جائیں۔

وہاں کچھ اور موٹریں بھی کھڑی تھیں۔۔۔۔لوگ اس حد پر دم بھر کو رکتے پھر واپس آ جاتے_____

آئینہ نے وہاں موٹر روک دی وہ دونوں باہر نکل آئے۔

آئینہ نے چاروں طرف نظر دوڑا کر کہا_____

دل_____ یہ وہ جگہ جس کے بارے میں میں نے تمہیں لکھا تھا، کہ ہنی مون کے دنوں

میں یہاں آیا کریں گے، دیکھو کیسا سناٹا ہے _____ وہ جگہ دنیا سے کتنی دور لگتی ہے۔ یوں لگتا ہے _____ یہاں بس آسمان ہے اور یہ زمین ہے _____ اور اس زمین پر کسی ابن آدم کے قدم نہیں پڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی لئے تو یہ اتنی خوبصورت ہے ۔۔۔۔ غور کر کے سنو۔

سناٹا بول رہا ہے ۔۔۔۔ سناٹے کی آوازیں آ رہی ہیں۔

دلدار آنکھیں بند کئے آئینہ کی باتیں سن رہا تھا،

دل ۔۔۔۔۔۔ یہ کیا تم نے آنکھیں بند کر لیں، بلکہ یہاں آ کر تو آنکھیں کھل جاتیں ہیں _____

نہیں میں تمہاری آواز سن رہا ہوں پتہ ہے جب تم بولتی ہو نا؟ تو ساری وادی میں تمہاری آواز پھیل جاتی ہے، ایسے لگتا ہے وادی بول رہی ہے تو ہوائیں تمہاری آواز چرا لیتی ہیں۔

اس نے اپنی جیب سے ڈبیہ نکالی، بولا اس جگہ میں تمہیں سالگرہ کا تحفہ دوں گا۔

ارے اتنے خوبصورت کنگن کس قدر چمک رہے ہیں، آئینہ نے لپک کر پکڑ لئے اف اف یہ تو کسی ملکہ کے کنگن لگتے ہیں۔

دلدار بولا یہ بی بی جان کے کنگن ہیں وہ جب اپنی ماں کے گھر سے چلنے لگیں تھیں، تو میری نانی نے ان کو یہ کہہ کر دیئے تھے کہ میری ماں کی نشانی ہے تم لے جاؤ تمہارے کام آئیں گے۔

تبھی ۔۔۔۔۔۔ تبھی ۔۔۔۔۔ آئینہ بولی تمہاری نانی ماں ملکہ ہی تو تھیں آئینہ بولی آنو بی بی جان نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے مجھے یہ کنگن دکھا کے کہا تھا کہ تم پہلی رات اپنی دولہن کو یہ تحفہ دو گے

_____

اور تم اسے یہاں اٹھا لائے _____ شادی کے بعد ہی دیتے نا؟ _____

شادی کی رات پتہ نہیں میں اپنے ہوش و حواس میں ہونگا کہ نہیں اس لئے میرا دل چاہا، شادی سے پہلے جو آخری سالگرہ آ رہی ہے اس پر تمہیں دے دوں آئینہ بڑی محبت سے اور بڑی چاہت سے کنگن دیکھ رہی تھی، پھر بولی۔

اب اپنے ہاتھوں سے پہناؤ نا مجھے _____

دالدار نے آسمان کی طرف دیکھا پھر گھوم پھر کر چاروں طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔

کسی ایسی جگہ کھڑے ہو کر پہناؤں جہاں بی بی جان بھی دیکھ سکیں۔

پگلے روحیں ہر جگہ دیکھ سکتی ہیں، آئینہ نے کہا۔

نہیں نہیں میرے ساتھ آؤ اس نے آئینہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا۔

کہاں جا رہے ہو دل کہاں جا رہے ہو دل آئینہ چیخنے لگی اس پہاڑ کی چوٹی پر جانا ممنوع ہے۔ وہ دیکھو جگہ جگہ بورڈ لگے ہیں۔

وہ بولا ایک منٹ کی بات ہے بس اس چوٹی پر کھڑے ہو کر یہ کنگن پہناؤں گا پھر ہم نیچے آ جائیں گے۔

دلدار میری بات سنو _____ پلیز کسی ٹریفک والے نے دیکھ لیا تو ہمارا چالان ہو جائے گا۔

کوئی بات نہیں ہم چالان بھر دیں گے مگر آج میں آسمان کے کنارے چھو کر یہ کنگن پہناؤں گا _____ کتنا مزہ آئے گا _____ وہ اسے گھسیٹتا ہوا اوپر لے گیا اوپر پہنچ کر اندازہ ہوا کہ چوٹی واقعی خطرناک تھی، اس کا آخری سرا نیزے جیسی چوٹی پر بمشکل ایک آدمی کھڑا ہو سکتا تھا۔ پتہ نہیں دلدار میں اتنی فولادی قوت کہاں سے آ گئی تھی اسے کھینچ کر اوپر لے گیا۔ دونوں نے بمشکل قدم جمائے، آئینہ تھر تھر کانپ رہی تھی اور ڈر کے مارے نیچے نہیں دیکھ رہی تھی۔ دلدار نے باری باری اس کی بانہوں میں کنگن پہنا دیئے اور جب بے خیالی میں اسے گلے لگانے لگا دونوں توازن قائم نہ رکھ سکے اور لڑھکتے ہوئے نیچے آنے لگے ایک جگہ جہاں غار کا پتھر نکلا ہوا تھا۔ آئینہ وہاں اٹک گئی مگر دلدار لڑھکتا ہوا اور پٹخنیاں کھاتا ہوا زور سے پکی سڑک کے درمیان آ کے گرا ادھر سے ایک موٹر آ رہی تھی لاکھ بچانے کے باوجود موٹر کے ایک پہیے نے اس کا سر کچل دیا۔

غیاث الدین چار بجے سے دلدار کا انتظار کر رہا تھا گو اس نے چلتے وقت دلدار کی جیب میں سے اپنا کارڈ ڈال دیا تھا کہ وہ راستہ نہ بھول سکے پھر بھی اسے آئینہ کے گھر اتارتے وقت اس نے کہا تھا کہ وہ چار بجے دفتر سے آ جائے گا اگر اسے موٹر کی ضرورت ہوئی تو وہ آ کر لے جائے گا۔

پتہ نہیں کیوں جوں جوں دیر ہو رہی تھی اسے بے چینی ہو رہی تھی۔

بے چینی ماما کو بھی ہو رہی تھی چھ بج گئے تھے آئینہ کی سہیلیاں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ آئینہ نے دو بجے تک تو موٹر میں سے انہیں فون کیا تھا اس کے بعد موٹر کا فون بند ہو گیا تھا _____ ماما کا دل گھبرا رہا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی تو غیاث الدین نے لپک کر اٹھایا ایک آدمی امریکن لہجے میں بول رہا تھا

_____

ہسپتال میں ایک ایکسی ڈنٹ کا زخمی آیا ہے، اس کی جیب میں آپ کا کارڈ تھا۔ حالت مخدوش ہے جلدی پہنچیے _____

غیاث الدین گھبرا کر ہو گیا _____ کبھی ادھر جاتا کبھی ادھر _____ جلدی جلدی جوتا پہنائی۔ وی بند کیا میز پر نظر گئی دلدار کا لکھا ہوا وصیت نامہ ویسا ہی پڑا تھا، جانے کیوں اس نے وہ کاغذ طے کیا جیب میں رکھا اور بتائے ہوئے پتے پر ہسپتال روانہ ہوا۔ اسی وقت مسز جمال کے فون کی گھنٹی بجی _____

آپ کی بیٹی کا ایکسی ڈنٹ ہو گیا ہے فوراً پہنچیے _____ ہسپتال کا پتہ بتا کر اجنبی نے فون بند کر دیا۔

ایئر ہوسٹس نے آ کر آئینہ کا کندھا ہلایا _____

مس آئینہ جمال آپ رو کیوں رہی ہیں _____ ؟

میں آئینہ ایک جھٹکے سے اٹھ گئی اس نے دیکھا وہ جہاز میں ہے۔ صبح ہو چکی ہے ناشتہ سرو ہو رہا ہے اور ایئر ہوسٹس بڑی محبت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اپنا چہرہ دیکھیے _____ سارے چہرے پر آنسوؤں کے داغ ہیں، کیا ساری رات آپ روتی رہی ہیں۔

آئینہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے اپنی گیلی آنکھوں کو چھو کر دیکھا ساری رات وہ محبت کے ویران جزیروں میں صدائیں لگاتی رہی اور یہ صدائیں آنسو بن کے اس کے چہرے کو بھگوتی رہیں۔

آپ کو ناشتہ یہیں لا دوں _____ ایئر ہوسٹس نے پوچھا۔

میری ماما کو ناشتہ دیا ہے _____

جی ہاں _____ وہ بولی، وہ تو اس وقت بہت فریش ہیں۔ جہاز میں انہیں ایک پرانی واقف مل گئی ہیں انہوں نے اپنی سیٹ پر انہیں بلا لیا ہے _____

آئینہ نے کھڑے ہو کر دیکھا ماما واقعی ایک خاتون سے گفتگو میں مگن تھی۔

آئینہ نے ایئر ہوسٹس سے کہا۔

میں منہ دھو کے آتی ہوں۔ میرا ناشتہ یہیں لگا دیں۔

وہ غسل خانے میں سے باہر آئی، تو گرم گرم ناشتہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑا سا شیشہ اونچا کیا۔

افق سے سرخ شعائیں سورج کی پالکی اٹھائے نمودار ہو رہی تھیں۔ اسے ہمیشہ سے طلوع کا منظر اچھا لگا کرتا تھا پھر صبح سے پہلے اس کی زندگی میں شام کیسے آ گئی۔

منظر نامہ کتنی جلد بدلا _____ کیا کیا نہ ہو گیا _____

وہ تو خود ایک ماہ ہوسپٹل میں رہی _____ اس کے تو اوسان ہی بحال نہیں ہوئے تھے جب ٹھیک ہوئی تو پاکستان جانے کی رٹ لگا دی۔ وہ اس جگہ کا چپہ چپہ دیکھنا چاہتی تھی جہاں اس کی اور دلدار کی محبت پروان چڑھی تھی ماما اسے لے آئیں وہ چاہتی تھی کہ آئینہ یقین کرے کہ دلدار اب اس دنیا میں نہیں ہے۔

اس لئے وہ اسے پاکستان لے آئیں، توشہ کی فریاد کو بھی ماما نے اس لئے قبول کیا کہ وہ آئینہ کا ذہن بدلنا چاہتی تھی مگر قدرت نے کچھ اور انتظام بھی کر رکھا تھا ان جگہوں نے ان باتوں نے آئینہ کا ذہن باغی کر دیا اور بیچ میں ولن آ گیا _____

عبدالغفور غافل سے بڑی کوئی بدنصیبی نہ ہو گی، اس نے دل میں سوچا وہ خوف زدہ تھی اس کی خود اعتمادی لٹ گئی تھی اسے قدم جمائے کو زمین نہیں مل رہی تھی۔ مستعان کا رویہ اسے پاگل کئے دے رہا تھا۔ گھبرا کر اس نے ایک غلط فیصلہ کر دیا۔

وہ تو کہتی تھی، دلدار کے سوا کوئی اس کا محرم نہ بن سکے گا، وہ زندگی بھر شادی نہیں کرے گی یونہی عمر گنوا دے گی۔

مگر ایک انتہائی بدترین انسان سے شادی کر کے اس نے اپنا وجود پامال کر دیا اور اپنی روح پر زخم لگائے۔

وہ پھر رونے لگی _____ ناشتہ کے دوران رونے لگی۔

شاید دلدار کی روح کی بددعا لگ گئی وہ کہتا تھا میں ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہوں ایسے غلیظ آدمی سے شادی کر کے اس نے دلدار کی روح کو بھی دکھ پہنچایا۔

ہاں مگر لوگ کہتے ہیں حد سے زیادہ حسین ہونا بھی بدقسمتی کا موجب بن جاتا ہے۔ جو چیز توازن کے دائرے سے نکل جاتی ہے اسے پل پل اپنی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں حسین لوگ شادی کے معاملے میں بدنصیب ہوتے ہیں۔

لوگ یہ بھی کہتے ہے کہ حد سے زیادہ روپ نصیبوں والا نہیں ہوتا _____

ہاں لوگ یہ کہتے ہیں _____ کہ حسین لڑکیاں اکثر غلط شوہر کا انتخاب کر لیتی ہیں۔ شاید انہیں اپنے حسن کا بہت زعم ہوتا ہے شاید حسن کی تپش اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ عقل کو آگے نہیں آنے

دیتیں حسن کے دیئے کے آگے ان کی عقل کا چراغ بجھ جاتا ہے۔

کاش وہ حسین نہ ہوتی، مگر نصیبوں والی ہوتی کاش اس کے لمبے بال کہانیوں کو جنم نہ دیتے اس پر عافیت کا سایا کرتے کاش وہ اپنا سب کچھ لٹا کر بے سروسامان نہ ہوتی، اتنے چرکے لگے تھے کہ اب وہ ڈر رہی تھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی کہ اب جو دیکھنے جا رہی ہے اسے برداشت کرنے کا حوصلہ بھی دے اور میری خطائیں بھی معاف کر دے۔

جب بیلٹیں باندھنے کا اشارہ ہوا تو وہ ماما کے پاس آ گئی اس کی سوجھی سوجھی لال آنکھیں دیکھ کر ماما نے پوچھا _____

سونے کو جگہ مل گئی تھی _____

ہاں پیچھے دو تین سیٹیں خالی تھیں میں خوب سوئی۔

ماما خاموش ہو گئیں، وہ اس کی بے خواب آنکھوں کا راز فاش نہیں کرنا چاہتی تھیں ایئر پورٹ پر سب پروگرام لیلیٰ اور توشہ انہیں لینے آئی ہوئی تھیں توشہ آئینہ کو دیکھتے ہی اس سے لپٹ گئیں اور رونے لگی گو کہ آئینہ نے اپنے بالوں کی داستان اسے فون پر بتا دی تھی پھر بھی اس کا ویران اور لٹا ہوا چہرہ دیکھ کر توشہ کو بہت زیادہ دکھ ہوا۔

باہر نکل کر توشہ نے آئینہ اور ماما کا تعارف لیلیٰ سے کرایا _____

موٹر میں مختصر سی بات ہوئی۔

ماما اور آئینہ چاہتی تھیں انہیں ان کے گھر نیویارک میں ڈراپ کر دیا جائے تاکہ وہ ایک رات آرام کر سکیں۔

لیلیٰ نے انہیں ان کے گھر ڈراپ کر دیا اور کل کا پروگرام بتا دیا _____ کہ کل شام پانچ بجے سب مل کر ڈاکٹر ونسٹن سے ملنے جائیں گے۔

آپریشن تھیٹر کے پہلو میں ایک پروجیکشن روم تھا۔ وہاں سفید لباس میں ملبوس ڈاکٹر ولیم ونسٹن مستعان کے آپریشن کی مائیکرو فلم دکھانے کے لئے تیار کھڑے تھے اس وقت اس کمرے میں مستعان توشہ، لیلیٰ اور آئینہ جمال موجود تھے۔ لیلیٰ نے ایک ماہ پیشتر ڈاکٹر سے مل کر اسے صورت حال بتائی تھی اور استدعا کی تھی کہ وہ تمام متاثرین کو بلا کر یہ فلم دکھائیں ۔۔۔۔۔۔۔ اور اس پورے ریکارڈ کی تفصیل سمجھائیں، جوان سے کھو گیا تھا۔

اس کمرے میں دالدار چوہدری کی تصویر بھی لگی ہوئی تھی اور اس کے نیچے اس کی وصیت والے کاغذ کو چپکا دیا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔ اس کی ہینڈ رائٹنگ میں اس کی لکھی ہوئی وصیت بھی صاف نظر آ رہی تھی۔

جس دن ایکسی ڈنٹ ہوا۔ اسے رچمنڈ کے قریبی ہسپتال میں لایا گیا تھا، مگر وہ تو پہاڑی سے نیچے آنے میں اپنا سفر تمام کر چکا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی موٹر کا پہیہ اس کی کھوپڑی کے پچھلے حصے پر چل گیا تھا۔ مگر اس کا چہرہ اور آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ جب غیاث الدین اس کے ہسپتال میں پہنچا _____ تو دھاڑیں مار مار کے رویا _____ سامنے ٹی۔ وی چل رہا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی اسے دلدار کی وصیت یاد آ گئی کاغذ نکال کر اس نے ڈاکٹروں کو دکھایا اچھی طرح تصدیق کرنے کے بعد _____ ہسپتال کی انتظامیہ نے خود ''ہارٹ ٹو ہارٹ'' ہسپتال سے رابطہ کیا باقی انتظامات ہسپتال آپس میں خود ہی کر لیتے ہیں۔ احتیاطاً انہوں نے مسز جمال سے بھی اجازت لے لی۔ کیونکہ اس کی اصل وارث تو مسز جمال ہی تھیں۔ مسز جمال کی اپنی بیٹی ایک لمبی بے ہوشی میں جا چکی تھی _____ ان پر غشی کے بار بار دورے پڑ رہے تھے _____ وہ عجیب قیامت نما دن تھا۔

ڈاکٹر ونسٹن نے ان سے اجازت لے کر فلم آن کی _____

اور پورا منظر سامنے آ گیا۔

سٹریچر پر دلدار چوہدری کو اندر لایا گیا اس کا جسم، اس کا چہرہ، اس کے زخم، ٹھیک طرح دکھائے

گئے۔ اس کے بعد انسانی تاریخ کا بہت بڑا آپریشن شروع ہوا۔

مستعان پہلے سے آپریشن تھیٹر میں تھا۔ جس دن اس کی حالت خراب ہوئی تھی، اسی دن وہ ہسپتال میں داخل ہو گیا تھا _____ اور ٹی۔ وی پر ایک صحت مند دل کی اپیل آنا شروع ہو گئی تھی۔ مستعان کے دل میں ایک بڑا سوراخ پیدائشی تھا ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ جب تک یہ دل از خود کام کرتا رہے _____ ٹھیک ہے، جب کوئی مسئلہ پیدا ہو گا اس وقت اس کے دل کو دوسرے صحت مند دل کے ساتھ تبدیل کر دیا جائے گا۔

سوائے اس کے کہ کسی انسانی دل سے اس دل کو بدل دیا جائے، اس کا اور کوئی علاج نہیں تھا خدا کی قدرت چوبیس گھنٹے کے اندر انہیں ایک صحت مند انسانی دل مل گیا تھا۔

آپریشن کا پورا مرحلہ ۔۔۔۔۔ لمحہ بہ لمحہ مائیکرو فلم میں بند کر دیا گیا تھا _____

دلدار کا دل نکال کے مستعان کو لگایا گیا پھر بجلی کے جھٹکوں سے اس دل کو چالو کیا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ چار ڈاکٹر اس کے سرہانے کھڑے تھے، اور وقت انسانی عقل کی تاریخ لکھ رہا تھا۔

دلدار کی لاش دیکھتے ہی آئینہ زور زور سے رونے لگی تھی، اس دن والا مسکراتا ہوا خوبصورت چہرہ اس کے سامنے آ گیا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب رونے لگے سب رو رہے تھے مستعان بھی رو رہا تھا جس کے پہلو میں دلدار کا دل دھڑک رہا تھا۔

فلم ختم ہو گئی کمرے میں روشنی تیز ہو گئی۔

ڈاکٹر ونسٹن نے بہت محبت سے ان چاروں کو دیکھا اور نرس کو کافی لانے کے لئے کہا کرنجی آنکھوں والے، گرے بالوں والے، سفید ملبوس والے ڈاکٹر نے اس طرح آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا جیسے فرشتہ پر ہلاتا ہے۔

وہ ایک عظیم نوجوان تھا، اس نے اپنی موت سے تھوڑی دیر پیشتر اپنی وصیت لکھی تھی اور کہا تھا _____ ''اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے اور میں جانبر نہ ہو سکوں تو میرا دل، میری آنکھیں، میرے گردے _____ اور دیگر اعضاء ایسے مریضوں کو لگا دیئے جائیں، جن کی زندگیاں یہ اعضاء لگانے سے بچائی جا سکتی ہوں''۔

اس عظیم نوجوان کی وصیت کے مطابق اس کے قیمتی اعضاء حاجت مندوں کو لگا کر انہیں بچایا جا چکا

ہے اب وہ نوجوان ایک ملک میں نہیں تین چار ملکوں میں زندہ ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں کبھی نہیں مرتے۔

یہ دنیا ہے، اس میں عجوبے اور معجزے ہوتے رہتے ہیں _____ چند سال پہلے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دل اس طرح تبدیل کیا جا سکتا ہے ------ یہ تیسرا کامیاب تجربہ ہے جو ہم نے کیا ہے۔

اب میڈیکل کی دنیا مصنوعی دل بنانے کے تجربے سے گزر رہی ہے۔

اللہ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کہا تو صرف اس عقل کی وجہ سے ڈاکٹر نے سر کی طرف اشارہ کیا _____ انسان ہمیشہ عقل کے تعاقب میں رہے گا اور دنیا میں ایسے ناقابل یقین واقعات ہوتے رہیں گے ------ اور اللہ کے نیک بندے انسانیت کی بقاء کے لئے سرگرم عمل رہیں گے۔

ہاں ایک بات ڈاکٹروں کے تجربے میں آئی ہے، وہ مسکرا کر بولا۔

جس شخص کو کسی دوسرے انسان کے جسم کے اعضاء لگائے جاتے ہیں، یا پیوند کاری کی جاتی ہے اس پر مرنے والی شخصیت کی عادات کا کچھ اثر ضرور ہوتا ہے _____ گو یہ اثر آہستہ آہستہ زائل ہوتا جاتا ہے _____ مگر انسان کی عادات میں اس کے اعضاء برابر کے شریک رہتے ہیں۔ اگر اسے دوسرے آدمی کا دل لگایا جائے تو نئے جسم کی جبلتوں کا ساتھ دینے میں اسے وقت لگتا ہے _____ نئے دل والے شخص کو اکثر اوقات فلیشز (Flashes) کا سامنا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس کے دل میں پرانی امنگ اٹھتی ہے پرانے چہرے تصور میں آتے ہیں، پیارے لوگوں کے نام ذہن میں اترتے ہیں اگر وہ اس شخص کی رہائش گاہ پر جائے یا ان مقامات سے گزرے جہاں سے پرانا شخص گزرا تھا _____ تو یہ چیزیں اور یہ جگہیں اس کے حواس پر چھا جاتی ہیں اسے یوں لگتا ہے ------ جیسے وہ پہلے بھی یہاں آیا تھا۔ پہلے بھی یہاں سے گزرا ہے۔ اچانک بیٹھے بیٹھے اس شخص کو پرانے شخص کی باتیں یاد آنے لگتی ہیں، واقعات یاد آنے لگتے ہیں _____ یہ آسیبی یا خوابی سی کیفیت ہوتی ہے _____ کبھی کبھی تو بالکل لمحاتی ہوتی ہے، اسے خود بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس کے منہ سے یہ بات یا یہ نام کیوں نکل گیا _____ یہ مسائل صرف پہلے سال پیدا ہوتے ہیں ----- سال دو سال گزرنے کے بعد رفتہ رفتہ دل اپنے نئے جسم سے مانوس ہو جاتا ہے۔ نئے جسم کے لئے خون بنانے لگتا ہے، تو نئے جسم کی جبلتیں اور خصلتیں اس کے اندر ودیعت ہو جاتی ہیں

_____ پھر کبھی کبھار _____ فلیشز کی کیفیت عود کر آتی ہے، اگر وہ کوئی ایسا چہرہ دیکھے یا کسی ایسی جگہ پر جائے تب _____

ہم نے پچھلے ہفتے میں مسٹر مستعان احمد کا مکمل معائنہ کیا ہے ان کو مسلسل مشاہدے میں رکھا ہے، ان کے جسم نے نئے دل کو قبول کر لیا ہے اب یہ بالکل صحت مند ہیں اور اپنی عمر طبیعی کامیابی سے پوری کریں گے۔

چونکہ ہمارے لئے بھی ایک نیا تجربہ تھا۔ اس لئے شروع میں ہم وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے ہم نے مائیکرو فلم بنا کے مستعان احمد کو بھی دے دی تھی، اور اسے ہدایت کی تھی کہ جب یہ بالکل ٹھیک ہو جائے ------ تو اس فلم کو دیکھ کے دلدار چوہدری کے گھر جائے گھر والوں سے ملے ان جگہوں کو دیکھ لے اور پھر اس کے عزیزوں سے ایک دوستانہ رابطہ رکھے یہ بھی شکر گزاری کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

مگر ڈاکٹر لیلیٰ نے ایک سال بعد ہمیں اطلاع دی، کہ وہ بریف کیس چوری ہو گیا تھا اس لئے آپ سب کو اذیتیں ہوئیں۔

سب لوگ چپ ہو گئے تھے، مگر آئینہ اور مستعان اب بھی رو رہے تھے نرس کافی لے آئی، سب نے ایک ایک پیالی اٹھالی _____ آئینہ جب بھی سر اونچا کرتی سامنے لگی دلدار کی مسکراتی ہوئی تصویر کو اتنی دیر تک دیکھتی رہتی ---- جتنی دیر تک اس کی آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر کر خود ہی نہ چھلک پڑتے۔

ڈاکٹر ونسٹن نے آئینہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہمارے پاس ان مریضوں کا بھی مکمل ریکارڈ ہے، جن کو دلدار چوہدری کی آنکھیں اور باقی اعضاء لگائے گئے اگر آپ ان سے ملنا چاہیں تو ہم بندوبست کر سکتے ہیں۔

نہیں نہیں ڈاکٹر _____ بہت شکریہ _____ آئینہ نے روتے ہوئے کہا، دلدار کی اتنی شکلیں میں نہیں دیکھ سکتی۔

وہ سب لوگ ڈاکٹر کا شکریہ ادا کر کے لیلیٰ کے گھر آ گئے، راستے میں ہی توشہ کی حالت بگڑ گئی تھی۔

توشی حوصلہ کرو جان _____ مستعان نے کہا، اب تو سارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

توشی _____ ڈاکٹر لیلیٰ موٹر چلاتے ہوئے بولی، ہسپتال چلیں۔

نہیں لیلیٰ _____ مجھے اپنے گھر لے چلو _____ بس آج کی رات مجھے گھر رکھ

لو۔کل جہاں مرضی داخل کرادینا۔ابھی میں کچھ دیر آئینہ اور مستعان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔

وہ سب لوگ لیلیٰ کے گھر آ گئے۔

لیلیٰ نے کھانا تیار کر کے انہیں کھلایا _____ توشہ کو بستر پر لٹا دیا اس کی دوائیں اس کو دیں۔

بعد میں سب لوگ آ کر توشہ کے کمرے میں قالین پر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔توشہ کچھ سنبھل گئی تو پلنگ کے کٹہرے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔لیلیٰ کافی بنا کے لے آئی خاموشی میں ڈوبا ہوا مستعان ایک دم بولنے لگا۔

آئینہ میں تمہارا گنہ گار ہوں میں _____ مجھے یاد ہے یہ ساری باتیں ڈاکٹر نے مجھے ڈسچارج کرتے وقت بتائی تھیں۔اور مجھے بار بار مائیکرو فلم دیکھنے کو بھی کہا تھا ایک گھنٹہ اس نے مجھے لیکچر دیا تھا، مگر میں خود غرض تھا _____ جی اٹھنے کی خوشی میں سب کچھ بھول گیا۔۔۔۔۔۔مگر پتہ نہیں کیوں میرے ذہن میں آئینہ کا نام رہنے لگا _____ میں نے اپنی بیٹی کا نام آئینہ رکھ دیا پھر اپنی کمپنی کا نام آئینہ پروڈکشن رکھ دیا _____ کالے کالے لمبے لمبے بال میرے خیالوں میں رہنے لگے، میں نے جہاز میں بے اختیار کالے لمبے بالوں والی عورت کو چھیڑا اور ذلت اٹھائی _____

تم ملیں تو یوں لگا میں تمہیں جانتا ہوں _____ کہاں کیسے _____ سمجھ نہیں آئی تھی، خدا کی قدرت کہ انہی مقامات پر ہم شوٹنگ کرتے رہے جہاں تم اور دلدار زیادہ تر رہے پتہ نہیں میں تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہوں کیوں کر رہا ہوں مجھے خود سمجھ نہیں آئی تھی۔کیونکہ یہ سب ایک لمحے یا ایک ثانیے میں ہو جاتا تھا بعد میں میرے ذہن سے نکل جاتا تھا کہ میں نے ایسی کوئی حرکت کی ہے ۔۔۔۔۔۔۔گلگت سے لے کر خنجراب تک _____ وہ سب بے ساختگی میں ہوا _____ بے ارادہ ہوا _____ تمہارے ساتھ ایک انجانی سی ہمدردی ہو گئی اور جب غافل نے تمہیں پھنسانا شروع کیا تو میرے اندر دلدار کا دل بے چین ہو گیا مستعان رونے لگا میں تمہیں ہر قیمت پر اس سے بچانا چاہتا تھا مگر کیوں یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اور مجھ سے بدگمان ہو کر میری پیاری بیوی بیمار ہو گئی تھی کیسا اذیت ناک روگ اس نے اپنے آپ کو لگا لیا _____ میں اپنے آپ کو کبھی معاف کروں گا _____ میں نے تمہاری انمول زندگی برباد کی _____ میری وجہ سے تم غافل کے چنگل میں جا پھنسیں _____ اف میں کیا کروں _____ ؟

مستعان پھر رونے لگا۔

نہیں _____ آئینہ آہستہ سے بولی _____ گنہ گار میں خود ہوں آخر مجھے بھی تو سوچنا چاہیے تھا کہ یہ شخص میرے بچپن کے نام اور میری زندگی کے حوالے کیسے جانتا ہے خود آپ سے ایک دن بیٹھ کے بات کر لیتی _____ توشہ آپی مجھے روز سمجھانے میرے کمرے میں آتی تھیں _____ مگر میں اتنی Touchy اور Bitchy ہو رہی تھی کہ ہر ایک کی نیت پر شک کرتی تھی، اتنا بڑا صدمہ اٹھا کے بھی مجھے عقل نہیں آئی تھی، میں دل میں سمجھ چکی تھی کہ میرا حسن ایسا شعلہ ہے جو ہر شخص کو جلا کر رکھ سکتا ہے _____ ہر کوئی مجھ پر مر سکتا ہے _____ دلدار کی موت سے مجھے عقل کیوں نہ آئی _____ ؟ مجھے عقل سکھانے کے لئے اللہ نے مجھے غافل جیسے بدباطن شخص کے آگے ڈال دیا اس ٹھوکر نے میری آنکھیں کھول دیں۔

نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔گنہ گار میں ہوں، توشہ اٹھ کر بیٹھ گئی ۔۔۔۔۔۔سارا قصور میرا ہے مجھے کئی دفعہ لیلیٰ نے کہا کہ ان رپورٹوں کو کھول کر پڑھ لینا مگر میں مستعان کو دیکھ کر بے پروا ہو گئی تھی، مستعان پہلے سے زیادہ صحت مند خوبصورت زیادہ شوخ اور زیادہ چاق و چوبند و کر آ گیا اللہ نے مجھے بیٹی دے دی _____ میں سب کچھ پا کر بھول گئی _____ حالانکہ بیٹی کی پیدائش کے بعد میری لیڈی ڈاکٹر نے مجھے کہہ دیا تھا کہ میرا جگر ختم ہو چکا ہے، مجھے بہت محتاط زندگی گزارنا ہو گی _____ میں سب بھول گئی ۔۔۔۔۔۔سب بھول گئی ۔۔۔۔۔۔سوچا سب ٹھیک ہو جائے گا ۔۔۔۔۔۔۔میری بیماری میں کسی کا قصور نہیں _____ یہ سب میرے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا _____

آئینہ تم تسلی رکھو _____ اس نے روتی ہوئی آئینہ کو دیکھ کر کہا _____

تمہارا دلدار میرے پاس تمہاری امانت ہے میں نے کہہ جو دیا ہے کہ تمہارے دلدار کا دل میرے پاس امانت ہے _____ تم فکر نہ کرو _____

چپ بیٹھی لیلیٰ ایک دم بول اٹھی _____

کسی کا قصور نہیں _____ گنہ گار میں ہوں _____ میں ڈاکٹر ہوں، مجھے ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیے تھا، مجھے اپنے شوہر کی فطرت کا پتہ تھا، میں نے اس پر بھروسہ کیوں کیا _____ اور پورا سال اس بات کی پروانہ کی کہ ڈاکٹر سے ڈپلی کیٹ رپورٹ بنوا کے خود دیکھ لوں یا آپ لوگوں کو بھیج دوں _____ میں ڈاکٹر ہوں _____ میرے بھی کچھ فرائض ہیں۔مگر میں تو ہمیشہ ایک ہی ٹریک پر چلنے کی عادی ہو چکی ہوں اس سارے معاملے میں برباد تو آئینہ ہوئی ہے آئینہ تم

میرا گنہ بھی معاف کر دینا_____

تھوڑی دیر کمرے میں سناٹا چھایا رہا_____

وہ چاروں سر جھکائے بیٹھے رہے، جیسے کہ سروں پر سے نیکی کا فرشتہ گزرا جا رہا ہو وہ چاروں اپنے اپنے روگ میں ڈوبے تھے۔

بس ساتھ والے کمرے سے چھوٹی آئینہ اور ضامن کے کھیلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

اس سکوت کو توشہ نے توڑا_____

بولی_____ آئینہ۔۔۔۔۔۔تم یقین رکھو تمہارا دلدار میرے پاس امانت ہے۔

آئینہ کھڑی ہوگئی۔

لیلیٰ آپی_____ ماما فکر کر رہی ہونگی، میں جاؤں۔

لیلیٰ نے مستعان کی طرف دیکھ کر کہا۔

مستی بھائی آپ آئینہ کو نیویارک چھوڑ آئیں گے۔

نہیں_____ مستعان نے اداس چہرا اٹھا کر کہا، آج میں اس قابل نہیں ہوں میں موٹر نہیں چلا سکوں گا۔

کوئی بات نہیں میں موٹر کیب منگوالوں گی، آئینہ بولی۔

نہیں نہیں میں خود چھوڑنے جاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔۔اس وقت تمہارا اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔

واپسی پر تم اکیلی ہو جاؤ گی لیلیٰ_____ توشہ نے کہا_____

اتنے میں چھوٹی آئینہ اور ضامن آگے پیچھے دوڑتے آئے آئینہ اپنی ماں کی گود میں گھس گئی، لیلیٰ چابیاں اٹھانے گئی_____ بڑی آئینہ نے کھڑے ہو کر اپنا پرس اٹھایا۔

توشہ نے کہا_____

آئینہ: ادھر آؤ_____ آئینہ قریب آئی، توشہ بولی_____

آئینہ میں تمہیں دلدار کے بدلے میں اپنی آئینہ دیتی ہوں، ذونوں ہاتھوں سے اس نے آئینہ کو آگے بڑھایا۔

آئینہ جمال کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔مگر اس نے چھوٹی آئینہ کو پکڑ لیا، اور اس کا منہ چوم لیا۔

اتنے میں لیلیٰ آ گئی_____ ساتھ ضامن بھی دوڑتا آیا۔

اگر آنو جائے گی تو میں بھی جاؤں گا_____

ہاں توشہ میں ان دونوں کو لے جاتی ہوں۔واپسی پر میں اکیلی نہیں ہونگی۔

ٹھیک ہے، توشہ نے کہا ٹھیک ہے_____

وہ جب جانے لگی، تو توشہ نے پھر آواز دی۔

آئینہ جمال مجھے ملتی جاؤ، وہ قریب آئی_____ توشہ نے اسے گلے سے لگایا، اس کے منہ پر پیار کیا اور بولی_____

دلدار کا دل تمہاری امانت ہے، اور یہ۔۔۔۔۔۔چھوٹی سی آئینہ یہ میری امانت تمہارے پاس رہے گی۔

آئینہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، وہ لیلیٰ کے ساتھ باہر نکل آئی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی لیلیٰ نے کہا_____

مستعان بھائی آج بہت آزردہ ہیں، اس لئے میں ان دونوں میاں بیوی کو تنہا چھوڑ آئی ہوں_____ ذرا دونوں دل صاف کر لیں_____ کل میں توشی کو ضرور ہسپتال داخل کرادوں گی اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔

چھوٹی آئینہ اس کی گود میں سوگئی تھی۔ لیلیٰ نے اس کی بوتل تھماتے ہوئے کہا اس کو اسی طرح لے جاؤ اور بستر پہ ڈال دو، یہ رات کو تنگ بالکل نہیں کرتی صبح لیتی آنا _____

ٹھیک ہے، کہہ کر آئینہ جمال نے چھوٹی آئینہ کو اٹھالیا اور اپنے گھر آ گئی۔

ماما نے پریشانی کے عالم میں نیو جرسی فون کر دیا تھا۔ مستعان نے بتایا، وہ جا چکی ہیں، پہنچنے والی ہونگی تو انہیں تسلی ہوئی، لاؤنج میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

چھوٹی آئینہ کو بستر پر لٹا کر آئینہ اپنی ماما کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور ہسپتال سے لے کر گھر تک ساری کہانی اپنی ماں کو سنا دی۔

انہوں نے سن کر کہا، ہاں غیاث نے اس روز مجھ سے اجازت لی تھی _____ مگر تمہاری پریشانی میں مجھے بھی یہ بات بھول چکی تھی حالانکہ یہ بات بھولنے والی نہیں تھی۔ دونوں ماں بیٹیاں رات گئے تک گزرے ہوئے زمانے کی باتیں کرتی رہیں _____

ماما غیاث کا کچھ پتہ ہے _____ اچانک آئینہ نے پوچھا _____

میں نے ایک بار پتہ کیا تھا، دلدار کے حادثے کے بعد یہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا تھا۔

ماما _____ وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے، آئینہ نے کہا۔

ہاں _____ ماما بولیں _____

اور وقت کیا کچھ لے جاتا ہے آئینہ بولی۔

ہاں بیٹا _____ ماما نے کہا _____

مگر یہ تو کل کی باتیں لگتی ہیں، سب کچھ اتنی جلدی کیسے ہو جاتا ہے ماما _____

اور پھر لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی زندہ رہتے ہیں۔

کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے، یہ دنیا خدا کی بنائی ہوئی ہے اس کے حکم سے چل رہی ہے سب ہی اس کے حکم کے پابند ہیں _____ ایسے واقعات اس لئے ہوتے ہیں کہ بندے اپنے جامے میں رہیں۔

بیٹی سو جاؤ، رات بہت گزر چکی ہے، ماما نے کہا۔

آئینہ اپنے کمرے میں آ گئی اسے نیند نہیں آ رہی تھی دلدار کی جدائی کا دکھ گہرا تھا۔ وہ تو اللہ کے حکم پر بچھڑ گیا مگر جاتے جاتے اپنا دل چھوڑ گیا وہ کہتا تھا نا کہ میں چاہتا ہوں میرے مرنے کے بعد میرا دل زندہ رہے وہ عجیب تھا، وہ عجیب باتیں کرتا تھا _____ وہ دل میں رہے گا مگر کبھی نہیں مرے گا۔

آئینہ اپنے کمرے میں آ کر بالکونی میں کھڑی ہو گئی _____

حد نظر تک تاروں بھرا آسمان تھا اندھیری شب تھی اسی لئے امریکہ کے آسمان پر ستارے نظر آ رہے تھے، وگرنہ یہاں تو چاند کی روشنی بھی دھندلی نظر آتی ہے۔

اس کے دل میں پچھتاووں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، وہ چند دن جو اس نے غافل کے ساتھ گزارے تھے۔

کاش وہ سارے دن زندگی کی کتاب میں سے نکل جائیں کوئی نوچ کر لے جائے ان دنوں کو یہ سب اس نے دلدار کی محبت میں خیانت کی تھی۔

مگر کیوں _____ کس طرح _____

وہ بڑی بے قرار ہو رہی تھی۔

پھر اسے ایک ایک لمحہ یاد آیا _____ آخری دل کا جو اس نے امریکہ میں دلدار کے ساتھ گزارا تھا اور وہ آخری لمحہ جن اس نے اس کی بانہوں میں کنگن پہنائے تھے _____

باری تعالیٰ _____ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ تو دونوں کو ایک ساتھ مار دیتا۔

میں کیوں بچ گئی _____

وہ روتی رہی پھر اٹھ کر اپنی الماری کھولی اور اس میں سے کنگن نکالے اسی طرح جگمگ کر رہے تھے بس ایک کنگن پتھر پر لگا تھا، تو تین موتی نکل گئے تھے _____ وہ موتی بھی خاک میں مل گئے تھے _____ اس نے کنگن اپنی بانہوں میں پہن لئے۔ ان کو دیکھتی رہی _____ روتی رہی _____ اور دل میں سوچتی رہی، اب وہ ان کنگنوں کو زندگی بھر نہیں اتارے گی، یہی کنگن اس کے سہاگ کی نشانی ہیں اس کا دلدار ہیں اور جیون بھر کا ساتھی ہیں _____

روتی رہی _____ یادوں کے موتی چنتی رہی _____ پچھتاووں کی جال بنتی رہی _____ پھر اپنے پلنگ پر آ گئی ننھی آئینہ اطمینان سے سو رہی تھی دو تین بار کسمسائی تھی اس

نے ذرا سا تھپکا تو پھر سو گئی _____ اس نے دل میں اسے دعائیں دیں کہ اس کی قسمت بڑی
ھی ہو۔

غالباً چار بج رہے تھے۔۔۔۔۔۔رات رخصت ہو رہی تھی گھڑی دیکھتے دیکھتے اس نے سوچا
ہ ہمارے پاکستان میں تو اس وقت فجر کی اذان ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ہمیں اذان ہی بتاتی ہے کہ
ح ہو گئی _____

سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی _____

اس نے دیکھا، بالکونی میں دلدار کھڑا ہے ویسا ہی خوبصورت، خوش لباس اور چاق وچوبند
_____ اس کی طرف دیکھ کر ہنس رہا ہے ابھی وہ حیران ہو کر اسے دیکھ رہی تھی کہ یہ اوپر کیسے آ گیا کہ بالکونی
ے پیچھے سے توشہ آپا نکل آئیں _____ انہوں نے آئینہ کو اٹھا رکھا تھا دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے
وں نے آئینہ کو دلدار کی طرف بڑھایا دلدار نے آئینہ کو پکڑ کے آئینہ جمال کی طرف بڑھا دیا۔ آئینہ جمال
نے دوڑ کر دلدار کے ہاتھ سے ننھی آئینہ کو پکڑ لیا ابھی کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ آنکھ کھل گئی _____

وہ گھبرا کر بیٹھ گئی، بالکل وہاں سامنے وہ زندہ سلامت کھڑا تھا _____ مگر چھوٹی آئینہ تو
ں کے ساتھ بستر پر لیٹی تھی اگر وہ بستر پر نہ لیٹی ہوتی تو وہ کبھی یقین نہ کرتی کہ یہ خواب تھا اتنا واضح اتنا
اف _____ خواب تو نہیں ہوتا _____

مگر کتنی عجیب بات تھی کہ پورے سال میں اس نے دلدار کو ایک بار بھی خواب میں نہیں دیکھا تھا وہ
سے خواب میں دیکھنے کو ترستی تھی _____

اور آج _____ وہ کیسے آ گیا، وہ بھی توشہ آپی کے ساتھ:

پھر وہ چین سے سو نہ سکی، اٹھ کر چائے بنانے لگی، ماما بھی کچن میں آ گئیں۔

ماما آپ جاگ س نے پوچھا۔

بیٹا مجھے نیند گئیں _____ انہیں آئی، بڑی بے چینی تھی۔ بس سوتی جاگتی کیفیت میں رہی
نماز پڑھی، وظیفہ پڑھا۔ اب تمہاری آواز سنی تو ادھر آ گئی ہوں۔

آپ بیٹھیں میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔

دونوں نے چائے پی _____

آئینہ بولی _____ ماما میں چھوٹی آئینہ کو چھوڑنے جاؤں گی، تقریباً آٹھ بجے نکلونگی تب

تک وہ اٹھ جائے گی۔

میں بھی تیرے ساتھ جاؤں گی ماما بولی۔ اکیلے گھر میں میرا دل گھبرائے گا۔

وہ دونوں تیار ہو کر آئینہ کو ساتھ لئے موٹر میں آ بیٹھیں _____ آئینہ نے اپنی موٹر نکالی
اور سڑک پر ڈال دی۔

ایک گھنٹے بعد وہ لیلیٰ کے گھر پہنچ گئے، گھر کے باہر ایک ایمبولینس کھڑی تھی شاید توشہ آپی کی
طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے، آئینہ نے اپنی ماں سے کہا اور انہیں ہسپتال لے جانے کے لئے
ایمبولینس آئی کھڑی ہے۔

گاڑی پارک کر کے چھوٹی آئینہ کو اٹھائے وہ دروازے کے اندر آئی سیڑھیوں میں بیٹھی لیلیٰ
زاروقطار رو رہی تھی _____

لیلیٰ آپی _____ کیا ہوا _____ ؟

لیلیٰ اٹھ کر آئینہ کے گلے لگ گئی۔

اس نے ہمیشہ مجھے دھوکا دیا _____ ہمیشہ مجھے باتوں میں لگائے رکھا _____ وہ بھی
ماما کی طرح سکون سے جانا چاہتی تھی آؤ تمہیں دکھاؤں _____ وہ کتنی آسانی سے چلی گئی۔

وہ آئینہ جمال کو پکڑے ہوئے توشہ کے کمرے میں لائی _____

مگر رات کو تو وہ ٹھیک لگ رہی تھیں۔

وہ ہمیں مستقل دھوکا دے رہی تھی۔ جب میں تمہیں چھوڑنے کے لئے نکل گئی، تو اس نے مستعان
سے بہت باتیں کیں، پھر اسے کہا میرے پاس آ کر لیٹ جاؤ وہ آ گیا، تو کہنے لگی میرے سر کے نیچے اپنا
بازو رکھو۔۔۔۔۔مستعان نے بازو رکھ دیا _____

پھر وہ باتیں کرتی رہی۔۔۔۔۔باتیں کرتی رہی۔۔۔۔۔مستعان بھائی سنتے رہے _____

پھر بولی، اب تم سو جاؤ _____

وہ سو گئے _____ علی الصبح مستعان بھائی تو جاگ گئے، مگر وہ نہیں جاگی آئینہ آؤ
_____ تم اس کو جگاؤ _____

چھوٹی آئینہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھ کر رونے لگی تھی، اس پر جھکنے لگی تھی _____

لیلیٰ نے جلدی سے اسے اٹھایا، اور دہلیز میں بیٹھے مستعان کی گود میں دے دیا۔ وہ مستعان کی گود

میں جاتے ہی چپ کرگئی۔

آئینہ اور ماما تھوڑی دیر توشہ کے سرہانے کھڑی روتی رہیں ۔۔۔۔۔۔۔اس کے چہرے پر بڑا سکون تھا۔اب آئینہ جمال کو ان کی باتیں کی سمجھ آ رہی تھی _____

کل وہ بار بار کہہ رہی تھیں آئینہ تمہارا دلدار میرے پاس تمہاری امانت ہے ____ تمہارے دلدار کا دل میرے پاس امانت ہے _____

پھر جب انہوں نے ننھی آئینہ کو اس کی طرف بڑھایا تھا۔

تو کہا تھا _____ آئینہ میں دلدار کے بدلے میں تمہیں اپنی آئینہ دیتی ہوں۔

بار بار والہانہ انداز سے توشہ کبھی آئینہ جمال کو دیکھتی تھی اور کبھی روتے ہوئے مستعان کو دیکھتی تھی _____

پھر اس نے جاتی جاتی آئینہ کو دروازے سے بلایا تھا،اس کی پیشانی چوم کر کہا تھا۔

دلدار کا دل تمہاری امانت ہے اور یہ چھوٹی سی آئینہ _____ یہ میری امانت ہے۔

تمہارے پاس۔۔۔۔۔تمہارے پاس رہے گی؟

اور یہ چھوٹی سی آئینہ۔۔۔۔۔۔ یہ میری امانت ہے تمہارے پاس ۔۔۔۔۔سنبھال کر رکھنا۔۔۔۔۔۔

آئینہ جمال پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی _____

کل توشہ آپی بار بار کہہ رہی تھیں ۔۔۔۔۔تمہارا دل میرے پاس امانت ہے۔تمہارا دل میرے پاس امانت ہے۔۔۔۔۔۔

آہ توشہ آپی _____ ! اتنی جلدی ۔۔۔۔۔۔میرے دل کے ساتھ ساز باز کر لی؟

رات اس کو ساتھ لے کر میرے خواب میں آ گئیں _____ اس کے ہاتھوں چھوٹی آئینہ مجھے دلوادی۔

یہ جانے والے ایک پل میں گھل مل جاتے ہیں، پیچھے رہ جانے والے ۔۔۔۔۔فاصلوں کو ہی نہیں پاٹ سکتے ۔۔۔۔۔۔زندہ رہ جانے والے زندہ کب رہ جاتے ہیں۔۔۔۔؟

کچھ لوگ مر کر بھی زندہ رہ جاتے ہیں۔اور کچھ لوگ جیتے جی مر جاتے ہیں _____

یہ کیسا دستور ہے مالک! یہ کیسا دستور ہے _____؟

جو کچھ وہ کہتا رہا _____ ہو کے رہا _____ جو میں سوچتی رہی ناممکنات میں چلا گیا۔

وہ چیخ چیخ کر روتی رہی۔۔۔۔۔۔

روتے روتے نظر اٹھا کر اس نے مستعان کی طرف دیکھا _____

مستعان کا چہرہ بڑا مغموم بڑا معصوم نظر آیا۔اس مسافر کی طرح منزل کے قریب جس کا زادِ راہ لٹ گیا ہو۔دیکھتے دیکھتے مستعان کے آزردہ چہرے میں دلدار کا شوخ چہرہ اتر آیا _____

اس سے پہلے تو وہ ہمیشہ مستعان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔تبھی اس کا اصل چہرہ نظر نہ آتا تھا اب اس چہرے کے پہلو میں دلدار کا دل دھڑک رہا تھا اب وہ دلدار کو اپنے اندر چھپائے بیٹھا تھا۔وہ بے اختیار بے تابی کے ساتھ مستعان کی طرف بڑھی _____

قریب آ کر دوزانو بیٹھ گئی۔چھوٹی آئینہ کو اس سے لے کر سینے کے ساتھ بھینچ لیا _____

پھر اپنی پیشانی روتے ہوئے مستعان کے کندھے پر رکھ دی _____ دلدار کی خوشبو چاروں طرف پھیل گئی۔۔۔۔۔وہ ہذیانی انداز میں بولنے لگی _____

دل۔۔۔۔۔۔تم جیت گئے۔۔۔۔دل۔۔۔۔۔۔تم جیت گئے۔۔۔۔۔۔

دل! میں ہار گئی،تمہارا یہ آخری سرپرائز میری موت سے بڑھ کر تھا۔

تم نے کیسے یہ بازی جیت لی _____؟

کس طرح اپنا دل مجھ تک پہنچایا _____؟

کیوں توشہ آپی کو ساتھ ملا لیا _____؟

کیوں؟ _____ کیوں _____؟ کیوں _____؟

یہ تم نے کیا کیا دل _____

یہ تم نے کیوں کیا دل _____

کس موڑ پہ لا کے مجھے کھڑا کر دیا _____

کس موڑ پہ آ کے مجھ سے ملے؟؟؟